مکتبہ بیت السلام
MAKTABA BAITUL-SALAM

قبروں کے فتنے
اور ان کی بدعتیں

ڈاکٹر صالح بن مقبل العصیمی التمیمی

مکتبہ بیت السلام

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ بیت السلام
MAKTABA BAITUL-SALAM

قبروں کے فتنے اور ان کی بدعتیں

ڈاکٹر صالح بن مقبل العصیمی التمیمی

مکتبہ بیت السلام مئوناتھ بھنجن یوپی الہند

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : قبروں کے فتنے اور ان کی بدعتیں

تالیف : ڈاکٹر صالح بن مقبل العصیمی التمیمی

طابع وناشر : مکتبہ بیت السلام مئوناتھ بھنجن یوپی الہند

سال اشاعت : اپریل ۲۰۱۳ء

صفحات : 496

ملنے کا پتہ

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.. (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com

القرآن پبلیکشنز سری نگر	مکتبہ دار السلام سری نگر، مکتبہ مسلم سری نگر
اسلامک بک سروس سری نگر	مکتبہ المعارف ممبئی، عمری بک ڈپو ممبئی
ھدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس حیدر آباد	مکتبہ الاثر پرانی حویلی حیدر آباد
دکن ٹریڈرس مغل پورہ حیدر آباد	مکتبہ دار السلام اننت ناگ کشمیر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مترجم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین. أمابعد

رمضان المبارک 1426ھ کے آخری عشرہ میں عزیز القدر حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ فاضل ریاض یونیورسٹی حال مدرس جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے ساتھ ان کے کسی دیرینہ دوست کے ہاں افطاری کا پروگرام تھا جب ہم ریاض کی ایک جامع مسجد میں پہنچے تو وہاں خطیب کے کمرہ میں ایک نہایت چاک و چوبند، کشادہ پیشانی، میانہ قد، متوازن جسم رکھنے والے خوبصورت نوجوان نے مسکراتے ہوئے خندہ پیشانی سے ہمارا استقبال کیا تعارف پر معلوم ہوا کہ یہ ریاض کے ابھرتے ہوئے شعلہ نوا خطیب اور علوم اسلامیہ میں تبحر کی منزلیں طے کرنے والے شیخ ابوعبد الالہٰ صالح بن مقبل العصیمی التمیمی ہیں۔ جو اس حجرہ میں اعتکاف بیٹھے ہوئے ہیں۔ اتنی دیر میں اذان مغرب ہوئی افطاری کا پرگرام چلا اور نماز کیلئے مسجد میں چلے گئے نماز کے بعد اسی نوجوان خطیب نے تقریباً دس منٹ کا مختصر درس دیا مگر سمندر کو کوزے میں بند کر دیا اور یہ درس اس قدر علم و ادب کا مرقع اور تحمس و جرأت کا مظہر تھا کہ ہم حیران تھے کہ اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو عربی خطابت اور علم نیز جرأت کے بیک وقت شاہکار ہیں نماز اور درس سے فراغت کے بعد پھر مختصر مجلس ہوئی اس دوران انہوں نے ہمیں اپنی تصنیفات کا ایک ایک سیٹ تحفہ کے طور پر عنایت فرمایا، ان کتابوں پر نظر ڈالتے ہی دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ پوری دنیا خصوصاً عالم اسلام اور پھر بالخصوص پاکستان میں جس قدر شرک و بدعت اور قبر پرستی کا رواج ہے جو دن بدن بڑھتا جا رہا ہے وہاں ان کتابوں میں سے "بدعات القبور" کا ترجمہ ہونا چاہیے۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب سے مشورہ کے بعد ہم نے شیخ محترم سے ترجمہ کی اجازت چاہی تو انہوں نے فرمایا ایک اور ادارہ نے بھی اس سلسلہ میں بات کی تھی لیکن میں تمہیں اجازت دیتا ہوں اب کسی اور کو اس کے ترجمہ کی اجازت نہ ہوگی۔ مجلس برخاست ہوئی بعد ازاں ہم نے شیخ کی اجازت سے ... پر تپاک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انداز میں الوداع کہا۔

چند دن بعد ہم پاکستان تھے جب کتاب کا تفصیلی مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ کتاب اپنے مندرجات کے اعتبار سے واقعی اس قابل ہے کہ اس کا ترجمہ ہونا چاہیے کہ اس موضوع پر آج تک جتنی بھی کتابیں لکھی گئی ہیں یا کم از کم راقم کے مطالعہ میں آئی ہیں یہ کتاب فتنہ قبر پرستی پر سب سے زیادہ مستند اور جامع ہے لہذا اللہ تعالیٰ کے نام سے ترجمہ کا آغاز کر دیا مگر دوران ترجمہ محسوس ہوا کہ کام اتنا آسان نہیں جتنا محسوس کر کے شیخ صاحب سے کہا تھا کہ جلد ہی ترجمہ ہو جائے گا بہر حال اپنی دیگر مصروفیات کی بنا پر قدرے تاخیر سے ترجمہ مکمل ہوا اب اس کی اشاعت کا مرحلہ کب آتا ہے یہ بھی اس کے ''کن'' کا تابع ہے (قد جعل اللہ لکل شئی قدرا)

تاہم دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف اور ہم سب کی اس کوشش کو قبول و منظور فرمائے اور ہمیں ہر کام میں اخلاص کی توفیق دے اور اس کتاب کو شرک و بدعت اور ضلالت و جہالت میں مبتلا حضرات کیلئے شمع توحید بنائے کہ وہ ظلمات شرک سے نکل کر توحید کی طرف آسکیں۔

ان سطور میں اگرچہ توحید کی اہمیت وضرورت اور اسکی افادیت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ شرک و بدعت کی ہلاکت خیزی اور تباہ کاری کا بیان بھی ضروری ہے اور یہ کہ قبل از اسلام شرک کی جملہ صورتیں آج کس طرح پہلے سے بھی زیادہ سنگین اور خطرناک کیفیت سے مسلم معاشرہ میں پیدا ہو چکی ہیں اور ان کی بنا پر مسلمان صحیح عقیدہ اور خالص توحید سے کتنا محروم ہو چکا ہے یہ سب کچھ تفصیل کا متقاضی ہے اور یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ شرک و بدعت کے جو مظاہرے اور نمونے موسمی طور پر قبروں اور مزاروں پر ہوتے ہیں اور جہاں بعض علماء سوٗ اور بدکار مجاوروں کے کہنے پر لوگ اپنی متاع دین و دنیا لٹا رہے ہیں اس کا انجام کیا ہے لیکن یہ تمام چیزیں کافی حد تک تقاریظ کتاب کے ضمن اور خود کتاب میں آچکی ہیں اور ہم نے اسے نظر انداز کر دیا ہے۔

البتہ اس موقعہ پر یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ ہم نے کتاب کا ترجمہ کرتے وقت تحت اللفظ کی بجائے محاورہ اور تسلسل عبارت کو پیش نظر رکھا ہے اور بعض جگہ علمی یا فنی مباحث میں بایں وجہ اختصار سے بھی کام لیا گیا ہے کہ ان مصطلحات کی تفصیل کا عامۃ الناس کو فائدہ نہ تھا اسی طرح حواشی کو بھی ہم نے من وعن انہی مراجع اور مصادر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اعتبار سے درج کیا ہے جو مصنف کے پیش نظر ہیں نیز مصنف نے حواشی میں جن رجال اور مراجع کا تعارف لکھا ہے ہم نے انہیں بھی اختصار سے درج کیا ہے کہ قارئین استفادہ کرسکیں تاہم جو بھی اختصار کیا گیا ہے اس میں یہ مدنظر رکھا گیا کہ اس سے نہ مفہوم بدلے اور نہ ہی قاری کتاب کسی اشکال میں مبتلا ہو۔ اسی طرح بعض جگہ عبارت کا لفظی ترجمہ کرنے کی بجائے ہم نے ترجمانی کو ترجیح دی ہے۔ اسی طرح عربی اور اردو زبانوں میں جو تراکیب کا بنیادی فرق ہے ہم نے اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے ترجمہ کو سلیس انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ کتاب کے کماحقہ ترجمہ وتفہیم سے ہم کس قدر عہدہ برآ ہوئے اور ان مقاصد میں ہم کس حد تک کامیاب رہے اس کا فیصلہ تو قارئین کرام ہی کریں گے ہم نے اپنی طالب علمانہ کوشش میں جو کچھ کیا ہے اس میں خطاء و نسیان خارج از امکان نہیں اور اس کی نسبت ہماری طرف ہی ہونی چاہیے تاہم جو کچھ صحیح اور درست ہے وہ سب کا سب اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسکی توفیق خاص سے ہوا ہے۔ اللھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ آمین۔

ابوالحسنین۔ 3 محرم 1427ھ

ABU UMAIMAH OWAIS

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَهْدِيهِ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَتُوبُ إِلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ۔ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، صَلَّى اللّٰهُ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَالتَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا۔ أَمَّا بَعْدُ۔

کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کرسکتا کہ آنحضرت ﷺ اس دین حنیف کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکمل کیے جانے کے بعد اس دنیا کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ......الرفیق الاعلیٰ......سے جا ملے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا" (المائدہ ۳)

آج کے دن میں نے تمھارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے میں نے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے۔

چنانچہ دین شروع سے ہی مکمل ہے اور کسی قسم کی زیادتی کا محتاج نہیں لہذا اس دین میں کسی قسم کی بدعات جاری کرنے کی بھی ضرورت نہیں اور نہ ہی بدعات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے تقرب کی ضرورت ہے اور جس شخص نے بھی بدعت جاری کی اور اسے مستحسن سمجھا۔ گویا وہ ایک زائد شریعت لایا اور اس نے شریعت اسلامی کو ناقص قرار دیا بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی غلطی کی اصلاح اور نقص کی تلافی کی ہے۔

لیکن دشمنان اسلام نے بعض لوگوں کے لئے بعض بدعات کو بڑا خوبصورت بنا کر پیش کیا ہے اور نہایت پرفریب انداز میں اُن کا اظہار کیا ہے اور ان کو زہد وتقویٰ اور قربت الٰہی نیز محبت رسول ﷺ کے لبادہ میں پیش کیا ہے جس سے ان دشمنان اسلام کا مقصد صرف دین کے حلیہ کو بگاڑنا اور شریعت کے مقابلہ میں بدعت کو لا کھڑا کرنا ہے تا کہ سنتیں اجنبی بن جائیں اور ان کی جگہ بدعت کو مل جائے۔

بلاشبہ ان بدعات کو رواج دینے والے علماء سوء اور وہ ارباب سلوک وتصوف ہیں جنہوں نے اس طریقہ واردات کو لوگوں پر اپنی سرداری، اور مال بٹورنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ یہاں تک کہ یہ بدعات پورے عالم اسلام میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خشک گھاس میں آگ کی طرح پھیل گئی ہیں اور عامۃ الناس ان کو ایسے شرعی احکام سمجھنے لگے ہیں جن پر عمل بہت ضروری ہے باوجودیکہ ایسے لوگ اکثر شریعت سے ثابت شدہ سنتوں کو ترک کئے ہوئے ہیں۔

چنانچہ سنت سے وابستگی اور بدعت کا مقابلہ ایسا معاملہ ہے جو تمام مسلمانوں پر واجب ہے بالخصوص طالب علموں اور علماء پر بہت ضروری ہے اسی بناء پر میں نے اس موضوع پر لکھنے کو پسند کیا یعنی عقیدہ اہلِ سنت والجماعت کی روشنی میں بدعات قبور کا تنقیدی جائزہ۔

بحث کی مشکل:-

قبروں سے متعلقہ مسائل پر قرآن وسنت کے واضح دلائل ہونے کے باوجود موجودہ دور میں اکثر مسلمان اس ضمن میں بہت سی مخالفتوں میں مبتلا ہیں حتی کہ بعض قسم کی مخالفت تو کفر صریح کے ضمن میں آتی ہے جیسے مردوں کو پکارنا، ان سے مدد طلب کرنا وغیرہ، عالم اسلام کے جن ممالک میں ایسی بدعات پھیلی ہوئی ہیں ان کی سیاحت وزیارت کرنے والا اور جستجو رکھنے والا، ان قبروں پر لاتعداد زائرین دیکھے گا اور ان میں ایسی مخالفات اور عادات پائے گا جو قطعاً اس توحید کے مخالف ہیں جس کی انبیاء علیہم السلام نے دعوت دی ان تمام امور نے مجھے اس موضوع پر لکھنے پر مجبور کیا۔

اسباب تالیف:-

اس موضوع پر قلم کو جنبش دینے کے بہت سارے اسباب ہیں جن میں چند مندرجہ ذیل ہیں۔

ا:- اکثر ممالکِ اسلامیہ میں قبروں سے متعلق عقیدہ کی سطح پر بدعات کا رواج، حتّٰی کہ جن کی وجہ سے بہت سی سنتیں ختم ہوگئیں تو مجھے دلچسپی ہوئی کہ عقیدہ-توحید-کو شرک کی آلائشوں سے پاک کرنے میں اپنا حصہ ڈالوں۔

۲:- بعض ایسے امور کی تحقیق جن کے حکم میں علماء کرام کا اختلاف ہے مثلاً عورتوں کا قبروں کی زیارت کا حکم۔

۳:- بعض ایسی بدعات کی طرف اشارہ کرنا جن کا اس موضوع پر لکھنے والے اکثر علماء نے ذکر نہیں کیا مثلاً میت کی ہڈیوں کا چوسنا، قبرستان میں پھیلی ہوئی بوٹی کا کھانا وغیرہ۔

۴:- عالم اسلام میں پائے جانے والے مزارات ومشاہد جو کم ہونے کی بجائے بڑھ رہے ہیں۔ یہ مزارات انبیاء علیہم السلام کے ہوں یا عام نیک انسانوں کے یا کسی دوسرے کے، یہ حالات ایسے ہیں کہ سنتوں اور واجبات کو بچانے اور شرک وبدعت نیز محرمات کو ختم کرنے کے لئے کسی ایسی کتاب کی تصنیف واشاعت کو ضروری بنا دیتے ہیں جو اس موضوع پر خصوصی کتاب ہو جس سے سنتوں اور واجبات کے ضائع ہونے اور شرک وبدعت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز محرمات کے ارتکاب جیسے فساد و بگاڑ اور خطرناک نتائج کا علاج ہو سکے اور اسی بات نے اس عمومی مصیبت تک پہنچایا ہے۔

۵:- اس موضوع پر کسی جامع اور شامل و کامل بحث کا نہ پایا جانا جس میں تمام پہلوؤں کا احاطہ ہو اور مختلف مسائل جمع کر دیئے گئے ہوں کیونکہ اس موضوع سے متعلقہ جملہ مسائل یا تو مختلف کتابوں میں دیکھنے کو ملتے ہیں یا پھر ایسی کتاب میں جو صرف کسی ایک پہلو پر لکھی گئی ہو جیسے قبروں پر عمارت بنانا اور وہاں بھی یا تو کسی بحث و تمحیص اور تجزیہ و استدلال کے بغیر کسی راجح قول کو ذکر کر دیا جاتا ہے یا صرف کسی فتویٰ کو نقل کر دینے کو کافی سمجھ لیا جاتا ہے۔ جس سے متلاشیانِ علم کو بڑا محدود فائدہ پہنچتا ہے یا پھر ترتیب و تنظیم کا بڑا فقدان ہوتا ہے۔ چنانچہ میں دعویٰ تو نہیں کرتا کہ میں ان سارے مقاصد کو پورا کرونگا تاہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کی کوشش ضرور ہوگی۔

۶:- طالب علموں کیلئے اس موضوع کو عام دسترس میں لانے اور اس کے احکام کو آسان فہم بنانے کی کوشش کرنا تاکہ وہ بھی بدعات کے خلاف جدوجہد میں شریک ہو سکیں۔

دائرۂ بحث:-

ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنی اس بحث کو قبروں سے متعلقہ بدعات تک ہی محدود رکھیں گے اور قرآن و سنت نیز اجماع علماء امت سے دلائل کے ساتھ عقیدہ اہل سنت والجماعت کی روشنی میں ان بدعات کا رد کریں گے۔ اور بعض اسلامی ممالک میں اس مشقِ بدعت کا باہمی ربط بھی بیان کریں گے۔

اسلوب بحث:-

۱:- قبرستان اور قبروں میں عقیدہ سے متعلق مشہور بدعات کا ائمہ کرام اور بعض علماء کے اقوال سے شہادت کے ساتھ بیان کرنا کہ واقعتاً یہ بدعت ہے جس کا قرآن و سنت اور اجماع میں کوئی ذکر نہیں۔

۲:- بقدر استطاعت، علماء کرام کے مابین اختلافی امور کی تحقیق۔

۳:- آیاتِ قرآنیہ کا قرآن مجید میں مقامات کی نشاندہی کرنا، احادیث و آثار کی اصل کتابوں سے تخریج، البتہ اگر کوئی حدیث بخاری و مسلم کی ہوگی تو صرف صحیحین کی تخریج کو ہی کافی سمجھا جائے گا، اگرچہ بسا اوقات کسی اور فائدہ کے پیشِ نظر کسی دوسرے ماخذ کو بھی ذکر کر دیا جائے گا۔ تاہم ان کے علاوہ اگر کوئی حدیث ہوگی تو اس کی کسی متخصص یا محقق کے حکم کے ساتھ تخریج کی جائے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴:- بدعتی کے حکم کو جاننے کی اہمیت کے پیشِ نظر اور عالم و جاہل اور تاویل کرنے والے کے درمیان فرق کرنے کیلئے یا فعل و فاعل کے درمیان فرق کی بنا پر میں نے تمہید کو لمبا کر دیا ہے تا کہ قاری آسانی سے ان معاملات تک رسائی پا سکے جس پر شرکِ اکبر کا حکم لگایا گیا ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ لوگوں کے درمیان احکام کے فرق کو سمجھا جائے کہ جہالت و دانستگی اور تاویل و تعمد کا ارتکاب کرنے والے میں فرق ہے اس وجہ سے میں نے تمہید کو قدرے طویل کر دیا ہے تا کہ قاری کسی واضح نتیجہ تک پہنچ سکے۔

۵:- بعض فصلوں میں دلائل کو بحث کے آغاز ہی میں ذکر کر دیا گیا ہے کہ تکرار نہ ہو بنا بریں جب کسی ایک امام کا قول ہم نقل کریں گے جس نے اپنے قول پر دلائل سے استدلال کیا ہو گا تو وہاں ہم کہہ دیں گے کہ اس نے سابقہ دلائل سے استدلال کیا ہے۔ یہ سب کچھ حتی الامکان تکرار سے بچنے کے لئے ہے۔ ایسا ضروری تو نہیں تاہم کوشش ہو گی کیونکہ بعض مباحث میں اس اسلوب کو اختیار نہیں کیا جو بہت کم جگہ پر ہے جس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ وہاں وہ دلائل جن سے استدلال کیا گیا ہے زیادہ نہیں ہوں گے۔

۶:- ہم نے ایسے مسائل پر زیادہ تفصیلی بحث نہیں کی جن پر تفصیلی کتابیں یا عام دستیاب مختصر کتب موجود ہیں جیسے وسیلہ کا مسئلہ ہے اور اس سے متعلقہ ان کے شبہات ہیں ایسی جگہ پر بعض مشہور شبہات کے رد اور جائز و ناجائز وسیلہ کو بیان کرتے ہوئے نہایت اختصار پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ تاہم ایسے موضوعات پر خصوصی کتابوں کی طرف اشارہ کر دیا گیا۔

۷:- بعض مباحث کو لغوی و اصطلاحی تعریفات سے شروع کیا گیا ہے۔

۸:- نفسِ رسالہ میں جن علماء کے نام آئے ہیں ان کا ترجمہ و حالات لکھ دیے گئے ہیں۔

۹:- جو کلام علامت نص کے درمیان ہو گی وہ بعینہ نقل ہو گی اگر اس عبارت میں معمولی رد و بدل بھی ہو تو حاشیہ میں اس وضاحت سے اشارہ کر دیا گیا ہے کہ اس میں تصرف کیا گیا ہے البتہ جب کوئی عبارت بالمعنیٰ نقل ہو گی یا زیادہ تصرف سے تو وہ علامت نص کے درمیان نہیں ہو گی بلکہ "ملاحظہ فرمائیے" کے الفاظ سے حوالہ دیدیا گیا ہے۔

۱۰:- مراجع و مصادر کا حاشیہ ہی میں مکمل تعارف کرا دیا گیا ہے البتہ جب مراجع کا تکرار ہو گا تو صرف کتاب کا نام مع جزء و صفحہ ذکر کیا جائے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہید

پہلی بحث

بدعت کی تعریف

مقصد اول:- بدعت لغۃً: لغت میں بدعت کے دو معنی ہیں۔

(ا):- ایسی نئی چیز جس کی پہلے مثال نہ ہو، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ" (1)

فرما دیجئے میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں۔

چنانچہ جو شخص ایسا کام کرے جس کی پہلے مثال نہ ہو تو اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ "قد ابتدع" تحقیق اس نے نیا کام کیا ہے۔ اور ایسے موقعہ پر ہی کہا جاتا ہے کہ "فلان بدع فی ھذاالامر فلاں نے اس کام میں نئی بات کی ہے جس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے یہ کام کیا اس سے پہلے کسی نے بھی ایسا کام نہیں کیا۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا" (2)

"اور رہبانیت (ترک دنیا) جسے ان لوگوں نے خود ایجاد کیا"

اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی یہ صفت بیان فرمائی۔

"بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ" (3)

وہ زمین وآسمان کا ابتداءً پیدا کرنے والا ہے۔

---

(1) سورۃ الاحقاف آیت نمبر 9۔ (2) سورۃ الحدید آیت نمبر 27

(3) سورۃ البقرۃ آیت نمبر 177۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ اس نے ان کو کسی سابقہ مثال کے بغیر پیدا کیا، جس سے ہمیں معلوم ہوا کہ عرب کے ہاں (بدعت کا) یہ پہلا معنی موجود ہے۔

(۲):۔تھکاوٹ و ملال اور پستی وانقطاع ہے جیسے جب اونٹ راستہ میں کمزوری یا بیماری اور ملال وتھکاوٹ کی وجہ سے بیٹھ جائے تو کہتے ہیں "أَبْـدَعَـتِ الإِبِـلُ"یعنی اونٹ تھکاوٹ وغیرہ کی وجہ سے بیٹھ گیا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے:

"اِنَّ رَجُلاً قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه اِنِّىْ أُبْدِعَ فَاحْمِلْنِىْ"(1)

ایک آدمی نے کہااے اللہ کے رسول ﷺ میں تھک گیا ہوں مجھے سوار کر لیجئے۔

جس سے واضح ہوا کہ اس دوسرے معنی کا نتیجہ بھی پہلا معنی ہی ہے۔ چنانچہ سواری جب تھک کر راستہ میں بیٹھ جائے تو کہتے ہیں "أَبْـدَعَـتِ الرَّحْلَةُ"سواری-تھک کر- بیٹھ گئی۔ جواس بات کی دلیل ہے کہ اس کو جوتھکاوٹ اب لاحق ہوئی ہے وہ پہلے نہ تھی۔اور یہ معاملہ اب ہوا ہے۔کیونکہ عموماً سواری کا کام راستہ میں چلنا ہوتا ہے-بیٹھنا نہیں-۔

مقصد ثانی:۔"بدعت" اصطلاحاً

اصطلاحی طور پر بدعت کی تعریف میں علماء کا اختلاف ہے۔بعض نے اسے سنت کے مقابلہ میں رکھا ہے اور بعض نے اسے کسی تخصیص کے بغیر عام رکھا ہے۔یعنی ہر اس چیز پر بدعت کا اطلاق ہوتا ہے جو نبی ﷺ کے زمانہ کے بعد ایجاد ہوئی ہو قطع نظر اس سے کہ وہ اچھا فعل ہے یا برا، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا قول:۔بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ ہر وہ چیز جو پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد وجود میں آئی ہو وہ بدعت ہے خواہ وہ قابلِ تعریف ہو یا قابلِ مذمت۔

(۱) مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل اعانۃ الغازی فی سبیل اللہ، حدیث نمبر 1893۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت امام شافعی (1) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

بدعت دو قسم کی ہے۔ ایک قابل تعریف اور ایک قابل مذمت یعنی بدعت محمودہ اور بدعت مذمومہ۔ گویا جو سنت کے موافق ہو وہ محمودہ ہے اور جو سنت کے مخالف ہو وہ مذمومہ ہے۔ (2)

علامہ امام عز بن عبد السلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بدعت وہ فعل ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دورِ اقدس میں معلوم نہ ہو۔ (3)

امام ابن اثیر رحمہ اللہ نے نھایہ (4) اور امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں یہی موقف اختیار کیا ہے۔ (5)

ان کے اس قول کی وجہ اور سبب تراویح سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد ہے کہ:

"نعم البدعة هذه" (6) یہ بہترین نیا کام ہے۔

دوسرا قول:۔ اس موقف کے قائلین کے مطابق ہر وہ چیز جو سنت کی مخالف ہو وہ بدعت ہے۔ چنانچہ امام شاطبی رحمہ اللہ اسی طرف گئے ہیں جیسا کہ انہوں نے بدعت کی تعریف میں فرمایا ہے:

---

(1) امام شافعی مشہور ائمہ اربعہ میں سے ایک ہیں جن کا نام محمد بن ادریس ابو عبد اللہ الشافعی ہے۔ آپ 150ھ میں پیدا ہو کر 204ھ کو 54 سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ آپ اپنے زہد و تقویٰ اور حسن سیرت میں مشہور تھے۔ آپ کا مذہب آج بھی مشہور ہے۔ (سیر أعلام النبلاء، ص 10 ج 5) (2) فتح الباری، ص 253 ج 13۔

(3) قواعد الاحکام فی مصالح الانام، ص 172 ج 2، یہ مشہور شافعی فقیہ وامام عبد العزیز بن عبد السلام دمشقی کی کتاب ہے۔ آپ 577ھ کو پیدا اور 660ھ کو فوت ہوئے۔ (البدایہ، ص 223 ج 13، طبقات الشافعیۃ، ص 209 ج 8)

(4) النھایہ فی غریب الحدیث، ص 106 ج 1، تصنیف امام محمد بن محمد بن عبد الکریم الشیبانی جو بہت بڑے محدث اور لغوی تھے۔ آپ 544ھ میں پیدا اور 606ھ میں فوت ہوئے آپ کی مشہور کتاب جامع الاصول فی احادیث الرسول ہے۔ (بدایہ، ص 52 ج 13)

(5) المنھاج فی شرح مسلم بن الحجاج، ص 1105 طبع بیت الافکار ریاض امام یحییٰ بن شرف بن مری النوری الشافعی مشہور محدث وفقیہ ہیں۔ وہ اپنے زہد و تقویٰ میں بہت مشہور تھے۔ آپ کی مشہور تصانیف میں ریاض الصالحین اور اربعین نوویہ بھی ہیں۔ آپ 631ھ میں پیدا اور 676ھ میں فوت ہوئے (طبقات الشافعیۃ، ص 395 ج 8)

(6) الجامع الصحیح للبخاری، کتاب صلاۃ التراویح باب فضل من قام رمضان، حدیث نمبر 2010۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"إِنَّهَا طَرِيقَةٌ فِي الدِّيْنِ مُخْتَرَعَةٌ تُضَاهِي الشَّرْعِيَةَ،يُقْصَدُ بِالسُّلُوكِ عَلَيْهَاالْمُبَالَغَةُ فِي التَّعَبُّدِلِلّٰهِ سُبْحَانَهُ".(1)

(بدعت) دین میں ایسا ایجاد کردہ طریقہ ہے جو شریعت سے مشابہ ہو جس پر چلنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مبالغہ آرائی ہو۔

پھر فرماتے ہیں:

یہ (قول) اس کی رائے کے مطابق ہے جو عادات کو بدعت کے معنی میں نہیں لیتا۔(2)

اور اسی کو شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے ثابت کیا ہے۔ چنانچہ آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ہم نے سنت و بدعت کے قاعدہ میں ثابت کیا ہے کہ دین میں بدعت وہ ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مشروع قرار نہ دیا ہو اور آپ نے اس کے واجب یا مستحب ہونے کا حکم نہ دیا ہو۔ البتہ جس کے واجب یا مستحب ہونے کا حکم دیا گیا ہو اور یہ حکم شرعی دلائل سے ثابت ہو جائے تو وہ دین سے ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے شریعت بنایا ہے۔ اگر چہ اس کی بعض جزئیات سے حکمران اختلاف ہی کیوں نہ کریں۔ ایسا کام خواہ نبی ﷺ کے زمانہ میں ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ چنانچہ آپ ﷺ کے بعد مرتدین، خوارج جیسے باغی اور فارس و روم نیز تُرک سے جہاد اور یہود و نصاریٰ کا جزیرہ سے نکالنا وغیرہ آپ کے حکم سے تو نہیں مگر یہ سب کچھ سنت ہیں۔"

اسی وجہ سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے تھے:۔ (3)

"رسول ﷺ نے سنتیں قائم کی ہیں جس پر عمل اور ان کی اتباع کتاب اللہ کی تصدیق اور اس کی اطاعت کی تکمیل ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے دین پر مضبوطی کا مظہر ہے کسی کو بھی اسے تبدیل کرنے یا اس کی مخالف رائے کی

---

(1) الاعتصام، ص 50 ج 1 ۔ امام ابراہیم بن موسیٰ الشاطبی المتوفی 790ھ۔

(2) الاعتصام، ص 51 ج 1۔

(3) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ مشہور اموی خلیفہ ہیں جن کو ان کے عدل و انصاف اور زہد و تقویٰ کی بنا پر خلیفہ راشد بھی کہتے ہیں۔ آپ 63ھ میں پیدا ہوئے اور 93 سال کی عمر میں 101ھ میں وفات پائی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف دیکھنے کی بھی اجازت نہیں۔ جس نے اس (سنت) کو اختیار کیا وہ ہدایت یافتہ ہے اور جس نے بھی اس (سنت) سے مدد لی وہ کامیاب ہے۔ البتہ جس نے اس (سنت) کی مخالفت کی اور اہل ایمان کے راستہ کے خلاف چلا۔ اسے اللہ تعالیٰ اس کی منزل تک پہنچائیں گے۔ اور اسے جہنم رسید کریگا جو بہت برا ٹھکانا ہے۔

لہذا نبی ﷺ کے خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی "سنت" یہ ہے کہ جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا اور اس پر تفصیلی شرعی دلائل ہوں جن (کے بیان) کا موقعہ نہیں"۔ (1)

اس موقف کے حاملین حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں جس میں آتا ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو آپ کی آنکھیں مبارک سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی اور آپ کے غصہ میں تیزی آجاتی گویا کہ آپ کسی لشکر سے ڈراتے ہوئے کہہ رہے ہیں۔ کہ یہ لشکر تم پر علی الصبح یا شام حملہ آور ہونیوالا ہے۔ آپ ﷺ اپنی تشہد والی اور درمیانی انگلیوں کو ملاتے ہوئے فرماتے: میں اور قیامت اس طرح جڑواں بھیجے گئے ہیں۔ اور پھر ارشاد فرماتے بیشک بہترین کلام اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور بہترین نمونہ ہدایت محمد ﷺ کا نمونہ ہدایت ہے۔ اور بدترین کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ پھر فرماتے: میں ہر ایماندار کی جان سے بھی زیادہ اس کا قریبی ہوں۔ جو کوئی مال چھوڑ جائے وہ اس کے ورثاء کا ہے اور جو قرض یا بچے چھوڑے ان کی پرورش اور ان کا خرچ مجھ پر ہے"۔(2)

اسی طرح حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع اور موقوف روایت سے بھی استدلال کیا گیا ہے۔ جس میں آپ رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(1) مجموع الفتاویٰ، ص 108-107 ج 4، یہ شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن عبدالحلیم ابوالبرکات ابن تیمیہ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ آپ بہت بڑے مجاہد، محدث، فقیہ اور مناظر تھے اور زہد و تقویٰ اور حسن سیرت میں بھی باکمال درجہ رکھتے تھے۔ آپ سنہ 661ھ میں پیدا ہوئے اور قلعہ دمشق کی جیل میں سنہ 727ھ کو وفات پائی۔ آپ کی مشہور تصانیف میں منہاج السنۃ، درء تعارض العقل والنقل بھی ہیں۔

(2) الصحیح لامام مسلم، کتاب الجمعۃ، باب تخفیف الصلاۃ والخطبۃ، حدیث 867

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بیشک دو چیزیں ہیں ایک کلام دوسرا نمونہ۔ بہترین کلام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور سب سے عمدہ ترین نمونہ محمد ﷺ کا نمونہ ہے خبردار تم نت نئے کاموں (بدعات) سے بچو کیونکہ بدترین کام ایجادات ہیں اور ہر ایجاد بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے" (۱)

اسی طرح حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بھی استدلال کیا جاتا ہے جس میں آپ فرماتے ہیں:

"ایک دن نبی ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر نہایت عمدہ وعظ فرمایا کہ اس سے آنکھیں نم ہوگئیں دل نرم پڑ گئے، کسی کہنے والے نے عرض کیا: یارسول ﷺ یہ تو الوداعی وعظ معلوم ہوتا ہے۔ آپ ہم سے کیا عہد و پیمان لینا چاہتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں تقویٰ خداوندی اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت وفرمانبرداری کی وصیت کرتا ہوں خواہ تم پر کسی حبشی غلام ہی کو حاکم کیوں نہ بنا دیا جائے۔ پس جو بھی تم میں سے زندہ رہے گا بہت اختلافات دیکھے گا تم پر میری اور ہدایت یافتہ، راست باز خلفاء کی سنت لازم ہے تم اسے مضبوطی سے تھامنا اور اسے دانتوں (داڑھوں) سے دبائے رکھنا اور خود کو (دین میں) نئے کاموں (ایجادات) سے بچائے رکھنا کہ ہر ایجاد بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے"۔(2)

اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد ہے کہ:

"اِتَّبِعُوْا وَلَا تَبْتَدِعُوْا فَقَدْ كُفِيْتُمْ" (3)

تم پیروی کرو ایجاد نہ کرو یہی تمہیں کافی ہے۔

---

(1) مقدمہ سنن ابنِ ماجہ، حدیث 46۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف کہا ہے۔

(2) مسند احمد، ص 126 ج 2 طبع دار الفکر، سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب لزوم السنۃ مع العون، ص 358 ج 12۔ طبع، دار الفکر۔ صحیح سنن ابنِ ماجہ، ص 13 ج 1 طبع مکتبہ معارف الریاض ارواء الغلیل حدیث نمبر 2455۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔(3) مجمع الزوائد للہیثمی، ص 181 ج 1، ورجالہ رجال الصحیح۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقصد ثالث:- تجزیہ:

بدعت کی یہ تقسیم کہ وہ اچھی ہے یا بری اور قابل تعریف ہے یا قابلِ مذمت۔ شریعت سے ثابت نہیں کیونکہ یہ تکمیل دین کے متضاد ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ. اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا" (1)

آج کفار تمہارے دین سے ناامید ہو گئے، خبردار تم ان سے نہ ڈرنا اور مجھ سے ڈرنا، آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنا انعام پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو (بحیثیت) دین پسند کر لیا"۔

چنانچہ کسی انسان کے عمل کو اچھا اور مستحسن کہنے کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ کام اس کمال دین پر زیادتی اور اضافہ ہے۔ اور یہ کہ دین آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ناقص تھا۔ حالانکہ یہ عقیدہ کسی کا بھی نہیں۔

البتہ نماز تراویح سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو ارشاد ہے۔ وہ محض لغوی طور پر ہے شرعی - یا اصطلاحی - طور پر نہیں کیونکہ لغتِ عرب میں بدعت کا لفظ ہر اس کام پر بولا جاتا ہے جس کی مثال پہلے نہ ہو، البتہ جب کسی کام کا استحباب یا اس کا وجوب نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے آپ ﷺ کی وفات کے بعد ثابت ہو۔ یا اس پر مطلقاً دلالت پائی جائے۔ اور پھر وہ کام مٹ جائے اور متروک ہو جانے کے بعد دوبارہ شروع ہو جائے تو ایسے کام پر لغوی طور پر بدعت کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس پر عمل کی ابتدا اب ہوئی ہے۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ نمازِ تراویح کوئی نئی ایجاد نہ تھی بلکہ آنحضرت ﷺ کی ثابت شدہ سنت ہے۔ جسے آپ ﷺ نے رمضان المبارک کے ابتدائی تین ایام میں باجماعت پڑھا ہے۔ (2)

اور جب لوگ زیادہ ہو گئے اور مجمع بڑھ گیا تو آپ ﷺ نے ازراہ رحمت وشفقت (نمازِ تراویح کیلئے

---

(1) سورۃ المائدۃ آیت نمبر 3۔

(2) یہ واقعہ ابتدائے رمضان کا نہیں بلکہ آخری عشرہ کے اختتام کا ہے جیسا کہ صحیحین اور سنن کی روایات سے معلوم ہوتا ہے: مترجم۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس آنا مناسب نہ سمجھا تا کہ یہ (نمازِ تراویح) ان پر فرض نہ ہو جائے۔
اور جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے وضاحت بھی فرمادی کہ:

"إِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ وَلٰكِنْ خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجَزُوا عَنْهَا"(1)

یعنی مجھ پر آپ حضرات کا یہاں رکنا پوشیدہ نہیں تھا البتہ مجھے یہ اندیشہ تھا کہ کہیں تم پر (یہ نماز) فرض نہ کردی جائے اور پھر تم اس (کی ادائیگی) سے عاجز آ جاؤ۔

گویا آپ ﷺ نے اپنی نمازِ تراویح کیلئے نہ آنے کی وجہ بیان فرمادی۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عہدِ خلافت آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سنت کو تازہ کردیا(2)۔ ورنہ آنحضرت ﷺ کا مسجد میں تشریف نہ لانا نہ تو تراویح کے عدمِ مسنون ہونے کی وجہ سے تھا اور نہ ہی یہ کہ وہ منسوخ ہوگئی تھی۔ صرف اندیشہ فرضیت کے پیشِ نظر آپ ﷺ باہر تشریف نہ لائے اور جب یہ علت اور اندیشہ باقی نہ رہا۔ کیونکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد کوئی چیز فرض نہیں ہو سکتی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ازسرِ نو شروع کردیا۔ لہٰذا اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے اس موقف پر استدلال درست نہیں کہ بدعت اپنے احکام کے اعتبار سے حسنہ بھی ہوتی ہے اور سیئہ بھی۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول "نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ" سے جو اکثر لوگ احتجاج واستدلال کرتے ہیں اگر ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے کوئی حکم ثابت کریں جس سے ان۔ حضرات۔ کو بھی اختلاف نہ ہو تو یقیناً کہیں گے: صحابی کا قول حجت نہیں ہوتا، تو پھر صحابی کا وہ قول کیسے حجت ہوگا۔ جو آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے خلاف ہو، چنانچہ جو کوئی یہ اعتقاد رکھتا بھی ہے کہ صحابیؓ کا قول حجت ہوتا

---

(1) بخاری شریف، کتاب الصلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان، حدیث 2012۔ مسلم، کتاب المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان، حدیث 761۔

(2) یہاں مراد وصفِ فعل ہے نفسِ فعل نہیں: مترجم۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ وہ بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ حدیث کی مخالفت میں حجت ہوگا، تو ان دونوں صورتوں میں صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے قول سے حدیث کا رد درست نہیں۔ البتہ ایک روایت کے مطابق صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے ایسے قول سے حدیث کی تخصیص تو جائز ہے جو حدیث کا مخالف نہ ہو، اس صورت میں تو ان کو یہ ان کی بدعت کے حسن کا فائدہ دے سکتا ہے ورنہ نہیں۔ پھر ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، کا اس عمل کو بدعت حسنہ کا نام دینا محض لغوی ہے شرعی نہیں۔ کیونکہ لغوی طور پر بدعت کا اطلاق ہر اس فعل پر ہوتا ہے جو کسی سابقہ نمونہ کے بغیر ابتداءً ہو"۔ (1)

الغرض بدعت حسنہ کا موقف اللہ تعالیٰ کی طرف بلا دلیل بات منسوب کرنا ہے اور دین ہی کو بگاڑ دینا ہے۔ کیونکہ اس طرح ہر شخص شارع علیہ الصلاۃ والسلام سے جو چیز ثابت نہیں اسے بدعت حسنہ کا لبادہ پہنا کر اس کی دعوت دے گا تو یوں کتنا فساد و بگاڑ پیدا ہوگا۔ کتنی محرمات کا ارتکاب ہوگا۔ اور یہ بدعت حسنہ کس قدر لوگوں کو ہلاکت کے گڑھے میں پھینکے گی۔ اس کا اندازہ چنداں مشکل نہیں۔ چنانچہ بدعت مولود کہاں سے آئی؟ قبروں پر قبے بنانے کی بدعت یا ماتم کرنا کہاں سے آیا؟ یقیناً یہ بدعت کے نام پر پھیلنے والی اس گمراہی کا ہی نتیجہ ہے۔

محمد علوی المالکی (2) حدیث "کل بدعة ضلالة" کے تحت لکھتے ہیں:

"اس سے مراد وہ بدعت سیئہ ہے جو کسی شرعی اصول کے تحت نہ ہو............اور یہ حدیث "بدعت" بھی اسی قبیل سے ہے۔ چنانچہ احادیث کا عمومی اطلاق اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے احوال بتاتے ہیں کہ یہاں بدعت سے مراد بدعت سیئہ ہے جو کسی عام-شرعی-اصول کے تحت نہ ہو"۔ (3)

بدعات کو حسنہ کہنے والے اس قول سے استدلال کرتے ہیں: کیونکہ انہوں نے بدعات محرمہ کو بدعات سیئہ سے مقید کیا ہے۔ اور اس میں نصِ شرعی پر زیادتی ہے اور یقیناً اس سے ان کی مراد یہی ہے اگر وہ اس کی بجائے یہ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں نص کا یہی مفہوم ہے تو یہ کمتر برائی ہوتی اور نسبتاً تھوڑا فساد ہوتا ہے۔

پھر یہ بھی کہا جائے گا کہ یہ فہم بھی ایک غلط اصول پر مبنی ہے کہ بدعات کو شرعی اعتبار سے حسن و قبیح میں تقسیم

---

(1) اقتضاء الصراط المستقیم، لابن تیمیہ، ص593-592 ج2، مع تحقیق ڈاکٹر ناصر العقل۔ (2) یہ عصر حاضر کے بہت بڑے گمراہ صوفی ہیں جنہوں نے مفاہیم یجب ان تصحح جیسی کئی کتابیں لکھی ہیں۔ (3) مفاہیم یجب أن تصحح، ص33 محمد علوی المالکی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردیا جائے اور اس غلط اصول پر ہی یہ خود ساختہ فرع مرتب ہوتی ہے۔ جس کے متعلق تصور کرلیا گیا ہے کہ یہی آنحضرت ﷺ کی مراد ہے۔

اسی طرح ان کا یہ کہنا کہ بدعت سیئہ وہ ہے جو کسی شرعی اصول کے تحت نہ ہو یا کسی عمومی اصول کے تحت نہ ہو اور جن بدعات سے بھی تقرب مطلوب ہو ان کو اسی طرح تصور کیا جائے گا۔ یہ ایسی بات ہے، جس پر قرآن و سنت اور اجماع یا فعلِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے کوئی دلیل نہیں۔

ورنہ اس کے تحت تو کوئی بدعت بھی ایسی نہ رہے گی کہ جس کو بدعت حسنہ نہ کہا جائے اور نہ وہ بدعات سیئہ ہوگی۔ کیونکہ جو نیا کام کسی شرعی اصول کے تحت ہوگا وہ تو شرعاً بدعت نہیں اگر چہ اس پر لغوی اعتبار سے بدعت کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ لیکن اس لحاظ سے کہ اس کام پر کوئی اصل شرعی یا اصل کلی ہے۔ اس سے کسی ایسی بدعت سے نہیں روکا جاسکتا جو کوئی بھی انسان اپنے فعل سے انجام دے۔(1)

بدعات کے حسن ہونے پر مدارس کی تعمیر سے بھی استدلال کیا جاتا ہے حالانکہ یہ بدعت نہیں کیونکہ دارِ ارقم کی مثال میں اس پر شرعی اصول موجود ہے اور یہ چیز تنظیمی امور کے ذیل میں آتی ہے۔ چنانچہ ٹریفک اشاروں کی تنصیب، مدارس کی تعمیر اور انسانی زندگی کی تنظیم کو قبروں پر نذر نیاز کو رواج دینے، مردوں کو پکارنے، اولیاء کا عرس منانے سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی۔ کیونکہ ان چیزوں کو تقرب الٰہی کیلئے عمدہ کام سمجھ کر انجام دیا جاتا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ، کے ارشاد کی تاویل کرتے ہوئے ان کو بدعات مستحبہ کہا جاتا ہے۔ حالانکہ اس ارشاد کی یہ تاویل اس قول کو نامناسب جگہ پر استعمال کرنا ہے۔

بیشک بدعت ہر وہ نئی چیز ہے جو شریعت کے خلاف ہو اور اس پر کوئی شرعی دلیل نہ ہو۔ کیونکہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے:

"مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هَذَا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ" (2)

---

(1) حقیقۃ البدعۃ واحکامہا، ص 378-377 ج 1۔ سعید بن ناصر الغامدی۔ (2) البخاری، کتاب الصلح باب اذا اصطلح علی صلح جور، حدیث نمبر 2697۔ مسلم، کتاب الاقضیہ، باب کراھیۃ قضاء القاضی وھو غضبان، حدیث نمبر 1718۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے بھی ہمارے اس امر (دین) میں کوئی نئی چیز لائی جو اس (دین) سے نہیں وہ مردود ہے۔

یہاں "فَهُوَ رَدٌّ" کا مفہوم ہے کہ وہ چیز ایجاد کرنے والے پر لوٹا دی جاتی ہے خواہ اس نے اچھی نیت ہی سے کی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ دین میں وہی چیز قبول کرتا ہے جو شریعت میں ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ" (1)

کیا ان لوگوں نے اللہ کے ایسے شریک مقرر کر رکھے ہیں جنہوں نے ایسے احکامِ دین مقرر کر دیے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں۔

اس (فرمان ربانی) میں اس بات پر قطعی دلیل ہے کہ بدعات کو ایجاد کرنا مذموم و مردود ہے۔ بعض اہل بدعت، بدعات کے جواز میں آنحضرت ﷺ کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ" (2)

جس نے اسلام میں کوئی اچھی سنت جاری کی اسے اس کا اجر ملے گا۔ اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والے کا اجر بھی بغیر اس کے کہ ان کے اجر میں کمی واقع ہو۔ اور جس نے اسلام میں برا طریقہ جاری کیا اس پر اس کا بوجھ - گناہ - ہوگا۔ اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والے کا بوجھ بھی بغیر اس کے کہ ان کے بوجھ (گناہوں) میں کوئی کمی ہو۔

اب جو شخص بدعات کو حسنہ کہتے ہوئے اور اس کی طرف دعوت دیتے ہوئے یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ وہ

---

(1) سورۃ الشوریٰ آیت نمبر 21۔

(2) صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب علی الصدقۃ ولو بشق تمرۃ، حدیث 1017۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں اچھی چیز کا آغاز کر رہا ہے اسے معلوم ہونا چاہئے کہ جس ہستی کا یہ ارشاد ہے۔ اسی نے فرمایا ہے "کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" کہ ہر بدعت گمراہی ہے چنانچہ یہ ممکن نہیں کہ آپ ﷺ کے کلام میں تعارض وتناقض ہو۔ اور علماء ہر دور میں۔ بظاہر۔ ایسے اختلافات میں تطبیق وجمع اور شبہ والتباس کو دور کرنے کی وضاحت سے عہدہ برآ ہوئے ہیں۔

اس حدیث کے مقصد کی وضاحت کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم اس کا سبب ومراد سمجھیں کیونکہ اگر ہم آپ ﷺ کے اس ارشاد کا سبب بیان اور پس منظر پڑھیں تو تقریباً یہ اشکال ازخود دور ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ ہم دن کے پہلے پہر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک گروہ چادر اوڑھے ننگے بدن اور تلواریں لٹکائے ہوئے حاضر ہوا۔ ان میں سے اکثر بلکہ سب ہی مضر قبیلہ سے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے جب ان پر غربت وفاقہ کے آثار دیکھے تو رخ انور متغیر ہو گیا۔ آپ ﷺ حجرہ مبارک میں داخل ہوئے پھر باہر تشریف لائے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کا حکم ارشاد فرمایا اقامت ہوئی۔ نماز پڑھی۔ تو آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سورۃ نساء کی پہلی آیت: "یَآ اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْ رَبَّکُمُ الَّذِیْ" اور سورۃ حشر کی آیت نمبر 18: "یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ اتَّقُوا للّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّاقَدَّمَتْ لِغَدٍ" تلاوت کی۔ اور صدقہ وخیرات کی ترغیب دی تو کسی آدمی نے دینار، کسی نے درہم، کسی نے کپڑا، کسی نے گندم کا صاع، کسی نے کھجور کا صاع صدقہ کیا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: خواہ کوئی کھجور کا نصف حصہ ہی دے۔ یہاں تک کہ ایک انصاری آدمی تھیلی اٹھائے آیا جس" کے بوجھ" سے اس کے ہاتھ کمزور پڑ رہے تھے پھر لوگ پے در پے (صدقہ) کرنے لگے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کھانے اور کپڑے کے دو ڈھیر لگ چکے تھے۔ اور نبی ﷺ کا سنہری چہرہ اس طرح لہلہانے لگا جیسے چاند چمک رہا ہو۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ.................." الحدیث۔(1)

(1) کتاب الزکاۃ، حدیث 1017۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیثِ پاک کے اس سبب ورود اور پسِ منظر سے ظاہر ہوا ہے کہ اس "سَنَّ سُنَّةً" سے مراد شرعی صدقہ ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے یہ اس وقت ارشاد فرمایا جب آپ کے پاس وہ انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بڑی (بھاری) تھیلی لایا تو جب آپ ﷺ نے اُسے دیکھا اور لوگ اس سے متاثر ہو کر اس کے عمل کی اقتدا میں پے درپے۔صدقہ دینا۔ شروع ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے اس سے خوش ہو کر فرمایا "مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً" یعنی آپ ﷺ نے اسے اچھی روایت سے تعبیر فرمایا اب اس آدمی نے کوئی نئی شرع یا دین اور اجنبی کام نہیں کیا تھا۔ بلکہ ایک ایسے کام کو زندہ کیا جسے صحابہؓ جانتے تھے اور اس پر انہیں بہت زیادہ ترغیب دلائی تھی۔ البتہ صرف یہ ہوا کہ اس آدمی نے اس مجلس میں اس کا آغاز کیا تو وہ ایسے دیگر ساتھیوں کے لیے نمونہ بن گیا۔ تو یہ کام اس عمل۔صدقہ۔ کو نافذ کرنے کی ایک صورت تھی نہ کہ اسے شریعت بنانے کی۔ کیونکہ شریعت بنانے کا کسی کو حق حاصل نہیں وہ صرف اللہ صاحبِ حکمت عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کا حق ہے۔ چنانچہ رسول ﷺ نے اس کو اس وصف سے صرف اس لئے تعبیر فرمایا کہ وہ ایک سابقہ سنت کا احیاء تھا۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ اس حدیث کے اپنے سیاق و سباق اور تفصیل سے سامنے آنے کے بعد وہ تفسیر و تشریح جس کا اہل بدعت سہارا لیتے ہیں باطل ہو جاتی ہے۔

ان لوگوں کا یوں بھی رد کیا جا سکتا ہے کہ حدیث "مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً" کو ابتدا جاری کرنے پر محمول ہی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس کا حسنہ یا سیئہ ہونا شریعت ہی سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ جب تک حسن و قبح کسی شرعی اصول سے ثابت نہ ہو وہ مردود و باطل ہے ورنہ اس کا معیار تو عقل مزاج اور خواہشات ہونگی۔ اور یقیناً عقلیں بھی مختلف ہیں، سوچ بھی الگ الگ ہے، مسلک بھی کئی ہیں اور فرقے بھی لاتعداد ہیں تو اگر کسی (چیز) کو ایک حسن کہے گا تو دوسرا قبیح قرار دیگا۔ یا اس کے بالعکس ہوگا۔ تو صاحب حکمت شارع عزوجل اور اس دین کی حکمت قطعاً اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ دین کو کھلونا بنا دیا جائے اور اس کو لوگوں کے مزاج و خواہشات کے تابع کر دیا جائے۔ مختلف لوگ تو کجا اگر تحسین و تزئین یا۔ تقبیح و مذمت کا اختیار کسی ایک آدمی کو دیدیا جائے تو عمر کے مختلف حصوں کے لحاظ سے اسکی بھی رائے جدا جدا ہوگی۔ تو اس صورت میں کوئی عقل مند

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان لوگوں کے سپرد کردیا جن کے اقوال ایک مجلس میں باہم مختلف ہوتے ہیں کہ وہ ہمارے لیے کاموں کو حسین وقبیح یا حلال وحرام بنائیں۔

جن متشابہات کی پیروی سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خبردار کیا ہے مخالفین اس کی پیروی کرتے ہوئے ایک اور دلیل کا سہارا لیتے ہیں۔

حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"هُوَ الَّذِیْ أَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ مِنْهُ آیَاتٌ مُّحْکَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْکِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِیْلِهِ وَمَا یَعْلَمُ تَأْوِیْلَهُ إِلَّا اللّٰهُ. وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهِ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا یَذَّکَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ" (1)

وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ آیتیں ہیں پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کیلئے۔ حالانکہ اس کی حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور پختہ ومضبوط علم والے یہی کہتے ہیں کہ ہم تو ان پر ایمان لاچکے یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو صرف عقلمند حاصل کرتے ہیں۔

چنانچہ جس دلیل کا انہوں نے سہارا لیا ہے وہ مشہور حدیث ہے۔

"مَارَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ وَمَارَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ سَیِّئًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ سَیِّءٌ". (2)

جو (کام) مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جو (کام) مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی برا ہے۔

---

(1) سورۃ آل عمران آیت نمبر 7۔ (2) احمد، رقم: 3600 'الطیالسی' ص: 23 'المعجم لابی سعید ابن الاعرابی' ص: 84، ج: 2' الخطیب فی الفقیہ والمتفقہ' ص: 100، ج: 2' قال العجلونی فی کشف الخفا' ص: 263، ج: 2، عن ابن الهادی، اسنادہ ساقط والا صح وقفہ علی ابن مسعود وقال السخاوی فی المقاصد: موقوف حسن، وقال الالبانی: لا اصل له مرفوعا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ البانی (1) رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ بھی دنیا کا عجوبہ ہے کہ بعض لوگ اس حدیث سے دین میں بدعت حسنہ ہونے پر استدلال کرتے ہیں اور اسکے حسن پر دلیل لوگوں کی عادات ورواج ہے۔ حالانکہ سوچنے کی بات ہے کہ ان لوگوں کو اس حدیث سے استدلال بایں صورت کرنا چاہئے تھا کہ یہ مسئلہ اٹھتا اور ان پر یہ (حقیقت) مخفی رہتی کہ:

(ا):- یہ حدیث موقوف ہے اور ان واضح اور قطعی نصوص کی مخالفت میں اس سے استدلال جائز نہیں جن نصوص میں نبی ﷺ سے صحیح طریقہ سے ثابت ہے کہ "کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَ لَةٌ"

(ب):- اگر فرض کرلیا جائے کہ اس حدیث سے بھی استدلال ہوسکتا ہے تو وہ درج ذیل وجوہ سے ان نصوص کے خلاف ہیں:

1:- سیاق وسباق دلالت کرتا ہے کہ اس سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اتفاق اور اجماع ہے اور اس کی تائید حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس استدلال سے بھی ہوتی ہے جو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ منتخب ہونے پر کیا اور اس صورت میں "اَلْمُسْلِمُوْنَ" میں 'لام' برائے استغراق نہیں۔ جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے۔ بلکہ 'لام' برائے عہد ہے۔

2:- اگر ہم اسے استغراق کے لئے تسلیم کر بھی لیں تو ضروری نہیں کہ قطعی طور پر اس سے مراد مسلمانوں کا ہر فرد ہو خواہ جاہل ہو کہ ذرا علم نہ رکھتا ہو، چنانچہ ضروری ہے کہ اس کو مسلمانوں کے اہل علم پر محمول کیا جائے، ہمارے خیال میں اس سے انہیں انکار وفرار نہ ہوگا۔

جب یہ صحیح ہے تو پھر اس سے کون سے اہل علم مراد ہونگے؟ کیا ان میں ایسے مقلدین بھی داخل ہونگے

---

(1) علامہ محمد بن ناصر الالبانی 1914ء میں البانیہ کے دار الحکومت (اشقوردہ) میں علم وفضل اور تقویٰ وزہد کے حامل گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ پہلے آپ حنفی تھے جب شام آئے تو سلفیت کو اختیار کرلیا اور اپنی تمام توجہ علم حدیث پر مبذول کردی اور اس میں اس قدر مہارت پائی کہ اس فن کے امام بن گئے اس سلسلہ میں آپکی مجاہدانہ جدوجہد قابلِ فخر ہے۔ 2000ء میں آپکی وفات سے امت ایک عظیم محدث سے محروم ہوگئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنہوں نے اپنے آپ پر اللہ ورسول ﷺ سے فقہ کا دروازہ بند کرلیا ہے اور سمجھتے ہیں کہ اجتہاد کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ خبردار! یہ لوگ ہرگز مراد نہیں۔''

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں:

''حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس موقوف حدیث میں بدعتی حضرات کیلئے کوئی دلیل نہیں، اور ہو بھی کیسے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بدعت کے خلاف اور بدعت کو رد کرنے میں سب صحابہ کرام سے زیادہ سخت ہیں اور اس ضمن میں ان کے ارشادات و واقعات معروف ہیں۔ مثلاً آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''إِتَّبِعُوْا وَلَا تَبْتَدِعُوْا فَقَدْ كُفِيْتُمْ'' (1)

تم اتباع کرو بدعت نہ کرو تو تمہیں کافی ہوگا۔

اسی طرح فرمایا:

''فَعَلَيْكُمْ أَيُّهَا الْمُسْلِمُوْنَ بِالسُّنَّةِ تَهْتَدُوْا وَتُفْلِحُوْا'' (2)

اے مسلمانو! سنت پر (عمل) کو لازم پکڑو۔ تو ہدایت و نجات پاؤ گے۔

بہر حال یہ وہ چند دلائل ہیں بدعات کو حسنہ کہنے والے جن کا سہارا لیتے ہیں۔ اور بدعات محض ان کی بیمار سوچ کا نتیجہ ہیں ورنہ ثابت شدہ قطعی اور واضح احادیث یقیناً ان احادیث وآثار کی تخصیص کر دیتی ہیں۔ جن کے سمجھنے میں بعض لوگ کسی حد تک اشکال کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اس تجزیہ کے بعد یہ بات برتر اور وزنی ہو جاتی ہے کہ جو چیز بھی سنت کی مخالف ہو اور جس کا کتاب وسنت اور اجماع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اصل اور شرعی بنیاد ثابت نہ ہو وہ ایسی بدعات میں سے ہے جن پر عمل جائز نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

---

(1) مجمع الزوائد ص 181 ج 1۔ (2) سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ ص 18-17 ج 2، حدیث نمبر 533۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ" (1)

جس نے ہمارے دین میں کچھ بھی نیا کام کیا جس کا اس سے (پہلے) تعلق نہ ہو وہ مردود ہے۔

علامہ قاسمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (2)

''ایسی بدعات حسنہ جن کا کرنا بالاتفاق جائز ہے اور وہ مستحب ہیں اور نیک نیتی سے ان کے انجام دہی پر ثواب کی امید ہو، وہ بدعات ہیں۔ جو اصل شریعت کے موافق ہوں اور ان میں کسی قسم کی شرعی مخالفت نہ ہو اور نہ ہی ان کے ارتکاب سے کوئی ایسا عمل لازم آتا ہو جس سے شریعت نے پرہیز اور اجتناب کا حکم دیا ہو۔ ایسی بدعات کی مثال منبر کا بنانا، مدارس کی تعمیر، سرائے بنانا یا اس قسم کے ایسے متعدد کام جو قرونِ اولیٰ میں نظر نہ آتے ہوں کیونکہ وہ " أَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ "اور" تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى" کے زمرے میں آتے ہیں''۔ (3)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدعت کی حسنہ وسیئہ تقسیم کرنے والوں کا رد فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''علم وفضل اور عبادت وریاضت میں اعلیٰ مقام رکھنے والے بھی بہت لوگ بسا اوقات ایسے دلائل کا سہارا لیتے ہیں جن دلائل کا ایسے علمی قواعد سے تعلق نہیں ہوتا جن قواعد پر دین میں اعتماد کیا گیا ہو''۔

الغرض، یہ نصوص جو بدعات کی مذمت پر دلالت کرتی ہیں ان دلائل کے خلاف ہیں جن سے بدعات کو حسن ثابت کیا جاتا ہے۔ ان دلائل پر (بدعات کو حسن ثابت کرنے والے) بعض جاہل اور تاویل پرست اعتماد کرتے ہیں۔

پھر ان مخالفین ومعارضین کی یہاں دو حالتیں ہیں۔

---

(1) البخاری، کتاب الصلح، حدیث نمبر 2697۔

(2) علامہ جمال الدین شام کے عظیم محدث وفقیہ اور مفسر نیز سلفیت کے علمبردار تھے۔ جو 1332ھ میں فوت ہوئے۔

(3) اصلاح المساجد من البدع والعوائد، ص 16۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اول:- یہ کہ وہ اعتراف کریں جب بعض بدعات کا حسین اور بعض کا قبیح ہونا ثابت ہو گیا تو قبیح وہ ہے جس سے ہمیں شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے منع کیا ہو۔ اور جن بدعات پر سکوت اختیار کیا وہ تو قبیح نہیں ہیں۔ بلکہ بسا اوقات حسن ہونگی اور یہ وہ بات ہے جس کا اُن میں سے بعض اعتراف کرتے ہیں۔

دوم:- یا کسی متعینہ اور مخصوص بدعت کے متعلق کہا جائے کہ یہ بدعت سیئہ ہے اور یہ بدعت حسنہ ہے کیونکہ اس میں فلاں فلاں مصلحت ہے۔ حالانکہ یہ معارضین ومخالفین کہتے ہیں کہ ہر بدعت گمراہی نہیں ہوتی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:

"إِنَّ شَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ" (1)

یعنی دین میں نئی ایجادات سے بچاؤ اور پرہیز یہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی نص ہے جس کی بناپر بدعات کی مذمت میں اس استدلال کا دفاع کسی کو بھی جائز نہیں جس نے دلالت پر اختلاف کیا وہ ذلیل ہوگا۔

البتہ ان اعتراضات کا جواب دو میں سے ایک ضرور ہے۔

اول:- یہ کہا جائے کہ جس کا حسن ہونا ثابت ہے وہ بدعت ہی نہیں وہ اپنے عموم پر باقی رہے گی۔ اس میں کوئی تخصیص نہیں۔

دوم:- یہ کہا جائے جس کا حسن ہونا ثابت ہے وہ عموم میں سے مخصوص ہے۔ اور جس عام کی تخصیص ہو وہ تخصیص کے علاوہ پر دلیل ہوتا ہے۔ چنانچہ جس کا اعتقاد ہو کہ بعض بدعات اس عموم سے مخصوص ہیں اسے ایسی دلیل پیش کرنا ہوگی جو اس تخصیص کے قابل ہو۔ ورنہ اس عموم لفظی ومعنوی کا نتیجہ "نہی" ہوگا۔

پھر تخصیص تو صرف کتاب وسنت یا اجماع جیسے دلائل شرعیہ ہی سے ہو سکتی ہے۔ خواہ وہ نصاً ہو یا استنباط کے ذریعہ۔ البتہ بعض یا تمام ممالک کا رسم ورواج یا اکثر علماء واتقیاء کا فتویٰ یا ان کی بات وغیرہ ایسی چیزیں نہیں جن میں نبی ﷺ کے کلام اور ارشاد سے مخالفت کی صلاحیت ہو کہ اس سے اعتراض کیا جا سکے۔

اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ سنت کی مخالف ان اکثر عادات پر اجماع ہے کہ امت نے ان کا اقرار واعتراف کر

(1) مسلم فی الصحیح، کتاب الجمعۃ، باب تخفیف الصلاۃ والخطبۃ، حدیث نمبر 867۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھا ہے اور کسی کا انکار نہیں کیا گیا۔ تو ایسا آدمی یہ عقیدہ رکھنے میں غلطی پر ہے۔ کیونکہ آج تک کوئی ایسا وقت گذرا ہے نہ آئے گا کہ سنت سے مخالف ان بدعات وعادات سے روکنے ٹوکنے والا کوئی نہ ہو۔ اور کسی ایک ملک یا تمام اسلامی ممالک کے اجماع کا دعویٰ بھی درست نہیں۔ تو چند گروہوں کے عمل پر اجماع کا دعویٰ کیسے درست ہوسکتا ہے؟ جب حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے دور میں علماء اہل مدینہ کے عمل اور ان کے اجماع پر اکثر اہل علم نے اعتماد نہیں کیا۔ بلکہ اسی پر سنت کو اسی طرح دلیل بنایا ہے جیسے دوسروں پر دلیل ہے باجودیکہ ان حضرات کے علم وایمان کی مثال نہیں۔ تو پھر کوئی ایماندار صاحب علم عام لوگوں کی اکثر عام یا مخصوص عادات یا سرے سے جاہل قوم جسے علم میں پختگی نہ ہو۔ جن کو نہ تو اولوالامر میں شمار کیا جاسکتا ہے نہ ہی وہ مشورہ کے اہل ہوں۔ بلکہ شاید ان کا اللہ ورسول ﷺ پر ایمان بھی مکمل نہ ہو، پر یہ کیسے اعتماد کرسکتا ہے۔

آپ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

''آنحضرت ﷺ کے ارشاد ''كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ'' کو اس بدعت پر محمول کرنا جائز نہیں جس سے آپ نے بالخصوص منع کیا ہو۔ کیونکہ یہ تو اس حدیث کے فائدہ کو ختم کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے تو کفر وفسوق اور جملہ گناہوں سے منع کیا ہے اور اس منع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قبیح حرام ہے۔ خواہ وہ بدعت ہو یا نہ ہو، جب دین میں وہی منکر ہے جس سے بالخصوص منع کیا گیا ہو۔ خواہ وہ آپ ﷺ کے زمانہ میں ہوا یا نہیں، جس سے بھی منع کیا گیا وہ منکر ہے خواہ بدعت ہو یا نہ ہو'' عدم تاثیر'' بدعت کی صفت قرار پاتی ہے۔ (۱)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ کیلئے اس بات کا جواز بنالیں کہ وہ دین کو ہمارے استحسان کے تابع کردے تو پھر یہ بھی درست ہوگا کہ وہ اپنے دین اور شریعت میں تصرف کو بھی کسی کے سپرد کردے۔ اور اپنے اوامر ونواہی میں دست اندازی کی کسی کو اجازت دیدے، اور اگر بدعت حسنہ کی دلیل سے دین سے کسی چیز کا حذف کرنا درست ہو تو پھر دین میں زیادتی ونقصان کی بدعت بھی درست ہوگی۔

---

(۱) اقتضاء الصراط المستقیم ص 587-586/2

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ کا فرمان "کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" ایک عام بنیادی اصول ہے جو بدعات کی جملہ جزئیات اور افراد کو شامل ہے۔ جس کی دلیل حسب ذیل ہے:

۱:- لفظ "کُلُّ" ایسے الفاظ میں سے ہے جو عموم پر دلالت کرتے ہیں اور بلاشبہ اہل لغت کا فیصلہ ہے کہ اس لفظ کا فائدہ یہ ہے کہ جب وہ نکرہ کی طرف مضاف ہو یا تاکید کیلئے آئے تو اس میں تخصیص کا احتمال نہیں رہتا۔

۲:- اہل لغت اور اصولیوں کے نزدیک اس لفظ کے احکام میں سے یہ بھی ہے کہ "کل" ہمیشہ اس چیز پر داخل ہوتا ہے جس کے اجزاء اور جزئیات ہوں اور ہر دو جگہ پر اس کی دلالت اجزاء یا جزئیات کے ہر فرد پر ہوگی۔

۳:- اسی طرح اس کے احکام میں سے اہلِ لغت کے ہاں یہ بھی ہے کہ وہ جو نکرہ کی طرف مضاف ہو، جیسے قرآن مجید میں ہے۔

"كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ" (1)

ہر شخص اپنے اعمال میں گرفتار ہے۔

"وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ" (2)

جو کچھ انہوں نے اعمال کئے ہیں سب نامہ اعمال میں لکھے ہوئے ہیں۔

"وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ" (3)

ہم نے ہر انسان کا اعمال نامہ اس کے گلے لگا دیا ہے۔

"إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" (4)

بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

"كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" (5)

ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔

---

(1) سورۃ الطور آیت نمبر 12۔ (2) سورۃ القمر آیت نمبر 52۔
(3) سورۃ الاسراء آیت نمبر 13۔ (4) سورۃ البقرۃ آیت نمبر 20۔
(5) سورۃ آل عمران آیت نمبر 185، الانبیاء آیت نمبر 35، العنکبوت آیت نمبر 57۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں "کُلُّ" ایسے عموم پر دلالت کرتا ہے جو تمام جزئیات کو حاوی وشامل ہے۔اور وہ ہر اس فرد پر دلالت کرتا ہے۔جس پر یہ نکرہ دلالت کرے۔خواہ وہ واحد ہو یا تثنیہ یا جمع۔اور یہ استغراق وشمول ان تمام جزئیات پر اسی طرح دلالت کرتا ہے جس طرح نکرہ کا حکم اس کی تمام جزئیات پر دلالت کرتا ہے۔اور کبھی استغراق بیک وقت تمام افراد پر بھی دلالت کرتا ہے۔

اس اصولی اور لغوی حکم کے مطابق اس حدیث نبوی ﷺ "كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَ لَةٌ" کو دیکھا جائے تو ہم پاتے ہیں کہ "كُلُّ" لفظ "بِدْعَةٍ" نکرہ کی طرف مضاف ہے تو اس پر بھی اہل لغت واصول کا بیان کیا گیا معنی صادق آئے گا۔لہذا کسی بدعت کا صفتِ ضلالت سے خارج ہونا ممکن ہی نہیں۔اور جو"کل"لفظ"بدعت" پر داخل ہے بالکل وہی "كُلُّ" سابقہ آیات میں "اِمْرِ ئٌ"،"شَيْءٍ"، "اِنْسَانٍ" اور "نَفْسٍ" پر داخل ہے۔ کیا بدعات کو حسن کہنے والا کوئی شخص یہ تصور کر سکتا ہے کہ ان آیات یا اس طرح کے دیگر مقامات پر داخل "كُلُّ" اور "كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَ لَةٌ" پر داخل "كُلُّ" کے درمیان فرق کرنے والی کوئی چیز ہے؟ اور کیا کوئی یہ طاقت رکھتا ہے کہ کہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "اِنَّ اللّٰـهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" کے عموم سے کوئی چیز خارج ہے۔ جسے وہ اپنے خیال میں بدعت کی تعریف میں "بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ" کو "كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَ لَةٌ" سے خارج سمجھتا ہے۔

بدعات حسنہ کا موقف رکھنے والے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذکورہ قول (1) سے بھی استدلال کرتے ہیں۔حالانکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان کے شاگردوں نے نقل کیا ہے کہ:

"اِنَّ قَوْلَ الصَّحَابِىِّ اِذَا انْفَرَدَ لَيْسَ بِحُجَّةٍ" (2)

صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول جب منفرد ہو تو دلیل نہیں۔

تو پھر امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول کیسے حجت ہوگا۔جنہوں نے منفرد ہونے کی صورت میں صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے حجت ہونے کا انکار کیا ہے۔بالخصوص جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ تو اہل بدعت کے

(1) الرسالہ،ص:328

(2) تخریج الفروع علی الاصول للزنجانی،ص179

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف سب سے زیادہ سخت ہیں حتی کہ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

"اَلْاِسْتِحْسَانُ تَلَذُّذٌ". (1)

استحسان محض حصولِ لذت ہے۔

یہی نہیں بلکہ انہوں نے تو اپنی کتاب "الأم" میں استحسان کی نفی میں ایک مستقل فصل لکھی ہے۔ چنانچہ جو شخص امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول سے استدلال کرتا ہے۔ اسے ان اصول وقواعد پر بھی عمل کرنا چاہئے۔ جیسے انہوں نے استحسان کی نفی کی ہے اور اسے اچھا کہنے والوں کو شریعت ساز قرار دیا ہے۔ چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کو بھی بالکل اسی معنی پر محمول کرنا چاہئے جس معنی پر امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کو کیا گیا ہے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے:

"مَنِ ابْتَدَعَ فِي الْإِسْلَامِ بِدْعَةً يَرَاهَا حَسَنَةً فَقَدْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ خَانَ الرِّسَالَةَ، لِأَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ. اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ -فَمَالَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ دِيْنًا فَلَا يَكُوْنُ الْيَوْمَ دِيْنًا" (2)

جوکوئی اسلام میں نئی چیز ایجاد کر کے اسے اچھا سمجھتا ہے اس نے یقیناً یہ تصور کیا ہے کہ -نعوذ باللہ- آنحضرت ﷺ نے فریضہ رسالت میں خیانت وبددیانتی کی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں: کہ آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین مکمل کردیا ہے تو جو چیز اس دن دین نہیں تھی، آج بھی دین نہیں ہوسکتی۔ اس سے ہم پر واضح ہوجاتا ہے کہ حسن وقبیح کے لحاظ سے بدعات کی تقسیم کسی کے مزاج یا عقل ورائے کی بنا پر نہیں۔ بلکہ ضروری ہے کہ دین وشریعت کے ضابطوں اور اصولوں سے متعین ہو۔

(1) الرسالۃ للشافعی، ص507۔

(2) الاعتصام للشاطبی، ص:64،65، ج:1

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل اوّل

فتنہ قبور میں مبتلا ہونے کے اسباب

بلا شبہ اسلام توحید الوہیت لے کر آیا ہے یعنی وہ صرف اکیلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دیتا ہے۔ اور اس کے علاوہ ہر چیز کی عبادت کی نفی کرتا ہے خواہ وہ انسان و جن ہو یا پتھر، عالم بالا کی مخلوق ہو یا عالم زیریں کی مخلوق۔

اور توحید ہی اسلام کی روح ہے اور توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اکیلے عبادت کا مستحق سمجھنا کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور سب کتابوں کو نازل کرنے کا یہی عظیم ترین مقصد ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحاً اِلیٰ قَوْمِهٖ فَقَالَ یَا قَوْمِ اعْبُدُو االلّٰهَ مَالَکُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ".(1)

تحقیق ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا انہوں نے کہا میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں۔

مزید ارشاد فرمایا:

"وَاِلیٰ عَادٍ أَخَاھُمْ ھُوْدًا. قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُو ا اللّٰهَ مَالَکُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ" (2)

اور (قوم) عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (کو بھیجا)۔ انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا:

"وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْ اِلَیْهِ أَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنَا فَاعْبُدُوْنِ"(3)

اور ہم نے آپ سے پہلے کسی بھی رسول کو مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ اس کی طرف ہم نے وحی کی کہ اس (اللہ) کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ پس میری ہی عبادت کرو۔

---

(1) سورۃ الاعراف آیت نمبر 59۔ (2) سورۃ الاعراف آیت نمبر 65۔ (3) سورۃ الانبیاء آیت نمبر 25۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مفہوم کی اور بھی بہت سی آیات ہیں، لہٰذا ہر انسان پر سب سے پہلے شہادتین کا اقرار واجب ہے۔ اور بلاشبہ توحید الوہیت کا بہت عظیم مقام ہے۔ کیونکہ یہ صرف خالق (حقیقی) کو عبادت کیلئے مختص کرنا اور دین کو بھی صرف اس کے لئے خالص کرنا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یقیناً الٰہ و معبود وہی ہے جسے دل عبادت و پناہ کیلئے، بیم ورجاء کیلئے، محبت و عقیدت اور تعظیم و تکریم نیز بزرگی کیلئے معبود بنائے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ اس کی الوہیت میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے، اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی کو پکارا جائے اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی کا خوف اور نہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی اطاعت ہو'' (1)

بلاشبہ کلمہ۔ لا الہ الا اللہ۔ بڑی عظمت والا ہے کہ اس کا معنی بڑا عظیم ہے اور یہ بایں وجہ کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس کے علاوہ جس کی بھی عبادت کی جائے تو گویا اسے وہ مقام دیا گیا جس کا وہ حقدار نہیں تو گویا اس نے یہ بہت بڑے ظلم کا ارتکاب کیا۔ کیونکہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور ایسا کیوں نہ ہو؟ کہ وہ ہی خالق و رازق اور زندہ کرنے والا، موت دینے والا ہے، وہی زمین و آسمان کو مسخر کرنے والا ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو؟ کہ اس نے ارشاد فرمایا ہے:

''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ'' (2)

میں نے جن و انس کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ (صرف) میری عبادت کریں۔

چنانچہ بندوں پر یہ واجب ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کی طرف آئیں اور اس کے علاوہ ہر قسم کے معبود سے اظہارِ برأت و لاتعلقی کریں اور اس کے حکم کے تابع فرماں ہوں جس کے لئے انہیں وجود بخشا اور موقعہ دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

'' يٰاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ.

---

(1) الفتاوی، ص 365 ج 1۔

(2) سورۃ الذاریات آیت نمبر 56۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ " (1)

اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا یہی تمہارا بچاؤ ہے، جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کر کے تمہیں روزی دی، خبردار باوجود جاننے کے اللہ کے شریک مقرر نہ کرو۔

لہٰذا آنحضرت ﷺ اسی مفہوم کو ثابت ونافذ کرنے کے لئے تشریف لائے۔ اور اس لئے کہ شرک اور مشرکین کا گھیرا تنگ کردیں اور اسلام شرک کے خلاف جنگ کے لئے آیا اور اس کے خلاف ہر اعتبار سے گھات میں ہے۔ اور اسلام نے اس بات کو بھی ثابت کیا ہے کہ شرک بہت بڑا جرم اور سخت گمراہی ہے۔ مزید یہ کہ وہ ایک ایسا گناہ ہے جسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن معاف نہیں فرمائیں گے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤی اِثْمًا عَظِیْمًا" -- (2)

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا"

مزید ارشاد فرمایا:

"اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا" (3)

اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے ہاں شرک کے علاوہ جسے چاہے معاف

(1) سورۃ البقرۃ آیت نمبر 22-21۔ (2) سورۃ النساء آیت نمبر 48۔
(3) سورۃ النساء آیت نمبر 116۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرما دیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَاللّٰهِ؟ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ، قُلْتُ: إِنَّ ذَالِكَ لَعَظِيْمٌ"۔ (1)

میں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ تم اللہ تعالیٰ کا شریک بناؤ باوجود یکہ اس (اللہ تعالیٰ) نے تجھے پیدا کیا ہے۔ میں نے کہا واقعی یہ تو بہت بڑا گناہ ہے۔

آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا:

"مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ دَخَلَ النَّارَ" (2)

جو شخص اس حالت میں فوت ہو کہ وہ غیر اللہ کو پکارے تو جہنم میں گیا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا:

"مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَقِيَهٗ يُشْرِكُ بِهٖ دَخَلَ النَّارَ"(3)

جو اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک مقرر نہ کیا تو جنت میں داخل ہوگا اور جو اس طرح ملا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہوگا۔ تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اس مفہوم ومعنی کی بہت سی آیات واحادیث ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شرک یقیناً بڑی گھٹیا اور ردی چیز ہے۔ کیونکہ اس میں حقیقت کے خلاف جھوٹ اور ملمع سازی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ. حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ

---

(1) بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ تعالیٰ فلا تجعلوا اللہ اندادا، حدیث نمبر 4477۔ مسلم، کتاب الایمان، حدیث نمبر 85۔

(2) بخاری، کتاب التفسیر، باب نمبر 22، ص:153، ج:5۔

(3) مسلم [illegible] لا یشرک باللہ شیئاً [illegible] نمبر 93

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَكَانٍ سَحِيْقٍ" (1)

پس تمہیں بتوں کی گندگی سے بچتے رہنا چاہئے اور جھوٹی بات سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اللہ کی توحید کو مانتے ہوئے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے۔ جو اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے گویا وہ آسمان سے گر پڑا۔ اب اسے پرندے اچک لے جائیں یا ہوا کہیں دور دراز جگہ پھینک دے۔

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ توحید الوہیت اللہ تعالیٰ کی یکتائی۔ اور اس کے ساتھ اس کی مخلوق میں سے کسی کو شریک نہ ٹھہرانے پر منحصر اور قائم ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے نظریہ توحید کے دفاع وتحفظ میں ایسا موقف اختیار کیا کہ ہر اس راستہ کو بند کیا جو توحید سے انحراف کی طرف لے جا سکتا ہے۔ اور اسی لئے آپ ﷺ نے اپنی ذات اور صفات کی تعظیم سے متعلق ہر قسم کے غلو اور افراط سے نہائت وضاحت اور سختی سے روکا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا:

"لَا تُطْرُوْنِیْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْيَمَ فَأَنَا عَبْدُهٗ، فَقُوْلُوْا: عَبْدُاللهِ وَرَسُوْلُهٗ" (2)

مجھے اس طرح بڑھا چڑھا کر پیش نہ کرو جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بڑھایا بلاشبہ میں تو اس (اللہ) کا بندہ ہوں پس یہ کہو "عَبْدُاللهِ وَرَسُوْلُهٗ" کہ آپ ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے آنحضرت ﷺ کو کہا کہ:

"مَاشَآءَ اللهُ وَشِئْتَ"

جو اللہ چاہے یا آپ چاہیں"

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"أَجَعَلْتَنِیْ لِلّٰهِ عَدْلًا، مَاشَآءَ اللهُ وَحْدَهٗ" (3)

تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کے برابر کر دیا ہے، صرف جو اکیلے اللہ تعالیٰ چاہیں۔

---

(1) سورۃ الحج آیت نمبر 31-30۔

(2) بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ تعالیٰ واذکر فی الکتاب مریم، حدیث نمبر 3445۔

(3) مسند احمد، ص 214 ج3۔، ادب المفرد، ص 292۔ وصححہ الالبانی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

"فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ إِلَّا بِاللّٰهِ" (1)

جو قسم اٹھانا چاہے وہ اللہ کے علاوہ کسی کا حلف نہ اٹھائے۔

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَكَ" (2)

جس نے اللہ کے علاوہ کسی کی قسم اٹھائی اس نے شرک کیا۔

اسی طرح آپ ﷺ نے قبروں پر مسجد بنانے سے منع کیا ہے کیونکہ اس سے بھی قبروں کی تعظیم اور عبادت کا در کھلتا ہے۔ اور آپ ﷺ نے ایک سے زائد مرتبہ اس معنی کی تاکید میں ارشاد فرمایا۔ بلکہ اس وجہ سے آپ ﷺ نے دعا فرمائی:

"أَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا" (3)

اے میرے اللہ! میری قبر کو عبادت گاہ (بت) نہ بنانا۔

اسی بناء پر آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کے احکامات و وصیت پر عمل کیا۔ دیکھئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حجرِ اسود کو بوسہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُقَبِّلُكَ وَإِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَ إِنَّكَ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْ لَا إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ" (4)

بخدا میں تمہیں بوسہ دیتے ہوئے بخوبی جانتا ہوں کہ تو محض ایک پتھر ہے، تو نقصان پہنچا سکتا ہے نہ فائدہ دے سکتا ہے۔ اگر میں نے آنحضرت ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تمہیں بوسہ نہ دیتا۔

---

(1) مسلم، فی کتاب الایمان باب النہی عن الحلف بغیر اللہ تعالیٰ، ص 1267 ج 3 حدیث نمبر 1646۔

(2) الترمذی، کتاب النذ ور والایمان باب ماجاء فی کراہیۃ الحلف بغیر اللہ، حدیث نمبر 1535۔ وقال: ہذا حدیث حسن وصححہ الالبانی فی الصحیحہ ص 155 ج 3۔

(3) مسلم، کتاب الجنائز، باب الأمر بتسویۃ القبر، حدیث نمبر 969۔

(4) مسلم، کتاب الحج، باب استحباب تقبیل الحجر الاسود، حدیث نمبر 1270۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح دیکھئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک ساتھی کو بایں الفاظ حکم فرماتے ہیں:

"أَلاَ أَبْعَثُکَ عَلٰی مَا بَعَثَنِی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَلاَّ تَدَعَ تِمْثَالاً إِلاَّ طَمَسْتَہُ وَلاَ قَبْرًا مُشْرِفًا إِلاَّ سَوَّیْتَہُ" (1)

کیا میں تمہیں اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے آنحضرت ﷺ نے بھیجا کہ جو بھی تصویر (مورتی) ہو اسے مسخ کردو۔ اور ہر اونچی قبر کو برابر کردو۔

نظریہ توحید کی حمایت کے اس جادہ مستقیم پر ہی سلف صالحین عمل پیرا رہے۔ اور انہوں نے کبھی کسی کو یہ اجازت نہیں دی کہ وہ اس نظریہ توحید میں نقب لگائے۔ یہاں تک کہ امت، شیعہ اور صوفیاء جیسے گروہوں کا شکار ہوگئی۔ جنہوں نے نیک لوگوں اور اپنے علماء ومشائخ کی تعظیم وتکریم کے نام پر اپنے جھوٹ اور باطل کے کدال سے نظریہ توحید میں نقب لگائے۔ اور قبروں پر قبے تعمیر کیے اور بعد میں آنے والے لوگ ان کی تقلید میں اس قدر بڑھے کہ آج ہم اپنے زمانہ میں تعظیم قبور کے فتنہ میں اس کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔

اور بقول شاعر:

وقد هتفوا عند الشدائد باسمها — كما يهتف المضطر بالصمد الفرد

أعادوا بها معنى سواع ومثله — يغوث وود ليس ذالک من ود

اور تحقیق انہوں نے مصائب میں ان کا نام لیکر پکارا جیسے کوئی مجبور آدمی اس (اللہ) یکتا وبے نیاز کو پکارتا ہے۔ انہوں نے اس طرح سواع، یغوث اور ود (ناخداؤں کو پکارنے) کا عمل دہرایا۔ حالانکہ یہ کوئی محبت کی وجہ سے نہیں۔

چنانچہ جو بھی عرس کے مواقع پر قبر پرستوں کی حالت کو دیکھتا ہے اس کا دل ان کی حالت زار پر آنسو بہاتا ہے۔ اور ان کی ذلت وپستی پر افسوس کرتا ہے۔ اور یقین کر لیتا ہے یہ بہت بڑی مصیبت اور فتنہ ہے۔ پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ حالات کیوں پیدا ہوئے؟ اس فتنہ انگیزی کے اسباب کیا ہیں؟ تو اس کا جواب یہی ہے کہ قبروں کے اس فتنہ کے بہت بڑے اسباب اور بہت زیادہ وجوہات ہیں۔ جن میں سے بعض بلکہ سب ہی ان ہزاروں، لاکھوں لوگوں کے اس انحطاط وزوال اور آفت زدگی کا سبب ہیں اور شاید کہ اس انحراف وغلط روی کا سب سے بڑا سبب "اس دین کی حقیقت سے لاعلمی ہے"۔

---

(1) مسلم، کتاب الجنائز، باب الأمر بتسویۃ القبر، حدیث نمبر 969۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی بحث

حقیقت دین سے لاعلمی

آنحضرت ﷺ کی بعثت سے قبل لوگ گھمبیر جہالت اور اندھی گمراہی میں مبتلا تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بہتر آدمی کے ذریعہ احسان فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلاَلٍ مُّبِينٍ" (1)

بیشک مسلمانوں پر اللہ کا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ امت کی خیر خواہی میں فریضہ رسالت کی تبلیغ اور اس امانت شریعت کی ادائیگی کے بعد اس حالت میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ امت کو روشن راستہ پر چھوڑا، پھر آپ ﷺ کے بعد حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس ذمہ داری کو ادا کیا جنہوں نے اپنے تلامذہ، شاگردوں کو یہی چیز وراثت میں دی مگر حکمت ایزدی کے تحت آنے والی نسل علم وتقویٰ میں پہلی نسل سے کم تر ہوتی جارہی ہے۔ اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ علم کم ہو رہا ہے اور جہالت بڑھ رہی ہے۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"يُقْبَضُ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ وَ الْفِتَنُ" (2)

علم اٹھا لیا جائے گا اور جہالت و فتنے ظاہر ہوں گے۔

---

(1) سورة آل عمران آیت نمبر 164۔

(2) البخاری، کتاب العلم، باب من اجاب الفتیا باشارة الید والرأس، حدیث نمبر 85۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ کی اس پیش گوئی کے مطابق جہالت پھیل چکی ہے اور علم کم ہو رہا ہے اور یہ علماء کے اٹھ جانے سے ہو رہا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمٌ اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوْسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوْا، فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَأَضَلُّوْا" (1)

اللہ تعالیٰ لوگوں سے علم کو یکبار ہی نہیں اٹھائے گا بلکہ علماء کے جانے سے علم اٹھ جائے گا۔ یہاں تک کوئی (صحیح) عالم باقی نہ رہے گا۔ تو لوگ جاہلوں کو سردار (مفتی) بنالیں گے جن سے سوال ہوگا تو بغیر علم و تحقیق فتویٰ دیں گے اور یوں خود بھی گمراہ ہونگے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

اسی طرح آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سَيَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَأْتُوْنَكُمْ بِبِدَعٍ مِّنَ الْحَدِيْثِ لَمْ تَسْمَعُوْا أَنْتُمْ وَلَا اٰبَاءُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يَفْتِنُوْنَكُمْ" (2)

عنقریب میری امت میں دھوکہ باز اور جھوٹے ہونگے جو تمہارے پاس ایسی نئی نئی باتیں (بدعات) بیان کریں گے جو تم نے کبھی سنی ہوں گی نہ تمہارے آباء نے۔ بس ان سے بچئے اور ان کو بچایئے کہ وہ تمہیں فتنہ میں مبتلا نہ کردیں۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اگر کہا جائے کہ علم ہونے کے باوجود کہ قبروں والے نفع ونقصان کے مالک ہیں نہ زندگی اور موت کے اور نہ ہی حشر و نشر کے۔ تو پھر کس چیز نے قبر پرستوں کو اس فتنہ میں مبتلا کردیا؟ تو جواب میں کہا جائے گا کہ انہیں اس فتنہ میں مبتلا کرنے والی کئی چیزیں ہیں جن میں سے اس حقیقت سے لاعلمی بھی ہے جس کے لئے

(1) بخاری، کتاب العلم باب کیف یقبض العلم حدیث نمبر 100۔ مسلم، کتاب العلم باب رفع العلم وقبضہ، حدیث نمبر 2673۔

(2) مقدمہ صحیح مسلم، باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء، حدیث نمبر 7۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ہی نہیں بلکہ تمام ان انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا کہ وہ توحید کو پھیلائیں اور شرک کے اسباب ختم کریں۔ چنانچہ یہ لوگ اس سے محروم قسمت ہیں اور شیطان نے انہیں اس فتنہ کی دعوت دی جس کے ابطال کے لئے ان کے پاس علم نہیں''۔ (1)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اسلام میں قبروں اور بزرگوں کے آثار پر مساجد و مزارات کی تعمیر اسلام میں ایسی نئی بدعات ہیں جو شریعت اسلامیہ سے ناواقف اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے اس مقصد بعثت سے لاعلم لوگوں ہی کا فعل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ کو کمال توحید کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ دین کو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خالص بنائیں اور شرک کے وہ تمام دروازے بند کریں جو شیطان نے بنی آدم کے لئے کھول رکھے ہیں۔ اس لئے جو شخص توحید اور دین کو اللہ کے لئے خالص کرنے یا دین اسلام سے جتنا ناواقف اور دور ہوگا اتنا ہی وہ شرکیہ جگہوں کی تعظیم کرے گا۔ اور جو جتنا رسول اللہ ﷺ کی سنت، آپ کی حدیث پاک سے واقف ہوگا اتنا ہی توحید اور اتنا ہی وہ دین میں مخلص ہوگا اور جاہل لوگ اسی وجہ سے شرک و بدعات کے سب سے قریب ہوتے ہیں''۔ (2)

الغرض عقیدہ توحید کی حمایت واشاعت کے لئے آنے والے دین سے جہالت ولاعلمی ہی ان فتنوں کے ظہور کا بنیادی سبب ہے اور یہی اصل ہے باقی سب فرع ہیں۔

---

(1) اغاثۃ اللہفان لابن القیم، ص220۔

(2) تفسیر سورۃ اخلاص لابنِ تیمیہ، ص246۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری بحث

جھوٹی احادیث کا پھیلنا

فتنۂ قبور میں لوگوں کے مبتلا ہونے کا دوسرا سبب نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات اقدس کی طرف منسوب جھوٹی اور خودساختہ احادیث کا پھیلنا ہے۔ جو آپ ﷺ کے دین کی مخالف ہیں اور ان احادیث کو پیغمبر ہدایت علیہ الصلاۃ والسلام پر بت پرستوں کے ہم مثل قبر پرستوں نے وضع کیا ہے۔ ان احادیث میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے کہ:

"إِذَا أَعْيَتْكُمُ الْأُمُوْرُ فَعَلَيْكُمْ بِأَصْحَابِ الْقُبُوْرِ" (1)

جب تم معاملات میں عاجز آ جاؤ تو قبر والوں سے مدد حاصل کرو۔

اسی طرح یہ حدیث کہ:

"لَوْ أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ ظَنَّهُ بِحَجَرٍ نَفَعَهُ" (2)

اگر تم میں سے کوئی پتھر سے حسن ظن رکھ لے تو وہ بھی اسے فائدہ دے گا۔

دین اسلام میں ایسی ہی دیگر احادیث کو مشرکین نے وضع کیا ہے جو دین اسلام کے متضاد ہیں اور یہ ان جیسے جہالت وضلالت کے شکار لوگوں میں پھیل گئیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو پتھروں سے حسن ظن رکھنے والے کو قتل کرنے اور ہر طریقہ سے فتنۂ قبر سے بچانے کے لئے بھیجا ہے۔ (3)

---

(1) امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا ہے یہ حدیث باتفاق ماہرین حدیث نبی ﷺ پر گھڑی ہوئی ہے اور معتمد کتب حدیث میں سے کسی ایک میں بھی یہ نہیں پائی جاتی اور حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو جھوٹی اور موضوع کہا ہے۔ قاعدۃ التوسل والوسیلۃ لابنِ تیمیہ، ص 174۔ اغاثۃ اللھفان لابن القیم، ص 220۔

(2) امام ابن تیمیہ نے موضوع، حافظ ابن قیم نے من گھڑت اور حافظ ابنِ حجر وغیرہ نے بے اصل کہا ہے۔ تمییز الطیب من الخبیث ص ۱۳۳۔ اغاثۃ اللھفان ص ۲۲۰۔ کشف الخفا ص ۱۵۲ ج ۱۔ المقاصد الحسنۃ ص ۸۸۳۔

(3) اغاثۃ اللھفان، ص: 220۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ان جیسی احادیث ان پر کسی حکم کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے اور نہ ہی ان کو قطعی طور پر شریعت کا اصل قرار دیا جاسکتا ہے جو ان احادیث کو یہ حیثیت دے وہ جاہل ہے اور علم بیان کرنے میں خطا کار ہے۔ علم وسلوک کی دنیا میں کسی بھی قابلِ اعتماد شخص سے ان احادیث کا بیان کرنا ثابت نہیں (1)

لیکن ان موضوع اور بناوٹی جھوٹی احادیث سے خواص وعوام اور جاہلوں کو دھوکہ دیا جاتا ہے اور ان کو بدکردار درباری اور مجاور قبر والوں کی عبادت سے متعلق اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے پھیلاتے ہیں۔ اور ان سب کا مقصد توحید کو منہدم کرنا اور فریب خوردہ پیروکاروں کے دلوں سے توحید کو نکالنا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے شر سے محفوظ فرمائے۔

(1) الاعتصام للشاطبی، ص: 287 ج 1۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری بحث

مجاوروں کی مشہور کردہ چیزیں

فتنہ قبور میں مبتلا ہونے کا ایک سبب ان درباریوں (جنہیں قبروں کے مجاور اور خادم یا بتوں کے محافظوں کے جانشین کہا جاتا ہے) کی طرف سے پھیلائے جانے والی حکایات و روایات اور قصے یا واقعات بھی ہیں۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''ان اسباب میں سے ایسی حکایات بھی ہیں جو ان جاہلوں کے سامنے قبروں سے متعلق بیان کی جاتی ہیں کہ فلاں آدمی نے مشکل گھڑی میں فلاں قبر سے مدد طلب کی تو اسکو مشکل سے چھٹکارا ملا۔ فلاں نے اس قبر والے کو پکارا یا کسی ضرورت سے اس سے دعا کی تو اس کی ضرورت پوری ہوگئی۔ فلاں نے مصیبت میں فلاں قبر والے سے امید باندھی تو اسکی مصیبت رفع ہوگئی۔ ان درباریوں اور مجاوروں کے پاس ایسی بہت سی چیزیں ہوتی ہیں جن کا بیان محض طوالت ہے۔ کیونکہ یہ لوگ زندہ و مردہ سب لوگوں کے بارے میں زیادہ جھوٹ بولنے والے ہوتے ہیں جبکہ انسان طبعاً اپنی ضرورت کے پورا ہونے اور حاجت کے رفع ہونے کا خواہش مند ہوتا ہے تو جب وہ سنتا ہے کہ فلاں قبر مجربِ تریاق ہے اور شیطان اپنی دعوت میں بڑا نرم انداز اپناتا ہے۔ وہ پہلے اسے قبر کے پاس دعا کرنے کی طرف لاتا ہے اور انسان وہاں بڑی قلبی گہرائی سے انکساری و عاجزی سے دعا کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ قبر کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی قلبی کیفیت کی بنا پر قبول کر لیتا ہے (کیونکہ اسے تو کسی میکدہ یا بازار میں بھی پکارا جائے تو دعا قبول کرتا ہے)۔ تو یہ جاہل سمجھتا ہے کہ اس دعا کی قبولیت میں قبر کا اثر ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر پریشان حال اور مجبور کی دعا سنتا ہے خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو''۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''كُلًّا نُمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا''(1)

---

(1) سورۃ الاسراء، آیت نمبر 20

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم ہر ایک کو بہم پہنچائے جاتے ہیں انہیں بھی اور اُنہیں بھی تیرے پروردگار کے انعامات میں سے۔ تیرے پروردگار کی بخشش رکی ہوئی نہیں۔

اسی طرح ارشاد فرمایا:

"وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ. قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيْلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ" (1)

اور جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اے میرے پروردگار تو اس جگہ کو امن والا شہر بنادے اور یہاں کے باشندوں کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن ایمان رکھنے والے ہوں پھلوں کی روزی دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں کافروں کو بھی تھوڑا فائدہ دونگا۔ پھر انہیں آگ کے عذاب کی طرف بے بس کردونگا یہ پہنچنے کی بری جگہ ہے۔

چنانچہ یہ ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کی بھی دعا قبول کرے وہ اس پر راضی ہو یا اس سے محبت کرتا ہو یا اس کے کام پر راضی ہے کیونکہ وہ تو اچھے، برے اور مومن، کافر کی دعا قبول کرتا ہے۔ اکثر لوگ دعا میں بہت زیادتی کرتے ہیں یا دعا میں شرط لگاتے ہیں اور ایسی دعا ہوتی ہے کہ اس کا سوال جائز نہیں ہوتا تو پھر بھی اسے وہ یا اس کا کچھ حصہ مل جاتا ہے تو وہ سمجھتا ہے اس کا کام نیک اور اللہ کو راضی کرنے والا ہے۔ ایسا انسان بالکل ویسے ہی ہے جسکو اللہ تعالیٰ مال واولاد کی نعمت سے ڈھیل دیتا ہے مگر وہ سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر انعامات کی بارش ہو رہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى إِذَا فَرِحُوْا بِمَا أُوْتُوْا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ" (2)

پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کو ان کی نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے

---

(1) سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 126۔

(2) سورۃ الانعام، آیت نمبر 44، اغاثۃ اللھفان ص 221-220

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دروازے کشادہ کردیئے یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھی وہ خوب اترا گئے ہم نے ان کو دفعتاً پکڑلیا پھر تو وہ بالکل حیرت زدہ ہوگئے۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''بسا اوقات شیطان انسانوں میں سے اپنی جماعت کے ایک گروہ کو ان قبروں پر مقرر کردیتا ہے جو یہاں آنے والوں کو دھوکہ میں مبتلا کرتے ہیں اور اپنی طرف سے بعض چیزیں بنا کر میت کی طرف اس انداز سے منسوب کرتے ہیں کہ ان سادہ لوح، بے خبر حضرات کو ان کی سمجھ بھی نہیں آتی۔ اور بعض اوقات بعض جھوٹے قصے کہانیوں پر مبنی ایسی چیزیں بنا کر ان کے نام اس میت کی کرامت رکھ دیتے ہیں اور پھر ان کو لوگوں میں پھیلاتے ہیں۔ اور اپنے اجتماعات ومحافل میں ان کا اس قدر تکرار اور کثرت سے بیان کرتے ہیں کہ مُردوں سے حسن ظن رکھنے والا انہیں قبول کرلیتا ہے۔ اور اس کی عقل ان کی طرف سے بیان شدہ ان جھوٹی حکایت کو قبول کرلیتی اور وہ بھی ان کو جس طرح سنتا ہے آگے بیان کردیتا ہے۔ اور اپنی مجلس میں ان کا ذکر کرتا ہے تو اس طرح جاہل لوگ ایک بہت بڑی مشرکانہ اعتقادی بیماری اور مصیبت میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ اور لوگ اس میت پر اپنے قیمتی مال کی نذریں چڑھاتے ہیں اور اپنے نزدیک سب سے پسندیدہ املاک کو ان کے لئے وقف کرتے ہیں کیونکہ ان کا اعتقاد ہوتا ہے کہ ایسا کرنے سے ہمیں اس میت کے مقام ومرتبہ کی وجہ سے بہت خیر ملے گی۔ اور بڑا اجر ملے گا اور خود اس عمل کو بہت بڑی عبادت، سودمند اطاعت اور قبول شدہ نیکی سمجھتے ہیں''۔ الخ (۱)

شفاء الصدر کے مصنف المرعی الکرمی فرماتے ہیں:

''اور اسی طرح حضرات انبیا علیہم السلام اور بزرگوں کی قبروں پر جن کرامات اور خرق عادات امور کے ظہور یا وجود کا ذکر کیا جاتا ہے مثلاً وہاں انوار وتجلیات کا نازل ہونا، شیاطین وجانوروں کا وہاں سے دور رہنا، وہاں پر آگ کا بجھ جانا وغیرہ۔ بسا اوقات یہ لوگ ان چیزوں کے وہاں دیکھنے سے اس دھوکہ میں مبتلا ہو

---

(۱) شرح الصدور بتحریم رفع القبور، ص 36-37 ملخصاً۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں کہ ان کی دعا قبول ہوتی اور ان کی ضروریات بھی پوری ہوتی ہیں۔ اور یہیں سے علم (شریعت) سے ناواقف اور کم عقل لوگوں میں گمراہی والی باتیں اور شبہات پھیلتے ہیں اور اس سلسلہ میں ان کے دلائل ایسی روایات ہیں جن سے شریعت ثابت کرنا جائز نہیں۔ یا ایسے قیاس پر مبنی ہیں جس سے ایسی عبادات کو مستحب کہنا جائز نہیں.......... بلکہ وہ مشرکین جن کی طرف نبی ﷺ کو مبعوث کیا گیا تھا۔ وہ بھی جب اپنے بتوں کے پاس دعا کرتے تھے تو بسا اوقات ان کی دعا بھی قبول ہو جاتی تھی۔ اسی طرح ان کی کرامات ہیں جن کی ولایت کا دعویٰ کیا جاتا ہے جیسا کہ "سید البدوی" کا سوانح نگار بیان کرتا ہے کہ:

ایک عجیب حکائت:-

"کہ ابن لبان جب شام سے مصر جاتے جوئے رملہ (رملہ لد) میں داخل ہوئے تو وہاں کی جامع الابیض (سفید مسجد) میں رات گذاری، جب انہوں نے مؤذن کو سنا کہ اس نے اذان کے بعد کہا:

"اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ،وَالسَّلَا مُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي أَحْمَدُيَا بَدْوِيُّ" تو یہ ابن لبان پر بڑا گراں گزرا تو انہوں نے مؤذن کو پکڑ کر ڈانٹا، کہا جاتا ہے کہ ابن لبان نے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) سے شکایت کی کہ: یہ کون ہے جس نے درود وسلام میں سید الانبیاء ﷺ کے ساتھ کسی دوسرے کو ملا دیا ہے اور یہ سید احمد بدوی کون ہے؟ بخدا یہ شخص تو سزا کا حق دار ہے کہ اس نے کسی دوسرے کو نبی ﷺ کا شریک بنا دیا ہے۔ تو چیف جسٹس نے کہا۔ وہ اس کا استاد ہے جس کی محبت اس پر غالب آ گئی ہے۔ یوں قاضی ابن لبان کو نہایت نرمی سے سمجھاتے رہے مگر انہوں نے اسے قبول کرنے کی بجائے کہا کل صبح اس کو ضرور سزا ملنی چاہیے۔

جب ابن لبان رات کو سوئے تو خواب میں دیکھا کہ مسجد کی چھت پھٹی تو وہاں سے دو آدمی نیچے اتر کر ایک اس کے سر کی جانب جبکہ دوسرا پاؤں کی جانب کھڑا ہو گیا، سر کی طرف کھڑے آدمی نے دوسرے کو مخاطب کیا: اس کا ایمان چھین لو، تو اس نے جواب دیا: "ایمان نہیں۔ بلکہ اس سے ہم علم اور قرآن چھینتے ہیں۔ کیوں کہ اس نے سید احمد بدوی پر اعتراض کیا ہے"۔ چنانچہ ایک نے سر اور دوسرے نے پاؤں پکڑ کر خوب جھنجھوڑا جس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو مسخ کر دیا، اور علم وقرآن اس سے چھین لیا۔ وہ (ابنِ لبان) گھبراہٹ کی حالت میں اٹھے تو دین کا کوئی مسئلہ انہیں یاد نہ تھا۔ جب فجر ہوئی اور نماز کے لئے تیار ہوئے تو قرآن مجید کی کوئی ایک آیت بھی یاد نہ رہی۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سید احمد کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ جب وہ محراب میں نماز پڑھانے کو داخل ہوئے تو (دل ودماغ میں) قرآن پاک کی کوئی ایک آیت بھی یاد نہ تھی۔ تو امام مسجد سے کہا وہ نماز پڑھائیں اور خود نکل گئے...... چیف جسٹس نے سمجھا کہ شاید حمام میں -قضائے حاجت- کو گئے ہیں، مگر انہوں نے جج کے کان میں یہ سارا ماجرا کہہ سنایا۔ اور کہا کہ ہمیں ضرور آستانہ احمدیہ میں جانا ہوگا، چنانچہ وہ دونوں چل دیئے جب اس گوشہ میں پہنچے تو دروازے پر کھجور کے پتوں سے بنی چٹائی پر ہاتھ میں کھجور کے ریشے لئے ایک شخص بیٹھا ہے جسے انہوں نے سلام کہا اس نے سلام کا جواب دیتے ہوئے ابنِ لبان سے کہا: بخدا میرے پاس کوئی حل یا دفاع نہیں تو مصر کے جج نے کہا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: اس کا علم اور قرآن چھین لیا گیا ہے جج نے کہا: بزرگی صرف اللہ کے لئے ہے، پھر اس کے سامنے انکساری سے سماجت کرتے ہوئے درگذر کرنے کا کہنے لگے حتیٰ کہ ابن لبان نے یہ کہتے ہوئے رونا شروع کر دیا کہ: میں اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ کرتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ دوبارہ کبھی ایسا نہ کروں گا۔

تو اس فقیر نے کہا اگر ایسا ہی ہے اور اس کے بغیر چارہ نہیں تو پھر ابھی کھڑے ہو جاؤ اور اسکندریہ کا سفر کرو وہاں یاقوت العرش (عرش کا یاقوت) نامی ایک آدمی اللہ کا ولی ہے جس کے ہاتھ پر ہی یہ مشکل حل ہو سکتی ہے، تو وہ اطاعت وفرمانبرداری کا کہتے ہوئے اسی دن سفر کے لئے تیار ہو گئے (ا) جب وہ اسکندریہ پہنچے اور سید احمد یاقوت سے ملے جب انہیں سلام عرض کیا تو انہوں نے کہا: اے محمد تمہیں کس چیز نے اس پریشانی میں مبتلا کر رکھا ہے؟ تم

(ا) اس سیاق وسباق سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ گوشہ احمدیہ مصر میں ہے رملہ میں نہیں جس کی دلیل یہ ہے کہ ابنِ لبان مصر آنے تک علم موجود تھا، یہاں تک کہ وہ اسکندریہ پہنچ گیا اور سید یاقوت سے ملاقات ہوئی۔ بلکہ سید احمد بدوی کے مقام تک پہنچنے تک ایسا ہی رہا جیسے آگے آرہا ہے۔ یہ کتاب کے متن میں مابین القوسین کا ترجمہ ہے جسے ہم نے حاشیہ میں کر دیا کہ عبارت کا تسلسل قائم رہے، مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس خلوت کدہ میں چلو وہاں خیر ہی خیر ہے تو اس نے کہا: آقا مجھے تو کچھ بھی قرآن پاک یاد نہیں۔ تو انہوں نے کہا: لا الٰہ الا اللہ کے ورد میں مشغول ہو جاؤ (۱) چنانچہ پہلی رات انہوں نے پوچھا کیا دیکھا؟ اس نے کہا مجھے کچھ بھی دکھائی نہیں دیا۔ پھر دوسری رات کہا: میں نے نور دیکھا ہے تو انہوں نے کہا تمہیں خیر و برکت کی مبارک ہو، پھر تیسری رات اس نے نورانی کرسی پر نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو اس حالت میں تشریف فرما دیکھا کہ آپ ﷺ کے اردگرد حضرات انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت نورانی کرسیوں پر تشریف فرما ہے۔ اور سید احمد نبی ﷺ کے سامنے ہیں جنھیں آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ اے سید احمد میری وجہ سے محمد بن اللبان کے متعلق اپنے دل کو پاک کرلو، پھر آپ ﷺ ابن لبان کی طرف متوجہ ہو کر اسے فرماتے ہیں: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اولیاء میں سے کچھ میرے بائیں پہلو کے نیچے ہیں جب کہ احمد میرے دائیں پہلو کے نیچے ہے۔ یہ دیکھ کر وہ فرحت و مسرت سے چونکتے ہوئے تیزی سے دروازے پر آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سید یاقوت اونٹ کی طرح آواز لگاتے ہوئے بڑبڑا رہے ہیں۔ جیسے شیر چنگاڑتا ہے۔ اور انہوں نے ابن لبان کو دیکھتے ہی کہا: مبارک ہو محمد (تمہاری ضرورت پوری ہوگئی) میں نے تمہاری ضرورت پوری کر دی، تم نے خود دیکھا کہ میں نے سید احمد پر تمام اولیاء کو پیش کیا۔ مگر انہوں نے قبول نہیں کیا لیکن اب تم طنطا کی طرف جاؤ اور وہاں توبہ استغفار کرتے ہوئے مزار میں داخل ہو کر ان کے تابوت کا طواف کرو اور تین دن وہاں رہنا، چنانچہ وہ سید یاقوت کے ہاتھ کو بوسہ دیکر سید احمد کے مقام کی طرف چل دیے۔ وہاں جا کر مزار میں داخل ہوئے اور توبہ واستغفار کرتے ہوئے تابوت کا طواف کیا۔

بعض روایات میں ہے کہ ابنِ لبان اور سید یاقوت دونوں سید احمد کے مقام پر آئے تو یاقوت ان سے بات کرنے لگے اور ان سے رحم لی کی درخواست کی، جبکہ ابن لبان آہ وزاری کرنے لگے، اور تین دن تک وہاں رہے۔ جب سوتے تو سید احمد کے قدموں میں سوتے، تو دیکھا کہ سید احمد نے انہیں واضح طور پر معاف کر دیا اور ان کے سینے پر ہاتھ رکھا تو جو کچھ بھولا تھا وہ پہلے سے زیادہ ہو کر لوٹ آیا اور سید احمد نے کہا "اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ......" پڑھو جب وہ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ

(۱) سیرت سید احمد بدوی ص 122-120

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ" پر پہنچے تو کہا: تم اس مؤذن پر اعتراض کرتے ہو جس نے ہم پر نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ سلام کہا ہے جبکہ لوگوں کو تو نماز میں بھی ایسا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تو ابن لبان فرحت و مسرت سے قرآن پاک پڑھتے ہوئے بیدار ہوئے اور پھر انہوں نے اول تا آخر قرآن پاک کی تلاوت کر کے اس کا ثواب سید احمد بدوی کو ہدیہ کر دیا۔

الغرض ایسی بے بنیاد اور جھوٹی باتوں سے لوگ دھوکہ میں آکر بدوی کے ہاتھوں پر دنیا و آخرت میں اپنے گناہوں کی مغفرت و بخشش کا ذریعہ سمجھتے ہیں تو کیا نبی علیہ الصلاۃ والسلام بدوی کے ساتھ غمگساری کرتے ہیں۔

-لاحول ولا قوۃ الاباللہ-

قیدیوں کی رہائی:- اس ضمن میں قیدیوں کی رہائی اور واپسی کی ایک حکایت بھی بیان کی جاتی ہے کہ بیروت کے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم بارہ آدمی فرنگ کی قید میں چلے گئے۔ وہاں فرنگی ہم سے اس قدر مشقت لیتے تھے کہ ہم مرنے کے قریب ہو گئے تو ایک دن اللہ تعالیٰ نے ہمیں الہام فرمایا کہ ہم نے پکارا- "یا سیدی احمد، یا بدوی"- تو لوگ کہتے ہیں کہ تم قیدیوں کو ان کے ملک لے آتے ہو، ہم نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے واسطہ سے تم سے سوال کیا ہے۔ تم ہمیں ہمارے ملک لوٹا دو، تو یہ قیدی کہتے ہیں کہ ہم اس دن ایک خالی کشتی پر سوار ہو کر سمندر میں اتر گئے اور فرنگیوں کو اس کی خبر تک نہ ہوئی جب ہم سمندر میں تقریباً دو میل گئے تو وہ ہماری تلاش میں نکلے مگر وہ ہمیں پا نہ سکے یہاں تک کہ ہم سید احمد کی برکت سے اپنے ملک پہنچ گئے۔(۱)

ایک اور حکایت:-

اسی طرح عبدالوہاب شعرانی نے بھی ایک حکایت بیان کی ہے کہ مجھے سالم نامی ایک شخص نے بتایا: میں فرنگیوں کے ہاں قید میں تھا، جس فرنگی کے پاس میں تھا اس نے کہا: اگر میں نے تمہیں یا احمد یا بدوی کہتے سنا تو ماروں گا سزا دوں گا پھر اسے اندیشہ ہوا کہ وہ مجھے اُچک نہ لے جائے تو اس نے مجھے ایک بڑے صندوق میں بند کر کے تالا لگا کر اوپر سونا شروع کر دیا۔ میں نے ایک رات اپنے دل میں کہا: "یا سیدی

(۱) سیرت سید احمد بدوی ص 126،125

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمد، میری مدد کرو' میں نے ابھی بات مکمل بھی نہ کی تھی کہ سیدی احمد آئے صندوق کو فرنگی سمیت اٹھا لیا۔ میں بڑی گنگناہٹ سن رہا تھا اور صبح ہونے تک میں مختلف آواز میں اور بہت گفتگو ہوتے سنتا رہا۔ تو انہوں نے جب صندوق کھول کر مجھے اس سے نکالا، تو میں قیروان کے ساحل پر تھا پاس ہی فرنگی کھڑا ہے۔ اور اس کے اردگرد بہت لوگ ہیں جس نے انہیں پورا واقعہ سنایا اور وہ فرنگی مسلمان ہو کر سید احمد کے مقام و مقبرہ پر آیا اور زیارت کر کے بیت المقدس چلا گیا۔ (1)

شعرانی کی دوسری حکایت:-

عبدالوہاب شعرانی ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے 943ھ کو دیکھا کہ میں سید احمد بدوی کے مقبرہ پر بیٹھا ہوں تو اچانک رات کے آخری حصہ میں سید عبدالعال کے منارہ پر سخت شور وغل سنائی دیا جب میں نے جھانکا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ بیڑیاں لگے ایک فاتر العقل (بدحواس) قیدی کو لائے ہیں جو تین دن میں تندرست ہو گیا تو اس نے بتایا کہ میں فرنگیوں کے ملک میں قید تھا کہ ایک دن جب میں چھت پر تھا تو میں نے سید احمد کا وسیلہ اختیار کیا تو اچانک کوئی چیز آئی جس نے مجھے اٹھا کر ہوا میں اڑنا شروع کر دیا یہاں تک کہ میں اس منارہ پر اتر آیا۔ تو اچانک اٹھائے جانے اور پھر پرواز کرنے سے میری عقل جاتی رہی انہوں نے اس کی بیڑیاں کھول دیں اور وہ -قیدی- مرتے دم تک اس قبر کا مجاور رہا۔ (2)

شعرانی نے کہا ہے کہ میں نے جب بھی اس کے تابوت کو کھڑکتے یا چلاتے سنا تو ملک میں کوئی نہ کوئی حادثہ ہو گیا چنانچہ پاشا کی جماعت کے ایک گروہ نے چاہا کہ وہ اپنے ایک بھگوڑے کو نکال لیں جو سید احمد کی جگہ داخل ہوا تھا تو فوراً چاند گھوما اور تابوت کڑک کی طرح کھڑکنے لگا وہ سب خوف کے مارے اسے چھوڑ کر بھاگ گئے تو اسی وقت کے موافق پاشا کے معزول ہونے کی خبر آئی۔

---

(1) سیرت سید احمد بدوی ص 126-125 (2) ایضاً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید ایک حکایت:۔

اس قسم کی ایک حکایت یہ ہے کہ بعض لشکر والوں نے اپنے میں سے ایک بچہ قتل کرنا چاہا تو وہ بھاگ کر سید احمد کے مزار میں داخل ہو گیا تو ایک سپاہی دوسرے ساتھیوں کو لیکر مزار میں داخل ہو گیا اور انہوں نے مجاوروں کو اس قدر ڈرایا دھمکایا کہ وہ عاجز آ گئے اور سپاہیوں اور لڑکے کے درمیان سے ہٹ گئے۔ تو لڑکے نے گنبد کے دروازہ کے تنگ سے حلقہ میں اپنا ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تو وہ اس قدر نرم اور کشادہ ہو گیا کہ لڑکے کا پورا ہاتھ اندر چلا گیا تو تابوت یکدم کھٹکھٹایا اور اس سے نور نکل کر بلند ہوا کہ ارد گرد کے شہر والے سمجھے کہ کوئی آگ ہے۔ جس سے وہ لشکر والے انتہائی مرعوب ہوئے اور بچہ چھوڑ چلے گئے اور سب کے دلوں میں سید احمد کا انتہائی اعتقاد پیدا ہو گیا۔ (۱)

بہر حال اسی طرح کے جھوٹے قصے اور من گھڑت حکایتوں کے ذریعہ قبروں کے مجاور اور مزاروں کے خدمت گار اپنے مریدوں اور جاہلوں کو ان جگہوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ حالانکہ ان حکایات کے جھوٹے اور فریب ہونے پر کسی حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔

(۱) سیرت سید احمد بدوی ص 125-126

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی بحث

علمائے سنت کی خاموشی

لوگوں کے فتنہ بدعات میں مبتلا ہونے کا ایک اور اہم سبب علماء سنت کی خاموشی ہے۔ چنانچہ بعض ممالک میں علمائے سنت کا اظہارِ حق اور دین کے فرائض و احکام سے خاموشی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے پیچھے ہٹ جانا۔ ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی، خوف و ہراس کا شکار ہونا حتیٰ کہ شاید ہی کوئی ہو جو ایک دوسرے کو اہل بدعت کے غلبہ سے ڈراتا نہ ہو (یہ سب چیزیں لوگوں کے بدعات کا شکار بننے کا سبب ہیں)۔ حالانکہ اگر علماء اہل سنت ایک دوسرے کا ساتھ دیں اور حکمت و دانائی اور نرمی سے فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انجام دیں، تو یہ صورت حال تبدیل ہو سکتی ہے بلکہ علماء اہل سنت کا فرض ہے کہ وہ لوگوں میں صحیح سنت کو پھیلائیں اور واضح کریں کہ دین مکمل ہو چکا ہے۔ آیات میں باہمی تضاد نہیں اور نہ ہی عقل سلیم اور نص صحیح میں کوئی تعارض ہے۔

ورنہ بعض علماء کے حق بیان نہ کرنے کا بڑا برا اثر ہوتا ہے خصوصاً عوام پر، کیونکہ وہ جب کسی کام کو شرعی سمجھ کر انجام دیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ عالم اس پر خاموش ہیں اور مخالفت نہیں کر رہے (تو اس کام کے شرعی ہونے پر مزید پختہ ہو جاتے ہیں)۔ اور علماء کا یہ سکوت عوام کی نظروں میں ان کی قدر و منزلت کو کم کرنے بلکہ ذلت و رسوائی کا سبب بنتا ہے۔ شاعر الجرجانی نے کیا خوب کہا ہے:

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوْهُ   وَلَوْ عَظَّمُوْهُ فِي النُّفُوسِ لَعظمَا

وَلٰكِنْ أَهَانُوهُ فَهَانُوا وَدنسُوا   مُحيَاهُ بَالْأَطْمَاعِ حَتىٰ تصرما

اگر اہلِ علم، علم کی حفاظت کریں اور اگر وہ دل سے اس کی تعظیم کریں تو وہ بھی تعظیم کرے گا۔ لیکن انہوں نے اس کو ذلیل کیا تو خود ذلیل ہو گئے انہوں نے اس کو طمع و خواہشات سے خراب کیا کہ وہ ختم ہو گیا۔

گویا جب علمائے سنت خاموش ہونگے تو علماء بدعت چمکیں گے اسی وجہ سے مشہور ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ جن ممالک میں علماء سنت کم ہیں وہاں بدعات بہت زیادہ پھیلتی ہیں۔ — واللہ المستعان —

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں بحث

بدعات کی حکومتی سرپرستی اور حوصلہ افزائی

بدعات کی شہرت ورواج اور عوام کے ان میں مبتلا ہونے کا ایک بنیادی سبب بعض حکومتوں کی طرف سے بدعات کی حوصلہ افزائی بھی ہے۔ کیونکہ بہت سی اسلامی حکومتیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے روکتی ہیں بلکہ بدعات کی اشاعت وترویج کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں اور بدعتی لوگوں کو اپنے قریب کر کے نیز اس بت پرستی کے علمبردار علماء کی تعظیم کر کے سرپرستی کرتی ہیں خواہ وہ سنت سے محاذ آرائی میں ہو یا عوامی اکثریت کی پیروی میں ہو۔ جو کہ بدعات کے تعاون سے وہ عوام کی چاپلوس رہتی ہے۔

اس زمانہ میں اکثر بادشاہ اور حکمران ان مزاروں کی تعمیر وترقی پر دولت خرچ کرنے میں دلچسپی رکھتے اور توجہ دیتے ہیں۔ صرف لوگوں کے احساسات وجذبات کو خوش کرنے اور ان کی دوستی حاصل کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن قبروں کی پوجا کی جاتی ہے ان کے ساتھ ان کے تعلق پر عمل کرتے ہوئے اور کم از کم ان کے ہنگامہ وشورش سے مطمئن رہنے کے لئے وہ ان حکمرانوں کے ظلم وزیادتی کے نتیجہ میں کرتے ہیں۔ (1)

چنانچہ ہر ربیع الاول میں مصری حکومت میلاد کے نام پر بہت بڑی محفل منعقد کرتی ہے جہاں طاغوت کے دربان اور بت پرست صوفیاء دوڑے چلے آتے ہیں اور وہاں نصب کئے گئے خیموں میں قیام کرتے ہیں اور جانور ذبح کرتے ہیں۔ کیونکہ صوفیا یہ حرام (اپنے پیروکاروں سے محمد، سید، دسوقی، یا رفاعی وغیرہ کے ناموں پر) اکھٹا کرتے ہیں اور یہ اکثر مساکین ودرویش حضرات اپنے گھر کا ساز وسامان حتیٰ کہ اپنی اولاد کا سامان خورد ونوش، لباس وپوشاک اور اپنی بیوی کا لباس تک فروخت کر کے بلکہ اپنا سب کچھ اپنے شیخ پر قربان کر دیتے ہیں۔

میرے خیال میں حکومت میلاد النبی ﷺ کی نسبت سے یہ محفل منعقد کرتی ہے۔ بفرض محال اگر

(1) الانحرافات العقدیۃ والعلمیۃ، ص284 ج1 لعلی الزہرانی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ (محفل میلاد) جائز بھی ہے تو پھر اسے اس چیز کے خلاف جنگ کرنی چاہئے جس کے خلاف رسول ﷺ جنگ کرتے تھے اور اس چیز کو زندہ کرنا چاہئے۔ جسے آپ ﷺ زندہ کرتے تھے۔ چنانچہ حکومت منکرات کے خلاف جنگ کرے ان قبوں کو گرائے اور جاہلیت کے ان بتوں کو ختم کرے اس طرح آپ ﷺ کی رسالت کا جھنڈا اونچا کرے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان سے متعلق آپ ﷺ کے سچے عقیدہ کا پھریرا لہرائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون کے مطابق آپ ﷺ کے احکامات کو نافذ کرے۔ مگر اس کے برعکس حکومت میلاد کی محفل سجاتی ہے اور بت پرستی پر مبنی بدعت پر تعاون کرتی ہے۔ اور ایسے گناہوں پر تعاون جن کے بوجھ نے دینی فضیلت وشرف اور حیاء کو ختم کر دیا ہے۔ حکومت مصر محفل میلاد منعقد کرتی ہے جس کا انعقاد بدترین بدعت ہے۔ جس کی آزمائش میں امت مبتلا ہے اور حد سے گزری ہوئی ان حیا باختہ صورتوں ہی سے عقیدہ میں خلل اور فساد ظاہر ہوتا ہے۔ لہٰذا حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین حق اور اسی کی ہدایت کے دلائل سے اس کی اصلاح کرے اور قرآن پاک سے اسے چمکائے اور اس کی روشنی کو سنت سے جگمگائے اور اخلاق میں بھی جو بگاڑ پیدا ہوا، اسے پاک وصاف اسلامی اخلاق سے درست کرے۔ (1)

ورنہ حکومتوں کا بدعات کی سرپرستی کرنا دین اور معاشرہ پر بہت برے اثرات مرتب کرتا ہے اس کی مناسب ترین مثال مامون (2) کا وہ اقدام ہے جب اس نے اپنے اقتدار کو غنیمت جانتے ہوئے لوگوں کو قرآن پاک کو مخلوق کہنے پر مجبور کیا۔ اور پھر اس کے بعد کے خلفاء نے بھی اس بدعت کو سنبھالا دیا۔

بے شک حکومتیں اپنے اقتدار واختیار سے بدعات کے مٹانے یا پھیلانے دونوں کی طاقت رکھتی

---

(1) بدعۃ المولد، ص 30-26 لعبد الرحمٰن الوکیل ۔مختصراً۔

(2) عبد اللہ بن ہارون الرشید بنو عباس کے مشہور خلیفہ ہیں۔ جو 170ھ میں پیدا ہوکر 48 سال کی عمر میں 218ھ میں فوت ہوئے۔ وہ بڑا صاحب علم تھا مگر معتزلہ سے متاثر ہوکر اس نے اہل سنت خصوصاً امام احمد پر خلق قرآن کے مسئلہ میں بہت تشدد کیا۔ (البدایہ ص 311 ج 10۔، اعلام ص 142 ج 4)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جس کی دلیل ہے کہ بشر مریسی (1) نے جب اپنا قول کہا اور وہ ہارون الرشید (2) تک پہنچا تو اس نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بشر مریسی قرآن کریم کو "مخلوق" سمجھتا ہے۔ تو مجھ پر لازم ہے بخدا اگر میں اسے پکڑنے میں کامیاب ہو گیا تو میں اسے بری طرح قتل کرونگا چنانچہ بشر مریسی ہارون الرشید کے زمانہ میں اس کی وفات تک بیس (20) سال تک روپوش رہا جس کے بعد وہ ظاہر ہوا اور گمراہی کی طرف دعوت دی۔ پھر اس کی وجہ سے جو فتنہ اٹھا سو اٹھا۔ (3)

خلفاء اور حکمرانوں کی طرف سے مصائب میں وہ اقدامات بھی ہیں جو عبیدی باطنی حکمرانوں نے اٹھائے۔ جنہوں نے بے شمار بدعات ایجاد کیں اور مزارات وقبروں کی تعظیم شروع کی اور عرس ومیلاد کی محفلوں کو پھیلایا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حکمرانوں اور خلفاء کا بدعات کی سرپرستی کرنا لوگوں کے لئے ان کو ایسی سنتیں بنانا ہے جس کی پابندی ضروری ہو۔ اور جب شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آئے اور سعودی حکومت نے ان کا تعاون کیا اور قبروں پر سے قبوں کو گرانے پر ان کا ساتھ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے جزیرہ عرب کو جاہلیت کی الائشوں سے بچالیا، اور آج تک یہ حکومت - اللہ تعالیٰ اسے مزید نیک توفیق دے - بت پرستی کی نمائشوں سے دور اور محفوظ ہے۔ جس سے ہماری مزید تائید ہو جاتی ہے کہ حکومت کے اختیار میں ہے کہ وہ خیر کی دعوت دینے والی بنے یا برائی کی دعوت دینے والی۔

اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے سچ فرمایا ہے:

"إِنَّمَا أَخَافُ عَلَىٰ أُمَّتِيْ فِي الْأَئِمَةِ الْمُضِلِّيْنَ" (4)

---

(1) بشر بن غیاث المریسی مشہور بدعتی تھا جو قرآن پاک کو مخلوق کہتا تھا۔ 218ھ میں فوت ہوا۔ میزان الاعتدال ص 322 ج 1۔

(2) ہارون الرشید بن محمد المہدی بنو عباس کے سب سے مشہور خلیفہ ہیں۔ مشہور ہے کہ وہ ایک سال جہاد کرتا اور ایک سال حج کرتا تھا۔ اسی طرح اپنے علم اور دریا دلی میں بہت مشہور تھا۔ 149ھ میں پیدا ہو کر 193ھ میں فوت ہوا (البدایہ ص 242 ج 10)۔

(3) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص 385۔

(4) مسند احمد، حدیث نمبر 21359۔، ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر 2229۔ قال حسن صحیح۔، ابوداؤد کتاب الفتن والملاحم حدیث نمبر 4252 البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اپنی امت پر گمراہ کرنے والے اماموں (حکمرانوں) سے ڈرتا ہوں۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا لَبِسَتْكُمْ فِتْنَةٌ يَهْرَمُ فِيهَا الْكَبِيرُ وَيَرْبُو فِيهَا الصَّغِيرُ وَيَتَّخِذُهَا النَّاسُ سُنَّةً، فَإِذَا غُيِّرَتْ، قَالُوا: غُيِّرَتِ السُّنَّةُ قَالُوا: وَمَتَىٰ ذَالِكَ يَاأَبَاعَبْدَالرَّحمٰنِ؟ قَالَ: إِذَا كَثُرَتْ قُرَّاءُ كُمْ وَقَلَّتْ فُقَهَاءُ كُمْ وَكَثُرَتْ أُمَرَاءُ كُمْ وَقَلَّتْ أُمَنَاءُ كُمْ وَالْتُمِسَتِ الدُّنيَابِعَمَلِ الْأٰخِرَةِ" (1)

اس وقت تم کیسے ہوگے جب تمہیں فتنہ گھیر لے گا جس میں بڑا بوڑھا ہوگا اور بچہ اس میں پرورش پائے گا اور لوگ اس (فتنہ بدعت) کو سنت بنالیں گے پھر جب اسے تبدیل کیا جائے اور مٹایا جائے گا تو لوگ کہیں گے سنت ختم کردی گئی، لوگوں نے کہا ابوعبدالرحمٰن-عبداللہ بن مسعودؓ-ایسا کب ہوگا؟ تو آپؓ نے فرمایا: جب تم میں قاری زیادہ اور فقیہ کم ہونگے، امیر زیادہ اور امین کم ہونگے اور دنیا آخرت کے عمل سے تلاش کی جائے گی۔

اسی وجہ سے امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب التوحید میں یہ عنوان قائم کیا ہے:

"بَابُ مَنْ أَطَاعَ الْعُلَمَاءَ وَالْأُمَرَآءَ فِي تَحْرِيمِ مَاأَحَلَّ اللّٰهُ، أَوْ تَحْلِيلِ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ فَقَدِ اتَّخَذَهُمْ أَرْبَابًامِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" (2)

جس نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ کو حرام قرار دینے یا اس کے حرام کردہ کو حلال قرار دینے میں علماء اور حکمرانوں کی اطاعت وفرمانبرداری کی اس نے-علماء وحکمرانوں-کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ رب بنالیا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اختیار واقتدار اور قوت کی بنیاد پر حکومتیں بدعات کو اور بدعات کی دعوت دینے والوں کو ختم کرنے کی طاقت رکھتی ہیں اور اسی طرح اپنی حاصل شدہ قوت سے وہ بدعات اور اہل بدعت کی تخم ریزی کرنے بلکہ انہیں اہمیت، عظمت اور تحفظ وعزت دینے کی طاقت بھی رکھتی ہیں۔-واللہ المستعان-

---

(1) سنن الدارمی، باب تغیر الزمان وما یحدث فیہ، حدیث نمبر 185۔

(2) القول المفید علی کتاب التوحید ص 149 ج 2 از محمد بن صالح العثیمین۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹی بحث

علماءسوء کی پھیلائی ہوئی چیزیں

بہت سی احادیث مبارکہ میں علماءسوء کے خطرہ کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ جسے وہ شبہات کے ضمن میں پھیلاتے ہیں اپنے باطل نظریہ کی تائید میں بڑے پرتاثیر انداز میں بیان کرتے ہیں۔ یہ پرواہ کئے بغیر کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ مبہم مگر صحیح یا واضح دلیل سے ثابت ہے کہ نہیں۔ بلکہ گمراہی کے یہ علمبردار علماءِ سوء اپنے باطل عقیدہ پر استدلال کرنے کے لئے احادیث کے الفاظ تبدیل کرنے حتیٰ کہ احادیث اپنی طرف سے بنالینے سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔ چنانچہ جو شخص بھی انکے حال و کردار پر غور کرے گا بآسانی یہ سمجھ جائے گا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ قول ان پر پورا صادق آتا ہے جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی صفت میں فرمایا تھا کہ یہ -"اعداء السنن"-(1) سنتوں کے دشمن ہیں۔ اور یہ بات اس وقت بالکل عیاں اور ثابت ہو جاتی ہے جب وہ اپنے نظریہ وعقیدہ سے موافقت نہ رکھنے والی احادیث کو مختلف بہانوں سے رد کردیتے ہیں مثلاً کبھی راویوں پر جرح وتنقید سے، کبھی خبر واحد کے بہانہ سے، کبھی غلط تاویلات سے، ظاہری معنیٰ کی تبدیلی سے، کبھی متشابہات کی پیروی میں محکم کو متشابہ پر محمول کرکے یا محکم دلیل کو بھی متشابہ کہہ کر، کبھی نصوص شرعیہ کے مقابلہ میں خواہشات کی بناپر اور کبھی نصوصِ شرعیۃ میں غور وفکر کے بغیر استدلال کرتے ہوئے ایسا کرتے ہیں۔

اس کی مثال سید محمد المالکی کی کتاب-"الزیارۃ الشرعیۃ"- کا وہ مقام ہے۔ جہاں انہوں نے بصرہ غفاری کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گفتگو کو نقل کیا ہے۔ مگر انہوں نے وہ احادیث نظر انداز کردی ہیں جن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسجدِ طور سے آنا ثابت ہوتا ہے اور ایسی روایت لایا ہے جس میں کوئی صراحت نہیں کہ آیا ابو ہریرہ مسجد جانا چاہتے تھے یا وہاں سے آنا۔ بلکہ اس قیامت خیزی پر مستزاد یہ کہ اپنی طرف سے اس میں اضافہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس نہ ہوئے" جب کہ کسی ایک بھی

---

(1) شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ للالکائی، تحقیق احمد الغامدی۔ ص:123 ج1

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت میں یہ اضافہ نہیں۔ پھر اپنی تلبیس و مکاری کو جاری رکھتے ہوئے لکھتا ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے نزدیک اس حدیث میں مذکور نہی تحریم کا فائدہ نہیں دیتی ہیں۔ (1)

قبروں کی تعظیم و تکریم کی دعوت پر مبنی کتب لکھنے والے علماء (جیسے ایک رافضی نے ''مناسک المشاہد'' نامی کتاب لکھی اور اس میں مخلوق کی قبروں کو بھی حج کیلئے ایسا قرار دیا ہے جیسے کعبہ (کا حج کیا جاتا ہے)۔

جن کی یہ کتابیں لکھنے کی بڑی غلط خواہشات و مقاصد ہوتے ہیں مثلاً حکمرانوں کی خوشنودی، امت میں گمراہی وغیرہ، ایسے علماء سے متعلق شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''یہ وہ چیز ہے جس کی ایجاد و ابتدا منافقین اور بے دین گروہ نے کی۔ تاکہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روک سکیں اور ان کیلئے دین اسلام کو بگاڑ دیں، اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے خالص دین کے مقابلہ میں اس بنیادی شرک کو شروع کر دیا اور پھر اس شرک کی تائید میں بد مذہب مشرک فلاسفہ کے ایک گروہ نے کتابیں لکھنا شروع کر دیں اور یوں یہ لوگ اور باطنی قرامطہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف محاذ آرائی میں اکٹھے ہو گئے اور بہت سی جماعتوں کو فتنہ میں مبتلا کر کے اللہ تعالیٰ کے دین سے روک دیا اور کم از کم ان کا یہ شعار بن گیا کہ مساجد کو بے آباد کر کے مزارات کو آباد کیا جائے (مساجد کی بے حرمتی کر کے مزارات کی تعظیم کی جائے)۔ چنانچہ وہ مزارات کی تعظیم بلکہ ان کا حج اور وہاں پر ایسے شرکیہ افعال کرتے ہیں۔ جن کا اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کجا کسی امام دین نے بھی حکم نہیں دیا بلکہ ان سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ہی نہیں بلکہ اللہ کے صاحب ایمان بندوں نے بھی روکا ہے اس ضمن میں وہ مساجد کو برباد کرتے ہیں نہ کبھی جمعہ ادا کرتے ہیں اور نہ ہی اس منافقانہ اصول کی بنا پر نماز با جماعت پڑھتے ہیں کہ معصوم کے علاوہ کسی کے پیچھے نماز درست نہیں یہ سب کچھ ان کی گمراہی کا مظہر ہے''۔ (2)

بنا بریں جب ضلالت و گمراہی کے ان علم برداروں کا یہ اسلوب اور طریقِ واردات ہے تو ان کے

---

(1) الزیارۃ النبویۃ ص 15۔، اس کی مزید تفصیل اس کتاب کے صفحہ نمبر 28 پر ملاحظہ فرمائیں:

(2) الفتاوی ص 517-518 ج 4، بتصرف۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیروکاروں کے ان سے متاثر ہونے اور دوسروں کو فریب زدہ بنانے پر کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیئے اور ان کے اس کتمانِ حق اور حق و باطل کو خلط ملط کرنے کی مثال یہ واقعہ بھی ہے کہ میں ان کے ایک شیخ ڈاکٹر جودہ سے بدوی کے مزار پر ملا تو میں نے اس کو مُردوں اور فوت شدگان سے وسیلہ پکڑنے کے خطرات اور اس کی حرمت ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ یہ بڑا واضح شرک ہے اور میں نے اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فعل سے استدلال کیا کہ آپ نے آنحضرت ﷺ کا وسیلہ اختیار نہیں کیا کہ آپ ﷺ تو وفات پا چکے ہیں البتہ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ اختیار کیا کہ وہ زندہ ہے (1)۔ تو اس نے اپنے سینکڑوں مریدین اور عقیدت مندوں کی موجودگی میں بڑی ترشی اور سختی و تلخی سے لوگوں کو میرے خلاف بھڑکانے کے انداز میں کہا: اصل مشرک تو وہ ہے جو میت سے نہیں بلکہ زندہ سے وسیلہ پکڑنے کا قائل ہے کیونکہ اس نے فعل کو مخلوق سے جوڑ دیا جب فعل کا ربط مخلوق سے نہیں بلکہ مخلوق تو محض سبب ہے تو زندہ سے وسیلہ پکڑیں یا مردہ سے، کوئی فرق نہیں یہ سنتے ہی اس کے پیروکاروں اور مریدوں نے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے اس کے ہاتھوں کو چومنا شروع کر دیا اور افسوس ہے کہ ان لوگوں میں بڑے پی۔ایچ۔ڈی۔ڈاکٹر اور یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل بھی تھے۔

بہر حال اسی طرح گمراہی کے یہ علمبردار بڑی دیدہ دلیری اور ڈھٹائی سے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں اور کوئی انہیں اس سے باز رکھنے والا نہیں۔ اس وجہ سے باطل و گمراہی کو مزین و آراستہ کرنے میں ان کا بہت بڑا کردار ہے جس کے نتیجہ میں لوگ قبروں پر ایسی حرکات کے فتنہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ —واللہ المستعان علیٰ ما تصفون—

بلا شبہ جب علماء کی نیتوں میں فتور آ جائے اور وہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے لگیں تو بندگانِ خدا ہی نہیں ارضِ خدا بھی فساد و بگاڑ کا شکار ہو جاتی ہے۔ خصوصاً اس لیئے کہ بدعت پر عالم کا عمل لوگوں کے زیادہ گمراہ ہونے کا سبب بنتا ہے اور لوگ اس کی تقلید میں ایسا کرتے ہیں لوگوں کو اعتماد ہوتا ہے کہ عالم درست کام ہی کرتا ہے۔

---

(1) بخاری کتاب الاستسقاء باب سؤال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا حدیث نمبر 1010

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس موقعہ پر ہم ایک شیعہ عالم کی مثال بیان کرتے ہیں جس نے کہا تھا کہ: کیا جو پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام اپنی خواہش سے کلام بھی نہیں کرتے وہ ایک طرف تو قبروں کو گرانے اور دوسری طرف ان کی زیارت کا حکم دے سکتا ہے؟ کیا وہ قبروں کو گرانے کے ساتھ خود ان کی زیارت کر سکتا ہے؟

ہرگز اور ہرگز قطعاً ایسا نہیں بلکہ میرے خیال میں جو شخص عربی لغت کی تراکیب کی تھوڑی سی واقفیت بھی رکھتا ہے اس پر ''تسویہ'' اور ''مساواۃ'' کا فرق پوشیدہ نہیں۔ جو لوگ آنحضرت ﷺ کے ارشاد — ولا تدع قبرا مشرفا الا سويته — کا یہ معنی کرتے ہیں کہ تم اونچی قبروں کو گرا کر زمین کے برابر کر دو، ان لوگوں کی سوجھ بوجھ ختم ہوگئی ہے اور ان کے اذہان پراگندہ ہیں، ان کی عقل وفہم گم ہوگئی انہیں عربی لغت میں ذرہ برابر بھی مہارت نہیں تو ان کے علماء کا کیا حال ہوگیا؟

حالانکہ عرب عوام بھی جانتے ہیں کہ — تسوية الشيء — کسی چیز کو برابر کرنے کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ اس کی سطح چھت کو درست کیا جائے اور یہ کہ گڑھے کو سامنے سے برابر کرنا یا اس کے پہلوؤں کو درست کرنا اور اونچی کوہان کو برابر کرنا جیسے ملتے جلتے معانی والفاظ پر محمول کیا جاتا ہے۔ لہذا آپ ﷺ کے اس ارشاد — لاتدع قبرا مشرفا الا سويته — کا معنی بھی یہ ہوگا کہ آپ اس پر چھت ڈال کر درست کر دیں نہ یہ کہ آپ اسے گرا کر زمین پر ہموار کر دیں۔ تاکہ یہ تعارض اور تضاد ختم ہو جائے کہ دوسری طرف تو آپ ﷺ سے قبروں کی زیارت وہاں پر آنا جانا مستحب ثابت ہو۔ بلکہ قبروں کو مضبوط اور اونچا کرنے کی ترغیب دینا ثابت ہے۔ میرے نزدیک قبروں کو برابر کرنے کا یہ مفہوم ہے کہ قبروں پر چھت ہو، کوہان نہیں۔ یہ اس حدیث کا وہ معنی ہے جو میں نے پہلے پہل حدیث کو سنتے ہی فوراً میرے ذہن میں پہلے ہی لمحہ میں آیا۔ (1)

بس ایسی ہی مکاری وفریب کاری سے گمراہی کے یہ علمبردار اپنے مریدوں اور پیروکاروں کو حدیث سے کھیلتے ہوئے گمراہ کرتے ہیں۔ جیسے، اس نے — تسویہ — کا معنی تعدیل و تسطیح کر کے ان قبوں اور عمارتوں کو گرانے کا فتویٰ دینے والوں کا جواب دینے یا رد کرنے کا حیلہ تلاش کیا ہے مگر یہ کہنا دین میں علم کے بغیر کچھ کہنے

(1) نقض فتاویٰ الوہابیۃ ص 19-18 از کاشف الغطاء۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مترادف ہے۔ حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَابَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ مَالَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَالَاتَعْلَمُوْنَ“(1)

آپ فرمادیجئے کہ البتہ میرے رب نے حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو اعلانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور اس بات کو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور ایسی بات کو کہ تم لوگ اللہ کے ذمہ ایسی بات لگا دو جس کی تم سند نہ رکھو۔

پس جو شخص اللہ تعالیٰ پر علم کے بغیر ہی کوئی بات کہتا ہے اس کے لئے یہی وعید کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس فعل کو شرک باللہ پر عطف کیا ہے (یعنی یہ بھی شرک کے برابر ہے اور دونوں یکساں گناہ ہیں)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ“ (2)

اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر بلا دلیل جھوٹ باندھتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو گمراہ کرے۔

چنانچہ بلا علم کچھ کہنا جھوٹ اور شیطان کی پیروی نیز ظلم و بہتان ہے احادیث میں ایسے فتویٰ سے ڈرایا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”جسے علم کے بغیر فتویٰ دیا گیا اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہے۔(3)

لہٰذا دین میں بلا دلیل کچھ کہنا گمراہی ہے اور جو کسی کو گمراہ کرتا ہے اس پر اپنی گمراہی کے گناہ کے علاوہ گمراہ ہونے والے کا بھی گناہ ہوگا کہ اس نے ہی اس کو گمراہ کیا ہے جس سے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ جسے کسی مسئلہ کا علم نہ ہو وہ کہہ دے کہ: میں نہیں جانتا۔ کیونکہ جب جاہل دین (کے معاملات) میں فتویٰ دیگا تو وہ گمراہ ہونے کے ساتھ دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔ — واللّٰه المستعان علىٰ ماتصفون۔

(1) الاعراف، آیت نمبر 33۔ (2) الانعام، آیت نمبر 144۔

(3) ابوداؤد 3657 حاکم ص: 126 ج 1 وافقہ الذہبی وحسنہ الالبانی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتویں بحث

اپنے علماء وآباء کی تقلید میں بدعات کو ایسی عادت بنالینا جس کا چھوڑنا مشکل ہو

بعض ممالک میں قبروں کی تعظیم وتکریم کرنا اور میلاد منانا بہت مروج ہیں۔ اور نسل در نسل یہ کام ہو رہا ہے جس پر اگر ان سے بات چیت ہو تو کہتے ہیں یہ عادت (رسم ورواج) اپناتے تو ہم نے اپنے آباء واجداد کو پایا ہے۔ (ایسے لوگوں سے متعلق ہی) ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ" (1)

اور ان سے جب کبھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی تابعداری کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کرینگے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا، گو ان کے باپ دادے بے عقل اور گم کردہ راہ ہوں۔

چنانچہ لوگوں میں قبروں کی تعظیم کے نسل درنسل منتقل ہونے سے بدعات کا فتنہ بہت بڑھ گیا ہے اور اس سے نجات بہت مشکل ہوگئی ہے اور ان بدعات کے انجام دینے والوں سے بحث ومباحثہ یا انہیں وعظ ونصیحت بہت بڑا جہاد ہے۔ لہذا علماء پر فرض ہے کہ ان بدعات پر خاموشی سے ڈریں تاکہ وہ ایسا رسم ورواج نہ بن جائیں کہ جس کا ختم کرنا اور اس کے شر سے بچنا مشکل ہوجائے ایسے رسم ورواج کی مثال بعض ممالک میں اولیاء اور نیک لوگوں کے عرس منانا ہے جسے لوگ اپنے باپ دادا اور علما کی تقلید میں ہر سال منعقد کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سارے لوگ بعض ایسے پیش آمدہ مسائل'' جن میں انہیں معرفت حاصل نہیں ہوتی۔'' کے متعلق علماء کی تقلید کے محتاج ہوتے ہیں اور بعض عبادت وارادت یا فقر وتصوف کے راستہ پر چلنے والے بھی اپنے شیخ کو ایسا ہی بنالیتے ہیں بلکہ بسا اوقات تو

(1) سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 170

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو معصوم کی طرح سمجھتے ہیں اور صرف اس سے راہنمائی لیتے ہیں''۔ (1)

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: ''بے شک بہت سے لوگ خلیفہ، عالم یا شیخ یا امیر سے اس قدر محبت کرتے ہیں کہ اسے اللہ تعالیٰ کا شریک بنا لیتے ہیں خواہ وہ کبھی کبھار یہ دعویٰ بھی کرتا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کیلئے اس سے محبت کرتا ہے اسی طرح جس نے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے علاوہ کسی کی اطاعت کو اس کے تمام احکامات میں ضروری سمجھا خواہ وہ احکامات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں تو گویا اس نے بھی اس کو شریک بنایا، اور بسا اوقات تو یہ اس (اپنے مقتدا و پیشوا) کے ساتھ بالکل وہی کچھ کرتا ہے جو عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ کرتے ہیں۔ کہ وہ اسے پکارتا بھی ہے اور اس سے مدد بھی طلب کرتا ہے نیز اس کے دوستوں کو دوست اور اس کے دشمنوں کو دشمن سمجھتا ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ ہر کام جس کے کرنے یا اس سے رکنے کا حکم دے اس میں اس کی اطاعت کو ضروری سمجھتا ہے اور جسے وہ حلال یا حرام کہے اس میں بھی اس کی اطاعت کرتا ہے۔ (2)

اس صورت حال کے پیش نظر داعیانِ حق کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ دین کی مخالف ان عادات اور رسم ورواج کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں، اور اس کے اسباب وذرائع کو اس کے بڑا ہونے سے پہلے ہی ختم کر دیں اور یہ کام اسی طرح ضروری ہے جس طرح اختلاف کے وقت قرآن وسنت کی طرف لوٹنا ضروری ہے۔ اور ایک داعیِ حق پر یہ بھی ضروری ہے کہ جب اس کے سامنے کوئی بدعت ہو اور وہ حقیقتاً سمجھتا ہو کہ یہ بدعت ہے تو اس (کے بدعت ہونے) کا اعتراف کرے، اور اپنے آباء واجداد کے عمل کو دلیل نہ بنائے۔ خواہ وہ نیکی کرنے اور سنت پر عمل کرنے والے ہی کیوں نہ ہوں، کیونکہ دین اللہ کا ہے کسی انسان کا نہیں۔ اسی طرح داعی حق کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جب کوئی اصول بنائے تو پھر اس کی مخالفت نہ کرے اور نہ ہی یہ کہ کسی پر اس اصول کو نافذ کرے اور کسی سے صرف نظر کی جائے ایسا کرنے سے وہ آسانی سے گر جائے گا اور اس کی زبان سے بیان ہونے والی سچائی بھی رد ہو جائے گی اور یہ معاملہ بڑے تقویٰ وطہارت اور صبر و جہاد کا متقاضی ہے''۔

(1) الفتاویٰ، ص 266، ج 10 (2) الفتاویٰ، ص 276- ج 10۔ ایضاً، ص: 272، 273، ج 19

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آٹھویں بحث

حکم ثابت کرنے کیلئے ایسا طریق استدلال اختیار کرنا جو شریعت میں معتبر نہ ہو

بدعات کے پیدا ہونے کا ایک سبب مصادر شریعت سے جہالت بھی ہے۔ اس کی مثال آنحضرت ﷺ کی خواب میں زیارت سے استدلال کرنا ہے۔ اور پھر اسی سے احکامات کشید کرنا اور یہ دیکھے بغیر کہ وہ شریعت کے موافق ہیں کہ مخالف۔ ان کو لوگوں کے درمیان پھیلانا اور ان پر عمل کرنا یہ سب کچھ غلط ہے۔ کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی کے بھی خواب سے کسی صورت میں بھی شرعی حکم ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ جب تک کہ اسے موجود شرعی احکامات پر پیش نہ کر لیا جائے۔ اگر وہ ان کے موافق ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا ورنہ اسے چھوڑنا اور اس سے صرف نظر کرنا واجب ہے۔ کیونکہ خواب سے محض کسی کو ڈرانے یا خوشخبری دینے کا فائدہ ہی ہوتا ہے احکام کا فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔

اگر یہ کہا جائے کہ خواب تو نبوت کا ایک حصہ ہے تو اسے اہمیت نہ دینا مناسب نہیں خصوصاً جبکہ خواب میں کوئی بات کہنے والے آنحضرت ﷺ ہوں جنہوں نے خود ارشاد فرمایا ہے:

"مَنْ رَآنِيْ فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَآنِيْ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ"(1)

جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے بلاشبہ مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا۔

اس کا جواب درج ذیل صورتوں میں ہے۔

۱:- اگرچہ خواب نبوت کا ایک حصہ ہے مگر ہماری نسبت سے وہ مکمل وحی نہیں بلکہ اس کا ایک جزء ہے اور جزء اپنے کل کا تمام پہلوؤں میں قائم مقام نہیں ہوتا بلکہ بعض صورتوں میں ایسا ہوتا ہے۔ چنانچہ اسے خوشخبری یا ڈرانے تک محدود رکھنا ہی کافی ہے۔

۲:- پھر خواب کی متعدد اقسام ہیں مثلاً حُلم ہے جو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اسی طرح نفس کا وسوسہ بھی

(1) بخاری، کتاب التعبیر، باب من رأی النبی ﷺ فی المنام، حدیث نمبر 6994۔ مسلم، کتاب الرؤیا، باب قول النبی ﷺ من رآنی فی المنام فقد رآنی، حدیث نمبر 2266۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے اور بسا اوقات بعض خلیات کے ہیجان اور جوش کی وجہ سے خواب آتا ہے۔ تو یقین کیسے ہوگا کہ فلاں خواب ٹھیک ہے۔ اس پر حکم کی بنیاد رکھ لو اور فلاں درست نہیں اسے چھوڑ دو؟

(خواب کو حجت ودلیل بنانے سے) یہ بھی لازم آئے گا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد بھی نئی وحی سے حکم ثابت ہوتے ہیں۔ حالانکہ اس بات کے منع ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ (1)

حضرت امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث - مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي - کی شرح میں فرماتے ہیں: آپ ﷺ کی خواب میں رویئت برحق ہے ایسا خواب نہ تو خیالات منتشرہ ہیں اور نہ ہی شیطانی وساوس۔ البتہ اس سے کوئی شرعی حکم ثابت کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ نیند کی حالت کوئی ایسی نہیں ہوتی کہ خواب دیکھنے والا جو کچھ سنتا ہے اسے ضبط وحفظ میں محفوظ رکھ سکے۔ اور جمہور محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ اس کی روایت یا شہادت قبول کی جائے گی جو غفلت کا شکار نہیں۔ بلکہ بیدار مغز ہو، کمزور حافظہ رکھنے والا اور زیادہ غلطی کھانے والا نہ ہو اور اس کے ضبط میں نقص بھی نہ ہو، اب سویا ہوا آدمی چونکہ ان خوبیوں سے عاری ہوتا ہے لہذا اس کے ضبط میں نقص کی وجہ سے اس کی روایت قبول نہ ہوگی۔ خواب سے متعلق یہ سب کچھ کوئی حکم ثابت کرنے کے سلسلہ میں ہے اس مخالفت کے باوجود جس کا حکم یہ ولاۃ ومشائخ لگاتے ہیں:

البتہ جب کوئی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو دیکھے کہ آپ ﷺ کسی جائز کا حکم دے رہے ہیں یا کسی ناجائز کام سے روک رہے ہیں یا کسی ایسے کام کی راہنمائی فرما رہے ہیں جس میں کوئی مصلحت و فائدہ ہو تو اس کام کو اس طرح انجام دینے میں کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ یہ حکم محض خواب کی بنا پر نہیں بلکہ کسی دوسری دلیل سے ثابت کیا گیا ہو - واللہ أعلم - (2)

چنانچہ بعض لوگ جن چیزوں میں مبتلا ہو چکے ہیں اور ان سے بچنا ضروری ہے ان میں یہ بھی ہے کہ جب کوئی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو خواب میں دیکھے اور آپ ﷺ کسی کام کا حکم فرمائیں یا منع کریں تو وہ بیدار ہو کر آپ ﷺ کے حکم یا منع کرنے پر اس وقت تک عمل نہ کرے جب تک وہ اس خواب میں ملنے والے حکم کو قرآن

(1) الاعتصام للشاطبی، ص333 ج1۔ (2) مقدمہ شرح مسلم للنووی، ص115 ج1۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریم، سنت مبارکہ اور اسلاف کے قواعد و ضوابط پر اسے پیش نہ کر لے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ" (1)

پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ۔ اللہ اور رسول کی طرف۔

یہاں علماء کے بقول: اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹانے کا معنی ہے کہ کتاب اللہ کی طرف جبکہ رسول کی طرف لوٹانے کا مطلب ہے آپ ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کی۔ذات۔کی طرف اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی سنت کی طرف، لہذا نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی خواب میں زیارت اگرچہ برحق ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي" (2)

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خواب میں دیکھی جانے والی کسی چیز کا پابند اور مکلّف نہیں بنایا اور آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ ...." (3)

یعنی تین آدمیوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے۔ جن میں سے ایک سویا ہوا آدمی یہاں تک کہ وہ بیدار نہ ہو جائے۔

کیونکہ جب تک وہ سویا ہوا ہے وہ مکلّف نہیں اس وجہ سے وہ خواب میں دیکھی گئی کسی چیز پر عمل نہیں کریگا۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ علم اور روایت بیدار اور عقلمند کے علاوہ کسی سے نہیں لی جا سکتی۔ جبکہ سویا ہوا آدمی ایسا نہیں ہوتا۔

تیسری وجہ یہ بھی ہے کہ خواب پر عمل خود صاحب شریعت علیہ الصلاۃ والسلام کے اس ارشاد کے خلاف ہے کہ:

---

(1) سورۃ النساء آیت نمبر 59۔ (2) اس کا ترجمہ و تخریج صفحہ 65 پر گذر چکی ہے۔

(3) مسند احمد، ص 100 ج 6۔، ابوداؤد، کتاب الحدود، باب فی المجنون یسرق، حدیث نمبر 4398۔، ترمذی، کتاب الحدود، باب ماجآء فیمن لا یجب علیہ الحد، حدیث نمبر 1423۔ وقال حدیث حسن غریب، وصححہ الالبانی فی صحیح سنن ابی داؤد۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تَرَكْتُ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَاتَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّتِي" (۱)

میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں جب تک تم ان کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہو گے اور وہ ہیں کتاب اللہ اور میری سنت"

گویا آپ ﷺ نے گمراہی سے نجات کا راستہ صرف ان دو چیزوں سے تعلق کو بتایا، کوئی تیسری چیز شامل نہیں کی لہذا جو خواب پر اعتماد کرتا ہے وہ ان دونوں پر تیسری چیز کا اضافہ کرتا ہے۔ اس بناء پر ضروری ہے کہ جسے آپ ﷺ خواب میں کسی چیز کا حکم دیں یا کسی چیز سے منع کریں تو وہ اسے قرآن وسنت پر پیش کرے کیونکہ آپ ﷺ نے اپنی امت کو ان ہی دو چیزوں کی اتباع کا پابند کیا ہے چنانچہ جب وہ اپنے خواب کو آپ ﷺ کی شریعت پر پیش کرے گا اگر اس کے موافق ہوا تو سمجھا جائے گا کہ یہ خواب درست ہے اور جو بات ہوئی وہ بھی سچ ہے۔ اور خواب اس کے لئے اُنسیت کا سبب ہوگا۔ اور اگر شریعت کے مخالف ہوا تو سمجھا جائے گا کہ خواب تو سچ ہے مگر جو بات ہوئی ہے وہ شیطانی وسوسہ ہے یا نفسانی خیالات ہیں۔ کیونکہ انسانی نفس اور شیطان تو بیداری کی حالت میں بھی وسوسہ ڈالتے ہیں تو حالت خواب میں کیا کیفیت ہوگی؟

اگر خواب پر بھی عبادت کی بنیاد جائز ہوتی تو آپ ﷺ یقیناً اسے بیان فرمادیتے یا اس کی تنبیہ کرتے یا اس کی طرف توجہ دلاتے۔ خواہ بعض دوسرے معاملات کی طرح صرف ایک مرتبہ ہی تنبیہ کرتے۔

دلچسپ حکایت:

کہا جاتا ہے کہ قاضی شریک بن عبداللہ ایک مرتبہ خلیفہ مہدی کے پاس گئے، جب مہدی نے انہیں دیکھا تو حکم دیا کہ: مجھے تلوار اور وہ فرش دو جس پر کسی کو قتل کیا جاتا ہے، انہوں نے کہا: امیر المؤمنین کیوں؟ اس نے کہا: میں نے رات کو خواب دیکھا کہ تم میرا بستر روند رہے ہو اور مجھ سے انحراف کئے ہوئے ہو۔ میں نے یہ خواب تعبیر بتانے والے کو سنایا تو اس نے بتایا کہ: وہ بظاہر تمہاری اطاعت کرتا ہے مگر دل میں نافرمانی چھپائے ہوئے

(۱) الحاکم، کتاب العلم، ص93 ج1۔ وسکت عنہ، بیان فضل العلم واہلہ لابن عبدالبر، ص24 ج2۔ ان دونوں کی روایت میں لفظ "ثقلین" نہیں ہے۔ موطا امام مالک، ص899 ج2۔ کتاب القدر علامہ البانی" نے اسے صحیح جامع الصغیر، ص39 ج3 حدیث نمبر 2934۔ الصحیحہ، ص355-316 حدیث نمبر 1761 میں صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے شریک نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم تمہارا خواب نہ ابراہیم علیہ السلام کا خواب ہے اور نہ تعبیر بتانے والا یوسف علیہ السلام ہے تو کیا آپ جھوٹے، پراگندہ خوابوں پر مومنوں کی گردنیں اڑا رہے ہو؟ تو مہدی بہت شرمندہ ہوا۔ کہنے لگا یہاں سے چلے جاؤ۔ اس کے بعد اس نے شریک کو لوٹا کر اپنے سے دور کر دیا۔ (۱)

اس طرح خوابوں کے سبب صوفیاء فتنوں میں مبتلا ہو گئے اور اپنے مریدوں کو بھی دھوکہ دیا، ہم نے جیسے واضح کیا ہے کہ خواب صحیح بھی ہو تو کسی حکم کی بنیاد نہیں بن سکتا تو جب یہ خواب کسی جھوٹے، مکار کی زبان سے ہو تو جس نے یہ خواب صرف اس لئے تراشا ہو کہ وہ اس سے جاہل اور سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ دے سکیں تو پھر کیا حال ہو گا؟

احکام و شریعت کے مصادر و ماخذ سے لاعلمی و جہالت کا مظہر یہ بھی ہے کہ عبادات سے متعلقہ احکام میں قیاس کی کوئی اہمیت نہیں۔ کیونکہ اس کے ارکان میں سے ہے کہ علت معلوم ہو جبکہ عبادات کی بنیاد تو نظریہ عبادت ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کتاب وسنت یا اجماع کے علاوہ مصادر شریعت کی ایجاد اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محاذ آرائی، اور اللہ تعالیٰ پر بلا دلیل کچھ کہنے نیز دین پر ناقص ہونے کا اتہام والزام لگانا ہے۔

---

(۱) الاعتصام ص 334 ج 1۔ البدع الحولیہ ص 66-36۔ اس حکایت میں مذکور قاضی شریک بن عبداللہ کوفہ کے بہت بڑے ذہین وفطین قاضی ہی نہیں بلکہ مشہور فقیہ بھی تھے۔ اپنے عدل وانصاف کی بنیاد پر بڑے معروف تھے۔ آپ کو پہلے خلیفہ منصور نے قاضی بنایا پھر مہدی نے معزول کر کے دوبارہ قاضی مقرر کر دیا۔ آپ 177ھ میں فوت ہوئے۔ (البدایہ ص 195 ج 10۔ تذکرہ الحفاظ ص 232 ج 1)

اسی طرح خلیفہ محمد بن عبداللہ المہدی تیسرے عباسی خلیفہ ہیں۔ جو بڑے دریا دل اور سخی تھے۔ نہائت خوبصورت اور رعیت کے پسندیدہ تھے۔ اور بدعقیدہ زندیقوں کے سخت مخالف حتیٰ کہ ان کے قاتل تھے۔ 127ھ میں پیدا ہوئے اور 43 سالہ زندگی سے دس سالہ خلافت کے بعد 169ھ میں فوت ہوئے۔ (البدایہ ص ۹۰ 17 ج 10۔ فوات الوفیات ص 400 ج 3)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نویں بحث

عربی زبان کے اسلوب سے ناواقفیت

بدعات کے رواج وانتشار اور اس فتنہ میں مبتلا ہونے کا ایک اہم سبب عربی زبان کے اسلوبِ بیان اور طریقہ ہائے استعمال سے جہالت و ناواقفیت بھی ہے۔ اسی وجہ سے علماء نے قرآن وسنت کا مطالعہ کرنے والے کیلئے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ عربی زبان سیکھے جس کے ذریعہ سے شرعی نصوص ادا، اور آگے منتقل ہوئی ہیں۔ اور اس زبان کے اسلوب اور طریقہ استعمال سے واقف ہو۔(1) کیونکہ عربی زبان سے ناواقفیت انسان کو نصوص شریعت کے اصل مقصد کو سمجھنے کی بجائے دوسری طرف لے جاتی ہے اور اہل بدعت کے کلام میں ایسا بہت واضح طور پر ملتا ہے۔ آپ محسوس کریں گے کہ ان کا کلام عربی زبان اور اس کے اسلوب وطریقہ استعمال سے باہر ہے یا عبارت کو اس جانب پر محمول کریں گے جو بہت کم اور شاذ ہو یا پھر شرعی استعمال کے لئے منتقل شدہ الفاظ کا جو حقیقی اعتبار ہے اس سے اعراض کریں گے وغیرہ (2) لہذا شریعت کا مطالعہ کرنے والے اور اس میں اصول وفروع کے لحاظ سے بحث کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ چیزیں پیشِ نظر رکھے:

اول:- یہ کہ وہ اس سلسلہ میں اس وقت تک بحث نہ کرے جب تک وہ ایک صاحب زبان عربی کی طرح عربی نہ بن جائے اور عربی زبان کا عربوں کی طرح اچھی طرح ماہر نہ بن جائے یا متقدمین اُئمہ لغت کے درجہ تک نہ پہنچ جائے۔ اس سے یہ مراد تو نہیں کہ ان کی طرح حافظ ہو یا ان کی طرح ذخیرہ لغت کو اپنے ہاں جمع کرلے بلکہ یہ کہ مجموعی طور پر اس کی فہم وبصیرت تو کم ازکم عربی ہو۔

دوم:- جب اسے کتاب وسنت میں کوئی مشکل لفظ نظر آئے تو اپنے علاوہ کسی ماہر لغت کے حوالہ کے بغیر اس پر رائے زنی نہ کرے ممکن ہے وہ اس میں ماہر ہو لیکن بسا اوقات اس پر یہ معاملہ پوشیدہ بھی رہ سکتا ہے۔

(1) مقدمہ تفسیر طبری، ص75 ج1۔ (2) حقیقۃ البدعۃ، ص338 ج1۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اس کے حق میں احتیاط ہی بہتر ہے کیونکہ کبھی خالص عربی پر بھی بعض مخصوص معانی پوشیدہ رہ جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ بھی ان کے متعلق پوچھتا ہے۔ جیسے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما پر اس ارشادِ باری تعالیٰ -فاطر السموات والارض- کا معنی پوشیدہ رہا یہاں تک کہ دو بدوی کنوئیں سے متعلق جھگڑا لائے ایک نے کہا اس کو میں نے ابتداً کھودا ہے۔ تو آپ "فاطر" کا معنی سمجھے کہ جو ابتداً کسی چیز کو بناتا ہے۔(1)

بہر حال عربی لغت میں عدم مہارت اور اس کے اسلوب سے ناواقفیت کی بنا پر قرآن پاک کے معانی میں تحریف کی اور بھی مثالیں ہیں۔(2)

---

(1) تفسیر ابن کثیر، ص 546 ج 3۔ سورۃ فاطر، آیت نمبر 1۔

(2) البدع الحولیۃ، ص 39 از عبداللہ تویجری۔ حقیقۃ البدعۃ، ص 340 ج 1۔ علم اصول البدع للعلي الأثري، ص: 44۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دسویں بحث

مقاصد شریعت سے لاعلمی

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم ہی نہیں بلکہ عقیدہ وایمان رکھے کہ دین مکمل ہو چکا ہے اور شریعت بالکل مکمل ہے اور آنحضرت ﷺ اس حالت میں دنیا سے تشریف لے گئے کہ آپ ﷺ نے ہر چیز کی وضاحت کر دی اور اس پر قرآن شہادت دیتا ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا"(1)

آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی اور اور تمہارے لئے اسلام کو (بحیثیت) دین پسند کر لیا۔

اور یہ بھی ایمان ہو کہ آنحضرت ﷺ عالم گیر، شعبہ حیات پر حاوی، اور آخری رسالت کے ساتھ آخری نبی ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ" (2)

محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔

چنانچہ جب مسلمان کا یہ عقیدہ وایمان ہوگا تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس شریعت کے سامنے سرِ تسلیم بھی خم کرے اور جو بھی اس شریعت کو اس عقیدہ سے نہ سمجھے تو وہ شریعت کا باغی اور بدعتی ہے۔ البتہ جو چیزیں حادثاتی طور پر آتی ہیں اور نئے واقعات پیش آتے ہیں وہ تمام کے تمام شریعت کے قواعد اور کلی اصولوں کے تحت آئیں گے۔

(1) سورۃ المائدۃ، آیت نمبر 3۔

(2) سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 40۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''دینی ضروریات، حاجات اور تکمیلیات کے لئے کوئی بھی اصول اور قاعدہ ایسا نہیں جس کی پوری طرح وضاحت نہ کردی گئی ہو'' (1)

شیخ سعید بن ناصر الغامدی لکھتے ہیں: (2)''اور جو بھی نئے پیدا ہونے والے مسائل یا جزئیات سامنے آتی ہیں وہ سب انہیں قواعد کے تحت ہیں اور ہر پیدا ہونے والے مسئلہ کو شریعت کی عینک سے دیکھا جائے گا۔ کیونکہ اس کا قبول ہونے یا مسترد ہونے کے لحاظ سے ایک نہ ایک حکم تو ضرور ہوگا۔ خواہ یہ مسئلہ عبادات سے متعلق ہو یا معاملات سے، چنانچہ نئے مسائل اور جدید جزئیات کو حل کرنے والے دین کے بنیادی اصولوں اور ضابطوں میں سے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی ہے:

''وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ......''(3)

اور دین میں نئے کاموں سے بچو بے شک ہر نئی ایجاد بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے............۔

جب اس قاعدہ واصول پر عمل کیا جائے تو ہمارے سامنے مقاصد شریعت واضح ہو جائیں جن کو بدعتی لوگوں نے اوجھل کر رکھا ہے جس کی بناء پر وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا ان مقاصد شریعت میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

(ا) شریعت کو نقص کی بجائے کمال کی نظر سے دیکھنا اور اس کو جملہ عبادات و عادات میں اس حیثیت سے معتبر سمجھنا کہ کوئی چیز بھی اس سے مستثنیٰ نہیں اور نہ ہی کسی خودساختہ چیز سے اللہ اور رسول کے آگے بڑھے۔ کیونکہ شریعت میں حکم و اضافہ کرنے والا ایسا بدعتی ہے جو جادہ مستقیم سے ہٹ کر پگڈنڈیوں پر چلتا ہے۔ لہذا جب بدعتی حضرات نے اس مقصد کو اوجھل کر دیا ہے تو شریعت پر اپنے اقوال و اعمال سے استدراک و اضافہ کرنے لگے اور بزبانِ حال یا بزبانِ مقال شریعت پر نقص کا بہتان لگا دیا۔ (4)

بنا بریں اہل بدعت نے دین الٰہی میں جن بدعات کو جاری کیا ہے۔ وہ اب تک موجود ہیں اور ان کے

(1) الاعتصام، ص 816 ج 2۔
(2) حقیقة البدعة، ص 341 ج 1۔
(3) اس کی تخریج صفحہ نمبر 15 پر گذر چکی ہے۔
(4) الاعتصام، ص 822 ج 2 مفہوم۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آثار ونتائج امت کے اندر شگاف ڈالتے رہتے ہیں۔

(ب) کمال شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ پختہ یقین ہو کہ قرآنی آیات میں کوئی تضاد ہے اور نہ ہی احادیثِ نبویہؐ میں کوئی تعارض ہے اور نہ قرآن وحدیث ایک دوسرے کا متعارض ہیں۔ سب ایک ہی مصدر وماخذ ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى" (1)

اور وہ (ﷺ) اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے۔

اور ارشاد فرمایا:

"وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا" (2)

اگر یہ "قرآن" اللہ کے علاوہ کسی کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پاتے۔

اس مفہوم کی تائید بخاری شریف کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ سعید بن جبیر (3) فرماتے ہیں: ایک آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا: میں قرآن پاک میں بعض چیزیں ایسی پاتا ہوں جو مجھے آپس میں متضاد محسوس ہوتی ہیں مثلاً ایک جگہ آتا ہے:

"فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ" (4)

ان کے درمیان پھر کوئی رشتہ نہ رہے گا اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے

جبکہ دوسری جگہ آیا ہے:

"وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ" (5)

اور متوجہ ہوں گے ایک دوسرے کی طرف (اور) سوال وجواب کریں گے۔

یعنی ایک جگہ آپس کے سوال کی نفی ہے مگر دوسری جگہ پر اثبات ہے۔

---

(1) سورۃ النجم، آیت نمبر 3۔ (2) سورۃ النساء، آیت نمبر 82۔ (3) سعید بن جبیر کوفہ کے بہت بڑے عابد وزاہد اور فقیہ وفاضل تابعی تھے 95 سال کی عمر میں آپ کو حجاج نے بغاوت کے الزام میں شہید کردیا، طبقات ابن سعد ص 256 ج 6۔ تہذیب، ص 11 ج 4۔ (4) سورۃ المؤمنون، آیت نمبر 101 (5) سورۃ الصافات، آیت نمبر 27۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح ایک جگہ آتا ہے:

"وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا" (1)

وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات بھی نہیں چھپا سکیں گے۔

جبکہ دوسری جگہ آتا ہے:

"........................رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ" (2)

اے ہمارے پروردگار ہم نے شرک نہیں کیا۔

یعنی انہوں نے اس آیت میں اپنے شرک کو چھپایا ہے۔

اسی طرح ایک جگہ آتا ہے:

"......أَمِ السَّمَآءُ بَنَاهَا . إِلٰى قوله تعالىٰ "......وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَالِكَ دَحٰهَا" (3)

............یا کہ آسمان کا بنانا"۔..................اور اس کے بعد زمین کو ہموار بچھا دیا"

یہاں اللہ تعالیٰ نے آسمان کے پیدا کرنے کو زمین سے پہلے ذکر کیا ہے۔

جبکہ دوسری جگہ آیا ہے:

"أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْأَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ". إِلٰى قوله تعالىٰ "طَآئِعِيْنَ" (4)

کیا تم اس ذات کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دنوں میں پیدا کیا...............پھر زمین و آسمان فرمانبردار بن کر آئے۔

ان آیات میں زمین کی تخلیق کو آسمان سے پہلے بتایا گیا ہے اسی طرح قرآن مجید میں آتا ہے۔

"وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا" (5)

وہ بخشنے والا، مہربان تھا۔

---

(1) سورۃ النساء، آیت نمبر 42۔
(2) سورۃ الانعام، آیت نمبر 23۔
(3) سورۃ النازعات، آیت نمبر 27۔
(4) سورۃ فصلت (حم سجدہ)، آیت نمبر 11۔
(5) سورۃ النساء، آیت نمبر 96۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کبھی آتا ہے۔

"................ عَزِيْزًا حَكِيْمًا" (1)

وہ غالب حکمت والا تھا۔

اسی طرح آتا ہے۔

"................ سَمِيْعًا بَصِيْرًا"(2)

وہ سننے، دیکھنے والا تھا۔

گویا پہلے اس صفت کے ساتھ تھا پھر ختم ہوگیا۔

اس پر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: پہلی آیات میں "عدم سوال کا تعلق نفخہ اولیٰ کے ساتھ ہے کہ پھر جب صور پھونکا جائے گا تو ارض وسماء کے رہنے والے سب بیہوش ہو جائیں گے۔

ماسوائے وہ جن کو اللہ چاہیں گے اس وقت وہ آپس میں سوال نہ کرسکیں گے پھر آخری مرتبہ صور پھونکے جانے پر ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر سوال کریں گے۔

اور جہاں تک "شرک" چھپانے کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ اہل اخلاص، توحید والوں کے گناہ معاف کر دیں گے تو مشرک بھی کہیں گے کہ آؤ ہم کہہ دیتے ہیں ہم نے شرک نہیں کیا، ہم مشرک نہیں تھے تو ان کے منہ پر مہر لگا کر خاموش کر دیا جائے گا تو ان کے ہاتھ بولیں گے تو اس وقت معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپائی جاسکتی تو ایسے مرحلہ پر فرمایا:

"يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا"(3)

جس روز کافر اور رسول کے نافرمان آرزو کریں گے کہ کاش انہیں زمین کے ساتھ ہموار کر دیا جاتا اور اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے۔

---

(1) سورۃ النساء، آیت نمبر 165۔ (2) سورۃ النساء، آیت نمبر 143۔

(3) سورۃ النساء ،آیت نمبر 42۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا زمین کا دودن میں پیدا کرنا، پھر آسمان کا پیدا کرنا پھر اس کی طرف متوجہ ہوکر دوسرے دودنوں میں ان کو برابر کرنا پھر زمین سے پانی اور گھاس وغیرہ کا اگانا اور زمین و آسمان کے درمیان دوسرے دنوں میں پہاڑ، ٹیلے اور زمین کی سب رنگینی پیدا کرنا، اس کو "دحٰھا" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ گویا زمین اور اس کے اوپر کی سب مخلوق چار دنوں میں بنائی گئی اور آسمان کو الگ دودنوں میں بنایا گیا۔ یعنی جہاں زمین کی تخلیق کا تخلیقِ آسمان سے پہلے ذکر ہے۔ وہاں نفسِ زمین کی تخلیق مراد ہے اور جہاں زمین کا آسمان کی تخلیق کے بعد ذکر ہے۔ وہاں زمین سے مراد اس کے اوپر والی مخلوقات، جمادات و نباتات وغیرہ مراد ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا اپنی صفات سے اپنی ذات کو -بصیغہ ماضی- تعبیر و موسوم کرنا بایں معنی ہے کہ وہ ہمیشہ ہی ایسا رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی بھی چیز کا ارادہ نہیں کرتے مگر اس کا ارادہ ہو چکا ہوتا ہے۔ لہذا قرآن مجید میں کہیں بھی آپ کو اختلاف نہیں ملے گا۔ کیونکہ یہ سب ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے(1)(2)

اگر بدعتی حضرات اس اصول کو سمجھ لیں تو ان احادیث میں بھی تعارض کا دعویٰ نہ کریں جن میں ایک طرف آتا ہے

"مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً"

جس نے اسلام میں کوئی بہترین چیز ایجاد کی۔

اور دوسری طرف وہ احادیث ہیں جو بدعات کی مذمت کرتی ہیں اور ان سے اجتناب و پرہیز کا کہتی ہیں، تو یہ لوگ خود بھی -گمراہی سے- بچ جاتے اور دوسروں کو بھی بچالیتے، لیکن انہوں نے بزبانِ حال تضاد و تناقض کا دعویٰ کیا۔ اگرچہ بزبانِ مقال اس سے بھاگتے ہیں تو وہ جس طرح بدعات وخرافات اور انحراف کا شکار ہوئے ہیں کوئی پوشیدہ نہیں۔

(1) بخاری، کتاب التفسیر، سورہ حم السجدہ، فصلت (4816) سے پہلے۔

(2) البدع الحولیۃ ص 41۔ حقیقۃ البدعۃ ص 342 ج 1۔ الاعتصام ص 304 ج 2۔ البدعۃ والمصالح المرسلۃ، ص 142،133۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیارہویں بحث

غلو فی العقل

عقل پرستی:- بدعات کی ایجاد اور ان کے پھیلنے کے بنیادی اسباب میں سے ایک اہم سبب عقل پرستی بھی ہے اور عقل کو وہ مقام و مرتبہ دینا جس کی وہ مستحق نہیں بلکہ (بعض بدعتی) عقل کو شریعت پر بھی ترجیح دیتے ہیں چنانچہ امام رازی (1) نے عقل و نقل میں تطبیق دیتے ہوئے جو ظالمانہ قانون بنایا وہ علماء سے مخفی نہیں وہ لکھتے ہیں:

”جب عقل و نقل میں اختلاف ہو تو ان میں تطبیق دی جائے گی جو کہ محال ہے کیونکہ دو متضاد چیزوں کو جمع کرنا ممکن نہیں یا پھر دونوں کو رد کر دیا جائے یا پھر یہ کہ نقل و سماع کو قبول کر لیا جائے جو کہ محال ہے۔ کیونکہ نقل کی بنیاد اور اصل تو عقل ہی ہے۔ اگر نقل کو مقدم کر دیں تو یہ عقل میں نقص ہے۔ جو اصل ہے اور کسی چیز کے اصل میں نقص کہنے کا مقصد خود اس چیز میں نقص کا اعتراف ہے۔ گویا نقل کو مقدم کرنا، عقل و نقل دونوں میں نقص کا اعتراف ہے۔ نتیجتاً عقل کو مقدم رکھنا ضروری ہے۔ پھر بایں وجہ بھی کہ نقل کی یا تو تاویل کی جائے گی یا اسے تفویض (سپرد) کیا جائے گا اور جب ان میں ضدین کا تعارض ہو جس میں تطبیق کی صورت نہ رہے تو پھر ان دونوں کا ختم کر دینا ممکن ہوتا ہے“ (2)

اس اصول پر بدعتی حضرات نے بڑا اعتماد کیا اور اس کی تحسین کی ہے اور اسی اصول کی تحسین کی بنا پر عقل کو شریعت پر مقدم کرتے ہیں اور جس کو عقل اچھا سمجھے اس پر عمل کرنے کی بنیاد بھی یہی اصول ہے۔ بلکہ اس اصول

---

(1) ابوعبداللہ بن عمر فخر الدین رازی بہت بڑے اشعری امام تھے۔ جنہوں نے فلسفہ و اعتزال کو اشعری مذہب میں داخل کر دیا۔ آپ 544ھ میں پیدا اور 606ھ میں فوت ہوئے۔ (وفیات الاعیان، ص 381 ج 3۔ شذرات الذہب، ص 21 ج 5، طبقات الشافعیہ، ص 33 ج 5۔ لسان المیزان، ص 246 ج 4)۔

(2) درء تعارض العقل والنقل لابن تیمیہ، ص 4 ج 1۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بنا پر انہوں نے بہت سی نصوص کو رد کر دیا کہ ان کے نزدیک یہ عقل سے متعارض ہیں۔ اگر بدعتی حضرات کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ عقل کا خالق ہے اور اس نے اس کی ایک حد مقرر کی ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتی اور ہر مطلب براری کا ذریعہ عقل کو نہیں بنایا۔ اگر ایسا تصور کر لیا جائے تو پھر ما کان وما یکون سب کچھ کے ادراک میں عقل اللہ تعالیٰ کے برابر ہو گی۔ حالانکہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم کی تو کوئی حد نہیں جبکہ انسان کا علم محدود ہے۔ چنانچہ محدود اور لامحدود اور اسی طرح ختم ہونے والا اور نہ ختم ہونے والا برابر نہیں ہوتے۔

ہم دیکھتے ہیں انسان بسا اوقات سمجھتا ہے کہ اس نے بہت اچھا اور عمدہ کام انجام دیا ہے۔ بعد میں اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تو یہ نقص رہ گیا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کام کو دوبارہ کر کے اس کمی کو دور کیا جائے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ عقل کا قصور ہے۔ لہذا یہ قطعاً مناسب نہیں کہ عقل کو شریعت پر مقدم رکھا جائے کیونکہ ایسا کرنا تو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ سے آگے بڑھنے کے مترادف ہے۔

اہل بدعت نے جب شریعت پر عقل کو مقدم کیا تو اس نے انہیں ہلاکت و تباہی کے گڑھوں میں پھینک دیا پس جو بھی بدعت کرتا ہے اس سے جب دلیل کا پوچھا جائے تو کہتا ہے: عقل اسے اچھا سمجھتی ہے حالانکہ ایسا ہوتا ہے کہ جسے زید اپنی عقل سے اچھا سمجھتا ہو، عمرو اسے اچھا نہ سمجھے یا جسے عمرو اپنی عقل سے اچھا کہتا ہو زید کی عقل اس کی تائید نہ کرے۔ چنانچہ اگر تمام لوگ حقیقی اصول کو سمجھ لیں جس کا تقاضا وہی ہے۔

جسے شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ:

''جب دو دلیلیں متعارض ہوں خواہ وہ سمعی ہوں یا عقلی، اسی طرح ایک سمعی اور دوسری عقلی ہو تو لازمی ہے کہ وہ دونوں یا قطعی ہوں گی یا ظنی، یا پھر ایک قطعی اور دوسری ظنی ہو گی۔ اب اس پر تمام عقلمندوں کا اتفاق ہے کہ اگر وہ دونوں قطعی ہوں خواہ عقلی ہوں یا سمعی یا خواہ ایک عقلی اور دوسری سمعی ہو تو ممکن ہی نہیں کہ ان میں تعارض ہو، کیونکہ دلیل قطعی وہ ہوتی ہے کہ مدلول کا ثبوت لازمی ہو اور یہ ممکن نہیں کہ اس کی دلالت باطل ہو، ورنہ ایسی صورت میں اگر دو قطعی دلیلیں متعارض ہوں اور ایک دوسرے کے مدلول کے خلاف ہوں تو جمع بین النقیضین لازم آئے گا۔ اور یہ محال ہے۔ اسی لئے جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ دلائل قطعیہ میں تعارض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تو یقیناً وہ دونوں یا ایک دلیل ضرور غیر قطعی ہوگی یا پھر ان دونوں کے مدلول متناقض نہیں ہوں گے کیونکہ دو واضح مدلولین کے تناقض کی صورت میں دونوں دلیلوں میں تعارض نہیں ہوسکتا۔ اور اگر دونوں متعارض دلیلوں میں سے ایک قطعی ہے تو عقلمندوں کا اتفاق ہے کہ اسے مقدم سمجھا جائے گا۔ خواہ وہ سمعی ہو یا عقلی، کیونکہ ظن یقین کو دور نہیں کرتا اور اگر دونوں ظنی ہوں تو پھر ایک کو ترجیح دی جائے گی اور جو راجح ہوگی وہ مقدم ہوگی۔ خواہ وہ دلیل سمعی ہو یا عقلی"۔(1)

عقل پرستوں کی گمراہی ان کے ایک (ترجمان) کے اس قول سے ظاہر ہو جاتی ہے جس میں اس نے عقلی دلائل کی بنا پر وسیلہ کو جائز قرار دیتے ہوئے کہا ہے:

"بلاشبہ نیند کے وقت جسم کمزور ہو جاتا ہے مگر اس کی کمزوری سے نفس کا کمزور ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ نیند کے وقت نفس مضبوط ہو جاتا ہے۔ جو مختلف احوال کا مشاہدہ کرتا ہے اور غیبی چیزوں کو بھی دیکھتا ہے۔ لہٰذا جب بدن کی کمزوری، نفس کی کمزوری کو لازم نہیں تو اس سے یہ خیال پختہ ہو جاتا ہے کہ بدن کی موت، نفس کی موت کو لازم نہیں، امام رازی کے بقول کثرت افکار، دماغ کی خشکی کا سبب ہے اور دماغ کی خشکی کا نتیجہ موت ہے اور یہی افکار معارف الٰہیہ کے ساتھ کمالِ نفس کا سبب بنتے ہیں۔ جو کمالِ نفس کی انتہا ہے اور جو چیز کمالِ نفس کا سبب ہے وہ نقصان بدن کا سبب ہے اور یہ (فلسفہ) اس خیال کو مضبوط کرتا ہے کہ بدن کی موت سے نفس کی موت واقع نہیں ہوتی پھر اس نے دیگر عقلی دلائل بھی ذکر کیے۔"(2)

بلاشبہ عقل کے زاویہ سے کسی چیز کو اچھا سمجھنا بدعات کے بند دروازے کو کھولنا ہے اور اسی کے سبب بدعتی لوگ خطرناک گھاٹ پر واقع ہوئے ہیں اور اسی چیز نے ان کو اور انکے مقلدین کو ہلاکت کے گڑھے تک پہنچا دیا ہے۔ یا اللہ ہمیں اس کجروی سے بچا۔

(1) درء تعاض العقل والنقل لابن تیمیہ ص 79 ج 1۔

(2) التوسل الذی والمساجین ص 89-88 لحسن الشیخ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارہویں بحث

قرآن وسنت سے کج فہمی

اگر چہ ہم اس انداز کی بحث پہلے بھی کر چکے ہیں مگر مزید فائدہ کے لئے اس کا تکرار نامناسب نہیں کہ اکثر اہلِ بدعت اور خواہشات کے پجاری اس (فتنہ) میں قرآن مجید کو غلط سمجھنے یا قرآن پاک کی تفسیر اپنی رائے سے کرنے کی وجہ سے مبتلا ہوئے ہیں۔ اس کی مثال اہل بدعت کا استغاثہ (مردوں سے مدد طلب کرنا) پر ارشاد باری تعالیٰ سے استدلال کرنا ہے کہ:

"وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا" (1)

اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا تیرے پاس آ جاتے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے لئے استغفار کرتا تو یقیناً یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو معاف کرنے والا مہربان پاتے۔

اہلِ بدعت نے پیغمبر ﷺ سے وسیلہ کے جواز پر اس آیت کریمہ کو سب سے بنیادی دلیل بنایا ہے باوجودیکہ اس کا تعلق آپ ﷺ کی زندگی سے ہے، نواب صدیق الحسن خان رحمہ اللہ (2) فرماتے ہیں:

"یہ آقا نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی حیات مبارکہ کے ساتھ خاص ہے یہ نہیں کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی آرامگاہ پر آیا جائے۔ اور یہ آیت بھی اسی مفہوم پر دلالت کرتی ہے۔ اسی وجہ سے "الصارم المنکی" (3) میں ہے اس بعید از قیاس احتمال کی طرف سلف صالحین میں سے کوئی بھی نہیں گیا اور نہ ہی یہ آئمہ امت میں سے کسی کا قول ہے، نہ کسی صحابی کا، نہ کسی تابعی کا اور نہ ہی ان کے بعد آنے والے کسی بزرگ کا۔ (4)

---

(1) سورۃ النساء، آیت نمبر 64۔ (2) علامہ ابوالطیب محمد صدیق الحسن خان بن حسن الحسینی البخاری القنوجی النواب ہندوستان میں سلفیت کے بہت بڑے علمبردار اور مجدد تھے۔ آپ نے خدمتِ کتاب وسنت میں اعلیٰ کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ 1307ھ میں فوت ہوئے۔ جلاء العینین، ص:48، الاعلام، ص:167، ج6۔ (3) الصارم المنکی الرد علی السبکی علامہ ابن الہادی کی مشہور کتاب ہے۔ (4) فتح البیان فی مقاصد القرآن، ص:106، ج2۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی یہ کج فہمی ہے کہ یہ لوگ قبروں اور قبر والوں کے وسیلہ کی بنیادی دلیل بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد جسے وہ سمجھنے سے عاجز ہیں کہ:

يَـاأَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ آمَـنُـوْا اتَّـقُـوْا الـلَّـهَ وَابْـتَـغُـوْا إِلَيْـهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"(1)

مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کی طرف نزدیکی کی جستجو کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تمہارا بھلا ہو۔

کتاب ''التوسل بالانبیاء والصالحین'' میں ہے کہ: ہر افترا پرداز اور بہتان طراز کے جھوٹ کے علی الرغم اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وسیلہ اپنے عموم کے ساتھ شخصیات، اعمال سب کو شامل ہے۔ بلکہ توسل سے شرعی طور پر جو معنیٰ فوری طور پر ذہن میں آتا ہے وہ یہی ہے۔ نیز زندہ اور مردہ میں فرق وہی کرتا ہے جو یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ روحیں بھی فنا ہو جاتی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے حشر نشر کا انکار کر دیا جائے اور بدن سے روح کے جدا ہونے کے بعد اس کے ادراک کی نفی کا معنیٰ بھی یہی ہے کہ شرعی دلائل کا انکار کر دیا جائے چنانچہ یہ (مسئلہ) اور مذکور آیت میں وسیلہ سے شخصیات کا وسیلہ مراد لینا محض رائے زنی نہیں ہے اور نہ ہی صرف لغوی عموم سے استدلال ہے۔(2)

اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ اس نے مذکورہ آیت سے زندہ و مردہ سے وسیلہ پکڑنے کو کس طرح مقصد آیت سمجھا ہے اور ان کا سمجھنا سلف صالحین کی فہم و سمجھ کے خلاف ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:(3)

"وابتغوا إليه الوسيلة أي تقربوا اليه بطاعته والعمل مايرضيه ولاخلاف بين المفسرين فيه..........والوسيلة أيضاً: علم أعلىٰ منزلة فى الجنة و هى منزلة رسول

---

(1) سورۃ المائدہ، آیت نمبر 35۔

(2) التوسل بالانبیاء والصالحین، ص 89-90۔

(3) امام اسماعیل بن عمر بن کثیر ابو الفدا القرشی الدمشقی مشہور مفسر اور زہد و تقویٰ میں بلند مقام رکھتے تھے۔ فقہ و رجال اور علم حدیث پر بھی آپ کی وسیع نظر تھی۔ آپ نے بہت قیمتی تصانیف چھوڑیں۔ جن میں تفسیر و تاریخ خصوصاً قابل ذکر ہیں آپ ؒ 701 میں پیدا ہوئے اور 774 میں وفات پائی۔ شذرات الذہب ص 231 ج 4۔ الاعلام، ص 320 ج 1، بدایہ ص: 31 ج 14

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الله ﷺ وداره فی الجنة وھی أقرب أمکنة بالجنة من العرش" (1)

یعنی "وابتغوا الیه الوسیلة" کا معنی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ اور اس کو راضی کردینے والے عمل کے ذریعہ اس کا قرب حاصل کرو، اور آیت کے اس مفہوم میں مفسرین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، اسی طرح وسیلۃ جنت میں اس اعلیٰ جگہ کا نام بھی ہے جو آنحضرت ﷺ کا مقام ہے اور آپ کا جنت میں گھر ہے اور یہ جگہ عرش کے سب سے زیادہ قریب ہے۔

علامہ شوکانی نے کہا ہے کہ وسیلہ سے مراد تقرب کا وہ ذریعہ ہے جسے تلاش کیا جانا چاہئے۔ پھر اس کے بعد امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول نقل کیا ہے۔ (2)

علامہ سمعانی رحمہ اللہ (3) فرماتے ہیں: "وسیلہ، تقرب کو کہتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ جنت کا ایک ایسا درجہ ہے جس کے اوپر کوئی درجہ نہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے محبت مراد ہے یعنی تم اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرو۔" (4)

-ان تصریحات کے بعد ملاحظہ فرمائیں- اہلِ بدعت کی بیمار عقل نے انہیں کس طرح گمراہی میں مبتلا کیا ہے؟ اور پھر اس کا مقارنہ وتقابل سلف اہل حدیث کی فہم سے کریں۔ جن کی پیروی ہی میں اصلاح اور کامیابی ہے اور یہ بھی دیکھیں کہ (التوسل بالانبیاء والصالحین) کے مصنف بہت زیادہ آیات واحادیث اور آثار کو جمع کرکے اپنی ناقص فہم سے ان کے مدعا ومقصد کے خلاف کس طرح تاویل کی ہے- اللہ ہدایت دے-

الغرض قرآن وسنت سے کج فہمی اور پھر اس فہم کو پختہ کار علماء کے اقوال پر پیش نہ کرنا بربادی کی طرف

---

(1) تفسیر ابن کثیر، ص 200 ج 5۔

(2) فتح القدیر، ص 38 ج 2۔

(3) ابوالمنظفر منصور بن محمد المروزی خراسان کے مفتی تھے جنہیں تفسیر وحدیث سے متعلقہ علوم پر بڑا عبور حاصل تھا آپ مسلک سلف کے پیروکار تھے آپ کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں تفسیر القرآن العظیم اور الاحادیث الالف الحسان خصوصاً قابلِ ذکر ہیں آپ 426ھ میں پیدا ہوئے اور جمعہ کے دن 489ھ میں فوت ہوئے۔ سیر اعلام النبلا للذہبی ص 114 ج 19۔

(4) تفسیر القرآن للسمعانی، ص 35 ج 2۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے جاتا ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کتاب میں اختلاف کرنے والے ان کی اکثریت اس درست موقف سے آگاہ ہی نہیں ہوئے جو سلف کا موقف ہے بلکہ انہوں نے تو کبھی اس موقف اور سلف کے قول کو بھی سنا ہوتا ہے اور نہ اپنے ہاں دستیاب کتابوں میں پڑھا ہوتا ہے کیونکہ وہ سلفی اقوال و آثار کی جستجو ہی نہیں کرتے اور نہ ہی وہ کتاب و سنت کے معانی کو لیتے ہیں (اگر ایسا کرتے بھی ہیں تو) بعض محرفین کی تحریف کے ساتھ اسی لئے وہ اہل بدعت کے اقوال نقل کرتے ہیں دو یا تین اور کبھی چار یا پانچ اقوال، لیکن وہ قول جس پر سلف صالحین تھے اور قرآن و سنت بھی اس پر دلالت کرتے ہیں اسے ذکر نہیں کرتے۔ کیونکہ انہیں اس کا علم ہی نہیں ہوتا۔'' (1)

چنانچہ اہل بدعت کا سلف کے کلام کو نظر انداز کرنا اور اس سے لاعلمی اور کتاب و سنت کو سمجھنے میں سلف صالحین کی فہم اور سوچ سے روگردانی فتنہ بدعت میں مبتلا ہونے کے بڑے اسباب میں سے ایک ہے۔ (2)

(1) الفتاویٰ ص 309 ج 12۔

(2) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ درء التعارض ص 381 ج 7۔ الاعتصام ص 237,252,285 ج 1۔ الفتاویٰ ص 336 ج 15۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرھویں بحث
صالحین کے متعلق غلو کرنا

غلو، حد سے تجاوز کرنا ہے(1) اور یہ قبر پرستی کی طرف لے جانے والے تمام اسباب میں بڑا سبب یہی ہے کہ جب بعض لوگ مشائخ اور شخصیات سے متعلق غلو کر کے انہیں ایسا مقام دیتے ہیں جس کے وہ حقدار نہیں ہوتے تو یہ فتنہ قبور پیدا ہوتا ہے حالانکہ قرآن پاک میں غلو سے بڑی واضح ممانعت آئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ" (2)

اے اہل کتاب اپنے دین میں حد سے تجاوز نہ کرو اور اللہ تعالیٰ پر صحیح بات کے علاوہ کچھ نہ کہو۔

امام حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے غلو و افراط اور حد سے زیادہ تعریف کرنے سے منع کیا ہے اور یہ چیز عیسائیوں میں بہت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق حد سے تجاوز کر گئے حتیٰ کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے عطاء کردہ مقام و مرتبہ سے بھی اونچا کر دیا اور انہیں دائرہ نبوت سے نکال کر اللہ تعالیٰ کے علاوہ معبود بنا لیا اور ان کی اسی طرح عبادت کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، یہی نہیں بلکہ انہوں نے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین میں پیروکاروں اور حواریوں کے متعلق بھی ایسا غلو کیا کہ ان کے متعلق دعویٰ کر دیا کہ وہ معصوم ہیں اور حق و باطل اور ہدایت و گمراہی اور سچ، جھوٹ ہر بات میں انکی تابعداری کرنے لگے اسی وجہ سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ" (3)

---

(1) المفردات للراغب، ص: 1212، ج: 3

(2) سورۃ النساء، آیت نمبر 171۔ (3) سورۃ التوبہ، آیت نمبر 31۔ تفسیر ابنِ کثیر، ص 590 ج 1۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ رب بنالیا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"يَآ أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْ فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْا أَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ" (1)

اے اہل کتاب: اپنے دین میں ناحق غلو اور زیادتی نہ کرو اور ان لوگوں کی نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو پہلے سے بہک چکے ہیں اور بہتوں کو بہکا بھی چکے ہیں اور سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔

لیکن اہل کتاب حد سے تجاوز کر گئے، لہذا یہاں خطاب اگر چہ اہل کتاب کو ہے لیکن امت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلاۃ والسلام بھی مخاطب ہے کیوں کہ قرآن مجید اس امت کی شریعت ہے اسی وجہ سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں عنوان قائم کیا ہے۔

بَابَ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعمق والتنازع والغلو فى الدين والبدع، لقوله تعالىٰ: يا أَهْلَ الكِتَابِ لَا تَغلوا فِيْ دِيْنِكُمْ............" (2)

یعنی دین کے معاملہ میں غلو، اختلاف اور کریدنے نیز بدعات کے مکروہ اور ناپسندیدہ ہونے کا بیان اور ان چیزوں کا مکروہ ہونا اس ارشاد باری تعالیٰ کی بناء پر ہے کہ: يَآ أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ .... الخ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "امام بخاری کے اس آیت سے استدلال کی بنیاد لفظ "اہل الکتاب" ہے کیونکہ وہ عام ہے جو یہود ونصاریٰ کے علاوہ دوسروں کو بھی شامل ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہود ونصاریٰ کے علاوہ دوسروں کو یہ بطور ملحق شامل ہو۔" (3)

---

(1) سورۃ المائدہ، آیت نمبر 77۔ تفسیر ابن کثیر، ص: 1212، ج3۔

(2) سورۃ المائدہ، آیت نمبر 77۔

(3) فتح الباری، ص 287 ج 13۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ کا رشاد ہے:

"اِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّفِي الدِّيْنِ فَإِنَّمَا أَهلكَ مَنْ كَانَ قَبلَكُمُ الغُوُّا فِي الدِّيْنِ" (1)

تم دین میں غلو کرنے سے بچو تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو نے برباد کر دیا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انسانوں میں شرک پھیلنے کی اکثر دو بنیادیں ہیں۔

ا:- بزرگوں کی قبروں کی تعظیم و تکریم۔

۲:- تبرک کے لئے بزرگوں کی مورتیوں کی تصویریں رکھنا، یہ وہ بنیادی اسباب ہیں جن کے ذریعہ بندوں نے بدعات کو شروع کیا" (2)

اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے اپنی غالیانہ تعظیم سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

"لَاتُطرُوْنِی كَمَاأُطْرَتِ النَّصَارٰى إبْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَاعَبْدٌ، فَقُوْلُوْا: عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ" (3)

مجھے اسی طرح بڑھا چڑھا کر بیان نہ کرو جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیا۔ بس میں تو ایک بندہ ہوں۔ چنانچہ یہی کہو: اللہ کے بندے اور اس کے رسول (ﷺ)۔

شیخ سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن الوہاب رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

"یعنی تم میری یوں تعریف نہ کرو کہ میری تعریف و مدح سرائی میں غلو کر جاؤ جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق غلو کیا اور ان میں ربوبیت کا دعویٰ کر دیا میں تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں لہذا اس کے ساتھ میری صفت ویسے ہی بیان کرو جیسے اس کے ساتھ میرے رب نے بیان کی ہے اور "عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ" (اللہ کے بندے اور اس کے رسول ﷺ) کہو، مگر قبر پرستوں نے اس کا انکار کرتے ہوئے

(1) النسائی، فی کتاب مناسک الحج، باب التقاط الحصی حدیث نمبر 3057 شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اسے اسناد صحیح علی شرط مسلم کہا ہے۔ اقتضاء ص293 ج1۔ اسی طرح البانی نے الصحیحہ میں تصحیح کی ہے حدیث نمبر 1282۔

(2) الفتاوی ص460 ج17۔

(3) تخریج صفحہ نمبر 36 پر دیکھیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کے ارشاد کی مخالفت کی اور آپ ﷺ نے جس چیز سے روکا تھا اس کا ارتکاب کیا اور اس حکم کو خوب توڑا اور یہ سمجھا کہ جب انہوں نے آپ ﷺ کی صفت میں اللہ کے بندے اور اس کے رسول کہا تو پھر نہ آپ کو پکارنے اور آپ سے مدد مانگنے کا جواز رہے گا اور نہ ہی آپ کی نذر و نیاز کی گنجائش ہوگی اسی طرح آپ کے حجرہ مبارک کا طواف کرنا ہوگا اور یوں آنجناب ﷺ کی گستاخی اور آپ کی قدر و منزلت میں کمی کی اور آپ ﷺ کو آپ کے اصل مقام و مرتبہ سے بڑھا چڑھا دیا اور اسی طرح کا دعویٰ آپ ﷺ کے متعلق بھی کر دیا جس قسم کا دعویٰ تقریباً عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا، اور آپ سے گناہوں کی بخشش اور مشکل کشائی کا سوال کرنے لگے" (1)

حالانکہ آنحضرت ﷺ نے اپنے متعلق اپنی امت کو اپنی وفات کے بعد غلو کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا" (2)

اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور میری قبر کو عید نہ بناؤ۔

جب آنحضرت ﷺ کی بلند شان و مرتبہ اور عظیم قدر و منزلت کے باوجود آپ ﷺ کی شان میں غلو سے اس قدر سخت منع کیا گیا ہے تو کسی اور کے متعلق غلو کا کیا حکم ہوگا؟

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"شیطان کا سب سے بڑا مکر و فریب جس کے ذریعہ اس نے اکثر لوگوں کو شکار کیا ہے اور اسکے جال سے صرف وہی محفوظ رہا جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے فتنہ سے بچانا چاہا وہ یہ ہے کہ اس نے ہر دور میں اپنے گروہ اور حواریوں کو فتنہ قبور کا سمجھایا حتی کہ انہوں نے اللہ کے علاوہ معبودان باطلہ کی پرستش شروع کر دی اور انکی قبروں کی بھی عبادت کی گئی، قبروں کو بت بنالیا گیا اور ان پر بڑے بڑے ہیکل تعمیر کئے گئے اور ان میں (بزرگوں)

---

(1) تیسیر العزیز الحمید فی شرح کتاب التوحید ص 272-273۔

(2) سنن ابوداود، باب زیارۃ القبور ص 534 ج 2۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اقتضاء ص 653 ج 2 پر اسکی سند کو حسن کہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی صورتیں بنائی گئیں جنہیں سایہ دار ڈھانچے میں ڈھالا گیا پھر وہ بت بنا دیئے گئے اور یوں ان کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت ہونے لگی، گویا یہ سب سے پہلی اور بہت بڑی اعتقادی بیماری تھی۔ (1)

اور یہ شرک اور مشرکانہ تعظیم وتکریم اور خطرناک مرض سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں شروع ہوا جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد میں بتایا ہے:

"قَالَ نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا. وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا" (2)

نوح علیہ السلام نے کہا: اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میری تو نافرمانی کی اور ایسوں کی فرمانبرداری کی جن کے مال واولاد نے ان کو یقیناً نقصان ہی میں بڑھایا ہے اور ان لوگوں نے بڑا سخت فریب کیا اور کہا ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ ود، یغوث، یعوق اور نسر کو چھوڑنا اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔

یہ پانچوں حضرات نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک افراد تھے جن کے مرید ان کی پیروی کرتے تھے جب وہ فوت ہو گئے تو شیطان نے ان کے مریدوں اور عقیدت مندوں کو یہ بات سمجھائی کہ ان کے ناموں پر پتھروں کے ڈھانچے کھڑے کر کے ان کے مجاور بن جاؤ تاکہ تم انہیں یاد بھی کرتے رہو اور انکی اور انکے نیک ناموں کی پیروی بھی کرتے رہو۔ چنانچہ جب یہ نسل ختم ہو گئی اور دوسری نسل آئی تو شیطان نے انہیں یہ سمجھایا کہ تمہارے آباء واجداد ان کی پوجا کیا کرتے تھے تو تم بھی ایسا ہی کرو لہذا انہوں نے ان کی عبادت شروع کر دی اور یوں بزرگوں کے متعلق غلو کے راستہ انسانیت شرک میں مبتلا ہو گئی۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"یہ پانچ نام نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے ہیں جن کے وفات پا جانے کے بعد شیطان نے

---

(1) اغاثۃ اللھفان، من مصاید الشیطان، لابن القیم، ص189۔

(2) سورۃ نوح، آیت نمبر 21-24۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی قوم کو یہ بات سمجھائی کہ جن جگہوں پر وہ بیٹھا کرتے تھے وہاں پتھروں کے ڈھانچے کھڑے کر کے ان بزرگوں کے نام رکھ دو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو جب تک یہ نسل رہی ان ڈھانچوں کی عبادت نہ ہوئی مگر جب دوسری نسل میں یہ حقیقت چھپ گئی تو ان کی عبادت شروع ہوگئی'' (1)

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ود، یغوث، یعوق، نسر اور لات کی عبادت کا سبب ان قبروں کی تعظیم ہی تھا جس کے بعد انہوں نے ان کی مورتیاں بنا کر عبادت شروع کر دی۔ پھر شیخ الاسلام کا قول نقل کیا اور یہی سبب ہے جس کی وجہ سے شارع علیہ السلام نے قبروں پر مساجد کی تعمیر سے روکا ہے کیونکہ اس چیز نے اکثر اُمتوں کو شرک اکبر یا اس سے کم درجہ شرک میں مبتلا کیا ہے اور لوگ بزرگوں کی مورتیوں سے شرک کرتے ہے اور سمجھتے رہے کہ مورتیاں ستاروں کا طلسم ہیں یا اسی قسم کے اور تصورات قائم کر لیتے ہیں تو کسی آدمی کی قبر کے ساتھ شرک (جس کے متعلق اس کا اعتقاد اچھا ہو) کسی لکڑی یا پتھر وغیرہ کے ساتھ شرک سے نفس انسانی کے زیادہ قریب ہے اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ مشرکین اکثر ان قبروں پر آہ وزاری کرتے ہیں اور وہاں بڑے خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے دل سے ایسی عبادت کرتے ہیں اور وہاں نماز پڑھنے سے برکت کی امید اور وہاں دعا کی قبولیت کی وہ امید رکھتے جو مسجد میں بھی نہیں رکھتے'' (2)

چنانچہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب آنحضرت ﷺ کے پاس سرزمین حبشہ کے ایک ماریہ نامی گرجا کا ذکر کرتے ہوئے وہاں جو تصویریں اور مورتیاں وغیرہ دیکھیں تھیں ان کا بتایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

(1) بخاری، کتاب التفسیر، باب ولا تذرن ودا ولا سواعا، حدیث نمبر 4920۔

(2) اغاثۃ اللھفان، ص 191۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"إِنَّ أُولَٰئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ مَاتَ بَنَوا عَلَىٰ قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ، أُولَٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" (1)

ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی وفات پا جاتا تو اس کی قبر پر مسجد تعمیر کر دیتے اور اس میں تصاویر کندہ کر دیتے ایسے لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بدترین مخلوق ہونگے۔

ان اچھے برے اور معروف ومجہول لوگوں کی قبر پر جو کچھ ہوتا ہے اسے دیکھنے والا اس پر اظہار افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ملاحظہ ہو فتنہ قبور میں مبتلا ایک شخص بدوی کی قبر پر کھڑے کہتا ہے:

رحماك ابغي يا اباالفتيان في   خطب اهاج القلب من حسراته

ابوالفتیان میں اپنی تقریر میں تیری رحمت کا متلاشی ہوں کہ دل حسرتوں سے خشک ہوا چاہتا ہے

من لي سواك ارومه في كشفه   او ارتجي ان ضقت من وثباته

تیرے علاوہ میں اس مشکل کشائی میں کہاں جاؤں اور اس کے اچھلنے سے تنگی پر کس سے امید رکھوں؟

عارعليك اذرددت خويد ما   قصر الفوادعليك في حاجاته (2)

یہ تو تم پر عار ہے کہ خادم کو لوٹا دو یا ضرورتوں میں اس کا دل توڑ دو

کتاب "التبرک" میں ہے کہ بعض فاسد العقل حصول برکت کے لئے اولیاء کی قبروں پر اپنی بیویوں سے ہم بستری کرتے ہیں تاکہ انہیں نصیب میں لکھا نیک بچہ عطاء ہو (3)۔ لہذا اس میں کیا شک ہے کہ نیک لوگوں یا مصلحین میں غلو اور ان کی تعظیم میں مبالغہ آرائی بسا اوقات قبروں کی عبادت تک لے جاتی ہے۔

---

(1) بخاری، کتاب الجنائز، باب بناء المسجد علی القبر، حدیث نمبر 1341۔ مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب النہی عن بناء المساجد علی القبور، حدیث نمبر 528۔

(2) السید البدوی بین الحقیقۃ والخرافۃ، ص 319۔ یہ بدوی احمد بن علی ابوالعباس الحسینی مغرب کے مشہور صوفی تھے۔ جن کی قبر مصر کے شہر طنطا میں ہے۔ ان کے مریدوں نے اس کی قبر پر قبہ بنا کر بہت سی جھوٹی حکایات اس کی طرف منسوب کر رکھی ہیں۔ وہ 675ھ میں فوت ہوئے۔ (شذرات الذہب، ص 345 ج 5۔ الاعلام، ص 175 ج 1)۔

(3) التبرک انواعہ واحکامہ لناصر بن عبدالرحمن الجدیع ص 473

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الغرض،ہم اس بحث کو حافظ امام ابنِ القیم رحمہ اللہ کے اس ارشاد پر ختم کرتے کہ:

''حضرات انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگوں کی تعظیم اور محبت دراصل یہ ہے کہ جس علم نافع اور عملِ صالح کی انہوں نے دعوت دی اس کی پیروی کی جائے،ان کے نقشِ قدم پر چلا جائے اور ان کے راستہ کو اختیار کیا جائے چنانچہ جو ان کے نقش قدم لو اپناتا ہے وہ اس اتباع کی بنا پر ان کے اجر میں اضافہ کا سبب بنتا ہے اور لوگوں کو ان کی پیروی کا درس دیکر بھی ان کے ثواب کا ذریعہ بنتا ہے اور ان کی دعوت سے اعراض وانحراف کرتے ہوئے مخالفت کو اختیار کرتا ہے تو اس اجر سے وہ خود بھی محروم رہتا ہے اور انہیں بھی محروم رکھتا ہے یہ کیسا احترام یا تعظیم ہے؟''(1)

اس سے غلو کی خطرناکی واضح ہو جاتی ہے اور اہل علم وفضل کی محبت میں اعتدال ومیانہ روی بہت ضروری ہے اور یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ان کی عبادت کی نفی ان کے احترام واکرام کو کم نہیں کرتی لیکن ان کی تعظیم وتقدیس میں غلو اللہ تعالیٰ کے حق کو ختم کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے وقار کو ملحوظ نہ رکھنا بہت بڑا ظلم ہے۔

—واللہ المستعان—

(1)اغاثۃ اللہفان،ص213،بتصرف۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چودھویں بحث

کفار کی تقلید

قرآن مجید، سنت مطہرہ اور اجماع امت کی روشنی میں کفار کی مخالفت واجب اور ضروری ہے کیونکہ ان کی مشابہت اور پیروی سے لاتعداد عظیم نقصانات جنم لیتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی دوستی سے ڈراتے ہوئے فرمایا ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ“ (1)

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو میرے اور خود اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ سمجھو تم تو محبت کی بنیاد ڈالنے کے لئے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کے ساتھ جو تمہارے پاس آ چکا ہے کفر کرتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ یہود ونصاریٰ ہم سے اس وقت تک راضی نہیں ہو سکتے جب تک ہم ان کا مسلک اختیار نہ کر لیں اور ان کے راستہ کو نہ اپنا لیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۗ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ“ (2)

آپ سے یہود ونصاریٰ ہرگز راضی نہیں ہونگے جب تک کہ آپ ان کے مذہب کے تابع نہ بن جائیں آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے اور اگر آپ نے باوجود اپنے پاس علم آ جانے کے پھر ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو اللہ کے پاس آپ کا نہ تو کوئی ولی ہوگا اور نہ مددگار۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کفار کی خواہشات کے پیچھے چلنے سے منع کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

(1) سورۃ الممتحنۃ، آیت نمبر 1۔

(2) سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 120۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِىٓ إِسْرَآئِيْلَ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِيْنَ وَاٰتَيْنَاهُمْ بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَاجَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِىْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ. ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ. إِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّإِنَّ الظَّالِمِيْنَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ.(1)

یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکومت اور نبوت دی تھی اور ہم نے انہیں پاکیزہ اور نفیس روزیاں دی تھیں اور انہیں دنیا والوں پر فضیلت دی تھی اور ہم نے انہیں دین کی صاف صاف دلیلیں دیں پھر انہوں نے اپنے پاس علم کے پہنچ جانے کے بعد آپس کی ضد بحث سے ہی اختلاف برپا کر ڈالا یہ جن جن چیزوں میں اختلاف کر رہے ہیں ان کا فیصلہ قیامت والے دن ان کے درمیان خود اللہ کرے گا، پھر ہم نے آپ کو دین کی ظاہر راہ پر قائم کر دیا سو آپ اس پر لگے رہیں اور نادانوں کی خواہشوں کی پیروی میں نہ پڑیں، یاد رکھیں یہ لوگ اللہ کے سوا کسی عذاب کو آپ سے ہٹا نہیں سکتے سمجھ لیں کہ ظالم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہوتے ہیں اور پرہیزگاروں کا رفیق اللہ تعالیٰ ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو دین کے معاملہ میں صاف شاہراہ شریعت دی جسے آپ ﷺ کے لئے دین قرار دیکر اس کی پیروی کا آپ کو حکم دیا اور لاعلم وجاہل لوگوں کی خواہشات کی پیروی سے آپ کو روک دیا گیا لاعلم وجاہل لوگوں میں ہر وہ شخص شامل ہے جو شریعت کی مخالفت کرتا ہے اور ان کی خواہشات سے مراد یہ ہے کہ جسے وہ خود پسند کرتے ہیں اور ان کے ظاہری طریقہ کار جس پر مشرکین چلتے ہیں جو ان کے باطل مذہب ودین کے لوازمات سے ہے اور وہ اسے پسند کرتے ہیں اور اس میں ان کی موافقت انکی خواہشات کی پیروی ہے.........الخ (2)

(1)سورۃ الجاثیۃ، آیت نمبر 16-19۔ (2)اقتضاء الصراط المستقیم ص 85 ج 1، بتصرف۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی لئے آنحضرت ﷺ نے ان کی مشابہت سے ڈراتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ" (1)

جس نے بھی کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے،

اوران کی مشابہت سے ممانعت کا ادنیٰ ترین درجہ حرمت کا ہے اسی وجہ سے لوگ گمراہ امتوں کی مشابہت میں فتنہ قبر پرستی میں مبتلا ہو گئے جیسے اصحابِ کہف کی قوم ہے جن کے متعلق ارشاد ربانی ہے:

"قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوْا عَلٰى أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِداً." (2)

جن لوگوں نے ان کے بارے میں غلبہ پالیا وہ کہنے لگے ہم تو ان کے آس پاس مسجد بنالیں گے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ اس کی حاشیہ آرائی میں لکھتے ہیں:

"یہ گمراہ بلکہ غضب زدہ لوگ اپنے انبیاء علیہم السلام اور بزرگوں کی قبروں پر مسجدیں بنالیتے تھے" (3)

آپ مزید فرماتے ہیں:

"جولوگ قبروں اور مزارات کی تعظیم کرتے ہیں وہ عیسائیوں سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں یہاں تک کہ میں جب قاہرہ آیا تو میرے پاس بعض بڑے معزز پادری آئے اور مجھ سے حضرت مسیح علیہ السلام اور عیسائیت پر مناظرہ کرنے لگے حتیٰ کہ میں نے ان کے مذہب وعقیدہ کا غلط اور باطل ہونا ثابت کردیا اوراپنے دعویٰ پر جو بھی دلیل رکھتے ہیں اس کا جواب دیا تو بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ اس مناظر نے مسلمانوں کے رد اور آنحضرت ﷺ کی نبوت کے ابطال میں کتاب لکھی ہے بعض مسلمان وہ کتاب لیکر میرے پاس آئے اور مجھے سنائی تا کہ میں عیسائیوں کے دلائل کا جواب دیکر ان کا غلط ہونا ثابت کروں اس مناظرہ میں عیسائی سے میں نے جو آخری بات کہی وہ یہ تھی کہ تم مشرک ہو اور میں نے ان کے اس شرک کو

(1) ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة، حدیث نمبر 4031۔ مسند احمد، ص 50 ج2۔ ابن تیمیہ نے اقتضاء، ص 240 ج1۔ میں کہا ہے کہ اسنادہ جید، البانی ؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔

(2) سورۃ الکہف، آیت نمبر 21۔ الاقتضاء، ص: 141 ج1۔ (3) اقتضاء الصراط المستقیم، ص 78 ج1۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت اور واضح کیا۔ جو وہ مورتیوں، قبروں پر جھکنے اور ان کی عبادت کرنے، ان سے مدد طلب کرنے کی صورت میں کرتے ہیں تو اس نے مجھے کہا ہم تو ان کو شریک نہیں بناتے اور نہ ہی ہم ان کی عبادت کرتے ہیں بلکہ ہم تو صرف ان کا اسی طرح وسیلہ پکڑتے ہیں جس طرح مسلمان کسی نیک آدمی کی قبر پر آ کر کرتے ہیں کہ اس کی کھڑکیوں سے چمٹ جاتے ہیں وغیرہ میں نے اسے کہا یہ بھی شرک ہے، یہ کوئی مسلمانوں کا دین نہیں اگرچہ ایسا جاہل لوگ کرتے ہیں تو اس نے اعتراف کیا کہ واقعی ایسا کرنا شرک ہے اس مسئلہ کے وقت وہاں ایک اور عیسائی عالم بھی موجود تھا اس نے جب یہ سنا تو کہنے لگا ہاں اس معنیٰ میں واقعتاً ہم مشرک ہیں اسی طرح بعض عیسائی بعض مسلمانوں سے کہتے تھے ہمارا بھی سید اور سیدۃ ہیں تمہارے بھی سید اور سیدہ ہیں ہمارے سید حضرت عیسیٰ اور سیدہ حضرت مریم ہیں جبکہ تمہارے سید حضرت حسین (1) اور سیدہ حضرت نفیسہ ہیں (2) چنانچہ عیسائی اہل بدعت اور جاہل مسلمانوں کی ان حرکات سے بہت خوش ہوتے ہیں کیوں کہ ان کے دین کی موافقت اور ان کی مشابہت ہوتی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ اپنے پادریوں کو مسلمان عبادت گذاروں کی طرح اور اپنے علماء کو مسلمان علماء کی طرح کر دیں جو مسلمانوں سے مشابہت رکھیں کیونکہ ان کے عقلمند دین اسلام کی صحت وحقانیت کا انکار نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ یہ راستہ اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والا ہے اور یہ راستہ بھی اللہ کی طرف جانے والا ہے۔ (3)

اگر آپ قبر پرستوں کی بعض حرکات پر غور کریں تو معلوم ہوگا وہ اسلام سے قبل پائی جانے والی بت پرستانہ عادات کا ہی ایک تسلسل ہے اور بزرگوں یا مشائخ کی قبروں پر جو کچھ ہو رہا ہے تو یہ وہی سلسلہ ہے جو

---

(1) حسین بن علی رضی اللہ عنہما نواسہ رسول ﷺ جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ عبادت وریاضت اور زہد وتقویٰ میں بلند مقام اور بہت زیادہ شہرت رکھتے تھے۔ آپ کربلا کے میدان میں دس محرم 61ھ کو شہید کر دیے گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں جنت کے نوجوانوں کا سردار کہا ہے۔ (اسد الغابہ، ص 495 ج 1۔ اعلام النبلاء، ص 280 ج 3)

(2) سیدہ نفیسہ بنت الحسن بن زید بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہم بڑی متقی، عبادت گذار اور مستجاب الدعوات نیک سیرت خاتون تھیں۔ آپ مصر میں 286ھ کو فوت ہوئیں۔ (البدایہ، ص 262 ج 10۔ أعلام النبلاء، ص 106 ج 10)

(3) الفتاویٰ، ص 481 ج 27

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر مسلم اپنے بت کدہ میں کرتے ہیں کیونکہ وہ بھی ان سے مدد اور تعاون مانگتے ہیں علامہ رشید رضا رحمہ اللہ نے ہندوستان میں اپنے مشاہدات کا ذکر کیا ہے کہ ہندوستان کے شہر بنارس میں حضرت آدم علیہ السلام، انکی اہلیہ اور والدہ محترمہ (جسے وہ طبعی والدہ سے تعبیر کرتے ہیں) نیز ان کے قاضیوں کی قبریں ہیں اور یہ نجف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یا دیگر قبوں کی طرح سونے سے ملمع قبوں کے نیچے ہیں اوران تمام کا طواف، ان کو چھوکر، وہاں دعائیں اور وظائف وغیرہ پڑھ کر عبادت کی جاتی ہے جیسے ان کے معبودان باطلہ کی مورتیوں کی عبادت بڑے خشوع وخضوع اور مال خرچ کر کے نذر نیاز دیکر اور وہاں کے مجاوروں کا ہنوں کی خدمت کر کے ہوتی ہے۔ مختلف اقوام اور ملتوں کی تاریخ اور عقائد نیز عبادات کے طور طریقہ سے لاعلم اور ناواقف یہ نہ سمجھ لے کہ ہندوستانی بت پرستوں کے علماء یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ تمام چیزیں بذاتہ نفع ونقصان دیتی ہیں اوران کی عبادت پر ان کے پاس کوئی فلسفہ نہیں۔(1)

اس سے پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جب آنحضرت ﷺ کو بتایا کہ انہوں نے ایک گرجا میں تصاویر دیکھی ہیں تو آپ ﷺ نے عیسائیوں کے فعل کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

"إِنَّ أُولَٰئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلَىٰ قَبْرِهِ مَسْجِدًا"(2)

ان میں جب کوئی نیک آدمی ہوتا تھا تو اس کے فوت ہو جانے کے بعد اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے تھے۔

یہاں سے ہم پر کفار کی مشابہت کی خطرناکی واضح ہو جاتی ہے کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور بزرگوں کے متعلق غلو انہیں کی طرف سے آیا ہے اور اسی طرح میلاد کی محفلیں سجانا، قبروں پر مسجدیں بنانا بھی ان ہی کی طرف سے ہے۔

اور یہ افسوس ناک واقعہ بھی ہندوستان کے جاہل مسلمان ہی کا ہے کہ اسے دیکھا گیا ہے وہ زمین پر گھسٹتے ہوئے کسی ولی کی قبر کی زیارت کو گیا اور اس کی تعظیم وتکریم میں الٹے پاوں واپس آیا یہ سب کچھ بوذیوں (3)

---

(1) مجلۃ المنار، ج3 م33 ص218، بحوالہ مجلۃ البیان، شمارہ 131 ص81۔ (2) ملاحظہ ہو صفحہ نمبر 91۔

(3) بوذیہ (بدھ مت)، ہندوستان میں پایا جانے والا ایک مذہب ہے جس کا بانی قبل از مسیح پانچویں صدی کا بوذا (بودھا) نامی شخص ہے پہلے پہل اس مذہب کی بنیاد تصوف واخلاق کی دعوت تھی مگر بوذا (بودھا) کے وفات کے بعد اس کے پیروکاروں نے اسے معبود بنالیا. دریہ دین ہندوستان، جاپان، فلپین اور شرق ایشا میں پایا جاتا ہے اس مذہب کے سب سے بڑے بت کو افغانستان میں طالبان حکومت نے 1422ھ کو توڑ دیا تھا۔ (الموسوعۃ المیسرۃ فی الادیان والمذاہب المعاصرۃ، ص107)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ہے کہ وہ مسکین مبتلائے فتنہ ان سے متاثر ہو کر ان کی تقلید کرنے لگا۔(1)

چنانچہ کفار کی تقلید خطرناک طریقہ ہے اسی لئے آنحضرت ﷺ کے میلاد کی تقریب ہر سال کے آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی نسبت سے منعقد ہونے والی تقریبات کی تقلید ہے۔اور جب آپ کسی بدعتی سے اس سلسلہ میں مخاطب ہوں تو وہ کہے گا کیا عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت آنحضرت ﷺ سے ہماری محبت سے بھی زیادہ رکھتے ہیں؟ سبحان اللہ! یہ عیسائی کب راہ حق پر تھے کہ ان کی پیروی کی جائے؟ بلکہ حکم تو ان کی مخالفت کا ہے لیکن گمراہی کے علمبرداران سے مشابہت کی دعوت دیتے ہیں جن پر ان کے مرید قربان ہوئے جا رہے ہیں چنانچہ ان مریدوں نے گمراہی تلاش کی اور سید کائنات ﷺ کے نقش قدم کو چھوڑ دیا۔

---

(1) یہ قصہ کتاب ''التبرک'' ص478 پر دیکھیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پندرہوں بحث

آثار وتبرکات کی تعظیم

اس بحث کا تعلق بھی اگرچہ پہلے موضوع سے ہی ہے مگر اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے الگ بیان کرنا مناسب سمجھا چنانچہ آثار ونشانات کی تعظیم ہی ان کی عبادت کا سبب بن جاتی ہے اگرچہ نشانات وآثار بنانے والوں کی یہ نیت وارادہ نہ ہی ہو اور نہ کبھی ان کو اس کا خیال آیا ہو بلکہ انہوں نے اس اندیشہ سے ان آثار کی نگرانی بھی کی ہو لیکن قوم نوح علیہ السلام نے جو کچھ کیا اس کا تذکرہ ہو چکا ہے کہ جنہوں نے ان نیک لوگوں کی تصاویر بنائیں وہ خود بھی نیک تھے لیکن دوسری نسلوں کی آمد نے اسے ان آثار کی تعظیم تک پہنچا دیا لہذا بزرگوں کے آثار کی حفاظت یا ان کی قبروں اور ان کے ترکہ میں دلچسپی لینے اور اہتمام کرنے کا خطرہ کسی پر پوشیدہ نہیں کیونکہ جس نے بھی ایسا کیا اس نے عیسائیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس امت کے لئے فتنہ وفساد اور شر کا دروازہ کھول دیا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عیسائی جو اکثر اپنے بزرگوں کے آثار وبرکات کی تعظیم کرتے ہیں کوئی بعید نہیں کہ انہوں نے بعض جاہل مسلمانوں کو سمجھایا ہو کہ یہ قبر ایسے بزرگ کی ہے جس کی تعظیم مسلمان بھی کرتے تھے تاکہ وہ بھی اس کی تعظیم میں ان کی موافقت شروع کر دیں ایسا کیوں نہ ہو؟ انہوں نے تو بہت سے جاہل مسلمانوں کو پہلے ہی گمراہ کر رکھا ہے حتیٰ کہ وہ (مسلمان) اپنے بچوں کو بپتسمہ دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یوں بچے کی عمر لمبی ہوتی ہے نیز گرجا گھروں اور کلیسا کی زیارت کرتے ہیں اور ان کی تعظیم بجالاتے ہیں بلکہ بہت سے جاہل مسلمان تو جن مقامات کی عیسائی تعظیم کرتے ہیں وہاں کی نذر ونیاز دیتے ہیں جیسا کہ بہت سے جاہل عیسائیوں کے عبادت خانوں کی زیارت کرتے اور اس کے پادریوں اور مجاوروں وغیرہ سے برکت حاصل کرتے ہیں:(1)

اسی وجہ سے پتھروں اور درختوں کی تعظیم جائز نہیں کیونکہ ان کی تعظیم وتکریم کرنا اور انہیں زیارت گاہ بنانا

(1) الفتاویٰ ص460 ج27۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں ملنگوں، مجاوروں کے بیٹھنے اوران کی تعظیم کا سبب بنتا ہے ان آثار وتبرکات کی عدم تعظیم اوراس کے سابقہ امتوں کا رسم ورواج ہونے کے دلائل میں سے حضرت ابوواقد اللیثی (1) رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام جب (غزوہ) حنین کے لئے نکلے تو مشرکین کے ایک درخت کے پاس سے گذر ہوا جسے "ذات انواط" (2) کہتے تھے کہ مشرکین اس پر اپنے ہتھیار لٹکایا کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر صحابہؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ ان کی طرح ہمارے لئے بھی "ذات انواط" بنا دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سبحان اللہ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام سے ان کی قوم نے کہا تھا کہ ان مشرکین کی طرح ہمیں بھی کوئی معبود بنا دیجیے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم یقیناً اپنے پہلے لوگوں کے نقشِ قدم پر چلو گے۔" (3)

کیونکہ مشرکین اس درخت پر حصول تبرک کے لئے ہتھیار لٹکاتے تھے تو صحابہ نے بھی اسی جذبہ سے سوال کیا کہ شاید یہ کام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہے لیکن آپ ﷺ نے انکار کر دیا اور اسے بنی اسرائیل کے موسیٰ علیہ السلام سے سوال کی تشبیہ دی جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ پتھروں یا درختوں کے یہ آثار وتبرکات یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے اور وہی ان کی تعظیم وعبادت کی دعوت دینے والے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "کسی درخت یا پتھر اور کسی مورتی یا اس کے علاوہ کسی چیز پر جھکنا اور وہاں کا مجاور بننا، یا کسی پیغمبر علیہ السلام یا کسی دوسرے کی قبر، اسی طرح کسی نبی علیہ السلام یا کسی دوسرے مقامات مقدسہ پر جھکنا یا مجاور بننا مسلمانوں کے دین کا حصہ نہیں بلکہ مشرکین کا دین ہے" (4)

---

(1) حضرت ابوواقد حارث بن عوف اللیثی رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں آپ فتح مکہ، یرموک اور شام کی فتوحات میں شریک ہوئے 68ھ میں وفات پائی۔ (أسد الغابہ، ص325 ج5۔ الإصابہ، ص212 ج4)۔

(2) یہ ایک درخت کا نام ہے جس پر مشرکین اپنے ہتھیار لٹکایا کرتے اور اس کے اردگرد بیٹھا کرتے تھے۔ (النہایہ لابن الاثیر ص128 ج5)

(3) صحیح جامع ترمذی للالبانی، ص235 ج2، نمبر 1771۔

(4) اقتضاء الصراط المستقیم، ص827 ج2۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آثار وتبرکات کی تعظیم کا حرام ہونا اسلامی نظریہ اور منہج ہے جس کی دلیل سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہ عمل مبارک ہے جسے بیان کرتے ہوئے حضرت معرور بن سوید (1) رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئے تو راستہ میں ایک مسجد آئی لوگ کوشش کر کے ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر اس میں نماز پڑھنے لگے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ اس مسجد میں آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاتِّبَاعِهِمْ مِثْلَ هٰذَا، حَتّٰى أَحْدَثُوهَا بِيَعًا، فَمَنْ عَرَضَتْ لَهُ فِيهِ صَلَاةٌ فَلْيُصَلِّ، وَمَنْ لَمْ تَعْرِضْ لَهُ فِيهِ صَلَاةٌ فَلْيَمْضِ"(2)

لوگو تم سے پہلے لوگ اسی قسم کی پیروی کرنے سے ہلاک ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے ایسی جگہوں کو کلیسا بنالیا لہذا یہاں اگر اتفاقاً نماز کا وقت ہو جائے تو نماز (پڑھو) اگر نماز کا وقت نہ ہو پھر سیدھے گذر جاؤ۔

ایسے ہی ایک اور واقعہ میں آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ جس درخت کے نیچے بیعت رضوان لی گئی تھی لوگ وہاں (اس کی زیارت کو) جاتے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو کاٹ پھینکنے کا حکم دیدیا (3)۔ تو یہ ہے اس عظیم وجلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ کا طرز عمل جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا تھا اور انکا ہر قدم درست اٹھتا تھا کہ انہوں نے اس نشان کو ختم کر دیا کیونکہ اس کا باقی رہنا فتنہ میں مبتلا ہونے کا سبب بن سکتا تھا اس سے بھی بڑی مصیبت یہ ہے کہ جن آثار کی تعظیم کی جاتی ہے ان میں سے اکثر کا کوئی ثبوت ہی نہیں کہ یہ واقعتاً اسی منسوب الیہ بزرگ کے تبرکات ہیں۔

---

(1) حضرت معرور بن سوید رحمہ اللہ کوفہ کے مشہور ثقہ تابعی ہیں۔ جو بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔ آپ 120ھ تک زندہ رہے۔ (تہذیب الکمال، ص262 ج28۔ ترجمہ 6085)

(2) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلوات، ص376 ج2۔ ابن تیمیہ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ الفتاویٰ ص 281 ج1۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اسے سعید بن منصور نے صحیح سند سے بیان کیا ہے۔

(3) مصنف ابن ابی شیبہ، ص:375 ج2، ابن سعد فی الطبقات، ص:100، ج2، ابن حجر نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ فتح الباری، ص:448 ج7، علامہ البانی نے تخریج فضائل الشام، ص:49 پر کہا ہے "رجال اسنادہ ثقات" اور تحذیر الساجد، ص:93 پر اسے ضعیف کہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سولہویں بحث

خواہشات کی پیروی

عربی لغت میں "الھوی" اس کو کہتے ہیں جسے نفس پسند کرے اور اسے چاہے۔ اور کسی چیز سے انسان کی محبت، اور دل پر اس کا غلبہ یہی "ھــوی" کہلاتا ہے۔ اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے اس انسان کی تعریف کی ہے جو اپنے نفس پر کنٹرول کر کے اپنی خواہشات سے جنگ لڑتا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى" (1)

ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہوگا۔

اسی وجہ سے اہل بدعت کو "أھــل الأھــوآء" "خواہش پرست" کہا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی ہے۔ دلائل شرعیہ کو اپنی دینی ضرورت کا ماخذ نہیں سمجھا اور نہ ہی ان پر اعتماد کیا۔ حتیٰ کہ وہ ان دلائل شرعیہ سے نکل گئے بلکہ اپنی خوہشات کو ان دلائل شرعیہ پر مقدم سمجھا اور اپنی آراء پر اعتماد کیا اور ان دلائل شرعیہ کو اپنی (خواہشات) کے بعد ثانوی حیثیت سے دیکھا۔ (2)

شیخ محمود شلتوتؒ لکھتے ہیں: "دلائل شرعیہ کا مطالعہ کرنے والا اگر کوئی بدعتی اور خواہش پرست ہو تو اس کی خواہش اسے اس حکم کی طرف لے جاتی ہے جو اس کا مقصد ہو پھر اس پر کوئی دلیل تلاش کرتا ہے جس کا وہ سہارا لیکر جھگڑا کرے۔ اور یہ چیز واقعتاً خواہش کو اصول بنا دیتی ہے جس پر پھر دلائل کو محمول کیا جاتا ہے اور دلائل پر اس کے ذریعہ حکم لگایا جاتا ہے۔ اور ایسا کرنا دراصل شریعت کے معاملہ کو الٹا کرنے اور دلائل پیش کرنے کی جو غرض شارع کی ہے۔ اس کو بگاڑنے والی بات ہے۔ اور خواہشات کی پیروی جادہ مستقیم سے انحراف کی بنیاد ہے۔

(1) سورۃ النازعات، آیت نمبر 40۔ (2) الاعتصام للشاطبی، ص683ج2۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ" (1)

اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے؟ جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہو بغیر اللہ کی راہنمائی کے۔

چنانچہ امر واقع یہ ہے کہ خواہشات کی پیروی ہی سے ادیان و مذاہب مٹتے اور ناکام ہوتے ہیں اور ہر بھلائی اور خیر ختم ہوتی ہے۔ اور دین میں اس قسم کی ایجاد اللہ تعالیٰ کے نزدیک (دین میں) تمام ایجادات و بدعات سے زیادہ بدترین گناہ ہے اور حق کے خلاف سب سے بڑا جرم ہے پس کتنی شریعتوں کو اس خواہش پرستی نے توڑا۔ اور ادیان کو بدلا نیز انسانیت کو واضح گمراہی میں پھینکا۔ (2)

خواہش پرستی کئی مواقع پر ظاہر ہوتی ہے ان میں سب سے زیادہ خطرناک یہ ہے کہ انسان (درج ذیل امور) کا شکار ہو جاتا ہے:

(ا) محکم کو چھوڑ کر متشابہ کی پیروی کرنا: کیونکہ خواہش پرست طبقہ ایسی نصوص کو لیتا ہے جن میں ظاہری تشابہ اور تعارض ہوتا ہے اور وہ ان کو سمجھتے ہیں نہ سوچتے ہیں بس یونہی ان سے استدلال کرتے ہوئے اصل معنی پر غور کئے بغیر ان کو لے لیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ. وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا" (3)

پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لئے حالانکہ ان کی حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور پختہ و مضبوط علم والے یہی کہتے ہیں کہ ہم تو ان پر ایمان لا چکے یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں۔

---

(1) سورۃ القصص، آیت نمبر 50۔ (2) اسباب البدع ومضارھا وانواعھا ص 13 از محمود شلتوت، بتصرف۔

(3) سورۃ آل عمران، آیت نمبر 7۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) صراط مستقیم سے انحراف: اس کی تائید پیغمبر ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے:

"ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ" (1)

پھر ہم نے آپ کو دین کی ظاہر راہ پر قائم کر دیا سو آپ اسی پر لگے رہیں اور نادانوں کی خواہشوں کی پیروی میں نہ پڑیں۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

"وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابٍ" (2)

اور ان کی خواہش پر نہ چلیں اور کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں میرا ان پر ایمان ہے۔

مزید ارشاد فرمایا:

"وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ" (3)

اور ایسے لوگوں کے باطل خیالات کا اتباع مت کرو جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں اور وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور وہ اپنے رب کے برابر دوسروں کو ٹھہراتے ہیں۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو حکم دیا ہے کہ وہ شریعت کی پیروی کریں اور خواہشات کی پیروی نہ کریں اور لوگوں کی خواہشات کی طرف مائل نہ ہوں کہ جب لوگوں کی خواہشات کی طرف مائل ہوں گے تو جادہ مستقیم سے ہٹ جائیں گے۔

(ج) شہوات کا پابند ہونا اور شہوات کے لئے عمل کرنا: اور زندگی کے پرفریب مناظر یا جھوٹی رنگینی کے پیچھے چلتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو چھوڑ دینا ارشاد ربانی ہے:

"............اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى" (4)

یہ لوگ تو صرف اٹکل کے اور اپنی نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور یقیناً ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آ چکی ہے۔

---

(1) سورۃ الجاثیۃ، آیت نمبر 18۔ (2) سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر 15۔
(3) سورۃ الانعام، آیت نمبر 150۔ (4) سورۃ النجم، آیت نمبر 23۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(د) خواہش پرست اندھا، بہرا، گونگا ہوتا ہے: وہ بھلائی کو دیکھتا ہے نہ نصیحت سنتا ہے اور نہ ہی اچھی بات کرتا ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ" (1)(2)

کیا آپ نے اسے بھی دیکھا ہے؟ جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کوئی ہدایت دے سکتا ہے؟

الغرض خواہش خود اندھی ہوتی ہے اور دوسرے کو اندھا کر دیتی ہے چنانچہ آپ خواہش پرست کو دیکھیں اسے خواہش نے کس طرح کھلونا بنایا ہے کہ وہ قبر والوں اور ان کے پرستاروں کی تائید و نصرت میں ائمہ اسلام اور دین کے علمبرداروں کی کس طرح تنقیص و توہین یا عیب جوئی اور تنقید کرتا ہے توحید کے داعی اور شرک کا رد کرنے والے نیز مزارات و مقامات کی تعظیم ترک کرنے کی دعوت دینے والے کے بارے میں کہتا ہے کہ:

"سرزمین اسلام میں سب سے پہلے اس عقیدہ و نظریہ کی زہر آلود تخم ریزی کرنے والے اور یہ تباہ کن جراثیم پھیلانے والے ابنِ تیمیہ ہیں جو ساتویں صدی ہجری میں ظاہر ہوئے ہیں لیکن اس وقت کے لوگوں نے اپنے دفاعی اتحاد کی برکت سے محسوس کیا کہ اس کی تعلیمات اور اصول اسلام کے لئے بہت بڑا فتنہ اور مصیبت ہیں تو انہوں نے اس کو فوراً جیل میں ڈال دیا اور پھر وہ قتل کر دیئے گئے۔"(3)

دیکھئے اس کی خواہش نے اسے کس طرح کھلونا بنایا ہے؟ کہ وہ توحید کو جرثومہ سے تعبیر کرتا ہے اور اپنے زعم میں کس دلیری سے جھوٹ بولا ہے کہ شیخ الاسلام قتل کر دیئے گئے سبحان اللہ یہ بہت بڑا بہتان ہے اور اللہ کی قسم وہ قتل کئے گئے ہوتے تو ان کے لئے شہادت ہوتی جس کا اجر وہ اللہ تعالیٰ سے پانے کی امید رکھتے۔

(1) سورۃ الجاثیہ، آیت نمبر 23۔ (2) البدع الحولیۃ 46-47۔

(3) نقض نواقض وہابیہ 29۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر یہی بہتان طراز اور الزام تراش کہتا ہے: "مگر یہ تخم اور بیج مٹی میں دبے باقی رہے اور آزمائش وعذاب میں چھپے رہے یہاں تک کہ تین صدیاں گذر گئیں پھر محمد بن عبدالوہاب نے کھود کر ان مدفون اور پوشیدہ چیزوں کو نکالا اور ان مردہ جراثیم کو آب حیات پلایا بلکہ ان موت آور اور ہلاکت خیز بیج کی اپنی چرب زبانی، سحر بیانی سے آبیاری کی تو وہ پھل دار ہو گئے لیکن بہت سی جانوں کو تلف کر کے اور سراڑا کر اور اسلام ومسلمانوں کو ہلاک کر کے یہ پودا پھلا پھولا اور یہ خسارے کا مال، غلط وخراب عقائد وخیالات نجد کے امراء اور حکمرانوں میں رائج ہو گئے جن کو انہوں نے اپنی روائتی غارتگری اور مسلسل جنگ جوئی کے لئے مددگار بنالیا" .... "محمد بن عبدالوہاب (رحمہ اللہ) اور ان کے پیروکاروں کی جماعت کے اس (نظریہ ودعویٰ) پر کوئی علمی دلیل نہیں کہ مسلمان، قبروں کی زیارت ان کے گرد طواف ان سے مدد طلب کرنے اور صاحب قبر کا وسیلہ پکڑنے میں ان مشرکوں کی طرح ہیں جو بتوں کی پوجا کرتے تھے اور یہ غیر اللہ کی پوجا کرتے ہیں کہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد میں ان کے متعلق بتایا ہے:

"مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى" (1)(2)

ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ بزرگ اللہ کی نزدیکی تک ہماری رسائی کر دیں۔

اس کے بعد اس نے بڑے شیطانی تفاخر اور فریب کے لبادہ میں مزید گفتگو بھی کی ہے جس میں اس نے آیات کا مذاق اڑایا ہے اور عبارتوں کو کھلونا بنایا ہے جس سے اس بات کی تائید ہو جاتی ہے کہ خواہشات نے خود اسے مذاق سمجھ کر کھلونا بنایا ہے مگر اس کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔

وہ آدمی بھی خواہش پرستی میں مبتلا ہے جو کسی شخصی مصلحت کا شکار ہو کر نصوص شریعت میں تحریف و تبدیلی کرے جیسا کہ سلسلہ ہائے تصوف کے مشائخ یا قبروں کے گدی نشین اور قبروں کے مجاور یا خدمت گذار کرتے ہیں لوگوں میں اپنی مقبولیت بڑھانے اور تعظیم کروانے بلکہ قبر والے کے لئے جو مال پیش کیا

---

(1) سورۃ الزمر، آیت نمبر 3۔

(2) مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو نقض الوھابیہ، ص 39-46 وغیرہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے اس کو بٹورنے کے لئے مختلف کرامات کا چرچا کرتے ہیں۔ کیونکہ انسانی نفس تو مال اور دنیاوی دولت کی خواہش رکھتا ہے اور کمزور عقیدہ لوگوں کے پاس ہمت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو کم قیمت پر خریدیں۔ ـ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور بسا اوقات حیلہ باز گروہ قبر پر کھڑے ہوکر صاحب قبر سے متعلق جھوٹی حکایات کے ذریعہ لوگوں کو متوجہ کرلیتے ہیں تاکہ ان سے نذر و نیاز وصول کرلیں اور رزق وصول کرلیں اور کبھی زیارت کرنے والوں کو میت سے مختلف انداز میں خوف زدہ بھی کرتے ہیں اور قبر کو ایسا باور کراتے ہیں کہ آنے والوں کی نظر میں اس کی تعظیم ہو اور مزار پر شمع روشن کرتے ہیں اور خوشبو جلاتے ہیں''۔ (1)

میں ایک مرتبہ سلسلہ ہائے تصوف وسلوک کے ایک شیخ سے ملا تو میں نے اس سے کہا: تم ان قبروں کی زیارت پر لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہو تاکہ مال حاصل کرسکو۔ پھر میں نے قبر کے سامنے رکھے ہوئے چند صندوقوں کی طرف اشارہ کیا کہ ان میں لوگ اس امید سے مال ڈال رہے ہیں کہ صاحب قبر ان کے گناہ معاف کردے۔ اور اپنے خیال میں وہ اس کو وسیلہ بنا رہے ہیں اس نے مجھے جواب دیا ''یہ بڑا منظم سلسلہ ہے کہ یہاں جمع ہونے والا مال حکومت کے پاس جاتا ہے اور کچھ حصہ اس سلسلہ تصوف کے مشائخ (مزارات کے متولی) لے جاتے ہیں ہمیں تو بہت تھوڑا حصہ ملتا ہے اور یہ تھوڑا بھی کئی ملین ہوتا ہے نامعلوم ان کو یہ مال کس استحقاق کی بنا پر جاتا ہے؟ کیا اس لئے کہ وہ فقیر ہیں؟ ایسا ہے تو ضرورت کے مطابق انہیں اتنا لینا چاہئے جو ان کو کافی ہو مگر حقیقت یہ کہتی ہے کہ وہ یہ مال لیتے ہیں تو اس وجہ سے کہ انہوں نے ان قبروں کو عظمت دی ہی اس لئے ہے کہ وہ یہ مال و دولت اکٹھا کریں اور اپنی خواہشات کی تکمیل کریں۔

سلسلہ ہائے تصوف کے مشائخ میں سے شیخ حسن الشناوی نے اعتراف کیا ہے کہ جمہوریہ مصر کی سطح پر حکومت کی طرف سے جو تعاون ملتا ہے وہ مساجد میں رکھے گئے صندوقوں (گلّوں) سے حاصل شدہ مال کا دس فیصد ہوتا ہے تو آپ خود حساب لگالیں کہ مصر میں ایسے مزارات کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے مگر آپ کا یہ

(1) الدر النضید ص93-94۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعجب اس وقت ختم ہو جائے گا جب آپ دیکھیں گے کہ یہ مشائخ ان عرسوں اور محافل میلاد میں شرکت کے لئے لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے ہیں اور ان کو ترغیب دلاتے اور حوصلہ افزائی کرتے ہیں اس نے یہ بھی اعتراف کیا ہے کہ بہت سارے لوگ ان کو وافر مقدار میں ھبہ وہدیہ دیتے ہیں البتہ اس نے ماہانہ وصول کئے جانے والی رقم کا نہیں بتایا شاید کہ وہ اس سے اس تاثر کو پختہ کرنا چاہتا ہے کہ اس کا کوئی مادی مقصد نہیں مجھے معلوم نہیں کہ اس نے اپنے مقصد کو کیوں چھپایا ہے؟ شاید اس خوف سے کہ کہیں وہ بدنام نہ ہو جائے۔ (1)

عراق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مسجد کے دربان حسن الرفیعی نے ایک قبر کے مجاور کا یہ اعتراف بیان کیا ہے کہ: مجاوری اور دربانی کا کام اب میں کرتا ہوں کیونکہ میرے والد بوڑھے اور کمزور ہو گئے ہیں اور وہ اب مجاوری کا بوجھ اٹھانے کے قابل نہیں رہے اور میں حکومت (وزارت اوقاف) سے اس خدمت کے عوض بھاری وظیفہ لیتا ہوں اور ہمارا خاندان 170 سال سے اس وقت کے حکمران کی طرف سے باقاعدہ حکم کے تحت حضرت علی کی مسجد کے دربان اور خدمت گذار کے طور پر چلا آ رہا ہے.........اور زائرین اس قبہ میں جو سونا، چاندی اور دینار وغیرہ رکھ جاتے ہیں وہ کچھ عرصہ قبل تک مسجد کی نگرانی پر مامور دیگر ملازمین کے علی الرغم اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ دربان حکومت سے ماہانہ وظیفہ لیتا ہے پھر بھی صرف دربان ہی کو ملتا تھا، مگر جب حکومت نے اجتماعی و معاشرتی مساوات وعدل کی طرف قدم اٹھایا تو اس نے سوچا کہ ہر ماہ تقریباً پچاس ہزار دینار کا مال صرف فرد واحد کو نہیں ملنا چاہئے تو اس نے مختلف شعبوں اور اداروں میں اسے تقسیم کرنے کا قانون بنا دیا۔ (2)

خواہش پرستی کی یہ بھی ایک صورت ہے کہ خواہش پرست ان مزاروں کو غنیمت سمجھتے ہیں کہ وہاں بے پرواہ اپنی طرف لوگوں کو مائل کرنے یا ان کی طرف مائل ہونے والی عورتوں سے اختلاط ہوتا ہے پس نظر ڈالتا ہے اور اُسے روکنے والے کی مزاحمت کرتا ہے۔

---

(1) مجلّہ "الخمیس" شمارہ نمبر 152 جلد 3 جنوری 2001۔

(2) اللواء الاسلامی ج 22 شمارہ 66، 15 رجب 1403ھ، موافق 28 اپریل 1983ء، یاد رہے اس وقت ایک عراقی دینار 12 ریال سعودی کے برابر تھا۔ گویا چھ لاکھ ریال بنے اس لحاظ سے اس صنم کدہ سے حاصل ہونے والے مال کی قیمت سات ملین ڈالر سعودی ریال ... بنتی ہے ...

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سترھویں بحث

پہلی فصل

ذرائع ابلاغ

بلاشبہ ٹیلی ویژن، ریڈیو، اخبارات، کتب، فلمیں، اور انٹرنیٹ جیسے ذرائع ابلاغ کا جھوٹی حکایات کے پھیلانے اور لوگوں کو میلاد اور عرسوں کی یاددہانی کے ذریعہ قبروں کی تعظیم عام کرنے میں بڑا کردار ہے کیونکہ اس زہر آلودہ فکر وعقیدہ کی اشاعت اور مختلف چینلوں پر اس کی تشہیر قبر پرستی کے پھیلانے اور توحید کے خلاف جنگ کے بنیادی اور اہم عناصر میں سے ہے۔

چنانچہ قبروں کی تعظیم کو جس طرح ذرائع ابلاغ پھیلاتے اور رواج دیتے ہیں اس کی ایک مثال یہ ہے کہ نومبر 1985ء مصری ٹیلیویژن نے دسوقی کی کرامات پر مبنی اس کی محفل میلاد کے موقع پر جو پروگرام نشر کیا جب کسی سننے والے نے سخت تنقید کرتے ہوئے تحریری توجہ دلائی اور کہا: اس حکایت سے تو معلوم ہوا کہ دسوقی شعبان کے آخری ایام میں پیدا ہوئے وہ رات کو فجر تک دودھ پیتے اور سارا دن روزہ رکھتے گویا انہوں نے دودھ کی عمر میں ہی روزے رکھے، کیا ٹیلویژن پر یہ جھوٹ نشر کیا جاتا ہے؟" (۱)

ایسی مثالوں میں سے "الورثۃ" نامی فلم بھی ہے جس کی لغوسٹوری حسین فہمی اور عزت العلایلی نے ترتیب دی ہے اور اس میں ایک ایسے نیک آدمی کا کردار پیش کیا گیا ہے جس کی پاکدامنی اور پرہیز گاری اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب وہ کثرت سے طنطا میں شیخ بدوی کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور اس طرح کا واقعہ ایک تاجر کی نسبت سے ہے جو ہر سودے اور تجارت کا ارادہ کرتا تو اپنے ایک نیک ملازم کو شیخ بدوی کے پاس بھیجتا ہے کہ اس سے مدد حاصل کرے اور ہمیں اس کی توفیق مل جائے۔

ایسی جھوٹی حکایات سے وہ قبر کی زیارت کرنے والوں کے دل ودماغ میں ان قبروں کی فضیلت وعظمت بٹھانا چاہتے ہیں اور یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ ایسے معاملات میں قبروں کا بڑا کردار ہے کہ ان قبروں کے ذریعہ

(۱) اخبار "الاہرام" 28 صفر 1406ھ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی خیر و برکت ملتی ہے اور یہ عبادت کے مقامات ہیں -لا حول ولا قوۃ الا باللہ-

اخبار ''الاہرام'' نے ذکر کیا ہے کہ: شیخ دسوقی ایک جگہ بیٹھا کرتے تھے جب دریا میں سیلاب کا پانی اس جگہ پر پہنچنے لگا تو دسوقی نے دریائے نیل سے کہا تو یہاں سے کہیں چلا جا یا پھر میں چلا جاتا ہوں تو دریائے نیل کا پانی پسپا ہو کر واپس سمٹ گیا۔ یہ اخبار مزید لکھتا ہے: الجیزہ شہر کی ایک عورت اس شیخ بدوی کے پاس گئی کہ اسے بتائے میرا بیٹا اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریائے نیل میں نہا رہا تھا کہ اسے مگرمچھ نے نگل لیا، بدوی نے یہ بات سن کر مگرمچھ کو حکم دیا کہ اس نے جو لڑکا نگلا ہے اسے واپس کر دے تو اس نے فوراً اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے منہ سے لڑکے کو باہر پھینک دیا۔ (۱)

چنانچہ جب اخبارات اور ٹیلیویژن اس قسم کی خرافات اور جھوٹی روایات کو نشر کرتے ہیں تو اس وقت کوئی شک نہیں رہتا کہ بہت سے امیر لوگ دھوکہ میں آ جاتے ہیں اور پھر ان کے ساتھ لوگ انفرادی یا اجتماعی طور پر ان مزارات کی طرف ننگے پاؤں یا سوار ہو کر جاتے ہیں تاکہ قبر والوں کے پاس اپنی ضرورتیں اور حاجات پیش کریں۔ اسی طرح ٹیلیویژن جب کوئی فلم نشر کرتا ہے اور اس میں کوئی ایسا واقعہ یا بیہودہ حکایت بیان ہو تو پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اس سے متاثر ہو کر ایک والدہ اپنے ننھے بچوں سمیت بدوی یا حسین وغیرہم کے پاس جا کر اپنے رنج و غم کا شکوہ سناتی ہے اور پھر یوں یہ نسل بھی یہی تربیت پاتی ہے بلکہ ان فلموں میں ایسا بھی ملتا ہے کہ ایک پابند شریعت نوجوان جب کسی ولی کی قبر پر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو کھول دیتے ہیں اور پھر وہ اس کی زیارت کو اپنا معمول بنا لیتا ہے۔ جیسے کوئی (نیکی) استقامت کا مظاہرہ ہو۔ بسا اوقات پروگرام کا نگران بڑے احسان سے شریعت اور اخلاق کے منافی تصویروں کو ان فلموں اور ڈراموں سے حذف کر دیتا ہے لیکن اس کے بعد بڑی فراخی اور سادگی سے قبروں کی تعظیم کی دعوت والی اور عادل امام کی ''المولد'' نامی فلم جیسی میلاد سے متعلقہ فلمیں جو ان تصاویر سے بھی زیادہ نقصان دہ اور شر انگیز ہوتی ہیں ان کو نشر کرتا ہے۔

ہمارے آج کے اس دور میں قبر پرستوں کا کردار بہت خطرناک ہو چکا ہے اور انہوں نے جس طرح

(۱) اخبار ''الاہرام'' 28 صفر 1406ھ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذرائع ابلاغ کو استعمال میں لا رکھا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں بلکہ اخبار "الخمیس" نے سلسلہ ہائے تصوف کے ایک شیخ کا انٹرویو کیا جس میں اس شیخ کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے یہ اعتراف اگلوایا ہے کہ سلسلہ ہائے تصوف کے اصول چوتھی صدی ہجری میں وضع ہوئے تا کہ لوگوں کو سرعام معلوم ہو جائے کہ یہ دین میں نیا فرقہ ہے۔جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی دلیل نہیں چنانچہ اس کا کہنا "یہ فرقہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے چار سو سال بعد پیدا ہوا" اس بات کا اقرار ہے کہ یہ خیر القرون کے بعد کی پیداوار ہے۔اور آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان سے بری ہیں اور یہ نظریہ وعقیدہ کوئی خیر و بھلائی ہوتا تو ان سے پہلے بھی پایا جاتا۔

بہر حال اس موقعہ پر ہمیں جو ضروری بات کہنا ہے وہ یہ ہے کہ اس اخبار نے بدعات کی حوصلہ افزائی کے لئے لوگوں کو دعوت دی ہے بلکہ جب یہ سوال ہوا کہ: عورتوں کو بھی ان محافل میلاد میں جانا چاہیئے؟ تو وہ لکھتا ہے کہ: محافل میلاد اجتماعیت کا مظاہرہ اور ایک دینی تفریح ہے گویا جو آدمی ساحل پر پکنک منانے نہیں جا سکتا یہ محافل میلاد اس لئے اس تفریح کا بدل ہیں۔ بلکہ وہاں دوسرے بھائیوں سے تعارف اور باہمی تجارت کا موقعہ بھی ملتا ہے دوسرے معنی میں یہ گویا تھوڑے اختلاف کے ساتھ چھوٹا حج ہے کیونکہ حج تو صاحب استطاعت پر فرض ہے لیکن میلاد فرض تو نہیں البتہ دینی تفریح ہے اور وہاں تو عورتوں کو اپنے خاوندوں یا محرموں کے ساتھ جانا ہوتا ہے اور سال بھر گھریلو کام کاج کی مشقت سے نکل کر تفریح نفس کا موقعہ ہوتا ہے۔اس موقعہ پر یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ ہر صوفی عامل ضرور ہوتا ہے۔

اس شیخ سے جب یہ سوال ہوا کہ مریدوں کا اپنے شیخ کے ہاتھ کو بوسہ دینا کیسا ہے؟ تو اس نے یہ جواب دیا: مردوں کی طرف سے اپنے شیخ کے ہاتھ کا بوسہ دینا تبرک کے لئے ہوتا ہے یا اس لئے کہ عالم اور شیخ کے علم پر وہ عمل کرتا ہے (یعنی رشتہ تلمذ کی بنا پر ایسا کرتا ہے) تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اللہ کے علاوہ کسی شخص کے پاؤں کو چومنا یا کسی کو سجدہ کرنا خواہ کوئی بھی ہو، حرام ہے۔البتہ عورتوں کا اپنے شیخ کے ہاتھ کو چومنا، میں اس کا قائل نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی میں کبھی کسی عورت سے مصافحہ نہیں کیا حتی کہ آپ ﷺ نے بیعت عقبہ اولیٰ اور بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر جو انصاری خواتین سے بیعت لی اس کا طریقہ یہی تھا کہ آپ ﷺ پانی والے برتن میں ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف ہاتھ رکھتے اور دوسری طرف انصاری خواتین ہاتھ رکھتیں اور آپ ﷺ معروف عہد بیعت کی تلقین فرماتے۔

اور جب اس سے قبروں پر تعمیر شدہ مساجد میں نماز پر بعض لوگوں کے اعتراض سے متعلق سوال کیا گیا۔ تو اس کا جواب تھا کہ: مسجد نبوی علیٰ صاحبہ الصلاۃ والسلام میں آنحضرت ﷺ کی قبر بھی ہے اور ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبریں بھی ہیں اگر قبروں والی مساجد میں نماز باطل ہوتی تو کوئی بھی مسجد نبوی میں نماز نہ پڑھتا اور جس حدیث کا یہ اعتراض کرنے والے سہارا لیتے ہیں وہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

"لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ" (1)

اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں پر مساجد بنالیں۔

یہاں یہ ضروری ہے کہ ہم لعنت کرنے کا سبب واضح کریں چنانچہ وہ قبروں پر یا ان کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے تھے ہم مسلمان نماز میں قبلہ کی طرف رخ کرتے ہیں اور نماز کی نیت اللہ تعالیٰ کے لئے کرتے ہیں اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں:

"إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى" (2)(3)

بے شک اعمال کی قبولیت کا مدار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔

ان قبر پرستوں کے ایک اور شیخ نے ایک دوسرے اخبار "اللواء الاسلامی" میں حیلہ سے لوگوں کو گمراہ کرنے اور اس معاملہ میں دھوکہ دینے کیلئے اپنے رشوت کے انٹرویو میں جو کچھ کہا اس کے اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

"اس سے پوچھا گیا ہمارے دور میں شریعت وحقیقت یعنی شریعت وتصوف میں یہ واضح فرق کب شروع ہوا؟ تو اس نے جواب دیا کہ: یہ مشکل یہاں سے شروع ہوئی کہ بعض (جن کی روحانیت جیسی چاہیے تھی ویسی مضبوط نہ تھی) نے تصوف کو شک کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا: کہ صوفیاء جن سے بھی احوال و کرامات کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ کچھ عجیب بات ہے، دوسرا یہ کہ لوگ تصوف کی حقیقت سے ناواقف وجاہل

(1) بخاری، کتاب بدء الوحی، حدیث نمبر 1۔ مسلم، کتاب الامارۃ، باب قولہ ﷺ انما الاعمال بالنیات، حدیث نمبر 1907۔

(2) تخریج آگے آرہی ہے۔ (3) اخبار "الخمیس المصریۃ" جلد 3 شمارہ 152، 5 جنوری 2001ء۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور یہ جہالت اکثر لوگوں میں پھیلی ہوئی ہے اور لوگ جس چیز کا علم نہ ہو اس کے دشمن ہوتے ہیں جبکہ تصوف کے بڑے بڑے ائمہ شریعت میں بھی امام تھے۔

اسی طرح جب اس سے پوچھا گیا کہ صوفیوں کی اصطلاح میں ولایت کا کیا مفہوم ہے اور ولی کا کیا معنی ہے تو اس نے یوں جواب دیا: ولی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طاعات کے ذریعہ اس کا دوست ہو پس جب تم اللہ تعالیٰ کے ولی بن جاؤ گے تو اللہ بھی تمہارا دوست بن جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَوْلِيَآءُ هُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ إِلَى الظُّلُمَاتِ". (1)

ایمان لانے والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے اور کافروں کے اولیاء شیاطین ہیں وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں: اسی طرح ارشاد ہے:

"أَلَا إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ. الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ. لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ"(2)

یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوتے ہیں وہ، وہ ہیں جو ایمان لائے اور (برائیوں سے) پرہیز رکھتے ہیں ان کے لئے دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے اللہ تعالیٰ کی باتوں میں کچھ فرق نہیں ہوا کرتا یہ بڑی کامیابی ہے۔

یہ آیت بتاتی ہے کہ ولائت کے دو رکن ہیں ایمان اور تقویٰ۔ البتہ اولیاء کی کرامات حق ہیں کیونکہ ان کا ذکر قرآن کریم میں ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا" (3)

جب زکریا علیہ السلام حضرت مریم پر محراب میں داخل ہوئے تو ان کے پاس رزق پایا۔

حالانکہ حضرت مریم علیہا السلام پیغمبر نہ تھیں (اس پر) یہ (شیخ) صوفیاء کے طریقہ میں رقص اور وجد کے

(1) سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 257۔ (2) سورۃ یونس، آیت نمبر 62-64۔

(3) سورۃ آل عمران، آیت نمبر 37

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ نئے انداز ذکر کو معمولی ثابت کرتے ہوئے کہتا ہے یہ تو محض ایک نفلی قسم کا معاملہ ہے ورنہ ذکر کا بیان تو قرآن پاک میں بھی کئی جگہ ہوا ہے۔

اور ذکر کرنے کا متعین شرعی طریقہ یہ ہے کہ لوگ پاک جگہ پر باوضو بیٹھیں اور اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کو بار بار پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے ہو کر وجد کے ساتھ تھوڑا سا جھومتے ہوئے کریں ایسے رقص کے ساتھ نہیں جو ہم دیکھتے ہیں کیونکہ یہ رقص باطل ہے اور شریعت میں اس کی کوئی حیثیت نہیں لہذا جب اس طرح مجلس ذکر ہوگی تو اللہ کے ہاں مقبول ہوگی۔ البتہ حاضرین کے سامنے تصوف کے نکات اور باتیں بھی کرنی چاہئیں۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی عظمت کے احساس کی پریکٹس ہے۔ (1)

ہم قبروں کے مجاوروں اور درباریوں کو پاتے ہیں کہ وہ میڈیا سے بہت فائدہ اٹھاتے ہیں اور ان مریدوں کے لئے (التصوف الاسلامی) جیسے رسائل و جرائد اور اخبارات جاری کرتے ہیں جن میں وہ اپنے پروگراموں کا اعلان کرتے ہیں اور لوگوں کو میلاد یاد دلاتے ہیں اور انہیں قبروں کی زیارت کی ترغیب دیتے ہیں اور اس رسالہ کے تمام شماروں میں یہ چیز دیکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ اس کے ایک شمارہ سے چند اقتباسات ہم نقل کرتے ہیں۔

ایک جگہ پر لکھا ہے: بدوی کی محفل میلاد پر تین ملین آدمی جمع ہوتے ہیں۔

شیخ حسن الشناوی نے اس شمارہ میں بدوی کے تذکرہ میں اس کی بعض کرامات بلکہ بیشمار خرافات لکھی ہیں۔ جن سے مقصد صرف یہ ہے کہ لوگوں کا تعلق اس بت سے جوڑ دیا جائے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس کو پکاریں۔ اس نے اپنے مضمون میں ان کرامات کے ضمن میں لکھا ہے کہ ابن دقیق العید (2) نے جب بدوی کی سیرت کا تذکرہ سنا تو اس کی ولایت دیکھنے اور اس کا امتحان لینے کی غرض سے ایک آدمی وہاں بھیجا۔ جب وہ بدوی کے پاس جا پہنچا تو بدوی نے اس امتحان کے لئے آنے والے کو کہا: اپنے شیخ کے پاس واپس جا کر اسے کہو فلاں حجرہ میں موجود قرآن پاک کا نسخہ دیکھو اس میں تمہیں دو غلطیاں ملیں گی ایک سورۃ یاسین میں اور دوسری سورۃ

---

(1) اخبار "اللواء الاسلامی" انٹرویو شیخ ابو الوفا التفتازانی جلد 13 شمارہ 628۔ 22 شعبان 1414ھ موافق 3 فروری 1994ء

(2) امام ابو الفتح محمد بن علی المعروف ابن دقیق العید بہت بڑے فقیہ اور قاضی تھے آپ کی مشہور کتاب شرح العمدۃ ہے۔ آپ 625ھ میں پیدا ہوئے اور 702 میں فوت ہوئے، شذرات الذہب ص 13-11 ج 8۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرحمٰن میں۔ تو اسے صحیح کر لینا اس نے واپس آ کر جب اپنے استاذ ابن دقیق کو بتایا تو انہوں نے بدوی کی نشاندہی کے مطابق دونوں غلطیاں پائیں۔ پھر کہا ہے کہ اس کے بعد ابنِ دقیق بدوی کے مریدوں میں شامل ہو گئے۔

اب ہمیں معلوم نہیں کہ یہ قصہ کہاں سے لایا ہے؟ جن کتابوں میں ابن دقیق العید ترجمہ وتذکرہ ہے ان میں تو اس قسم کا کوئی چھوٹا موٹا واقعہ بھی نہیں ملتا۔

پھر اسی شمارہ میں سلسلہ ہائے تصوف کے ایک شیخ فرماتے ہیں: سید احمد بدوی کے میلاد کی اہمیت دو شقوں میں پوشیدہ ہے۔

پہلی شق:- اقتصادی ہے یعنی سال بھر میں یہ موقعہ بڑی اقتصادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے کیونکہ تین ملین آدمی خرید وفروخت کرتے ہیں ہوٹلوں میں چہل پہل ہوتی ہے ٹرانسپورٹ رواں دواں رہتی ہے اور ہزار ہا گھروں کے دروازے ان کی میلاد کی نسبت کھول دیئے جاتے ہیں۔

دوسری شق:- سلسلہ ہائے تصوف کے مابین تعلقات اور باہمی رشتہ کی تجدید ہے۔ (1)

یہ سب باتیں، عبادات اور آہ وزاریاں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کیے جانے والے اس بت کے سامنے کرتے ہیں۔ —واللہ المستعان علی ماتصفون—

بہر حال فتنہ قبور میں مبتلا ہونے یا اس فتنہ کے پھیلنے کے یہ چند ایک اسباب ہیں۔ اگرچہ اور بھی بعض اسباب ہیں مگر وہ بھی تقریباً ان ہی اسباب کے ذیل میں آتے ہیں اس لئے ہم نے ان کو نظر انداز کر دیا ہے۔

---

(1) مجلۃ التصوف الاسلامی، ش:8، ج:22، ص:42، 45، شعبان 1420ھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل

قبر کی خارجی کیفیت سے متعلق بدعات کا بیان

پہلی بحث

قبر کی تعریف اور اس کی شرعی کیفیت

پہلا مقصد:۔قبر کی تعریف:

قبر زمین میں اس گڑھے کو کہتے ہیں جس میں میت کو چھپایا جاتا ہے، اور قبر ایک صحیح اصل ہے جو دلالت کرتا ہے کسی چیز کے عیب اور پستی پر(1)، اور یہ انسان کے دفن ہونے کی جگہ ہے اس کی جمع ''قبور'' ہے جبکہ اس کی جگہ (قبرستان) کو ''مَقْبَرَۃٌ'' کہتے ہیں(2)۔امام فراء(3) نے کہا ہے۔قبر۔یعنی اس کے لئے قبر بنائی جس میں اسے عزت افزائی کے لئے چھپایا گیا۔ایسا نہیں کہ اسے زمین پر چھوڑ دیا کہ اسے پرندے کھاتے رہیں(4)۔

سنتِ مطہرہ میں بھی قبر کا لفظ استعمال ہوا ہے جیسے فرمانِ پیغمبر ﷺ ہے:

''اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ'' (5)

اے میرے اللہ بے شک میں عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

احادیث میں لاتعداد مرتبہ لفظ قبر استعمال ہوا ہے۔جن میں سے بعض کا ذکر اس کتاب میں بھی آیا ہے۔

اشعار میں بھی قبر کا ذکر ملتا ہے۔مثلاً:

أزوروأعتادالقبور،ولاأری سوی رمس أعجازعلیه رکود

لکل اناس مقبربفنائهم فهم ینقصون والقبورتزید (6)

(1) مقاییس اللغۃ لابن الفارس، مادہ ''قبر''۔ (2) لسان العرب لابن منظور مادہ ''قبر''۔

(3) ابوزکریا یحیٰ بن زیاد الکوفی الفراء 144ھ میں پیدا ہوئے اور حج کے راستہ میں 207ھ کو فوت ہوئے۔سیر أعلام النبلاء، ص118 ج10۔

(4) تفسیر الطبری، ص190 ج19۔(5) بخاری، کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر، حدیث نمبر 1311۔

(6) یہ عبداللہ بن ثعلبہ حنفی کے اشعار ہیں۔لسان مادہ ''قبر'' جیسا کہ صحاح میں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں قبروں کی حسب معمول زیارت کرتا ہوں مگر مجھے وہاں چھپے ہوئے جوانوں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا جن پر ٹھہرتا ہوں، سب لوگوں کی قبر تو ان کے صحن میں ہے وہ کم ہوتے جارہے اور قبریں بڑھ رہی ہیں۔

اعشیٰ کہتا ہے(1):

لو أسندت ميتا الى نحرها عاش ولم ينقل الى قابر (2)

اگر میں میت کو اس کے سینے سے لگا دوں تو وہ ہمیشہ زندہ رہے اور کبھی قبر میں اسے منتقل نہ کیا جائے۔

قبر کے عربی لغت میں بہت سے معانی ہیں ان میں مشہور یہی معروف قبر (گڑھا) ہے(3)۔ایک معنی "رمس" بھی ہے(4)۔یعنی وہ قبر جو سطح زمین سے بلند نہ ہو اسی طرح ایک معنیٰ "جدث" بھی ہے(5)۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ" (6)

یہ جھکی آنکھوں والے قبروں سے اس طرح نکل کھڑے ہوں گے کہ گویا وہ پھیلا ہوا ٹڈی دل ہے۔

بہر حال لغت عرب میں قبر کے اور بھی معانی ہیں جنہیں ہم نے خوف طوالت سے نہیں لکھا۔

---

(1) ابوبصیر میمون بن قیس بہت بڑے جاہلی شاعر تھے نابینا تھے زمانہ اسلام پایا مگر آپ ﷺ سے ملاقات نہ کر سکا۔ الشعر والشعراء، ص 257 ج 1۔ خزانۃ الادب، ص: 175 ج 1۔

(2) دیوان الاعشیٰ ص 93۔ (3) کتاب السلام باب القبر والدفن فی المخصص لابی الحسین ابن سیدہ۔

(4) ایضاً۔ ومقاییس اللغۃ (رمس) (5) القاموس مادہ "جدث"۔

(6) سورۃ القمر آیت نمبر 7

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری بحث

قبر کی شرعی کیفیت

قبر کی شرعی کیفیت پر گفتگو کرنے سے پہلے بطور تمہید یہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دفن کرنے کی حکمت کیا ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے شریعت میں کوئی حکم بھی بلا حکمت نہیں رکھا اس لئے کہ وہ فضول اور بے فائدہ کام کرنے سے پاک ہے۔ چنانچہ دفن کرنے کی حکمت بڑی واضح ہے جو کسی تکلف، تشدد اور دشواری کے بغیر ہی سمجھی جا سکتی ہے شرعی دلائل کی روشنی میں درج ذیل واضح حکمتیں سامنے آتی ہیں:

۱:- **میت کا پردہ:** ارشاد ربانی ہے:

"فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ" (1)

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کوے کو بھیجا جو زمین کھود رہا تھا تا کہ اسے دکھائے کہ وہ کس طرح اپنے بھائی کی نعش کو چھپا دے۔

"سَوْءَة" سے مراد شرمگاہ ہے یا میت کا جسم۔ کیونکہ (انسان) جب میت کو اس حالت میں دیکھتا ہے تو برا محسوس کرتا ہے او خوف زدہ ہوتا ہے۔(2)

۲:- **تکریم اور احترام میت:** کیونکہ میت کو دفن کئے بغیر اسی طرح چھوڑنے سے اس کی حرمت پامال ہوتی ہے اور ایسا کرنا اس کے ساتھ برے سلوک سے مترادف ہے۔

۳:- **زندوں کو تکلیف سے بچانا:** اگر میت کو دفن کئے بغیر اسی طرح چھوڑ دیا جائے تو اس کے جثہ سے بدبو اور تعفن پیدا ہو جاتا ہے جس کی بدبو سے لوگ تکلیف محسوس کرتے ہیں۔(3)

بناء بریں علماء کا اجماع ہے کہ مسلمان وفات شدگان کو دفن کرنا واجب ہے، ابن المنذر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

---

(1) سورۃ المائدۃ، آیت نمبر 31۔

(2) احکام القرآن لابن العربی، ص:589 ج2، تفسیر المنار، ص:346 ج6، محاسن التاویل للقاسمی، ص:162 ج6۔

(3) المجموع، ص:181 ج5، المحلی، ص:117 ج5، شرح منتہی الارادات، ص:348 ج1

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جن علماء سے ہم نے سیکھا ہے کسی کا اس میں اختلاف نہیں کہ میت کو دفن کرنا واجب ہے اور لوگوں پر ضروری ہے اور قطعاً کوئی گنجائش نہیں کہ حالات سازگار اور امکان ہوتے ہوئے بھی وہ دفن نہ کریں اور اگر یہ کام کوئی ایک آدمی بھی انجام دیدے تو باقی مسلمانوں سے یہ وجوب ختم ہوجائے گا'' (1)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''احکام میت میں کئی مسائل ہیں جن میں ایک میت کو دفن کرنا بالاجماع فرض کفایہ ہے اور یہ واضح ہے کہ فرض کفایہ کی جب ادائیگی نہ ہو تو کوئی اور نہیں بلکہ تمام وہ لوگ گناہ گار ہوتے ہیں جو اس فرض کے ذمہ دار تھے'' (2)

اس سلسلہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے آنحضرت ﷺ کا یہ حکم ثابت ہے کہ

'' اِذْهَبُوْا فَادْفِنُوْا صَاحِبَكُمْ '' (3)

جاؤ اور اپنے ساتھی کو دفن کرو۔

اس ضمن میں اور بہت سی احادیث ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے میت کو دفن کرنے کا شریعت میں حکم دیا ہے اور بہت سی امتیں اس حکم میں گمراہ رہیں مگر مسلمانوں کا یہ شعار ہے چنانچہ مصر کے فراعنہ اپنے مردوں کے مسئلہ میں پریشان ہوئے۔ تو انہوں نے مجبوراً حنوط لگانا شروع کیا اسی طرح مشرقی جزیرہ میں بہت سی سابقہ قومیں اپنے مردوں کو پکی ہوئی مٹی میں رکھتی تھیں اور بعض اپنے مردوں کو اکڑوں بٹھادیتے پاؤں کے نیچے دونوں ہاتھ باندھ دیتے اور پھر انہیں قبروں کی طرز پر بنائے گئے کمروں میں بٹھادیتے اور بعض لوگ تابوت استعمال کرتے جبکہ بعض گمراہ قبیلے اپنے مردوں کو جلادیتے ہیں حتیٰ کہ امریکہ کی بعض ریاستوں میں مردوں کے جثہ جلانے کے لئے مخصوص بھٹیاں بنی ہوئی ہیں۔

---

(1) الاوسط فی السنن والاجماع والاختلاف ص 450 ج 5۔ لابن المنذر محمد بن ابراہیم بن المنذر جو 242ھ میں پیدا ہوئے۔ حدیث وفقہ میں کمال حاصل کیا اور مجتہد مطلق کے درجہ پر فائز ہوئے بہت سی کتابوں کے مصنف تھے دس سے زائد جلدوں میں تفسیر لکھی 318ھ میں فوت ہوئے۔ (سیر أعلام النبلاء، ص 490 ج 14) ابن خلکان، ص: 207 ج 4۔

(2) المجموع، ص 282 ج 5۔

(3) مسلم، کتاب [illegible] 2236

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب ''رسالۃ الاحادیث الواردۃ'' کے مؤلف نے ذکر کیا ہے کہ اس نے امریکہ کے بعض شہروں میں یہ بھٹیاں دیکھی ہیں جو تقریباً دو میٹر لمبی اور ایک میٹر چوڑی ہوتی ہیں اور اسی قدر اونچی ہوتی ہیں اور اس کی ایک طرف آٹومیٹک دروازہ ہوتا ہے میت کو اس میں رکھنے کے بعد دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور ایک گھنٹہ سے کم وقت تک آگ جلائی جاتی ہے پھر جب وہ ٹھنڈی ہو جاتی ہے تو تین گھنٹے بعد راکھ اور ہڈیوں کو اکٹھا کر کے ایک خاص چکی میں آٹے کی طرح پیس دیا جاتا ہے اور گھڑے جیسے خوبصورت دھات یا پلاسٹک کے برتنوں میں رکھ دیا جاتا ہے پھر جو برتن میت کے ورثاء کو اچھا لگتا ہے وہ اسے پسند کر لیتے ہیں یہ برتن مہر لگا کر سیل کئے ہوتے ہیں جن کا کھولنا ممکن نہیں ہوتا البتہ ایک ڈھکنا ہوتا ہے جو ضرورت کے وقت کھولا جا سکتا ہے۔ میت کے ورثاء یہ برتن لے کر ان کو دفن کر دیتے ہیں یا پھر ان کو گھریلو یادگاری تحائف کے طور پر محفوظ کر لیتے ہیں..........''(1)

لہذا دیگر امتوں اور قوموں سے مختلف اگر اسلام کا دفن کرنے میں ایک اپنا امتیازی طریقہ ہے تو کوئی تعجب انگیز نہیں، البتہ دفن کرنے کا شرعی طریقہ یا قبر کی شرعی کیفیت ہم انشاء اللہ عنقریب آئندہ سطور میں بیان کریں گے۔

پہلا مقصد:۔ قبر کی وسعت اور گہرائی:

قبر کو گہرا اور کشادہ کرنا چاہئے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اِحْفِرُوْا وَاَوْسِعُوْا، وَاجْعَلُوْا الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِي الْقَبْرِ'' (2)

یعنی قبر کو کھودو (گہرا کرو) اور کشادہ کرو اور ایک قبر میں دو یا تین (آدمی) دفن کرو۔

اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ قبر کو انسان کے قد و قامت اور موٹاپے کے مطابق گہرا کیا جائے نیز سر اور پاؤں کی طرف سے کشادہ کیا جائے (3)۔ اس فرمان میں لفظ ''قامۃ وسطۃ'' کا مفہوم

(1) الاحادیث الواردۃ فی القبور، ص 124، 123۔ از صلاح الدین عبد اللطیف العیسیٰ۔

(2) ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب فی تعمیق القبر 3215۔ وصححہ الالبانی فی الارواء، ص 743۔

(3) ابن ابی شیبہ، ص 207 ج 3، ابن المنذر فی الاوسط 545 ج 5۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے کہ کوئی درمیانی قامت کا آدمی قبر میں کھڑا ہو کر اپنے ہاتھ ممکن حد تک سر سے اوپر اٹھائے (1)۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ہمارے فقہاء (شافعیہ) نے "قامۃ وسطۃ" کا اندازہ ساڑھے چار ہاتھ لگایا ہے اور ان دونوں کی پیمائش میں یہی مشہور ہے اور یہی جمہور کا فیصلہ ہے۔ البتہ حنابلہ کے نزدیک یہ ہے کہ گہرائی کی کوئی حد نہیں کیونکہ احادیث میں گہرائی کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی۔ تاہم بعض نے ساڑھے تین ہاتھ، بعض نے آدمی کے نصف قد کے مطابق کہا ہے اور اس حد مقرر کرنے کا سبب دراصل میت کی حفاظت ہے کہ کوئی درندہ وغیرہ نہ کھود سکے اور یہ کہ اس کی بدبو باہر نہ پھیل سکے اسی طرح کوئی کفن چور بھی قبر نہ کھود سکے۔(2)

بہر حال اصل حکمت تو اللہ ہی جانتا ہے لیکن بظاہر کوئی خاص مقدار متعین نہیں کیونکہ مقدار متعین کرنے میں مشقت ہے اور بلا دلیل سینہ زوری بھی۔ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا:

"مجھ تک قبر گہری کرنے سے متعلق کوئی قابلِ اعتماد چیز نہیں پہنچی، البتہ مجھے یہ پسند ہے کہ قبر زیادہ گہری ہو اور اوپر زمین کی طرف زیادہ نہ ہو(3)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو وصیت منقول ہے کہ قبر کو قامت اور موٹاپے جتنا گہرا کیا جائے وہ ضعیف ہے جس سے استدلال کرنا درست نہیں۔ —واللہ اعلم۔

دوسرا مقصد:—سر اور قدموں کی طرف سے قبر کو وسیع کرنا:

قبروں کو میت کے سر اور قدموں کی طرف سے کشادہ کرنا مستحب ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے قبر کھودنے والے سے ارشاد فرمایا تھا:

"أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ، أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ" (4)

---

(1) یہ مفہوم بظاہر متعذر ہے۔ مترجم۔

(2) المجموع، ص 287 ج 5۔ کشاف القناع، ص 605 ج 1۔ الاوسط، ص 454 ج 5۔ اللباب، ص 105 ج 1۔

(3) الاوسط میں اسی طرح ہے، ص 454 ج 5۔

(4) ابوداؤد، کتاب البیوع، باب فی اجتناب الشبہات، حدیث نمبر 3323۔ مسند احمد، ص 408 ج 5۔ نووی نے اسے صحیح کہا ہے۔ المجموع، ص 286 ج 5۔ اسی طرح حافظ ابن حجر نے التلخیص حدیث نمبر 780۔ اور البانی نے سلسلہ صحیحہ میں حدیث نمبر 854۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میت کے قدموں کی طرف سے بھی (قبر) کشادہ کرو اور اس کے سر کی طرف سے بھی کشادہ کرو۔

تیسرا مقصد:-لحد اور شق:

اصطلاحی طور پر لحد یہ ہے کہ سادہ قبر کے اندر ہی قبلہ کی جانب ایسا گڑھا کھودا جائے کہ اس میں میت کو رکھا جاسکے یہ بھی کہا گیا کہ کسی دیوار کو تہہ سے قبلہ کی طرف اس قدر کھودنا کہ اس میں میت کو رکھا اور چھپایا جاسکے۔ (1)

اور شق یہ ہے کہ زمین کو نہر اور کھائی کی طرح سیدھا نیچے کو کھودا جائے۔

علماء کا اس پر اجماع ہے کہ لحد اور شق دونوں ہی میں دفن کرنا جائز ہے امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اگر زمین سخت ہو اور اس کی مٹی نہ گرتی ہو تو لحد افضل ہے ورنہ شق افضل ہے" (2)

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"شق کا معنی ہے کہ قبر کی جگہ کو پھاڑنے کی شکل میں یوں کھودا جائے کہ جس میں میت رکھ کر اوپر سے کسی چیز کے ساتھ ڈھانپ دیا جائے" (3)۔

یہ تو لحد اور شق کا معنی ہے جبکہ ان دونوں کے سنت ہونے پر بہت سی احادیث موجود ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

ا:-حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (4) نے اپنی مرض الموت میں فرمایا:

"اَلْحِدُوْنِیْ لَحْدًا وَانْصِبُوْا عَلَیَّ اللَّبِنَ نَصْبًا کَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ" (5)

مجھے لحد میں دفنانا اور مجھ پر اینٹیں لگا دینا۔ جیسے آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا گیا۔

---

(1) المجموع ص: 287 ج5، المغنی ص: 427 ج3۔ (2) مختصر المجموع شرح المہذب، ص 159 ج5۔

(3) ابو محمد عبداللہ بن احمد ابنِ قدامہ 540ھ کو پیدا ہوئے آپ نے علماء وقت سے علم حاصل کیا پھر اصول دین، اصول فقہ، اور تفسیر وحدیث پر بہت قیمتی تصانیف مرتب کیں جن میں مشہور کتاب المغنی ہے آپ 620ھ میں فوت ہوئے (سیر أعلام النبلاء، ص 165 ج22)

(4) حضرت سعد بن ابی وقاص القرشی رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اللہ کے راستہ میں سب سے پہلا تیر چلانے کی سعادت بھی انہیں حاصل ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو چھ ارکان شوریٰ میں نامزد کیا تھا آپ رضی اللہ عنہ کے بڑے فضائل ہیں آپ نے 55ھ کو مدینہ میں وفات پائی۔ (الاصابہ، ص 32 ج2)

(5) مسلم کتاب الجنائز باب فی اللحد ونصب اللبن علی المیت ح 966

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (1) فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ نے وفات پائی اس وقت مدینہ میں ایک آدمی لحد بناتا تھا دوسرا شق۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ہم اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتے ہوئے دونوں کی طرف پیغام بھیجتے ہیں جو بھی پہلے آ گیا اس کے سپرد کر دیں گے تو انہوں نے دونوں کو کہلا بھیجا تو لحد بنانے والا پہلے آ گیا چنانچہ آنحضرت ﷺ کے لئے لحد بنائی گئی (2)۔ ایک روایت میں ہے کہ مدینہ میں دو آدمی تھے ایک لحد بناتا تھا دوسرا شق۔ (3)

بہر حال لحد، شق سے افضل ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

"اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَیْرِنَا" (4)

لحد ہمارے لئے ہے اور شق ہمارے غیروں کے لئے ہے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ قول منقول ہے:

"اِذَا جَعَلْتُمُوْنِیْ فِی اللَّحْدِ فَاَفْضُوْا بِخَدِیْ اِلَی الْاَرْضِ" (5)

جب تم مجھے لحد میں اتارو تو میرا رخسار زمین کے ساتھ لگا دینا۔

چوتھا مقصد:- اینٹ کا نصب کرنا اور لحد پر لگانا۔

میت کو قبر میں اتار دینے کے بعد اس پر اینٹ، پتھر رکھ دیا جاتا ہے۔ المغنی میں ہے کہ:

"اگر چہ اینٹ کی جگہ پر کانے وغیرہ رکھنا بہتر ہے تاہم ابو عبداللہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کانے کی جگہ اینٹ

---

(1) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ جنہیں خادم رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ سب صحابہؓ سے آخر میں 93ھ کو 103 سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تقریباً 2286 احادیث مروی ہیں۔

(2) ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجآء فی الشق، حدیث نمبر 1557۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

(3) حافظ ابن حجر نے احمد اور ابن ماجہ کے حوالے سے تلخیص میں نقل کرتے ہوئے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔ (تلخیص الحبیر، ص 782)

(4) ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب فی اللحد، حدیث نمبر 3208۔ ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجآء فی استحباب اللحد، حدیث نمبر 1555۔ اسے ابن السکن اور البانی نے صحیح کہا ہے۔

(5) المغنی، میں یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ ص 428 ج 3، لیکن اس کا ماخذ معلوم نہیں ہو سکا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگانے کا رجحان رکھتے تھے پھر اسے چھوڑ دیا اور سرکنڈہ (کانے وغیرہ) لگانے کے استحباب کی طرف مائل ہوگئے البتہ لکڑی کو انہوں نے ہر حال میں ناپسند فرمایا ہے اگرچہ جب کچھ اور نہ ملے تو ضرورت کے وقت اجازت دی ہے اور ان سے اکثر روایات اینٹ کے استحباب اور کانے پر مقدم کرنے کی ہیں کیونکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ: مجھے اینٹیں لگانا جیسے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ کیا گیا تھا (1)۔

حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ (2) کہتے ہیں: میں نے ابوعبداللہ احمد بن حنبل سے کہا: اگر اینٹ نہ ہو؟ تو انہوں نے کہا: پھر اس پر کانے اور گھاس ڈال دی جائے جو بھی ممکن ہو پھر اس پر مٹی ڈال دی جائے۔ (3)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اور سنت یہ ہے کہ اینٹیں لحد کے کھلنے کی جگہ منہ پر رکھ دی جائیں تاکہ سارا در بند ہو جائے اور پھر سوراخ کو اینٹوں کے ٹکرے وغیرہ سے بند کر دیا جائے اور باریک سوراخوں کو گھاس وغیرہ سے بند کیا جائے اور ہمارے فقہاء میں سے ایک گروہ کا قول ہے کہ "مٹی لگادی جائے" -واللہ اعلم- (4)

اور یہ فتویٰ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی سابقہ حدیث اور دیگران احادیث کے پیشِ نظر ہے جن کو ہم خوف طوالت سے ذکر نہیں کر رہے۔

اسی طرح اذخر خاص قسم کی گھاس کے استعمال میں بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے بیان فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرام (حرمت) والا قرار دیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال ہوا۔ اور نہ بعد میں ہوگا میرے لئے بھی دن کا کچھ حصہ حلال کیا گیا، اس کا گھاس نہ کاٹا جائے، درخت نہ کاٹا جائے، شکار نہ

(1) پہلے صفحہ 116 پر گذر چکا ہے۔

(2) امام حنبل بن اسحاق بن حنبل ابوعلی الشیبانی، بہت بڑے محدث تھے آپ امام احمد کے چچازاد بھائی اور شاگرد تھے مگر بعض مسائل میں تفرد کیا ہے آپ 273ھ میں فوت ہوئے۔ (سیر أعلام النبلاء، ص 51 ج 13)

(3) المغنی، ص 429 ج 3۔ بتصرف یسیر۔

(4) المجموع، ص 293 ج 5

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھگایا جائے، گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر جو اس کا اعلان کرے حضرت عباس رضی اللہ عنہ (1) نے فرمایا: مگر اذخر (گھاس) کیونکہ وہ ہمارے رنگ سازوں اور ہماری قبروں میں استعمال ہوتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: مگر اذخر" (2)۔ (یعنی اس گھاس کو حرمت سے مستثنیٰ کر دیا کیونکہ وہ عام ضرورت تھی)

پانچواں مقصد:۔ قبر کی کوہان بنانا یا اسے برابر کرنا اور اس کی مٹی میں اضافہ نہ کرنا:

قبر پر اینٹیں لگانے کے بعد دفن کا مرحلہ آتا ہے تو شرعی ہدایت یہ ہے کہ قبر کی مٹی سے زائد مٹی نہ ڈالی جائے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت

میں آنحضرت ﷺ سے آتا ہے:

"نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَنْ يُّبْنٰى عَلَى الْقَبْرِ اَوْيُزَادُ عَلَيْهِ" (3)

رسول اللہ ﷺ نے قبر پر عمارت بنانے یا (مٹی کا) اضافہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مجھے یہ پسند ہے کہ قبر پر اس کی مٹی کے زیادہ (مٹی) نہ ڈالی جائے کیونکہ اس طرح وہ زیادہ اونچی ہو جاتی ہے۔ (4)

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: قبر پر دوسری مٹی کا اضافہ نہ کیا جائے الّا یہ کہ وہ زمین کے برابر ہو کہ پہچانی نہ جا سکے گویا اس حد تک انہوں نے اجازت دی ہے۔ (5)

البتہ کوہان بنانے یا سطح برابر کرنے میں علماء کا اختلاف ہے کہ کونسی صورت افضل ہے۔

پہلا قول:۔ سطح کا برابر رکھنا افضل ہے:

---

(1) حضرت عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے چچا ہیں جو ہجرت سے پہلے ایمان لا چکے تھے مگر پوشیدہ رہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی زندگی میں آپ کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگی تھی آپ 86 سال کی عمر میں 32ھ کو فوت ہوئے۔ (سیر أعلام النبلاء، ص 87 ج 2) ابن سعد، ص: 5 ج 6۔

(2) البخاری، کتاب جزاء الصید، باب لا ینفر صید الحرم، حدیث نمبر 1833۔ مسلم، کتاب الحج، باب تحریم مکہ، حدیث نمبر 1353۔

(3) نسائی، کتاب الجنائز، باب الزیادۃ علی القبر، حدیث نمبر 2027۔ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔

(4) کتاب الأم، ص 245 ج 1۔ (5) مسائل امام احمدؒ لأبی داؤد، ص 158۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض اہل علم اس طرف گئے ہیں کہ سطح کا زمین برابر رکھنا افضل ہے کیونکہ قاسم بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ (1) کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور درخواست کی کہ مجھے پردہ ہٹا کر آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر دکھائیں تو تینوں قبروں سے پردہ ہٹایا گیا تو وہ نہ اونچی تھیں اور نہ بالکل زمین کے برابر۔ البتہ ان پر عرصہ جگہ کے سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے کنکر پھینکے ہوئے تھے۔ (2)

ایک روایت میں ہے کہ: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ آگے ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر آپ ﷺ کے کندھوں کے برابر ہے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر آپ ﷺ کے قدموں (کے برابر) میں ہے۔ (3)

دوسرا قول: -کوہان بنانا افضل ہے:

حضرت امام مالک، ابوحنیفہ رحمہما اللہ تعالیٰ اسی کے قائل ہیں۔ اور حنابلہ کا بھی یہی مذہب ہے اور وہ سفیان التمار (4) کی روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ:

میں نے آنحضرت ﷺ کی قبر کوہان والی دیکھی ہے۔ (5)

ان اقوال کے سامنے آنے سے واضح ہوتا ہے کہ قبر کو کوہان والی بنانا افضل ہے کیونکہ معلوم ہوتا ہے ان آثار و اقوال میں کوئی تضاد نہیں۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ آثار و اقوال آپس میں متضاد نہیں کیونکہ قبروں کے برابر کرنے کا جو حکم ہے وہ ہے کہ ان کو زمین کے برابر کر دیا جائے اور بہت اوپر کو اٹھی ہوئی نہ ہوں۔ اور یہ اس بات کے منافی نہیں کہ زمین سے اوپر تھوڑی سی کوہان بنالی جائے۔ اور اگر ان میں تعارض تسلیم کر لیا جائے تو پھر سفیان کی حدیث قاسم کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ (6)

---

(1) قاسم بن محمد ابی بکر رضی اللہ عنہم فقہاء سبعہ میں سے مشہور تابعی ہیں، آپؒ خلافت علی رضی اللہ عنہ میں پیدا ہوئے اور 105ھ میں فوت ہوئے۔ (سیر أعلام النبلاء، ص53 ج5۔ طبقات ابن سعد، ص187 ج5)

(2) ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب تسویۃ القبر، حدیث نمبر 3220۔ البانیؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔

(3) المستدرک للحاکم، ص525 ج1۔ وقال صحیح واقرہ الذہبی اور امام نوویؒ نے بھی اسے صحیح کہا ہے المجموع، ص296 ج5۔

(4) سفیان بن دینار ابوسعید الکوفی کو ابنِ معین اور ابوزرعہ نے ثقہ کہا ہے تہذیب الکمال ص215 ج3۔

(5) البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قبر النبی ﷺ وابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما، حدیث نمبر 1389۔ دیگر اقوال المغنی، ص437 ج3۔ المجموع، ص296 ج5 دیکھیں (6) معالم السنن، ص337 ج4

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ معلمی (1) رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"بے شک (قبر کی) شرعی کیفیت تو کوہان بنانا ہے اور ظاہر بھی یہی ہے کہ قبریں اسی طرح بنائی جاتی ہیں اور قبروں کا زمین کے برابر ہونا ثابت نہیں"۔ (2)

چھٹا مقصد:- قبر کو ایک بالشت اونچا کرنا:

قبر کو ایک بالشت تک اونچا کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے لئے لحد تیار کی گئی اور اس پر اینٹیں لگائی گئیں اور تقریباً ایک بالشت آپ کی قبر کو اونچا کیا گیا۔ (3)

ساتواں مقصد:- قبر پر کنکریاں رکھنا:

چھوٹی چھوٹی کنکریاں قبر پر ڈالنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس طرح قبر زیادہ دیرپا ہوتی ہے اور مٹنے سے محفوظ رہ سکتی ہے نیز یہ کہ ہوا کے چلنے سے اس کی مٹی بھی نہیں اڑے گی اور یہ اس بناء پر کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے صاحبزادہ کی قبر پر پانی چھڑکا اور عرصہ نامی جگہ کی کنکریاں اس پر پھینکیں اور ایک بالشت تک قبر کو اونچا بنایا۔ (4)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبر پر چھوٹی چھوٹی کنکریاں رکھنا مستحب ہے۔ (5)

علامہ معلمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: قبر کو تھوڑا سا اونچا کرنا اور اس پر کنکریاں ڈالنا شرعاً جائز ہے۔ (6)

آٹھواں مقصد:- قبر پر پانی چھڑکنا:

میت کو دفن کرنے اور قبر پر کنکریاں ڈالنے کے بعد قبر پر پانی چھڑکنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس طرح

---

(1) عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن علی المعلمی الیمانی رحمہ اللہ 1312ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم ونقاد اور محدث وفقیہ تھے۔ 1386ھ میں فوت ہوئے آپ کی تصانیف میں التنکیل معروف ہے۔ جبکہ کئی مخطوطے مکتبہ الحرم المکی میں ہیں

(2) عمارۃ القبور، ص: 140۔

(3) صحیح ابن حبان، حدیث نمبر 2160 البانیؒ نے اس کا مرسل شاہد بھی بیان کیا ہے۔ (احکام الجنائز، ص 195۔ التلخیص لابن حجر، ص 789)

(4) السنن الکبریٰ للبیہقی، باب لایزاد القبر علی اکثر ترابہ، ص 411 ج 3۔ اس حدیث کی سند میں ابراہیم بن محمد راوی ضعیف ہے۔ اور یہ مرسل روایت ہے جبکہ مرسل کی حجیت میں اختلاف ہے البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے بعض طرق میں سے ایک کو صحیح الاسناد کہا ہے۔ (ارواء الغلیل، ص 754-206)

(5) المجموع، ص 298 ج 5۔ (6) عمارۃ القبور، ص 149۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبر برابر ہو جاتی ہے۔ جس کی دلیل مذکورہ حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے بیٹے کی قبر پر پانی چھڑکا۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبر پر پانی چھڑکنا مستحب ہے تاکہ اس کی مٹی چپک جائے۔ (1)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبر پر پانی چھڑکنا مستحب ہے.......... البتہ اس پر پھولوں کا عرقِ چھڑکنا، اس پر تیل وغیرہ ملنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں مال کا ضیاع ہے (2)۔

علامہ معلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں قبر کو (پانی سے) چھڑکنا شرعاً جائز ہے۔ (3)

قبر پر پانی چھڑکنے پر وہ روایت بھی دلالت کرتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دور اقدس میں قبر پر پانی چھڑکا جاتا تھا چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر پر پانی چھڑکا گیا اور یہ پانی آپ ﷺ کی قبر پر حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ نے چھڑکا تھا"۔ (4)

نواں مقصد:- قبر کو نشان زدہ کرنا کہ پہچانی جا سکے:

اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ قبر پر کوئی علامت رکھ دی جائے جس سے معلوم ہوتا رہے کہ یہ فلاں کی قبر ہے تو اس کی زیارت ہوتی رہے گی اور خود آنحضرت ﷺ نے ایسا کیا ہے کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ (5) فوت ہوئے تو آپ ﷺ نے ان (کی قبر) کے سرہانے پتھر رکھا اور فرمایا: "میں اس (پتھر) کے ذریعہ اپنے بھائی کی قبر جانتا رہوں گا اور اپنے اہل خانہ سے جو بھی فوت ہوگا اس کے قریب دفن کروں گا" (6)

---

(1) المغنی، ص436 ج3۔ (2) المجموع، ص298 ج5۔

(3) عمارۃ القبور، ص143۔ (4) السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الجنائز، باب رش الماء علی القبور، ص411 ج3۔ التلخیص، ص133 ج2۔ حدیث نمبر 793۔ الارواء، ص206 ج3۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔

(5) حضرت عثمان بن مظعون بن حبیب الجمحی رضی اللہ عنہ جلیل القدر مہاجر صحابی ہیں جو السابقون الاولون میں چودھویں صحابی ہیں آپ کو دو ہجرتوں کی سعادت بھی حاصل ہے۔ آپ غزوہ بدر کے بعد وفات پائے سب سے پہلے صحابی ہیں جو بقیع میں دفن ہوئے۔ (سیر أعلام النبلاء، ص153 ج1۔ طبقات ابن سعد، ص286 ج1)

(6) ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب فی جمع الموتی فی قبر، حدیث نمبر 3206۔ ابن حجر اور البانی نے اسے حسن کہا ہے۔ التلخیص، ص133 ج2 حدیث نمبر 794۔ بدع القبور، ص:66

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کو پتھر سے نشان زدہ کیا''۔ (1)

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی پتھر یا لکڑی کے ساتھ قبر کو نشان زدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کوئی شخص قبر پر ایسی علامت رکھے جس سے قبر معلوم کی جا سکے تو کوئی حرج نہیں۔(2)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور سنت ہے کہ (قبر کے) سرہانے پتھر یا لکڑی وغیرہ کی واضح علامت رکھی جائے۔ امام شافعی، اور خود امام نووی اور سب شوافع کا یہی قول ہے۔(3)

علامہ معلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''قبر کو نشان زدہ کرنے کے بعد اگر کسی شرعی مقصد کی خاطر اس قبر کی معرفت کی ضرورت ہو تو پھر اس پر علامت رکھنا شرعاً جائز ہے مگر اس کی بھی کچھ شرطیں ہیں مثلاً ا:- یہ کہ علامت قبر کے اوپر نہ ہو بلکہ سر کی طرف ہو، ۲:- ہیئت اور مقدار میں ضرورت سے زیادہ نہ ہو۔ چنانچہ اگر وہ ان شروط کے مطابق نہ ہو تو اس حدیث میں اس کے جواز کی کوئی دلیل نہیں کیونکہ اس کے علاوہ ہم نے (اپنے) رسالہ میں ایسے دلائل بیان کئے ہیں جو (علامت لگانے کو) منع کرتے ہیں: (4)

بعض اہل علم نے قبر پر نشان رکھنے کے مکروہ ہونے کا بھی ذکر کیا ہے۔

امام ابراہیم النخعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ(5) کہتے ہیں:

وہ (علماء) اس کو مکروہ سمجھتے تھے کہ کوئی آدمی اپنی قبر کو نشان زدہ کرے۔(6)

علامہ حمیدی نے اپنی کتاب ''من بدع القبور'' میں لکھا ہے:

---

(1) ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجآء فی العلامۃ علی القبر، حدیث نمبر 1561 البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے صحیح کہا ہے۔ الاحادیث الواردۃ ص: 464

(2) المغنی، ص436 ج3۔ (3) المجموع، ص298 ج5۔ (4) عمارۃ القبور، ص144۔ بتصرف یسیر۔

(5) ابراہیم بن یزید بن قیس ابو عمران النخعی الکوفی رحمہ اللہ تعالیٰ 46ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کبار تابعین میں سے ہیں۔ آپ حفظ حدیث اور صدق روایت میں بلند مقام رکھتے تھے۔ حجاج کے خوف سے روپوشی میں 96ھ کو فوت ہوئے۔ آپ رحمہ اللہ صاحب مذہب فقیہ ومجتہد تھے۔ (الاعلام للزرکلی، ص80 ج1)

(6) مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر 11738۔ الآثار، ص 11739، 11743۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبر پر (تعارف کے لئے) علامات رکھنا قرآن پاک اور کسی صحیح سنت وحدیث سے ثابت نہیں اور نہ ہی صحابی رسول ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ اس نے کسی قبر پر علامت رکھی ہو۔ حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انبیاء ومرسلین کے بعد نیکی کے کام میں سب سے زیادہ دلچسپی رکھنے والے تھے۔ بلکہ آنحضرت ﷺ سے بھی ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی قبر پر کوئی علامت رکھی ہو۔ اگر چہ وہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ (1) اور دیگر شہداء کی قبروں پر علامت کیوں نہ رکھی؟ اسی طرح باقی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو آپ ﷺ کی زندگی میں وفات پائے ان کی قبروں پر علامات کیوں نہ رکھیں؟ پھر نصوص حدیث اس علامت لگانے کے منع ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے تو قبروں کو زمین کے برابر کرنے کا حکم دیا ہے اور حدیث عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اس کے خلاف ہے.................. لوگوں کا عمل کوئی دلیل نہیں جب تک کہ اس عمل کی تائید کسی دلیل سے نہ ہوتی ہو، محض جھگڑے کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ معاملہ تو یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ جو سر کے پاس یا پاؤں کی جانب پتھر نہیں رکھتا اس کو ٹوکا جاتا ہے (کہ کیوں نہ رکھا" (2)

ترجیح:۔

راجح موقف یہی ہے کہ علامت رکھنا اور نشان لگانا جائز ہے۔ کیونکہ اس حدیث کی متعدد اسناد ہیں اور ثقہ وقابلِ اعتماد ائمہ نے اسے صحیح کہا ہے اور امام احمد نے بھی اسے سنت کہا ہے۔ جو سنت کے معاملہ میں ہم سے بھی زیادہ غیرت مند ہیں اور سنت پر عمل کیا جاتا ہے خواہ وہ صرف ایک مرتبہ ہی ثابت ہو چنانچہ یہ کہنا کہ آپ ﷺ نے صرف حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر علامت رکھی تھی کسی دوسری قبر پر ایسا نہیں کیا تو یہ کوئی دلیل نہیں

---

(1) حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے چچا بھی تھے اور رضاعی بھائی بھی۔ اس کے ساتھ آپ کو اسد اللہ کا لقب بھی ملا۔ آپ کے مسلمان ہونے سے اسلام کو بڑی تقویت ملی آپ غزوہ احد میں وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ (سیر اعلام النبلاء، ص 171 ج 1۔ شذرات الذھب، ص 10 ج 1)

(2) من بدع القبور، ص 73-72 از احمد بن عبداللہ الحمیدی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نہ ہی اس سے اس حدیث کے ثبوت پر کوئی طعن ونقد ہوسکتا ہے اور قبر کے برابر کرنے اور نشان رکھنے میں بھی تعارض نہیں۔ البتہ لوگوں کی اس میں مخالفت کرتے ہوئے قبروں پر نئی نئی علامات اور نشانیاں بنانا خواہ اس کا بنیادی ثبوت آنحضرت ﷺ سے ہے مگر بعض لوگوں نے علامات اور نشان لگانے میں جو غلو کیا ہے وہ سنت سے مخالف ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔ جیسے بعض لوگوں کا رنگ پھینکنا، بہت زیادہ پتھر رکھنا یا لکڑیاں، لوہے اور نشانیاں وغیرہ لگانا یہ وہ کام ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی ہیں نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے ثابت نہیں۔ بہر حال مسلمانوں کے لئے یہی شرعی قبریں ہیں اور یہی ان کی کیفیت ہے اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے اس کا ہٹایا جانا ضروری ہے۔

حضرت ابوالھیاج الأسدی (1) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''کیا میں تمہیں اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے آنحضرت ﷺ نے بھیجا تھا کہ کوئی مورتی نہ رہے کہ اسے ختم کردو اور کوئی اونچی قبر نہ رہے مگر کہ اسے برابر کردو'' (2)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس (مسئلہ) میں سنت یہ ہے کہ قبر زمین سے زیادہ اونچی نہ کی جائے''۔ (3)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ (4) سے متعلق آتا ہے کہ آپ روم کی سرزمین پر تھے کہ آپ کا ایک ساتھی وفات پا گیا۔ آپ کے حکم سے اس کی قبر کو زمین کے برابر کردیا گیا تو آپ نے بتایا:

''سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ بِتَسْوِيَتِهَا'' (5)

میں نے سنا کہ آنحضرت ﷺ قبر کو برابر کرنے کا حکم فرمارہے تھے۔

---

(1) حیان بن الحصین الاسدی الکوفی رحمہ اللہ تعالیٰ مشہور ثقہ تابعی ہیں۔ آپ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے۔ (تہذیب التہذیب، ص59 ج3)

(2) مسلم، کتاب الجنائز، باب الأمر بتسویۃ القبر، حدیث 969۔

(3) اس کی تخریج گزر چکی ہے۔

(4) فضالۃ بن عبید بن نافذ الانصاری الأوسی رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ جو غزوہ اُحد اور اس کے بعد غزوات میں شریک رہے۔ اور ان کو بیعت الرضوان میں شرکت کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ آپ 58ھ کو فوت ہوئے۔ (الاصابہ، ص206 ج3)

(5) مسلم فی الصحیح، کتاب الجنائز، باب الامر بتسویۃ القبر، حدیث نمبر 968

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری بحث

بیرون قبر مخالفات

قبروں سے متعلق جو بدعات عام طور پر پائی جاتی ہیں ان میں بعض وہ خلاف شریعت نئے امور ہیں جن کا تعلق بیرون قبر سے ہے چنانچہ ہم اس بحث میں درج ذیل مقاصد کے تحت بعض ایسی خلاف شریعت مخالفات ہی کا ذکر کریں گے۔

پہلا مقصد:۔ مرد اور عورت کی قبر میں فرق کرنا:

چنانچہ ایسے امور جو آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں ان میں سے بعض لوگوں کا یہ فعل بھی ہے کہ وہ قبر پر کوئی مخصوص علامت رکھ دیتے ہیں جس سے معلوم ہو سکے کہ یہ مرد کی قبر ہے اور یہ عورت کی۔ مثلاً مرد کی قبر پر دو پتھر رکھ دیئے جاتے ہیں اور عورت کی قبر پر ایک پتھر۔ یہ کام سنت سے ثابت ہے، نہ شریعت میں جائز ہے اور نہ اس کی کوئی بنیاد ہے بلکہ علماء کرام تو قبر پر مطلقاً کوئی نشانی رکھنے میں بھی اختلاف کرتے ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے چہ جائیکہ مرد وزن کی قبر کو الگ الگ کسی علامت سے مخصوص کیا جائے۔

مرد وزن کی قبر پر علامت رکھ کر فرق نہ کرنے پر جن علماء کا نص ہے ان میں شیخ ابنِ عثیمین ہیں جو فرماتے ہیں:

"یہ فرق کرنا شرعاً جائز نہیں علماء فرماتے ہیں: ایک یا دو پتھر کا اس مقصد کے لیے رکھنے میں کوئی حرج نہیں کہ معلوم ہو سکے یہاں پہلے قبر ہے کہ دوبارہ (وہاں) دوسری مرتبہ قبر نہ کھودی جائے البتہ مرد وزن (کی قبر) کے درمیان فرق کرنے کو ایسا کرنا اس کی کوئی بنیاد (دلیل) نہیں" (1)

دوسرا مقصد:۔ قبر پر لکھائی:

امت جن بدعات و مصائب کی آزمائش سے دوچار ہے ان میں واضح ممانعت کے باوجود قبروں پر لکھائی بھی ہے حالانکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے آتا ہے:

---

(1) البدع والمحدثات وما لا اصل لہ، ص204۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّبْنٰى عَلَى الْقَبْرِ اَوْيُزَادَعَلَيْهِ اَوْيُجَصَّصَ وَزَادَ.سُلَيْمَانُ بْنُ مُوْسٰى "اَوْيُكْتَبَ عَلَيْهِ. (1)

نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ قبر پر عمارت کھڑی کی جائے یا اس پر اضافہ کیا جائے یا اس کو چونا گچ کیا جائے یا اس پر لکھا جائے۔

بہرحال علماء کا قبروں پر لکھنے میں اختلاف ہے۔(اور اس مسئلہ میں تین اقوال ہیں)

پہلا قول:- یہ کہ قبروں پر لکھائی مکروہ ہے خواہ قبر والے کا نام ہو یا کچھ اور یہ جمہور علماء کا قول ہے کہ حدیث پاک میں (کتابت سے جو) نہی ہے اس کو انہوں نے کراہت پر محمول کیا ہے۔ (2)

دوسرا قول:- یہ کہ قبروں پر لکھائی جائز ہے یہ احناف کا قول ہے کہ اگر ضرورت ہو تو قبر پر لکھائی میں کوئی حرج نہیں۔ تاکہ قبر کا نشان ختم نہ ہو اور بوسیدہ نہ ہو۔ تاکہ اس کی تذلیل وتحقیر نہ ہو سکے۔ کیونکہ حدیث پاک میں (اس کی) ممانعت اگرچہ ثابت ہے لیکن کتابت پر اجماع عملی پایا جاتا ہے چنانچہ امام حاکم نے اپنی سند سے اس نہی کو بیان کرنے کے بعد فرمایا: یہ تمام سندیں صحیح ہیں لیکن اس (نہی) پر عمل نہیں کیونکہ مشرق سے لیکر مغرب تک کے تمام ائمہ کرام کی قبروں پر لکھائی موجود ہے اور یہ عمل ایک تسلسل سے نسل در نسل پایا جاتا ہے"۔ (3)

احناف کا یہ بھی خیال ہے کہ بلا عذر (قبر پر) لکھائی جائز نہیں۔ (4)

تاہم امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام حاکم کی تردید میں لکھا ہے: میں یہ بات فخریہ دعویٰ سے نہیں کہتا اور نہ کسی صحابی سے ایسا کرنا ہمیں معلوم (ثابت) ہے۔ البتہ یہ چیز بعض تابعین اور ان کے بعد والے لوگوں نے ایجاد کی ہے جن کو (شاید کہ) نہی (والی حدیث) نہیں پہنچی۔ (5)

(1) ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی کراھیۃ تجصیص القبور والکتابۃ علیھا، حدیث نمبر 1052۔ وقال حسن صحیح۔ نسائی، کتاب الجنائز، باب الزیادۃ علی القبر، حدیث نمبر 2027۔ ابوداود، کتاب الجنائز، باب فی البناء علی القبر، حدیث نمبر 3226۔ علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس صحیح کہا ہے۔ (2) الفقہ الاسلامی وادلتہ لوھبہ الزحیلی، ص524 ج2۔ (3) ردالمحتار علی الدرالمختار، ص17 ج۔ مستدرک حاکم، ص252 ج1۔

(4) ردالمحتار، ص171 ج3۔ حواشی الشروانی، ص189 ج4۔ (5) المستدرک، ص525 ج1۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا قول:۔قبر پر لکھائی حرام ہے۔ یہ امام مالک کے ماننے والوں کا قول ہے (1) اور حافظ ابنِ القیم رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے کہ قبر پر لکھائی سے منع کیا گیا ہے۔ (2)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور قبروں پر لکھائی حرام ہے اور بظاہر میت کا نام لکھنے یا کچھ اور لکھنے میں کوئی فرق نہیں'' (3)

شیخ عبداللہ ابابطین سے قبر پر میت کا نام لکھنے سے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا: یہ بھی قبر پر لکھنے کی ممانعت کے عموم میں داخل ہے۔(4)

علامہ معلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' قبروں پر کتابت سے ممانعت صرف ان روایات میں مذکور ہے جنہیں ابن جریج نے معنعن روایت کیا ہے اور ابن جریج مدلس ہے (اور مدلس کا عنعنہ قبول نہیں گویا یہ روایات ضعیف ہیں) لیکن یہ ممانعت (دوسری) احادیث سے قیاس کے ذریعہ لی جاتی ہیں''۔ (5)

شیخ علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: ''میت کی قبر پر لکھنا جائز نہیں خواہ وہ قرآنی آیات ہوں یا کچھ اور۔ اسی طرح وہ لوہے پر ہوں یا تختی وغیرہ پر۔ (6)

ترجیح:۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی سابقہ حدیث کے پیشِ نظر قبر پر لکھائی جائز نہیں خواہ وہ میت کا نام ہو یا کچھ اور۔

---

(1) مواہب الجلیل، ص 247 ج 2۔

(2) اغاثۃ اللہفان، ص 170 ج 1۔ (3) نیل الاوطار، ص 533 ج 4۔

(4) الدرر السنیۃ فی الاجوبۃ النجدیۃ، ص 136 ج 5۔ شیخ عبداللہ ابابطین بن عبدالرحمٰن اپنے دور میں نجد کے مشہور فقیہ تھے۔ جوشام وغیرہ میں علم حاصل کرنے کے بعد طائف اور عنیزہ میں قاضی مقرر ہوئے۔ آپ کی متعدد قیمتی تصانیف بھی ہیں۔ آپ بستی سدیر میں پیدا ہوئے۔ سیر الاعلام زرکلی ج 4 ص 97۔

(5) عمارۃ القبور، ص 286، علامہ البانی نے احکام الجنائز، ص 260 میں شبہ تدلیس کا جواب دیتے ہوئے امام حاکم کی سند سے لکھا ہے کہ ان کے نزدیک یہ سند شرط مسلم پر ہے۔

(6) مجموع فتاویٰ ابنِ باز ص 337 ج 4۔ از عبداللہ طیار و احمد بن باز۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بعض علماء نے جو میت کا نام لکھنے کی اجازت دی ہے وہ درست نہیں جیسا کہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ: ہادویہ(1) نے نام لکھنے کو مستثنیٰ کیا ہے یعنی نام لکھنے کو انہوں نے جائز قرار دیا ہے اور وہ بھی خوبصورتی کے لئے نہیں۔ (یہ جواز بھی) حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر آنحضرت ﷺ کے پتھر رکھنے پر قیاس کرتے ہوئے ہے جیسا کہ پہلے (یہ حدیث) گذر چکی ہے اور یہ (نص کی) تخصیص قیاس سے ہے جو جمہور کے نزدیک جائز ہے"۔ (2)

علامہ البانی رحمہ اللہ نے امام شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نقل کردہ اس قول پر یہ حاشیہ لکھا ہے کہ:

میرے خیال میں۔ واللہ اعلم۔ اس قیاس کی صحت کا علی الاطلاق دعویٰ مناسب نہیں بلکہ اس کو یوں مقید سمجھنا درست ہے کہ جب پتھر اس مقصد کو پورا نہ کرتا ہو جس کی خاطر آپ ﷺ نے وہ پتھر رکھا تھا یعنی (قبر کی) پہچان کے لئے یعنی بہت زیادہ قبریں تھیں اور پہچان کے لئے رکھے گئے پتھر بھی بہت زیادہ تھے تو ایسی صورت کے تناظر میں نام کا اس حد تک لکھنا درست ہے کہ یہ مقصد (پہچان) حاصل ہو جائے"۔ (3)

شرح الصدور کے مصنف لکھتے ہیں: یہ قول بڑا مضبوط اور مدلل ہے اس لئے کہ آجکل قبر پر پتھر رکھنا مختلف تعداد میں ہے کیونکہ (دوسری) علامات ملتی جلتی بھی ہیں اور بہت زیادہ بھی۔ اگر (قبر پر) کسی دوسری علامت سے نشان لگایا جائے تو (ممکن ہے) کسی دوسرے شخص پر بھی وہی علامت رکھی گئی ہو تو نام لکھنے کے علاوہ کوئی صورت باقی نہیں رہتی کیونکہ اس علامت (نام) سے ہی قبر والا (میت) پہچانا جاتا ہے بلکہ یہ (نام) انسان میں سب سے زیادہ واضح علامات میں سے ہے لہٰذا حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ والی حدیث پر مطلقاً قیاس پر دل مطمئن نہیں ہوتا جس بنا پر کتابت کی اجازت نہایت ہی مشکل حالات میں دی جا سکتی ہے وہ بھی صرف یوں کہ لکھا جائے فلاں بن فلاں بشرطیکہ (تعارف کا) فائدہ دینے

---

(1) ہادویہ، زیدیہ شیعہ کا ایک گروہ ہے جو یمن و حجاز وغیرہ میں پایا جاتا ہے اس کی نسبت ہادی الی الحق یحیٰی بن حسین کی طرف ہے جن کی امامت یمن میں منعقد ہوئی اور انہوں نے قرامطہ کے خلاف جنگ لڑی وہ 245ھ میں پیدا ہو کر 298ھ میں فوت ہوئے۔ (الموسوعۃ المیسرۃ، ص82ج1)

(2) نیل الأوطار، ص533ج4۔ (3) احکام الجنائز، ص263۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا وہاں کوئی اور اشارہ یا نشان نہ ہو" (1)

میرے خیال میں قبر پر نام لکھنے کو وجہ جواز فراہم کرنے کی یہ محض ایک کوشش ہے ورنہ پتھروں کے زیادہ ہونے والی علت تو خیر القرون اور آج کے دور میں مشابہ ہے مگر اس وقت تو پتھروں کے بدلے نام لکھنے کا رواج نہ ہوا لہذا راجح یہی ہے کہ قبر پر نام وغیرہ لکھنا جائز نہیں کیونکہ کتابت کی ممانعت عام ہے جس میں نام لکھنے یا کچھ اور لکھنے میں کوئی فرق نہیں اور یہ کتابت کے مطلقاً حرام ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

تیسرا مقصد:- قبر کو اونچا کرنا:

یہ بات پہلے ذکر ہو چکی ہے کہ قبر بنانے میں سنت یہ ہے کہ قبر کو ایک بالشت سے زیادہ اونچا نہ کیا جائے لہذا اس جائز حد سے زیادہ حرام ہے کیونکہ یہ شرک کی طرف لے جانے کا بہت خطرناک ذریعہ ہے اسی وجہ سے جلیل القدر صحابی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابوالہیاج الأسدی سے کہا تھا کہ: کیا میں تمہیں اس کام (مہم) پر نہ بھیجوں جس پر مجھے آنحضرت ﷺ نے بھیجا تھا کہ جو بھی مورتی ہو اس کو مٹا دو اور جو قبر اونچی ہو اسے (زمین کے) برابر کر دینا"۔ (2)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے:

"سنت یہ ہے کہ قبر کو اونچا نہ کیا جائے خواہ وہ قبر کسی فاضل بزرگ کی ہو یا کسی اور کی۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ قبر کو اونچا کرنا اس حد سے تجاوز اور اضافہ ہے جو حرام ہے امام احمد کے پیروکاروں اور امام شافعی نیز امام مالک کے ساتھیوں کی ایک جماعت نے بھی اسی کی تصریح کی ہے" (3)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں:

"معلوم ہونا چاہئے کہ لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر آج تک نسلاً بعد نسلٍ پہلے اور آخری تمام کے

---

(1) شرح الصدور بیان بدع الجنائز والقبور، ص 146۔

(2) اس کی تخریج صفحہ 38 پر گذر چکی ہے۔

(3) نیل الاوطار، ص 530ج 4۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام اس بات پر متفق ہیں کہ قبروں کا اونچا کرنا، ان پر تعمیر کرنا ایسی بدعات ہیں جن کی ممانعت ثابت ہے بلکہ آنحضرت ﷺ نے ایسا کرنے والے کو سخت وعید سنائی ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے اور مسلمانوں میں سے کسی بھی مسلمان نے اس کی مخالفت نہیں کی تاہم امام یحییٰ بن حمزہ (1) کا یہ قول ہے کہ:

''بزرگوں کی قبروں پر قبے اور زیارت بنانے میں کوئی حرج نہیں مگر ان کے علاوہ ایسا قول کسی ایک سے بھی منقول نہیں اور نہ ہی اس کے علاوہ کوئی اس کا قائل ہے۔ (2)

امام ابنِ قدامہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے قبر پر عمارت بنانا اور اسے چونا گچ کرنا یا اس پر لکھنا مکروہ ہے کیونکہ صحیح مسلم میں ہے:

''نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ أَوْأَنْ يُبْنٰى عَلَيْهِ''(3)

آنحضرت ﷺ نے قبر کو گچ کرنے اور اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع کیا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''مستحب یہ ہے کہ قبر کی جو اپنی مٹی ہے اس سے زیادہ مٹی قبر پر نہ ڈالی جائے''

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہم کہتے ہیں کہ (مٹی کا) زیادہ نہ کرنا مستحب ہے تاکہ قبر زیادہ اونچی نہ ہو''(4)

اسکی مزید تفصیل (انشاء اللہ) قبروں پر مسجد تعمیر کرنے کے ضمن میں آئے گی۔

چوتھا مقصد:- قبروں کو گچ کرنا:

قبروں سے متعلق جو بدعات پھیل چکی ہیں ان میں سے ایک قبر کو گچ کرنا بھی ہے یعنی چونا کرنا یا اسے سجانا یا مختلف رنگوں سے اسے مزین کرنا باوجودیکہ اس سے بڑی واضح اور صحیح ممانعت ہے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

''نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ تَجْصِيْصِ الْقُبُوْرِ'' (5)

---

(1) یحییٰ بن حمزہ بن علی الحسینی الیمنی صفاء میں 669ھ صفر میں پیدا ہوئے اور 705ھ کو فوت ہوئے ذمار شہر میں آپ کا مدفن ہے۔البدر الطالع ص 231 ج 2 نمبر 576۔(2) شرح الصدور، ص 20۔

(3) مسلم، کتاب الجنائز، باب النھی عن تجصیص القبر والبناء علیہ حدیث نمبر 970۔المغنی، ص 439 ج 3۔

(4) المجموع، ص 261 ج 5۔(5) اس کی تخریج پہلے صفحہ 133 پر گذر چکی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو چونا گچ کرنے سے منع کیا ہے۔

امام قرطبی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: تجصیص کا معنی چونے سے کسی چیز کو بنانا ہے اور جب چونے میں ریت مل جائے تو وہ بے بجھا چونا ہوتا ہے۔ (1)

قبروں کو گچ کرنے اور ملمع کرنے کی حرمت کا سبب اور علت بڑی واضح ہے مثلاً

۱:۔یہ محض فخر ونمود اور ریا کاری ہے اور آخرت کی پہلی ہی منزل (قبر) میں دنیا کی زینت کو استعمال کرنا ہے جس کی میت کو کوئی ضرورت نہیں۔

۲:۔یہ تکبر ونخوت کا ایک پہلو ہے جو بعض حالات کے علاوہ حرام ہے اور موت ایسے استثنائی حالات میں سے نہیں۔

۳:۔اس میں مال کو بلا فائدہ ضائع کرنا بھی ہے۔ بلکہ اس سے نقصان ہوتا ہے۔

۴:۔یہ شرک کا ذریعہ ہے اس لئے نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اس سے منع کیا ہے جیسا کہ پہلے کلیساء والوں کا ذکر گزر چکا ہے جو کلیسا میں تصاویر رکھ دیتے تھے اور یہ تصاویر قبر والے کی تعظیم کی دعوت دیتی ہیں چنانچہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کام شرک کی دعوت دیتا ہے لہذا جس قدر اس سجاوٹ بناوٹ میں اضافہ ہوگا لوگوں کے دل ان قبروں کے لئے اسی قدر دھڑکیں گے اور وہ ان قبروں کی عام قبروں کے علاوہ تعظیم وتکریم کریں گے اور پھر یہیں سے ان کی عبادت شروع ہوجائے گی۔(2)۔لاحول ولاقوۃ الاباللہ۔

اقوال العلماء:۔

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اور مسلسل قبروں کو گچ کرنے سے ڈرایا ہے۔امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو عنوان ہی یہ قائم کیا ہے ''قبر پر تعمیر اور اسے گچ کرنے سے ممانعت کا باب'' اسی طرح ہی امام ابنِ ماجہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے عنوان باندھا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے بھی فرمایا:

---

(1) المفہم لما اشکل من تلخیص، کتاب مسلم للقرطبی، ص626ج2،مکمل اکمال الاکمال للامام محمد الحسینی، ص383ج3۔
(2) بدائع الصنائع للکاسانی الحنفی، ص474ج1۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"میں قبروں کو گچ کرنا مکروہ سمجھتا ہوں" (1)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں پسند کرتا ہوں کہ قبر کو گچ نہ کیا جائے میں نے مہاجرین وانصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبروں کو چونا گچ نہیں دیکھا" (2)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی ان کے شاگردوں نے نقل کیا ہے۔ کہ انہوں نے قبروں کو چونا گچ کرنے سے منع کیا ہے۔ (3)

امام ابنِ حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبر کو چونا گچ کرنا حلال نہیں" (4)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے بھی منع کیا ہے کہ قبر پر چونا لگایا جائے اسی طرح انہوں نے حضرت اسود بن یزید کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ: "میری قبر پر چونا نہ لگانا" (5)

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: قبر کو چونا گچ کرنے سے ممانعت آئی ہے۔ (6)

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے بھی لکھا ہے: قبر کو چونا گچ کرنا جائز نہیں (7)

پانچواں مقصد: -قبر کی لپائی:

قبر کی لپائی کرنے کے سلسلہ میں چونکہ اس طرح کوئی نص موجود نہیں۔ جیسے قبر کے چونا گچ کرنے کے متعلق ممانعت پر نص ہے تو علماء کے اس حکم میں مختلف اقوال ہیں:

پہلا قول: -کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دی ہے۔ اور اسکی دلیل حضرت نافع کی وہ روایت ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی غیر موجودگی میں آپ کا بیٹا فوت ہو گیا جب آپ واپس آئے تو انہوں نے اس (بیٹے کی قبر) کے متعلق پوچھا ہم نے آپ کو (قبر) کی نشاندہی کر دی تو آپ پھر قبر کی نگرانی کرتے اور اس کی اصلاح کا حکم دیتے۔ (8)

---

(1) المدونۃ الکبریٰ، ص 189 ج 1۔
(2) الأم للشافعی، ص 316 ج 1۔
(3) کتاب الآثار للإمام محمد، ص 191 ج 2۔
(4) المحلی، ص 356 ج 3۔
(5) المغنی لابنِ قدامہ، ص 439 ج 3۔
(6) اغاثۃ اللھفان، ص 170۔
(7) مؤلفات شیخ الاسلام، القسم الثانی، الفقہ، ص 40 ج 2۔
(8) المغنی، ص 439 ج 3۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوراس وجہ سے بھی کہ روایت ہے:

"أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رُفِعَ قَبْرُهُ مِنَ الْأَرْضِ شِبْرًا وَطُيِّنَ بِطِينٍ أَحْمَرَ مِنَ الْعَرْصَةِ" (1)

نبی ﷺ کی قبر کو زمین سے ایک بالشت اونچا کیا گیا اور عرصہ نامی جگہ کی سرخ مٹی سے لپائی کی گئی۔

"شرح الکبیر" میں ہے کہ: قبر کی لپائی میں کوئی حرج نہیں اور "الانصاف" میں ہے کہ یہی (ہمارا) مذہب اور یہی ہمارے اکثر علماء کا موقف ہے۔ (2)

امام احمد رحمہ اللہ سے قبروں کی لپائی کا سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ (3)

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے جہاں قبروں کو چونا گچ کرنے کی حدیث بیان کی ہے وہاں لکھا ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ قبر کو لپائی کرنے کی اجازت ہے۔ (4)

دوسرا قول: - یہ کہ قبر کی لپائی حرام ہے یہ احناف کا مذہب ہے۔ (5) اس مذہب والوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس مرفوع حدیث سے استدلال کیا ہے کہ:

"لَايَزَالُ الْمَيِّتُ يَسْمَعُ الْأَذَانَ مَا لَمْ يُطَيَّنْ قَبْرُهُ" (6)

(نبی ﷺ نے فرمایا ہے) جب تک میت کی قبر کو مٹی سے لپائی نہیں کیا جاتا اس وقت تک وہ اذان سنتی رہتی ہے۔

تجزیہ: -

جب ہم ان اقوال کا تجزیہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے لپائی کی اجازت دی ہے انہوں نے کسی مضبوط دلیل کا سہارا نہیں لیا کیونکہ محض قبروں کو چونا گچ کرنے کی ممانعت سے لپائی کا جواز ثابت نہیں

---

(1) التلخيص الحبير، ص 173 ج 2 حدیث نمبر 791۔

(2) الشرح الکبیر ص 231 ج 6۔ (3) المغنی، ص 439 ج 3۔

(4) المغنی، ص 439 ج 3۔ (5) کتاب الآثار، ص 45۔

(6) حافظ ابن حجر نے تلخیص، ص 132 ج 2 پر اسے دیلمی کی طرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند باطل ہے الموضوعات لابن الجوزی ص 238 ج 3، اللآلی المصنوعۃ للسیوطی ص 439 ج 2۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا۔ اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنے لڑکے کی قبر کی نگرانی یا وہاں آنا جانا یہ ثابت نہیں کرتا کہ آپ اس کی لپائی بھی کرتے ہوں بلکہ بظاہر معلوم ہوتا ہے لپائی ثابت نہیں۔ اسی طرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی دلیل نہیں کیونکہ وہ باطل ہے جبکہ جعفر بن محمد کی روایت مرسل ہے اور جن لوگوں نے بھی آنحضرت ﷺ کی قبر کا نقشہ اور کیفیت وحالت بیان کی ہے کسی نے بھی نہیں کہا اس کی لپائی کی گئی تھی۔

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر مٹی سے لپائی کرنے کا مقصد قبر کی حفاظت اور شرعی حد جواز تک اسے اونچا رکھنا مقصود ہو کہ ہوائیں اسے مٹا نہ دیں یا بارش سے وہ ختم نہ ہو جائے تو بلاشک وشبہ (لپائی) جائز ہے۔ کیونکہ اس سے شرعی مقصد (حفاظت قبر) پورا ہوتا ہے اور شاید کہ اسی وجہ سے بعض حنابلہ نے (لپائی کو) مستحب کہا ہے البتہ اگر اس سے مقصد زینت وغیرہ ہو جس کا کوئی فائدہ نہیں تو پھر یہ جائز نہیں کیونکہ یہ بدعت ہے۔ (۱)

میرے نزدیک لپائی مطلقاً ناجائز ہے کیونکہ یہ سلف صالح کا منہج اور طریقہ نہیں اور نہ ہی آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا کیا ہے اور اس میں (قبر پر) تعمیر کے ذرائع کو روکنا ہے۔ -واللہ اعلم-

چھٹا مقصد:- قبر پر چادر چڑھانا:

جو بدعات عام رواج پا چکی ہیں ان میں بیت اللہ کی مشابہت میں قبروں پر قیمتی قسم کے کپڑے (چادریں) چڑھانا بھی ہے۔ اور بلاشبہ یہ شرک کے مظاہر میں سے ہے کیونکہ یہی بات قبروں کی تعظیم اور ان کو مقدس سمجھنے کی طرف لے جاتی ہے اور اس پر قیاس کیا جاتا ہے کہ سرکاری قسم کے جنازوں کے تابوتوں پر جھنڈے اور کپڑے ان کی تعظیم اور شان بڑھانے کی غرض سے رکھے جاتے ہیں اور یہ تمام ایسے کام ہیں جن سے نبی ﷺ نے منع کیا ہے اور اسلام نے اس کے حرام ہونے کا کہا ہے چنانچہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبریں آپ کے سامنے ہیں بلکہ اس سے پہلے خود آپ ﷺ کی قبر ہے جن پر اس قسم کی کوئی چیز

(۱) احکام الجنائز، ص 262۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں رکھی گئی بلکہ دیکھیے نبی ﷺ نے واضح کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پتھر یا مٹی کو لباس پہنانے کا حکم نہیں دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک چادر لیکر دروازہ پر لٹکا دی جب آپ ﷺ تشریف لائے تو اس چادر کو دیکھا میں نے آپ ﷺ کے رخ انور سے پہچان لیا کہ آپ ﷺ نے ناپسند فرمایا ہے آپ ﷺ نے اسے کھینچ کر پھاڑ دیا یا کاٹ دیا اور فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَاْمُرْنَا اَنْ نَّکْسُوا الْحِجَارَۃَ وَ الطِّیْنَ" (1)

بیشک اللہ تعالیٰ نے ہمیں پتھر یا مٹی کو لباس پہنانے کا حکم نہیں دیا۔

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث پر حاشیہ میں لکھتے ہیں: "آپ ﷺ نے چادر کھینچ کر اسے اتارتے ہوئے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ 'اللہ تعالیٰ نے ہمیں پتھر یا مٹی کو لباس پہنانے کا حکم نہیں دیا' اس سے (علماء نے) استدلال کیا ہے کہ دیواروں اور گھروں کو کپڑے سے ڈھانپنا اور غلاف پہنانا یا زینت کے لئے پردے لٹکانا منع ہے یہ ممانعت مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہیں اور یہی صحیح (موقف) ہے ہمارے (شافعی) فقہاء میں سے ابوالفتح المقدسی نے کہا ہے کہ: یہ حرام ہے۔ مگر اس حدیث میں کوئی ایسی چیز نہیں جو اس کے حرام ہونے کا تقاضا رکھتی ہو کیونکہ الفاظ حدیث "اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَاْمُرْنَا بِذٰلِکَ" کا تقاضا ہے کہ یہ نہ واجب ہے نہ مستحب، لہٰذا نتیجہ حرمت نہیں۔ - واللہ اعلم - (2)

خود نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی امت کو واضح طور پر بتا دیا ہے کہ اس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا تو جب زندہ لوگوں کے گھروں کا یہ حکم ہے تو قبروں کا کیا حکم ہوگا؟ پھر غلاف چڑھانا یا پردے لٹکانا یہ بیت اللہ کی خصوصیت ہے جس پر کسی اور کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو چیزیں (کام) حرام ہیں ان میں قبروں پر اعتکاف اور جھکنا، ان کا مجاور بننا اور بیت اللہ (کعبہ) کی طرح ان پر غلاف چڑھانا ہے" (3)

---

(1) صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم الصور، حدیث نمبر 5486۔ (2) شرح مسلم للنووی، کتاب اللباس، باب تحریم الصور، 14/313۔ (3) اقتضاء الصراط المستقیم ص 2/747۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح ''کشاف القناع'' میں ہے:

''حضرات انبیاء علیہم السلام یا بزرگوں کی قبروں کو ڈھانپنا یعنی کپڑے وغیرہ سے پردہ لٹکانا دین میں جائز نہیں، شیخ کا یہی قول ہے، دوسری جگہ قبر پر کپڑے چڑھانے سے متعلق فرماتے ہیں: تمام ائمہ اس کے خلاف شریعت ہونے پر متفق ہیں جو فعل انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور نیک لوگوں کی قبر پر ہونے کے باوجود خلاف شریعت ہے تو کسی دوسرے کی قبر پر اس کا حال (حکم) کیا ہوگا؟''(1)

علامہ امیر محمد بن اسماعیل الصنعانی فرماتے ہیں:

''بے شک یہ قبے اور مزرات جو شرک والحاد کا سب سے بڑا ذریعہ اور اسلام کو مٹانے اور اس کی بنیاد کو ختم کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ان کو آباد کرنیوالے اکثر بلکہ تمام بادشاہ وحکمران، سردار، گورنر نیز امراء اور والی ہی ہوتے ہیں۔ جن کے یہ (قبے اور مزارات) بنائے جاتے ہیں ان کے قریبی رشتہ دار ہوتے ہیں یا جن کے متعلق ان کا حسن اعتقاد ہوتا ہے خواہ وہ کوئی عالم فاضل ہو یا صوفی و درویش یا کوئی بڑا بزرگ اور جو لوگ اس کو جانتے ہوتے ہیں وہ اس کی زیارت اسی طرح کرتے ہیں۔ جس طرح کسی قسم کے وسیلہ کے بغیر یا غیبی طور پر اس کا نام لئے بغیر مردوں کی زیارت کی جاتی ہے۔ بلکہ وہ اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور بخشش مانگتے ہیں یہاں تک کہ اس کو جاننے والے اکثر یا سب ہی وفات پا جاتے ہیں تو جو ان کے بعد آتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ قبر پر بڑی عمدہ، پختہ تعمیر ہے، چراغاں ہو رہا ہے قیمتی قسم کے قالین بچھے ہوئے ہیں اور اس پر پردے لٹکائے گئے ہیں، پھول نچھاور کئے گئے ہیں تو وہ اعتقاد بنالیتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں نفع اور نقصان ہے اور (مزید یہ کہ) مجاور آکر اس میت (قبر والے) کے متعلق جھوٹ بولنا شروع کر دیتے ہیں کہ اس نے یہ کیا وہ کیا، فلاں کو نقصان اور تکلیف پہنچائی اور فلاں کو نفع پہنچایا۔ حتی کہ اس کی فطرت وطبیعت میں ہر قسم کے باطل کا بیج بوتے ہیں حالانکہ

احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام میں جو حکم ثابت ہے وہ یہ ہے کہ اس پر لعنت ہے جو قبروں پر

(1) کشاف القناع عن متن الاقناع للبہوتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چراغاں کرتا ہے یا کچھ لکھتا ہے اور تعمیر کرتا ہے اس حکم کی احادیث بہت اور مشہور ہیں اور یہ کام بذاتہ ہی ممنوع ہے پھر وہ ایک عظیم خرابی کا ذریعہ بھی ہے"۔ (1)

الابداع میں منقول ہے کہ: بدعات میں سے قبروں پر پردے لٹکانا بھی ہے اور اس میں مقابلہ ہوتا ہے اور اسی طرح اولیاء اور علماء کے تابوت پر پگڑی کی طرح کپڑا باندھنا ہے. جس پر مستزاد یہ کہ اس میں کسی شرعی مقصد کے بغیر مال کو خرچ کیا جاتا ہے اور ایک فضول حرکت ہے. جس سے عام سادہ لوگوں کو گمراہ کیا جاتا ہے جیسا کہ آگے آئے گا۔ حالانکہ روایات میں ایسا موجود ہے کہ جس سے ان کاموں کی واضح ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ جیسا کہ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے:

"ایک مرتبہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کسی غزوہ کے لئے تشریف لے گئے تو میں نے (پیچھے) ایک چادر لے کر دروازے پر لٹکا دی جب آپ ﷺ نے آکر دیکھا تو کھینچ کر پھاڑ دیا پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں پتھر اور مٹی کو لباس پہنانے کا حکم نہیں دیا"۔ (2)

اس حدیث میں موجود علت بتاتی ہے کہ یہ پردے وغیرہ تو اس لئے بنائے گئے ہیں کہ ان سے زندہ لوگ فائدہ اٹھائیں لہذا ان کا جمادات ڈھانکنے کیلئے استعمال تو فضول اور ناکارہ ہے لیکن شیطان نے ان مجاوروں کے لئے اس کو بڑا مزین کر رکھا ہے تا کہ ان کے لئے رزق حرام کا دروازہ کھولے رکھے۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے جب وہ تابوت (مزار) پر ہر سال نئے کپڑے یا پہلے کے بوسیدہ ہونے پر نئے غلاف کی ضرورت محسوس کرتے ہیں تو لوگوں کو اس تصور اور وہم میں مبتلا کر دیتے ہیں کہ اس (اتارے جانے والے کپڑے) میں بے شمار برکت ہے۔ اس میں بیماریوں سے شفاء ہے، حسد کو روکتا ہے، رزق لاتا ہے، ہر قسم کی پریشانی سے بچاتا ہے اور ہر قسم کے خوف سے امن دیتا ہے تو سادہ لوگ اس پر گرتے ہیں اور اس کا چھوٹا سا ٹکڑا حاصل کرنے کی خاطر مال خرچ کرنا بھی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ حالانکہ ان پردوں میں کیسے برکت ہو سکتی ہے جس کا

---

(1) تطہیر الاعتقاد عن ادران الالحاد، للامام الصنعانی، ص 61۔

(2) اس کی تخریج صفحہ 142 پر گزر چکی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی ماضی نہیں اور یہ قبروں پر تعمیر کا کوئی علم نہیں اور ان کا اونچا یا مزین کرنا بھی آج تک سنا نہیں گیا۔ (1)

جب شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

"یہ بالاتفاق ائمہ کے نزدیک بہت بری اور خلاف شریعت بدعت ہے جو نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے دور اقدس میں موجود تھی اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے زمانہ میں اور نہ ہی مسلمانوں کے جملہ اماموں سے اس سلسلہ میں کوئی چیز منقول ہے یعنی نہ چاروں اماموں سے نہ ان کے علاوہ کسی اور سے۔ حالانکہ وہ اس کے اظہار پر زیادہ طاقت رکھتے تھے اور اگر اس میں کوئی فضیلت ہوتی تو وہ سب سے پہلے حاصل کرتے لیکن یہ بدعت سب سے پہلے چھٹی صدی میں بعض حکمرانوں کے کرنے سے پائی گئی چنانچہ جس حالت میں بھی پائی جائے اس کے خلاف شریعت اور حرام ہونے کی اہل علم نے تصریح کی ہے"۔(2)

قبروں پر کپڑے ڈالنے کی ممانعت سے متعلق کتاب "تقالید یجب ان تزول" میں لکھا ہے:

"قبروں پر پردے لٹکانا اور غلاف پہنانا یا ان پر بڑی بڑی دستاریں رکھنا اور بڑے بڑے گنبد تعمیر کرنا جیسے کہ آج کل دیکھنے میں آ رہا ہے یہ سب کچھ ناجائز ہے کیونکہ یہ سب کچھ فضول خرچی اور کسی شرعی مقصد کے بغیر مال کو خرچ کرنا ہے بلکہ عوام کو گمراہ کرنا اور ان پر (حقیقت) کو چھپانا ہے مگر افسوس ہے کہ شیخ ابوزہرہ (3) ایک ایسا منفرد شخص ہے جس نے "نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے گنبد پر پردے لٹکانا واجب ہے" کے نام سے کتاب لکھ دی۔ حالانکہ توحید سے جاہل ترین آدمی بھی یہ نہیں کہتا تاکہ لوگوں کو گمراہ کرنے اور اس پر حقیقت چھپانے میں اضافہ ہو حالانکہ پتہ ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک لوہے کے جنگلے کے اندر ہے جہاں سے اندر دیکھا ہی نہیں جا سکتا"

(1) الابداع فی مضار الابتداع، ص 182، المجموع المفید فی نقض القبوریۃ ونصر التوحید، ص 296 محمد عبدالرحمن الخمیس۔

(2) فتاویٰ ابراہیم، ص 143 ج 1۔ یہی فتویٰ شیخ عبداللہ بن حمید شیخ ابن باز، شیخ عبداللطیف بن ابراہیم، شیخ محمد الحرکان وغیرہ کا بھی ہے۔

(3) محمد بن احمد بن مصطفیٰ ابوزہرہ 1316ھ کو مصر میں پیدا ہوئے۔ آپ شیخ ازہر تھے بہت سی قیمتی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ "ابوزہرہ امام عصرہ" از ابوبکر عبدالرزاق۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری فصل

قبر کے اندر بدعات کی کیفیت

پہلی بحث

مٹھی بھر قبر کی مٹی لیکر کفن پر پھینکنا یا کفن پر قرآنی آیات، دعائیں اور وظائف لکھنا

خلاف شریعت جو کام لوگوں میں پھیل چکے ہیں۔ان میں میت کی بخشش کی امید سے کفن پر لکھائی بھی ہے چنانچہ بعض لوگ اپنے ورثاء کو وصیت کر جاتے ہیں کہ وہ اس کے کفن پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھیں اور بعض وصیت کر جاتے ہیں کہ اس کی پیشانی یا کفن پر "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھ دیں اس سلسلہ میں ان کی قابلِ اعتماد دلیل یا وہ اصول جس کے ذریعہ وہ تجاوز کرتے ہیں محض وہ قصے کہانیاں اور خواب وخیالات ہیں جنہیں وہ اصول سمجھتے ہیں جن میں سے ایک یہ حکایت بھی ہے کہ: ایک آدمی نے وصیت کی کہ اس کی پیشانی اور سینے پر "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھ دی جائے تو ایسا ہی کیا گیا پھر وہ خواب میں نظر آیا تو اس سے پوچھا گیا (کیسے گذری؟) تو اس نے کہا: جب مجھے قبر میں رکھا گیا تو میرے پاس عذاب کے فرشتے آئے جب انہوں نے میری پیشانی پر "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھی پائی تو کہنے لگے: تم اللہ کے عذاب سے محفوظ ہو گئے۔ (۱)

اس قسم کی ایک صورت کفن پر درج ذیل عہد نامہ کا لکھنا بھی ہے:

"لاالہ إلاالله والله اكبر لااله الاالله وحدهٗ لاشريک له ، له الملک وله الحمد، لااله الا الله ولاحول ولاقوة إلا بالله العلي العظيم "يا" اللهم فاطر السمٰوٰت والأرض عالم الغيب والشهادة الرحمن الرحيم إني أعهداليک في هذه الدينا اني اشهد

(۱) ردالمحتار علی الدر المختار، ص186 ج3۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انک انت اللہ لاالٰہ الاانت وحدک لاشریک لک وان محمدا عبدک ورسولک صلي اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلاتکلني الی نفسی، تقربنی من الشر وتبعدنی من الخیر واناالاثق الا برحمتک فاجعل لی عھداعندک توفینیہ یوم القیامۃ انک لاتخلف المیعاد" (1)

حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ (2) نے صراحت کی ہے کہ: "کفن پر "سورۃ یاسین" یا "سورۃ الکھف" کا میت کے بوسیدہ ہونے کے خوف سے لکھنا جائز نہیں"۔ (3)

اس طرح میت کے جسم یا کفن پر قرآنی آیات یا احادیث مبارکہ کی لکھائی کے متعلق قرآن مجید کے خصوصی آداب کے ضمن میں علماء کرام نے صراحت کی ہے کہ ان کا دیواروں پر یا کپڑے پر لکھنا مطلقاً مکروہ ہے امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قرآنی آیات یا اللہ تعالیٰ کے ذکر کو دیواروں، لکڑی یا کپڑوں پر کندہ کرنا مکروہ ہے۔ (4)

سعودی عرب کی فتویٰ کمیٹی سے جب پوچھا گیا کہ قرآن پاک کو لکھ کر لٹکانا وغیرہ یا اسے تعویذ وغیرہ بنانے کا کیا حکم ہے تو کمیٹی نے جواب دیا:

"سب سے پہلے تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو نصیحت، دلوں کے لئے شفا اور اہل ایمان کے لئے ہدایت ورحمت کے طور پر نازل کیا ہے تا کہ وہ لوگوں پر حجت ثابت ہو۔ اور جس نے اپنا دل قرآن کے لئے کھول دیا اس کے لئے (قرآن) نور ورہنمائی ہے وہ اس کی تلاوت بھی کرتا ہے اس کے ساتھ عبادت بھی کرتا

(1) ردالمحتار علی الدر المختار، ص186 ج3۔

(2) عثمان بن عبدالرحمٰن بن عثمان الکردی الشافعی المعروف ابن الصلاح رحمہ اللہ تعالیٰ 577ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کو تفسیر و حدیث اور فقہ میں بلند مقام ملا اور دیگر علوم میں بھی عظیم خدمات انجام دیں آپ کی مشہور تصانیف میں "شرح مشکل الوسیط" للغزالی اور اصول حدیث میں "مقدمہ ابن الصلاح" اور "معرفۃ المؤتلف والمختلف فی اسماء الرجال" ہیں آپ 643ھ کو فوت ہوئے۔ (شذرات الذہب، ص383 ج7)

(3) حاشیہ ابن عابدین، ص186 ج3۔

(4) شرح السنۃ للبغوی، ص529 ج4۔ تحقیق شعیب الارناؤوط

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اس پر غور وفکر بھی کرتا ہے اور اس سے احکامات عقائد، عبادات اور معاملات کی تعلیم بھی پاتا ہے اور اپنے تمام حالات میں اس سے وابستہ رہتا ہے کیونکہ قرآن پاک دیواروں پر بطور زینت لٹکانے کو نازل نہیں ہوا اور نہ ہی اس لئے کہ اسکے تعویذ گنڈے بنا کر گھروں اور دوکانوں وغیرہ میں رکھ لیا جائے تا کہ آگ لگنے یا چوروں سے محفوظ ہوا جاسکے کیونکہ لوگ اسی قسم کا اعتقاد رکھتے ہیں خصوصاً بدعتی لوگ تو بہت زیادہ ایسا کرتے ہیں۔

چنانچہ جس نے قرآن پاک سے اس کے مقصد نزول کے مطابق فائدہ اٹھایا تو وہ اپنے رب کی طرف سے دلیل و حجت اور ہدایت و بصیرت پر ہے اور جس نے دیواروں یا کپڑے کے ٹکڑوں وغیرہ پر زینت یا (مکان) اور اس کے رہائشیوں کے لئے یا ساز وسامان وغیرہ کی حفاظت کیلئے تعویذ کے طور پر استعمال کیا وہ گویا کتاب اللہ، اسکی ایک آیت یا ایک سورت کے ذریعہ راہ ہدایت سے منحرف ہو گیا اور جادہ مستقیم سے ہٹ گیا اور دین میں ایسی ایجاد کی جس کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اپنے ارشاد کے ذریعہ اجازت دی نہ عمل مبارک سے، اور نہ اس پر خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمل کیا بلکہ جن تین صدیوں کے متعلق نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یہ بہترین صدیاں ہیں ان میں کسی امام نے ایسا نہیں کیا، چنانچہ ایسا کرنے والا دراصل جب اپنے ایک گھر سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے تو زائد از ضرورت سامان کے ساتھ ردی سمجھ کر ان قرآنی آیات اور سورتوں کو بھی پھینک دیتا ہے۔ جس سے وہ ان کی تذلیل وتوہین کا مرتکب ہوتا ہے۔ اسی طرح جب وہ (جن پر یہ آیات وغیرہ لکھی ہوتی ہیں) بوسیدہ ہو جاتی ہیں تو انہیں ادھر ادھر پھینکنے سے قرآن پاک کی گستاخی اور توہین کا ارتکاب کرتا ہے جبکہ مسلمان کا حق ہے وہ قرآن پاک اور اس کی آیات کا لحاظ کرے اور اس کی حرمت کی حفاظت کرے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے اس کی توہین وتذلیل ہوتی ہے۔(1)

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ کفن یا میت کے جسم پر قرآنی آیات کا لکھنا ایسی نئی بدعات سے ہے جس کا کرنا جائز نہیں بلکہ ان کا ارتکاب حرام ہے اسی طرح یہ بھی بدعات میں سے ہے کہ قبر کی مٹی لیکر اس پر

(۱) فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ 2/46، ترتیب احمد بن عبدالرزاق الدرویش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیات پڑھ کر میت کے کفن پر پھینکا جائے تا کہ اسے قبر میں عذاب نہ ہو اس کی کوئی بنیاد (دلیل) نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نیک اعمال ہی بچا سکتے ہیں۔

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے اس فعل کے بدعت ہونے کی صراحت میں لکھا ہے: یہ ایک ایسی چیز ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں بلکہ یہ بہت بڑی خلاف شریعت بدعت ہے جس کا کرنا جائز نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی فائدہ ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو ایسا کرنے کا نہیں بتایا البتہ شرعی کام یہ ہے کہ مسلمان جب فوت ہو جائے تو اسے غسل دیا جائے اور کفن پہنا کر اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے اور پھر اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے اور جو لوگ دفن کے وقت موجود ہوں ان کے لئے شرعی حکم یہ ہے کہ دفن کرنے کے بعد اس کے لئے بخشش اور (منکر نکیر کے سوالات کے وقت) اس کے ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کیا کرتے تھے اور اس کا حکم دیتے تھے۔ —وباللہ التوفیق— (1)

بہر حال اگر آیات قرآنیہ کی (اس طرح) لکھائی قبر کے عذاب سے بچاتی تو یقیناً خیر البشر ﷺ اس کا بتاتے اور ان کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم اس پر عمل کرتے اور اگر اس میں اس موقعہ پر کوئی فائدہ ہوتا تو وہ ضرور اس میں سبقت لے جاتے۔ لیکن قرآن مجید پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کا فائدہ تو زندگی میں حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کا اجر و ثواب مرنے کے بعد ملتا ہے۔ —واللہ المستعان—

---

(1) فتاویٰ اسلامیہ للشیخ ابن باز، ص51 ج2۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری بحث

تبرک کی غرض سے قبر میں قرآن پاک وغیرہ کا رکھنا

اولاً:- ضروری ہے کہ مسلمان یہ عقیدہ و ایمان رکھے کہ ہر قسم کی خیر اور بھلائی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"(1)

آپ کہہ دیجئے! اے میرے معبود، اے تمام جہان کے مالک، تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے، اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے تیرے ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ (2) نے لکھا ہے:

"تو (اللہ) ہی اپنی مخلوق میں تصرف کا اختیار رکھتا ہے اور جو چاہتا ہے، سو کرتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے رد میں ارشاد فرمایا جو اس پر اپنا فیصلہ مسلّط کرنا چاہتے ہیں کہ:

"اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَةَ رَبِّکَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِیًّا . وَرَحْمَةُ رَبِّکَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ" (3)

---

(1) سورۃ آل عمران، آیت نمبر 26۔ (2) امام ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی 701ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ آپ نے بچپن ہی میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ابن عساکر جیسے اہلِ علم کی کثیر تعداد سے علم حاصل کیا۔ اور تفسیر و حدیث اور فقہ خصوصاً تاریخ میں بلند نام کمایا آپ 774ھ میں فوت ہوئے۔ آپ کی تصانیف میں تفسیر القرآن البدایہ اور جامع المسانید مشہور ہیں۔ (شذرات الذہب، ص231 ج6۔ الدرر الکامنۃ ص373 ج1۔ البدر الطالع ص153 ج1)

(3) سورۃ الزخرف، آیت نمبر 32۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا وہ تیرے رب کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں؟ اس دنیا میں ہم نے ان کے درمیان ان کی معیشت (رزق) کو تقسیم کیا ہے اور بعض کو بعض پر درجات میں بلندی دی ہے تاکہ ایک دوسرے کا مذاق اڑائیں اور تیرے رب کی رحمت اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

یعنی ہم ہی اپنی مخلوق میں جس طرح چاہتے ہیں بغیر کسی رکاوٹ اور ممانعت کے تصرف کرتے ہیں۔ اور اس میں ہماری حکمت اور حجت ہے۔" (1)

اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

" إِنَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ يَقُوْلُ: يَاآدَمُ ،فَيَقُوْلُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ"(2)

بے شک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے آدم (انسان) تو وہ کہتا ہے: میں حاضر ہوں ہر سعادت تیرے پاس ہے اور ہر بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔

یہاں سے ہم پر یہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ تمام قسم کی بھلائی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور ہر قسم کی برکت کا سرچشمہ وہی ہے اور اسی کی طرف سے ہے اور وہی بزرگ و برتر برکتوں والا ہے۔ لہٰذا کسی دوسری چیز کی طرف برکت کو منسوب کرنا جائز نہیں جب تک اس کی کوئی دلیل نہ ہو۔ جیسا کہ بسا اوقات ایک چیز کسی خاص جگہ پر برکت والی ہوتی ہے مگر وہی چیز کسی دوسری جگہ برکت والی نہیں ہوتی۔ جیسا کہ میدان عرفات کی دعا ہے وہاں تو اس وقت (9 ذوالحجہ کے دن) وہ برکت والی ہے مگر اس وقت کے علاوہ میدان عرفات میں کوئی خصوصیت نہیں۔

امام ابنِ القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ہر موجود چیز میں خیر و برکت اور کمال اللہ تعالیٰ کی خیر اور اس کے ذاتی کمال سے کشید ہے یعنی خیر و برکت اس سے لی جاتی ہے وہ اپنی مخلوق سے نہیں لیتا۔ مخلوق اس کے خیر و برکت کی محتاج ہے۔ جبکہ وہ اس سے غنی ہے اور مخلوق کا ہر فرد اس کے کمال کا سوال کرتا ہے۔.......... ہر قسم کا کمال اسی کا ہے اور ہر بھلائی اس کی طرف سے ہے ہر قسم کی حمد وثنا اور تعریف اس کو سزاوار ہے ہر بھلائی

(1) تفسیر ابن کثیر، ص 697 ج 2۔

(2) البخاری، کتاب الانبیاء، باب قصۃ یاجوج وماجوج حدیث نمبر 3348۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے ہاتھ میں ہے اور معاملہ بھی اس کے سپرد ہے۔اس کا نام، اس کی صفات، اس کے افعال اور اس کی ذات سبھی کچھ بابرکت ہے۔ گویا تمام برکتوں کا مالک وہی ہے اور اسی کی طرف سے ہے اس سے سوال کرنے سے اس کی خیر و برکت میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے عطاء و جود اور خیر و برکت لٹانے سے اس کے خزانوں میں کمی واقع ہوتی ہے"(1)

ثانیاً:- یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے بعض کو جس قدر چاہا خیر و برکت اور فضل سے نوزا ہے یعنی جب تمام برکت اس کے لئے اور اس کی طرف سے ہے تو جس پر وہ اپنی برکت نازل کرتا ہے وہ برکت والا بن جاتا ہے اسی وجہ سے جس کتاب کو اس نے نازل کیا وہ برکت والی ہے، اس کے رسول (ﷺ) برکت والے ہیں، اس کا گھر برکت والا ہے اور وہ اوقات یا مقامات بھی برکت والے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے شرف سے نوازا اور برکت کیلئے مختص کیا ہے لیلۃ القدر برکت والی ہے، مسجد اقصیٰ کا اردگرد برکت والا ہے سرزمین شام برکت والی ہے کیونکہ قرآن پاک میں چار پانچ جگہ اسے برکت والی کہا گیا ہے۔ پس وہ اپنی ذات میں منبع برکت ہے جو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے برکت دیتا اور برکت والا بناتا ہے تو وہ اسی نسبت سے برکت والا ہو جاتا ہے۔ (2)

اور برکت یہ ہے کہ کسی چیز میں اللہ کی برکت ثابت ہو، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَأَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ" (3)

اور اگر بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے، تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے، لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔

گویا برکت کو برکت اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ اس میں خیر ثابت ہوتی ہے جیسے پانی کا بابرکت ثابت ہونا

(1) شفاء العلیل لابن القیم، ص73 ج2 تخریج و تعلیق مصطفیٰ ابو النصر الشلبی، بتصرف۔

(2) بدائع الفوائد لابن القیمؒ ص186 ج2، بتصرف۔ (3) سورۃ الاعراف، آیت نمبر 96۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور مبارک وہ چیز ہے جس میں یہ بھلائی ہو اسی وجہ سے ابن جریر رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ: یعنی وہ (جگہ) جس میں ہم نے خیر کو اس کے رہنے والوں کے لئے ہمیشہ کیلئے ثابت رکھا ہے۔(1)

اور تبرک، برکت طلب کرنے کو کہتے ہیں یعنی کسی چیز کے ساتھ برکت مانگنا یعنی اس کے واسطہ اور ذریعہ سے برکت مانگنا ہے۔ چنانچہ اسلام میں تبرک بنیادی طور پر جائز ہے مگر علی الاطلاق جائز نہیں۔ گویا ایک تبرک جائز ہے اور ایک ممنوع اور ناجائز ہے اور مسلمان کو قرآن مجید کے بابرکت ہونے میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے چار جگہ پر اس صفت سے تعبیر کیا:

ا:- ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَهٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ" (2)

اور یہ کتاب، ہم نے اسے بابرکت نازل کیا ہے پس تم اس کی پیروی کرو تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔

۲:- ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَهٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ مُبٰرَكٌ مُصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ" (3)

اور یہ ایسی کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی برکت والی ہے، اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے، اور تاکہ آپ مکہ والوں کو اور آس پاس والوں کو ڈرائیں اور جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں ایسے لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں پر مداومت (ہمیشگی) رکھتے ہیں۔

۳:- مزید ارشاد فرمایا:

"وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ اَنْزَلْنَاهُ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ" (4)

اور یہ نصیحت و برکت والا قرآن بھی ہم نے نازل فرمایا ہے کیا پھر بھی تم اس کے منکر ہو۔

---

(1) تفسیر الطبری ص 34 ج 9، المفردات للراغب الاصفہانی ص 44۔ (2) سورۃ الانعام، آیت نمبر 155۔

(3) سورۃ الانعام، آیت نمبر 92۔ (4) سورۃ الانبیاء، آیت نمبر 50۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴:- مزید ارشاد فرمایا:

"كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الْأَلْبَابِ" (1)

یہ بابرکت کتاب جسے ہم نے آپ کی طرف اس لیے نازل فرمایا ہے کہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقلمند اس سے نصیحت حاصل کریں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو اس کی بہت زیادہ خیر و بھلائی اور دنیا و آخرت کے فوائد و منفعت نیز اس میں پہلے گذرنے والوں اور آنے والوں کے بھی علوم کی وجہ سے برکت والا بنایا ہے اور مذکورہ آیات کی تفسیر میں مفسرین نے اس کی صراحت کی ہے چنانچہ زاد المسیر میں ہے:

"مبارک، برکت والا وہ ہوتا ہے جس کی طرف سے بہت زیادہ بھلائی ملے"۔ (2)

"اور اس (قرآن پاک) کے بابرکت ہونے اور ڈرانے والا ہونے کا معنی یہ ہے کہ: بہت ہی فوائد و منفعت والا ہے۔ کیونکہ وہ دنیا و آخرت کی منفعت کو شامل ہے اور پہلے لوگوں کے اور بعد کے آنے والوں کے علوم کو ہر اعتبار سے شامل ہے۔ (3)

یہ تمام مذکورہ بالا آیات قرآن مجید کی برکت اور جو کچھ بھی اس میں بھلائی ہے اس کو واضح کرتی ہیں لیکن یہ جائز نہیں کہ اب قرآن پاک کو اس برکت کی وجہ سے میت کے ساتھ قبر میں رکھ دیا جائے کہ (قرآن) اطمینان و سکون کا سبب ہوتا ہے کیونکہ ایسا کرنا قرآن مجید کو غلط جگہ استعمال کرنا ہے اور اس کی توہین اور گستاخی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک کی برکت آنحضرت ﷺ کے طریق کار اور سیرت پاک سے یا پھر سلف صالحین کی زندگیوں سے پہچانی جاسکتی ہے اور ہر وہ کام جو آنحضرت ﷺ سے ثابت نہ ہو وہ اس کے کرنے والے پر لوٹایا جاتا ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ" (4)

---

(1) سورۃ ص، آیت نمبر 29۔ (2) زاد المسیر لابن الجوزی، ص 84 ج 3۔ (3) روح المعانی للآلوسی، ص 221 ج 7۔

(4) مسلم، کتاب الاقضیۃ، باب نقض الاحکام الباطلۃ، حدیث نمبر 1718۔ بخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور، حدیث نمبر 2697۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہیں وہ مردود ہے۔

لہٰذا میت کے ساتھ قبر میں قرآن مجید یا کوئی اور کتابیں رکھنا ایسی بدعات میں سے ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی، سعودی عرب میں فتویٰ کمیٹی کو سوال کیا گیا کہ: ہمارے ہاں ایک عمل کھلے عام ہوتا ہے جس کے متعلق ہم شرعی حکم پوچھتے ہیں: کہ لوگ قبر میں میت کے ساتھ "الدوشان" یا "القدوہ" نامی کتاب رکھتے ہیں یہ کتاب لکھنے والے کہتے ہیں کہ کتاب میت کو منکر نکیر کے سوالات کے جواب میں ثابت قدم رکھتی ہے۔ کمیٹی نے اس کے جواب میں لکھا:

''میت کو منکر نکیر کے سوالات کے جواب میں ثابت قدم رکھنے کے لئے یا کسی اور مقصد کے لئے میت کے ساتھ (قبر میں) کتاب رکھنا جائز نہیں، کیونکہ یہ ثابت قدم رکھنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

جیسے رشاد باری تعالیٰ ہے:

"يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَايَشَآءُ" (1)

ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی، ہاں، ناانصاف لوگوں کو بہکا دیتا ہے اور اللہ جو چاہے کر گذرے۔

اور یہ کہ: ایسا کرنا بدعت ہے اور آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَرَدٌّ" (2)

''جس نے بھی ہمارے اس کام (دین) میں کوئی (بدعت) ایجاد کی جو اس (دین) سے نہیں وہ مردود ہے''۔

۲اس کام کے حرام ہونے پر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی وصیت بھی شاید دلالت کرے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت جب قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم میرا جنازہ لیکر جاؤ تو تیز چلنا، میرے ساتھ آگ لیکر نہ چلنا، اور نہ میری لحد میں کوئی ایسی چیز رکھنا جو میرے اور مٹی کے درمیان حائل ہو، اور میری قبر پر

(1) سورۃ ابراہیم، آیت نمبر 27۔ (2) مجموعہ فتاویٰ اللجنۃ، فتویٰ نمبر 3596۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمارت نہ بنانا اور تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں (مصیبت کے وقت) گریبان چاک کرنے والی، بلند آواز سے رونے والی اور کپڑے چاک کرنے والی سے بری الذمہ ہوں، انہوں نے کہا: کیا تم نے اس سلسلہ میں کچھ سنا ہے؟ تو فرمایا: ہاں میں نے (یہ) رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: (۱)

یہ جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ وصیت فرما رہے ہیں کہ ان کی لحد میں کچھ بھی نہ رکھا جائے لیکن بعض شہروں میں اس انداز میں تجاوز کتنا عام ہو چکا ہے کہ بہت سی ایسی بدعات پھیل چکی ہیں جو مردوں کے ساتھ ان کی قبروں میں رکھی جاتی ہیں۔ مثلاً

۱:- جب کوئی انسان مر جاتا ہے تو اس کے لباس سے کپڑا لیکر اس میں اس (مرد ہو یا عورت) کے بال یا وہ بال جو کنگھی کرنے سے آتے ہیں ان کو (اس کپڑے میں لپیٹ کر) میت کے سر کے نیچے قبر میں رکھنا۔

۲:- بھینس وغیرہ کو ذبح کرکے اس کا خون لاکر میت کے ساتھ قبر میں رکھنا۔

۳:- قبر میں میت کے سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھنا۔

۴:- بعض ملکوں میں جب کوئی مر جائے تو تین ڈھیلے لے کر ایک کو اس کے دائیں رخسار کے نیچے دوسرے کو اس کی ران کے نیچے اور تیسرے کو اس کے ٹخنے کے نیچے رکھ دیتے ہیں۔

۵:- مہندی کا میت کے ساتھ قبر میں رکھنا۔

۶:- بعض ملکوں میں جب کوئی مر جائے اور اس کو چالیس دن ہو جائیں تو اہلِ خانہ (عورتیں، بچے، اس کی) قبر کی زیارت کو جاتے ہیں اور قبر کشائی کرتے ہیں ان کے پاس دانے ہوتے ہیں جن کو وہ میت پر پھینک دیتے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ یہ بدعتی عمل بہت سی بدعتوں کو اپنے میں سمو لیتا ہے۔ حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی خاص ضرورت کے بغیر قبر کشائی نہیں کرتے تھے جیسا کہ قبر کھودنے والا کوئی چیز قبر میں بھول جائے یا کوئی قیمتی چیز اس میں گر گئی ہو لیکن علاوہ ازیں ایسا کرنا جائز نہیں۔

---

(۱) مسند احمد ص 397 ج 4۔ البیہقی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الجنازۃ لا تو خر إذا حضرت، ص 395 ج 3۔ البانی نے اس کی سند کو حسن کہا ہے، احکام الجنائز ص 18۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷:-قبر کی مٹی سے مٹھی بھر کر اس پر قرآن پڑھنا پھر اس کو کفن پر ڈالنا تاکہ اسے قبر میں عذاب نہ ہو۔ (1)

۸:-قبر کے ساتھ چادر کو رکھنا۔حالانکہ اکثر اہل علم نے اسے حرام کہا ہے اور یہ جمہور کا قول ہے(2)۔

اگرچہ بعض اہل علم اس کے جواز کے بھی قائل ہیں جنہوں نے مسلم میں حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ: آنحضرت ﷺ کی قبر میں سرخ چادر رکھی گئی تھی۔(3) امام نووی رحمہ اللہ نے اس کے جواب میں فرمایا ہے: ''امام شافعی اور ہمارے دوسرے علماء شافعیہ بلکہ ان کے علاوہ دوسرے علماء بھی قبر میں میت کے نیچے چادر یا گدا یا تکیہ وغیرہ رکھنا مکروہ سمجھتے ہیں بعض علماء نے اس حدیث (نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر میں چادر رکھنا)---کی بنا پر شذوذ وتفرد اختیار کیا ہے جبکہ صحیح موقف جمہور ہی کا ہے کہ چادر وغیرہ رکھنا مکروہ ہے انہوں نے اس حدیث کا جواب یہ دیا ہے کہ حضرت شقران (4) رضی اللہ عنہ اس فعل (چادر رکھنے) میں اکیلے ہیں صحابہ میں سے کسی بھی اور صحابی رضی اللہ عنہ نے اس کی موافقت نہیں کی، کیونکہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام اسے پہنا اور بچھایا کرتے تھے۔تو شقران رضی اللہ عنہ کے دل نے اجازت نہ دی کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی اور اس چادر کو استعمال کرے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (جو اس حدیث کے راوی ہیں) سے منقول ہے کہ وہ قبر میں میت کے نیچے کپڑا رکھنے کو مکروہ سمجھتے تھے'' -واللہ اعلم- (5)

ترجیح:-

مندرجہ ذیل وجوہ کے پیش نظر کسی کو یہ مناسب نہیں کہ وہ حضرت شقران رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے قبر میں میت کے نیچے کپڑا یا چادر وغیرہ رکھنے کو جائز سمجھے اور اجازت دے۔

(1) البدع والمحدثات، ص275-366۔،احکام الجنائز وبدعہا للالبانی، ص317۔

(2) حواشی الشروانی، ص184 ج4۔ (3) مسلم، کتاب الجنائز، باب جعل القطیفۃ فی القبر، حدیث نمبر2238۔

(4) صالح بن عدی شقران رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے غلام تھے جسے آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے خریدا تھا آپ رضی اللہ عنہ بدری ہیں اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے دفن کے موقعہ پر موجود تھے۔طبقات ابن سعد، ص36 ج3۔

(5) مسلم، کتاب الجنائز، حدیث:2238۔مختصرا المجموع، ص163 ج5۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا:- یہ حضرت شقران رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے جسے انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے علم کے بغیر کیا۔ اور اس سے کسی صحابی نے موافقت نہیں کی جس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے قبر میں میت کے نیچے کپڑا رکھنے کو مکروہ کہا ہے (1) تو حضرت شقران رضی اللہ عنہ کا یہ فعل حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مخالف ہوا۔

۲:- آنحضرت ﷺ سے ایسا کرنا ثابت نہیں باوجود یکہ آپ ﷺ نے اپنے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دفن کیا ہے۔ اگر آپ ﷺ نے ایسا (خواہ ایک مرتبہ ہی) کیا ہوتا تو ہم تک ضرور پہنچتا جو کہ اس فعل کے عدم جواز کی دلیل ہے۔

۳:- ممکن ہے کوئی کہے کہ حضرت شقران رضی اللہ عنہ نے جو کیا اگر چہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے مگر یہ صحیح نہیں کہ انہوں نے بدعت کی، خصوصاً اس وجہ سے کہ کسی سے یہ ثابت نہیں کہ اس نے حضرت شقران رضی اللہ عنہ کو روکا ہو یا انکار کیا ہو۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے یہ معاملہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ خاص ہو اور جو چیز نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ خاص ہو اس پر دوسروں کو قیاس نہیں کیا جا سکتا اور درج ذیل قرائن کی بنا پر بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ فعل نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔

(ا) آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے میری لحد میں میری چادر بچھا دینا کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے جسموں پر مٹی مسلط نہیں ہوتی (یعنی جسم بوسیدہ نہیں ہوتے) (2)

(ب) اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے وہی چیز منتخب کرتے ہیں جو افضل ہو۔

(ج) اس مسئلہ میں بعض اہل علم نے بھی اس کو نبی ﷺ کی خصوصیت قرار دیا ہے۔ جیسا کہ امام وکیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ خاص تھا۔(3)

---

(1) البیہقی فی الجنائز، ص: 408 ج3، مسلم مع النووی، ص 247۔

(2) کنز العمال، حدیث نمبر 42245، طبقات ابن سعد، ص 228 ج2، البدایہ، ص 143 ج8، یہ حدیث مرسل ہے بعض نے منکر بھی کہا ہے تاہم زمین پر حضرات انبیاء علیہم السلام کے جسم مبارک حرام ہونے والی حدیث صحیح ہے۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

(3) طبقات ابن سعد، ص 288 ج2، البدایہ، ص 143 ج8۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے نزدیک یہی بات راجح ہے۔

فائدہ:-

بعض علماء نے حضرت شقران رضی اللہ عنہ کے فعل کی یہ توجیہہ بھی بیان کی ہے کہ مدینہ طیبہ کی مٹی بڑی کھاری تھی (جس کی بنیاد پر آپ ﷺ کے نیچے چادر رکھی گئی) لیکن یہ توجیہہ کوئی معقول نہیں کیونکہ بایں وجہ تو مدینہ طیبہ میں دفن ہونے والے سب کے ساتھ کیا جاتا۔ -واللہ أعلم-

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس چادر (کو لینے) پر تنازع کر رہے تھے تو حضرت شقران رضی اللہ عنہ نے جھگڑا ختم کرنے کے لئے ایسا کیا۔ (1)

(1) رد المحتار ج 3 ص 165۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری بحث

میت کو تابوت میں دفن کرنا یا اسے نیک فال لینے کے لئے بچے کے پہلو میں دفن کرنا

پہلا مقصد:- میت کو تابوت میں دفن کرنا:

میت کو دفن کرنے کا اسلامی حکم اور شرعی طریقہ پہلے گذر چکا ہے کہ اس سلسلہ میں بنیادی چیز یہ ہے کہ میت کو سنت کے مطابق دفن کیا جائے جبکہ میت کو تابوت میں دفن کرنا نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے ثابت نہیں اور نہ ہی آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے بلکہ تابوت میں دفن کرنا عیسائیوں کا طریقہ ہے اسلام کا نہیں۔

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''تابوت میں دفن کرنا مستحب نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایسا کرنا ثابت نہیں۔ اور اس میں دنیا پرستوں سے مشابہت ہے جبکہ زمین میت کے فضلات کو زیادہ خشک اور ختم کرتی ہے''۔ (1)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میت کو تابوت میں دفن کرنا مکروہ ہے الا یہ کہ (زمین) تر اور نرم (سیم زدہ) ہو اور یہ ہمارا بلکہ تمام علماء کا مذہب ہے اور میرے خیال میں یہ اجماعی موقف ہے۔ (2)

حاشیہ رد المختار میں ہے: ''ضرورت کے وقت لوہے یا پتھر وغیرہ کے تابوت استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ زمین نرم و تر ہو............ اسی طرح اگر زمین میں نرمی یا تراوت ہو تو اختیار ہے کہ تابوت بنایا جائے یا شق بنائی جائے۔ اسی طرح سمندر میں (میت کو سپرد کرنے کی کیفیت ہے) اس تقابل کا مقصد ہے کہ (میت کو) لحد میں دفنایا جائے اور تابوت کو لحد میں اتارا جائے کیونکہ لحد کو چھوڑ کر شق اسی صورت میں جائز ہے جب لحد کے گرنے کا اندیشہ ہو۔ جیسا کہ ''الفتح'' میں صراحت موجود ہے پس جب تابوت کو لحد میں رکھا جائے تو میت پر لحد کے گرنے کا خطرہ ختم ہو جاتا ہے اگر لحد نکالنا ممکن نہ ہو تو ظاہر ہے شق ہی بنانا پڑے

(1) المغنی ج 3 ص 435 (2) مختصر المجموع ج 5 ص 159

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی تو پھر تابوت کی ضرورت نہیں۔ الا یہ کہ زمین کھاری ہو اور میت کے جلد بوسیدہ ہونے کا خطرہ ہو۔

"الحلیة" میں "الغایه" کے حوالے سے ہے: تابوت (میت کے) اصل مال سے ہونا چاہئے جب زمین نرم یا کھاری ہو۔ اس کے علاوہ تمام علماء کے نزدیک تابوت کا استعمال مکروہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ: تابوت کو شق میں اس وقت رکھا جائے جب اس کے اوپر کوئی تعمیر نہ ہو تا کہ میت مٹی میں لت پت نہ ہو جائے البتہ اگر اس پر چھت ہو یا اوپر سے بند ہو جیسے ہمارے ملکوں میں قبریں ہوتی ہیں۔ اور مٹی بھی کھاری اور نرم نہ ہو اور لحد نہ بنائی ہو تو تابوت (کا استعمال) مکروہ ہے"۔ (1)

سعودی عرب کی فتویٰ کمیٹی سے اس مسئلہ میں سوال ہوا تو اس نے بھی اس کے ناجائز ہونے کا جوابی فتویٰ دیا۔ (2) اور جن علماء کے نزدیک یہ (تابوت) ناجائز ہے ان میں شیخ عبداللہ الجبرین حفظه الله بھی ہیں جنہوں نے اس کے بدعت ہونے کی صراحت کی ہے (3)

اس سابقہ بحث سے ہم پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ تابوت میں دفن کرنا مسلمانوں کی عادت اور طریقہ نہیں اور ایسا کرنا استثنائی حالت کے علاوہ جائز نہیں۔ جیسا کہ کشتی میں کوئی فوت ہو جائے اور ساحل تک پہنچنے میں دیر ہو تو ایسی صورت میں میت کو تابوت میں رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس طرح زمین نرم ہو یا کسی ایسے کافر ملک میں فوت ہو جس میں قانوناً دفن کرنا منع ہو اور وہاں سے کہیں منتقل کرنے کی بھی اجازت نہ ہو یا منتقل کرنے میں دشواری ہو یا اخراجات زیادہ اٹھتے ہوں۔ جیسا کہ بعض یورپی ممالک میں قانوناً میت کو تابوت میں دفن کرنا ضروری ہے۔ اس ضمن مین سعودی عرب کی فتویٰ کمیٹی سے درج ذیل سوال کیا گیا تو اس نے جو جواب دیا وہ بھی ملاحظہ ہو۔

سوال:- امریکا جیسے ملکوں میں قانون ہے کہ کسی آدمی کو تابوت یا صندوق کے بغیر دفن نہ کیا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(1) حاشیہ رد المختار علی الدر المختار ص 254 ج 2۔ وشرح تنویر الابصار۔

(2) مجموعہ فتاویٰ کمیٹی ص 431 ج 8۔

(3) البدع والمحدثات ص 321۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب:- اگر ممکن ہو تو مسلمان میت کو تابوت اور صندوق کے بغیر دفن کیا جائے اور یہی سنت ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ سے ایسا ثابت نہیں اور نہ ہی آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے کہ انہوں نے کبھی میت کو صندوق میں دفن کیا ہو۔ اور بہتری بہر حال ان کی پیروی ہی میں ہے اور اس لئے بھی کہ میت کو صندوق میں دفن کرنا کفار اور دنیا پرستوں سے مشابہت ہے جبکہ موت تو عبرت اور نصیحت کا سبب ہوتی ہے۔ تاہم اگر (بلا تابوت دفن کرنا) ممکن نہ ہو تو (تابوت کے استعمال میں) کوئی حرج نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ" (1)

اور (اللہ تعالیٰ نے) تم پر دین (کے سلسلہ) میں کوئی تنگی نہیں کی۔

اسی طرح ارشاد فرمایا:

"لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا" (2)

یعنی اللہ تعالیٰ کسی بھی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

دوسرا مقصد:- میت کو نیک فال کے طور پر بچے کے پہلو میں دفن کرنا:

اس سلسلہ میں ایک بدعت یہ بھی ہے کہ بعض یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ میت کو بچوں کے پہلو میں دفن کرنا فائدہ مند ہے اور یہ شگون پکڑتے ہیں جب ان کے فوت شدگان کی قبریں بچوں کے پہلو میں ہوں اس ضمن میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال:- بعض لوگ اپنے فوت شدگان کو بچوں کے پہلو میں دفن کرنے کی بڑی کوشش کرتے ہیں اور اس سے شگون لیتے ہیں کہ اس میں بڑی فضیلت ہے، تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- یہ ایک ایسی چیز ہے جس کی کوئی اصل اور بنیاد نہیں کیونکہ انسان کو قبر میں اس کے اعمال کے مطابق ہی عذاب ہوتا ہے یا انعام ملتا ہے کسی پڑوسی کی وجہ سے نہیں۔ لہذا اس مسئلہ کی مطلقا کوئی

(1) سورۃ الحج، آیت نمبر 78۔ (2) سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 286۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیاد نہیں اور حقیقت میں انسان کو قبر میں سزا یا راحت اپنے اعمال ہی کی بناء پر ملتی ہے خواہ اس کا پڑوسی نیک ہو یا نہ ہو۔ (1)

بنابریں قبر کی جگہ یا اس کی خوبصورتی اور ہمسائیگی، اللہ کے عذاب کو بدل نہیں سکتی بلکہ اللہ کے عذاب سے صرف اللہ تعالیٰ کا خوف، تقویٰ اور نیک اعمال ہی بچا سکتے ہیں البتہ ان خرافات کے ذریعہ عذاب سے فرار اور حفاظت کا تصور شیطانی فریب اور دھوکہ ہے۔ —واللہ المستعان علی ماتصفون—

(1) مجموع الفتاوی لمحمد بن صالح العثیمین ،ص 33۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی فصل

قبرستان سے متعلقہ بدعات

پہلی بحث

قبروں کو مزین کرنا اور خوبصورت بنانا

اس ضمن میں قبروں پر درخت لگانا، اظہارِ تعزیت کے لئے چھتریاں اور برآمدے بنانا، ایسی بدعات ہیں جو بعض اسلامی ممالک میں پھیلی ہوئی ہیں اور قبرستان میں درج ذیل مقاصد کیلئے درخت لگائے جاتے ہیں۔

پہلا مقصد:-قبرستان کی تزئین اور خوبصورتی:

قبرستان کو مزین کرنا اور خوصورت بنانا شرعی حکمت کے خلاف ہے۔ کیونکہ قبرستان کوئی تفریح گاہ یا پارک نہیں۔ بلکہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے جائے عبرت ہے۔ جبکہ قبروں کو سجانا، ان کو مزین کرنا، لوگوں کو قبروں یا قبر والوں کے متعلق فتنہ میں مبتلا کرنا ہے۔ چنانچہ آجکل بہت سے مسلمان ایسے ملتے ہیں جو قبروں کو سجاتے ہیں۔ اور محض اظہارِ فخر اور غلبہ کا میدان بنا دیتے ہیں۔ اور بعض تو ان میں سے ٹولیوں میں جا کر قبر پر نہائت انکساری سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ گویا کہ میت پر ظاہر کرتے ہیں وہ اللہ کے ولیوں میں سے ہے۔ بلکہ بعض مالدار لوگ میت کے دفن کے لئے جو جگہ تیار کی جاتی ہے اس کو سجانے اور مزین وخوبصورت بنانے میں ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں۔ اسی طرح اپنے والد یا قریبی رشتہ دار کی قبر پر کرتے ہیں۔ بلکہ بعض تو جس جگہ ان کے رشتہ داروں کی قبریں ہوتی ہیں وہاں بطورِ تحفہ عمارت تعمیر کرواتے ہیں اور ایسے باغیچے لگاتے ہیں جس کی مثال نہیں ملتی۔ کیونکہ ان قبروں کی دیواروں پر قیمتی قسم کا ماربل اور عمدہ قسم کا پتھر لگاتے ہیں اور فرش پر بھی اسی قسم کا قیمتی ماربل لگاتے ہیں جبکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان مالداروں کے اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس میں فضول خرچی اور مال کو نامناسب جگہ پر خرچ کرنا ہے اور اس میں اسلام کے بنیادی مقصد کی مخالفت اور قبر بنانے کی حکمت کی بھی نفی ہے۔ مگر پورے عالمِ اسلام میں یہ قبے اور قبریں بلند و بالا کر دی گئی ہیں۔ گنبدوں میں سبقت لی جا رہی ہے میلاد کی محفلیں منعقد ہو رہی ہیں۔ اس وجہ سے آباد کاروں اور قابض رہائشیوں کے اس کمزور نقطہ کو پہچان کر اس کو مضبوط کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور یہ بات بڑی واضح اور پختہ دلیل ہے کہ یہ فعل اسلام کی بنیاد اور اصل روح کے خلاف ہے۔ جس کی مزید تفصیل انشاء اللہ پانچویں فصل میں بیان ہوگی۔

دوسرا مقصد:۔ بعض لوگ قبرستان میں شرعی مقصد کے لئے درخت لگاتے ہیں:

قبرستان میں درخت اور پودے اس اعتقاد سے لگائے جاتے ہیں کہ سرسبز و شاداب درخت اور پھول میت پر عذاب میں تخفیف کا باعث بنتے ہیں اور اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ دو قبروں کے پاس سے گذرے تو فرمایا: یہ دونوں عذاب میں مبتلا ہیں اور کسی بڑے گناہ پر عذاب نہیں ہو رہا ہے۔ ہاں صرف یہ کہ ان میں سے ایک چغلی کھایا کرتا تھا، اور دوسرا اپنے پیشاب سے پردہ (جسم پر چھینٹے پڑنے میں احتیاط) نہیں کرتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے ایک تازہ ٹہنی لیکر اس کو دو پھانک کیا اور ہر ایک کی قبر پر انہیں لگاتے ہوئے فرمایا: شاید ان کے خشک ہونے تک ان (قبر والوں) سے تخفیف کر دی جائے۔ (1)

اسی فعل سے انہوں نے یہ خیال کیا کہ معاملہ درختوں کی برکت سے متعلق ہے۔ جس میں حکمت یہ ہے کہ ہر زندہ اور بڑھنے والا (درخت) اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔ ماسوائے مردہ اور خشک کے، اور حدیث پاک میں اشارہ ہے کہ یہ دونوں (ٹہنیاں) جب تک خشک نہ ہوں گی تب تک تسبیح کرتی رہیں گی اور یہ روحانی انکشاف کہ آپ ﷺ نباتات و جمادات کی تسبیح کا مشاہدہ کرتے ہیں آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے

(1) البخاری، کتاب الجنائز، باب عذاب القبر من الغیبة والبول، حدیث نمبر 1378۔ مسلم، کتاب الطهارة، باب الدلیل علی نجاسة البول ووجوب الاستبراء منه، حدیث نمبر 292

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور آپ ﷺ کی امت میں سے بعض پاکباز بزرگوں پر بھی یہ چیز منکشف ہو جاتی ہے کہ وہ کائنات کی تسبیح کو سنتے ہیں جیسا کہ بعض خاص اہل تصوف وطریقت کو یہ (مقام) حاصل ہوا ہے اور اب تک بھی یہ عادت تمام ملکوں کے عوام میں آنحضرت ﷺ کی پیروی میں پائی جاتی ہے پھر خاص لوگوں میں پھولوں سے بدل گئی ہے۔ تسبیح تو دونوں کرتے ہیں۔ اور (عذاب میں) تخفیف کی امید تو صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کہ وہی رحم کرنے والا مہربان ہے۔ (1)

درمختار میں ہے: ''قبرستان سے سرسبز بوٹیاں اور گھاس (کا کاٹنا) مکروہ ہے خشک کا نہیں کیونکہ جب تک وہ تازہ وسرسبز رہتا ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے تو میت مانوس رہتی ہے اور اس کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے.........اس لئے کہ سرسبز اور تازہ چیز میں ایک قسم کی زندگی ہوتی ہے۔ بنابریں اس کا کاٹنا خواہ وہ خودرو ہو، اور کوئی اس کا مالک نہ بھی ہو مکروہ ہے۔ کیونکہ اس (کو کاٹنے) میں میت کا حق تلف ہوتا ہے۔ چنانچہ یہاں سے اور حدیث سے اتباع کی خاطر اس کا رکھنا مستحب معلوم ہوتا ہے۔ اور اس پر ہم اپنے زمانہ کی روایت گھاس وغیرہ رکھنے کو قیاس کر سکتے ہیں۔ اس بات کی تصریح شافعی علماء کے ایک گروہ نے کی ہے اور یہ بات بعض مالکیوں کے اس قول سے بہت بہتر ہے کہ ان دو قبروں سے تخفیف آنحضرت ﷺ کے دست مبارک کی برکت سے یا آپ ﷺ کی ان دونوں کے لئے دعا کی وجہ سے تھی جس پر کسی دوسرے کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ (2)

کتاب ''التوسل'' کے مصنف نے لکھا ہے کہ: قبر میں میت جس فتنہ کو محسوس کرتی ہے قبر پر تازہ ٹہنی (جسے کسی نیک آدمی کا ہاتھ لگ جائے) رکھنے سے وہ وقتی طور پر دور ہو جاتا ہے اسی طرح یہ (فتنہ) اس شخص سے بھی دور ہو جاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ جمعہ کے دن یا اس کی رات کو موت کی سعادت عطا فرمائیں۔ (3)

ان حضرات نے جلیل القدر صحابی حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ کی اس وصیت سے بھی استدلال

---

(1) مجلۃ الرسالۃ والروایۃ، شمارہ 836۔ (2) حاشیہ ابن عابدین، ص 184 ج 3۔

(3) التوسل بالانبیاء والصالحین، ص 76۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ: میری قبر میں دو ٹہنیاں رکھی جائیں۔ (1)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے:

''ممکن ہے کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے قبر کے اوپر تازہ ٹہنیاں گاڑنے کا حکم آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں دیا ہو کہ آپ ﷺ نے ان دونوں قبروں پر دو تازہ ٹہنیاں رکھی تھیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ قبر کے اندر رکھنے کا حکم دیا ہو، کھجور میں برکت ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (اس درخت کے متعلق) فرمایا ہے: ''كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ'' (2) پاکیزہ درخت کی طرح۔ اور پہلی بات زیادہ واضح ہے اور اس کی تائید مصنف (امام بخاریؒ) کے اس حدیث کو دوسرے باب میں لانے سے بھی ہوتی ہے گویا کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو عموم پر محمول کیا ہے اور ان دونوں آدمیوں کے ساتھ خاص نہیں سمجھا..........اور امام بخاریؒ کے انداز سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں کے ساتھ خاص ہے اسی وجہ سے انہوں (امام بخاریؒ) نے اس کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ذکر کیا ہے کہ ''إِنَّمَا يُظِلُّهُ عَمَلُهُ'' بے شک اس کا عمل اس پہ سایہ فگن ہوتا ہے (3)''۔

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے اس حدیث پر حاشیہ میں فرمایا ہے:

''اسے خصوصیت قرار دینے والی بات ہی درست ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ان قبروں پر ہی ٹہنیوں کو گاڑا ہے جن کے متعلق آپ ﷺ کو علم ہوا کہ ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور باقی قبروں کے ساتھ ایسا نہیں کیا اگر ایسا کرنا سنت ہوتا تو آنحضرت ﷺ سب کے ساتھ کرتے اور یہ بھی کہ خلفاء راشدین اور کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ایسا نہیں کیا۔ اگر یہ کام شرعاً جائز ہوتا تو وہ اس کی طرف ضرور بڑھتے۔ البتہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا ہے وہ ان کا اجتہاد ہے اور اجتہاد صحیح بھی ہو سکتا ہے اور

(1) الطبقات لابن سعد، ص5 ج7۔ فتح الباری، کتاب الجنائز، ص264 ج3۔ حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ ہجرت کے سال مسلمان ہوئے اور بدر کے بعد ہجرت کی اور تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔ 63ھ میں وفات پائی (طبقات لابن سعد، ص6 ج7۔ تاریخ بخاری، ص141 ج2۔ سیر اعلام النبلاء، ص469 ج2)

(2) سورۃ ابراہیم آیت نمبر 24۔ (3) فتح الباری ص264 ج3۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلط بھی۔ اور درست اس فعل کا ترک کرنا ہے۔ جیسے گذر چکا ہے۔ - واللہ أعلم- (1)

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ سابقہ بحث کی روشنی میں امام بخاری رحمہ اللہ نے جو کہا ہے وہ ہی درست ہے اور حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے میں کوئی دلیل نہیں، کیونکہ وہ محض رائے ہے حدیث اس پر دلالت نہیں کرتی خواہ وہ عام ہی کیوں نہ ہو۔ اور آنحضرت ﷺ نے ٹہنی کو قبر کے اندر نہیں بلکہ اوپر رکھا تھا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور بہترین نمونہ حضرت محمد ﷺ کا نمونہ ہے۔ (2)

پہلی جس حدیث پر اعتماد کیا گیا ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ دو قبروں کے پاس سے گذرے.........الخ۔ اس میں ٹہنیاں رکھنے کی اجازت دینے والوں کے لئے اس وجہ سے کوئی دلیل نہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے واضح کر دیا ہے کہ قبر پر جس درخت کو انہوں نے رکھا ہے اس میں درخت ہونے کے اعتبار سے کوئی تاثیر نہیں البتہ تاثیر ہے تو آپ ﷺ کی شفاعت کی ہے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

''إِنِّي مَرَرْتُ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ، فَأَحْبَبْتُ بِشَفَاعَتِي أَنْ يُرَفَّهَ عَنْهُمَا مَادَامَ الْغُصْنَانِ رَطْبَيْنِ'' (3)

بے شک میں (جب) ان دو قبروں کے پاس سے گذرا تو ان دونوں (میتوں) کو عذاب دیا جا رہا تھا تو میں نے اپنی شفارش سے چاہا کہ ان سے (عذاب) ان ٹہنیوں کے تر رہنے تک دور کر دیا جائے۔

امام ابن الملقن (4) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ کے قبر پر تازہ ٹہنیاں رکھنے کے کئی احتمالات ہیں۔ مثلاً:

ا:- یہ کہ آپ ﷺ نے ان دونوں کے لئے شفاعت کی ہو اور اس شفاعت کے قبول ہونے کی امید رکھی ہو اور

---

(1) فتح الباری، ص 264 ج 3۔ (2) احکام الجنائز، ص 258،

(3) مسلم، فی کتاب الزہد، باب حدیث جابر الطویل حدیث نمبر 3012۔

(4) امام عمر بن علی بن احمد، ابن الملقن رحمہ اللہ تعالیٰ 723ھ کو قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ امام سبکی اور ابو حیان جیسے اکابر سے علم حاصل کیا، حافظ عراقی اور ابنِ حجر وغیرہ آپؒ کے شاگرد ہیں۔ آپ کی مشہور کتاب ''الاعلام بفوائد عمدۃ الاحکام'' ہے۔ 804ھ کو فوت ہوئے۔ شذرات الذہب، ص 44 ج 7۔ البدر الطالع ص 508 ج 1۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان (ٹہنیوں) کے خشک ہونے تک آپ ﷺ کی برکت سے ان دونوں سے عذاب اٹھائے جانے یا ہلکا کر دینے کی امید ہو، چنانچہ ان کی شفاعت قبول ہوگئی کہ ان (ٹہنیوں) کے خشک ہونے تک عذاب میں تخفیف ہوگئی اس کی تائید اس طویل حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"أَحْبَبْتُ بِشَفَاعَتِي أَنْ يُرَفَّهَ عَنْهُمَا مَادَامَ الْغُصْنَانِ رُطْبَيْنِ"

اگر یہ اور واقعہ بھی ہو تو مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے۔

۲:- آپ ﷺ اس مدت میں ان کے لئے دعا کرتے رہے ہوں۔

۳:- آپ ﷺ کو اس مدت میں تخفیف کی وحی کر دی گئی ہو۔

جہاں تک ان کا یہ استدلال ہے کہ یہ برکت ان تازہ ٹہنیوں کی تسبیح کی وجہ سے تھی اور عذاب کی تخفیف کا سبب ان ٹہنیوں کا تازہ ہونا ہے کیونکہ حالت تسبیح میں ان دونوں ٹہنیوں کی تسبیح کی برکت میت کو پہنچتی رہی لہذا اس اعتبار سے تو پھر قبروں پر تازہ ٹہنیاں رکھنے اور سرسبز درخت لگانے میں کوئی حرج نہیں تا کہ قبر والوں سے عذاب ہلکا ہو جائے، لیکن اس کا جواب اس طرح دیا جاتا ہے:

اول:- یہ کہ پہلے گذر چکا ہے آنحضرت ﷺ نے اس (تخفیف) کو اپنی شفاعت کی طرف منسوب کیا ہے یعنی آپ ﷺ نے فرمایا:

"فَأَحْبَبْتُ بِشَفَاعَتِي أَنْ يُرَفَّهَ عَنْهُمَا مَادَامَ الْغُصْنَانِ رُطْبَيْنِ"

یہ صراحت ہے کہ عذاب کے رفع ہونے کا سبب آپ ﷺ کی شفاعت اور دعا تھی نہ کہ ان (ٹہنیوں) کا تر و تازہ ہونا خواہ حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم کا واقعہ ایک ہو یا زیادہ۔ کیونکہ دونوں احتمالات کے باوجود ان دونوں واقعات میں مشابہت کی وجہ سے علت اور سبب ایک ہی ہے اور یہ بھی کہ تازہ ہونے کو عذاب میں تخفیف کا سبب کہنا نہ شرعی طور پر معروف ہے نہ عقلی طور پر۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو سب سے تھوڑا اور ہلکا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذاب ان کافروں کو ہوتا جو باغات جیسے قبرستانوں میں دفن کیے جاتے ہیں۔(1)

دوم:- میت کو عذاب کا ہونا ایسے غیبی امور میں سے ہے جن پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی مطلع نہیں ہوتا۔ یا جسے اللہ تعالیٰ اطلاع کر دیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا. إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا"(2)

وہ غیب کا جاننے والا ہے اور غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اس پیغمبر کے جسے وہ پسند کرے لیکن اس کے بھی آگے پیچھے پہریدار مقرر کر دیتا ہے۔

چنانچہ جب قبروں پر عذاب میں تخفیف کی نیت سے درخت لگائے جائیں گے تو کوئی شک نہیں اسے اٹکل پچو ہی کہا جائے گا۔ کیونکہ یوں وہ حکم لگاتا ہے کہ قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے جبکہ آنحضرت ﷺ نے ان ٹہنیوں کو دیگر قبروں کے علاوہ صرف ان ہی دو قبروں پر لگایا تو اپنے اس علم کی بنا پر کہ ان کو عذاب ہو رہا ہے۔

سوئم:- ان کا یہ استدلال کرنا کہ قبر میں جس سے میت کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے اس کا سبب (ٹہنیوں) کی تازگی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی خشک ہونے تک تسبیح کرتی ہیں تو یہ دلیل بہت کمزور ہے کیونکہ تسبیح زندہ مخلوقات کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ ہر موجود چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ"(3)

ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب ہی اس کی تسبیح کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کی تسبیح نہ کرتی ہو۔

---

(1) الاعلام بفوائد عمدۃ الاحکام، ص536 ج1۔ (2) سورۃ الجن، آیت نمبر 27-26۔

(3) سورۃ الاسراء، آیت نمبر 44۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ آیت اس قول کی کمزوری پر دلالت کرتی ہے اور اس (قول) کی کمزوری میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث مزید اضافہ کردتی ہے جس میں یہ اشارہ ہے کہ تخفیف عذاب میں اصل وجہ ٹہنیوں کا تازہ اور تر ہونا نہیں کیونکہ اس حدیث میں ہے۔ ''آپ ﷺ نے ٹہنی منگوا کر اسے (لمبائی میں) دو ٹکڑے کیا اور یہ تو واضح ہے کہ اس کا یوں دو ٹکڑے کرنا اس کی تازگی کو ختم کر کے جلدی خشک کر دیتا ہے تو اس طرح مدت تخفیف تو کم ہوگئی بنسبت اس کے کہ اس کو پھاڑا نہ جاتا۔ لہذا اگر یہی علت اور وجہ ہوتی تو آپ ﷺ یقیناً اسے دو ٹکڑے نہ کرتے اور ہر قبر پر ایک ایک ٹہنی رکھتے یا کم از کم (چوزے رخ) آدھی آدھی رکھتے جبکہ آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا۔ تو اب یہ دلالت ہے کہ (تخفیفِ عذاب کا) سبب یہ تازگی نہیں تھا اور متعین ہو جاتا ہے کہ وہ اس مدتِ تخفیف کی (ظاہری) علامت تھی جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی سفارش قبول فرما کر عنائت کی۔ اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ؛

میں اسی کی صراحت ہے اور یوں دونوں احادیث میں علت اور سبب کے تعین میں بھی اتفاق ہو جاتا ہے اگر چہ ان میں واقع کے ایک یا زیادہ ہونے کے باوجود اختلاف کا احتمال ہے۔ (1)

چہارم:- اگر (یہاں) تازگی ہی مراد ہوتی تو سلف صالحین بھی اس کو سمجھتے اور اس کی مراد معلوم کر لیتے اور ہم دیکھتے کہ وہ تواتر اور تسلسل سے منتقل ہوتے آ رہی ہے البتہ حضرت ابو برزہ اسلمی (2) رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کہ: وہ وصیت کیا کرتے تھے ان کی قبر میں دو تازہ ٹہنیاں رکھی جائیں (3)۔ اس کا جواب بھی کئی طریقوں سے ہے۔ مثلاً:

(ا):- اس اثر کی سند صحیح نہیں۔

(ب):- جس حدیث سے قبروں پر درخت لگانے کی دلیل لی جاتی ہے وہ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی

---

(1) احکام الجنائز ص 258۔ (2) نضلۃ بن عبداللہ ابو برزہ رضی اللہ عنہ پہلے پہل مسلمانوں میں سے ہیں غزوہ فتح اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک رہے۔ (طبقات ابن سعد، ص 6 ج 7، التقریب، ص 394 ج 2)۔

(3) تاریخ بغداد، ص 182 ج 1۔ علامہ البانیؒ نے کہا ہے کہ: اس اثر کی سند صحیح نہیں اس میں دو راوی مجہول ہیں۔ اور قتادہ مدلس ہے (احکام الجنائز، ص 257)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت کی طرح نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ کا فعل تو یہ تھا کہ آپ ﷺ نے قبر کے اوپر ٹہنی لگائی۔ جبکہ حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں قبر کے اندر ٹہنی رکھنے کا ذکر ہے۔ لہٰذا ان کا قیاس درست نہیں جبکہ یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

پنجم:- امام خطابی (1) رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ٹہنی کا قبر پر گاڑنا اور آپ ﷺ کا یہ ارشاد کہ: "شاید ان کے خشک ہونے تک ان پر تخفیف ہو جائے"۔ یہ آپ ﷺ کے تبرک اور آپ ﷺ کی دعا کی وجہ سے ان سے عذاب کی تخفیف ہوئی۔ گویا آپ ﷺ نے تازگی کو تخفیف عذاب کے مسئلہ میں بطور حد بتایا ہے یہ مفہوم نہیں کہ تازہ ٹہنی میں کوئی خصوصیت ہوتی ہے جو خشک میں نہیں، اکثر ملکوں میں عوام الناس اپنے مردوں کی قبروں میں کھجور کے پتے بچھا دیتے ہیں، میرے خیال میں وہ ایسا کرتے تو ہیں مگر ان کے پاس اس کی کوئی معقول وجہ نہیں۔- واللہ أعلم- (2)

علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"امام خطابی رحمہ اللہ نے سچ کہا ہے اور عام لوگوں نے اس بے بنیاد عمل پر بہت زیادہ اصرار کر رکھا ہے اور غلو کر رہے ہیں۔ خصوصاً مصر کے شہروں میں عیسائیوں کی تقلید میں (یہ عام ہے) یہاں تک کہ قبروں پر پھول چڑھائے جاتے ہیں اور ان پر پھولوں کا آپس میں ہدیہ اور تحفہ دیتے ہیں جنہیں لوگ اپنے رشتہ داروں اور جان پہچان والوں کی قبروں پر بطور تحفہ رکھتے ہیں اور تاکہ زندوں سے رواداری کا معاملہ ہو سکے۔ یہاں تک یہ عمل حکومتی تعلقات میں سرکاری رسم کی طرح عام عادت بن گیا ہے۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ جب مسلمان حکمران یا لیڈر بھی یورپ کے کسی ملک میں جاتے ہیں تو سب سے پہلے ان کے لیڈروں کی قبروں پر جسے وہ "گمنام سپاہی" کا نام دیتے ہیں اس کی قبر پر جا کر پھول نچھاور کرتے ہیں اور بعض تو مصنوعی پھول چڑھاتے ہیں جن میں کوئی تازگی نہیں ہوتی اور یہ (کام صرف) انگریز کی تقلید اور

(1) امام ابوسلیمان حمد بن محمد الخطابی بہت بڑے محدث اور شافعی فقیہ تھے اُن کی بہت سی تصانیف میں سے معالم السنن اور شرح اسمائے حسنیٰ مشہور ہیں۔ آپ 388ھ میں فوت ہوئے۔ السیر للذھبی ج 17 ص 23، العبر ج 3 ص 39۔

(2) معالم السنن ج 1 ص 18۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سابقہ لوگوں کی پیروی میں کیا جاتا ہے اور عام لوگوں کی طرح علماء بھی اسکا رد نہیں کرتے بلکہ وہ خود بھی ایسا کرتے ہیں کہ اپنے مردوں کی قبروں پر پھول چڑھاتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ اکثر اوقاف جسے (أوقافِ خیریه) کہتے ہیں کا منافع ان کھجوروں کے پتوں اور خوشبو پر صرف ہوتا ہے جو قبروں پر رکھی جاتی ہیں اور یہ سب کچھ بدعات اور خلاف شریعت کام ہیں جن کا دین میں کوئی ثبوت اور بنیاد نہیں اور نہ ہی کتاب وسنت میں ان کی دلیل اور سند ہے اور اہل علم پر واجب ہے کہ وہ ان کا رد کریں اور جس قدر ہمت پائیں ان بدعات وعادات کو ختم کریں"۔ (1)

اہل علم کے ان اقوال کے مطالعہ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ قبروں پر درخت لگانا اور ان پر پھول چڑھانا بدعت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی اور اس بدعت کا گناہ اس وقت مزید بڑھ جاتا اور سخت ہو جاتا ہے جب یہ نیت ہو کہ اس طرح میت ۔سے عذاب ہلکا ہو جاتا ہے بسا اوقات ایسے آدمی کی قبر پر پھول چڑھائے جاتے ہیں جو (پہلے ہی اللہ کی رحمت سے) عذاب سے محفوظ ہوتا ہے اور اسے جنت کی نعمتیں اور خوشبو پہنچ رہی ہوتی ہے اور کبھی ایسے شخص کی قبر پر پھول چڑھائے جاتے ہیں جو (نعوذ باللہ) بدترین عذاب میں مبتلا ہوتا ہے۔ صبح وشام آگ میں جھلسایا جاتا ہے تو پھول چڑھانے والے اور درخت لگانے والے کو کس نے قبروں کا حال بتایا ہے؟

دراصل یہ بدعات یہود ونصاریٰ سے لی گئیں ہیں جو اپنے مردوں کی قبروں پر پھول اور گلدستے رکھتے ہیں اب اسے رحمۃ اللعٰلمین کی سنت بنانا تو حق کے بعد کانٹوں کو سونگنا ہے۔ — واللہ المستعان۔

تیسرا مقصد: — تعزیت کیلئے قبروں پر ٹینٹ لگانا

قبروں پر جو چھتریاں میت والوں کے بیٹھنے یا تعزیت کے لئے اکٹھا ہونے کے لئے بنائی جاتی ہیں کہ وہ دھوپ سے بچ سکیں یہ بھی دراصل قبروں پر تعمیر کا ایک حصہ ہے جس کی وضاحت ہم — ان شاء اللہ — پانچویں فصل میں کریں گے لیکن اس حصہ کی اہمیت کے پیش نظر الگ طور اشارہ کیا جارہا ہے یہ بھی ایک نئی بدعت ہے

(1) تعلیقات احمد شاکر علی الترمذی، ص 103 ج 1۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ اس کا سبب (دھوپ سے تحفظ) آنحضرت ﷺ کے دور میں تھا مگر آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا جو اس کے بدعت ہونے پر دلالت کرتا ہے۔شیخ محمد بن ابرہیم رحمہ اللہ نے بھی اس کام کے بدعت ہونے کی صراحت کرتے ہوئے ایوان بادشاہی کے انچارج کو لکھا تھا۔

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' آپ کے خط نمبر 15-11 مورخہ 1377-2-19ھ میں ہماری طرف جس معاملہ کی نشاندہی کی گئی ہے کہ بلدیہ طائف نے مسجد ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے جنوب میں واقع قبرستان میں چھتریاں برآمدے بنانے کی اجازت طلب کی ہے اور یہ کہ محکمہ انصاف اورادارہ امر بالمعروف کے سربراہوں نے اس مقصد کے لئے ایسا کرنے کو کہا ہے کہ میت کے ورثاء واقارب کی ہمدردی کی خاطر وہاں سایہ کا بندوبست ہونا چاہیے۔مگر یہ ایک ایسا عمل ہے جو شرعاً ناجائز ہے اور نہ ہی ایسا سلف صالحین کے زمانہ میں تھا اور ایسا عمل بسااوقات بعض دوسری خرابیوں کا ذریعہ بن جاتا ہے چنانچہ اس پر غوروخوض کے بعد یہی نتیجہ سامنے آیا ہے۔یہ درخواستیں اور مطالبات اپنی جگہ،لیکن بلدیہ طائف کو یہ چھتریاں یا برآمدے بنانے سے روک دیا جائے اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے''۔ (1)

گویا تعزیت کیلئے اس قسم کے برآمدے بھی اللہ تعالیٰ کے دین میں بدعت اور نئی ایجاد ہیں اور قبرستان میں تعمیر ہے جبکہ اس سلسلہ میں ممانعت موجود ہے جس کے پیش نظر ایسا عمل حرام ہے خواہ کوئی علت یا سبب ہو۔ -واللہ أعلم-

چوتھا مقصد:-مقبرہ کی دیوار پر تالے رکھنا۔

جو شخص بھی قبروں کی زیارت کو جائے خصوصاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا جن کو اولیاء کہا جاتا ہے وہاں دیکھے گا کہ کھڑکیوں اور قبر کے جنگلے پر تالے لگے ہوں گے اس وقت زیارت کرنے والے کے اعتقاد میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید اس عمل سے میت اور اس کے درمیان قلبی تعلق اور رابطہ پیدا ہوتا ہے خصوصاً جبکہ تالا اس جگہ پڑا رہے اور بعض اسے یادگاری عمل بنالیتے ہیں کہ میت اپنی زیارت کو آنے والے کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ یادیں وابستہ رکھتی ہے اور بلاشبہ یہ بہت ہی برا اور خلاف شریعت عمل ہے جو جاہلوں کے اس اعتقاد کے نتیجہ میں پیدا ہو کہ مردے نفع ونقصان کے مالک ہیں، اسی لئے تو وہ اپنے خیال کے مطابق (اس بدترین عمل کے ذریعہ) وہ اپنے اور مردوں کے درمیان قلبی رابطہ قائم کرتے ہیں اور اس بدعت کو ہم نے کسی کتاب میں نہیں پڑھا بلکہ اپنی آنکھوں سے بقیع اور شہداء کے مقبروں میں اس کا مشاہدہ کیا ہے اور وہاں نگرانوں سے اس کی وجہ بھی دریافت کی۔ —واللہ أعلم—

پانچواں مقصد:- ہڈیوں کو چوسنا اور کاٹنا:

قبرستان میں جو ہڈیاں پائی جاتی ہیں ان کو چوسنا یا کاٹنا بہت بڑی خلاف شریعت بدعات میں شمار ہوتا ہے۔ اور ایسی نئی بدعات میں سے جو اس امت میں حد سے زیادہ جہالت کے بنا پر پیدا ہوئی ہیں کیونکہ بعض قبریں بہت تنگ تنگ اور چھوٹی ہوتی ہیں اور لوگ کوشش کرتے ہیں وہیں اپنے اقارب کو دفن کریں خصوصاً بقیع کا قبرستان جو چار حصوں میں تقسیم ہے۔ جب ایک حصہ بھر جاتا ہے تو دوسرے حصے میں دفن کیا جاتا ہے اس طرح جب پورا قبرستان ایک مرتبہ بھر جائے تو نئے سرے سے پہلے حصہ کی قبریں اکھاڑ کر وہاں دفنایا جاتا ہے اسی طرح سارے حصے یکے بعد دیگرے استعمال ہوتے ہیں چنانچہ جب قبر کھودنے والا قبر اکھاڑتا ہے تو مٹی کے اندر دھنسی ہوئی بوسیدہ ہڈیوں کو باہر پھینک دیتا ہے پھر چند دن گذرنے کے بعد بارش ہونے سے یا ہوا کے چلنے سے یہ ہڈیاں مٹی سے الگ ہو کر زائرین کے سامنے ظاہر ہو جاتی ہیں تو بعض جاہل زائرین ایک دوسرے سے سبقت لیجاتے ہوئے ان ہڈیوں تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں جو شخص ہڈی اٹھانے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اگر وہ بوسیدہ ہو تو اسے چوستا ہے، چاٹتا ہے اور اگر ہڈی باریک ونرم اور چھوٹی ہو تو جلدی سے اسے کاٹنے، پینے اور کھانے لگتا ہے۔ کیونکہ اس کا اعتقاد ہوتا ہے کہ اس ہڈی میں برکت ہے بلکہ بسا اوقات وہ سمجھتا ہے کہ یہ ہڈی کسی صحابی رضی اللہ عنہ یا کسی تابعی رحمہ اللہ کی ہے اور کوئی شک نہیں کہ یہ بہت بری حرکت ہے اور اس کا حکم [illegible] واضح [illegible] انسانی جسم کو کھانا جائز نہیں اگر چہ علماء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں انسانی جسم کو مجبوری کے وقت کھانے میں بھی اختلاف ہے۔ مالکیوں کا قول ہے کہ انسان کو زندہ یا مردہ ہر حالت میں کھانا جائز نہیں (1) اور انہوں نے اس ارشاد باری تعالیٰ سے استدلال کیا ہے:

"وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا" (2)

اور یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر انہیں فضیلت عطاء فرمائی۔

اور اسی طرح آنحضرت ﷺ کے ارشاد سے استدلال کیا ہے:

"كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهِ حَيًّا" (3)

مردہ (انسان) کی ہڈی توڑنا اس کو زندہ توڑنے کی طرح ہے۔

بعض علماء نے مجبوری کی حالت میں (انسانی جسم) کھانے کی اجازت دی ہے جیسا کہ شافعیوں کے نزدیک ہے امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اگر ہم مردہ انسان کے کھانے کی اجازت دیتے ہیں تو بلا اختلاف اس حد تک ہی کھانا جائز ہے جس سے زندگی بچ سکے............. چنانچہ اس کو پکا کر اور بھون کر نہیں بلکہ اسی طرح (کچا) ہی کھایا جائے کیونکہ مجبوری اور ضرورت اس سے ختم ہو جاتی ہے" (4)

لہذا خیال رہنا چاہیے کہ جس نے مردہ انسان کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے اس نے نہایت مجبوری اور انتہائی ضرورت کے لئے دی ہے لیکن تبرک کی غرض سے مردہ انسانوں کی ہڈیاں کھانے میں سبقت لیجانے

---

(1) الشرح الصغیر، ص:184 ج2، المغنی، ص:79 ج11۔

(2) سورۃ الاسراء، آیت نمبر70۔

(3) مسند احمد، ص58 ج1۔ ابن ماجہ کتاب الجنائز باب فی النہی عن کسر عظام المیت حدیث نمبر 1616، علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ (صحیح ابن ماجہ، حدیث نمبر 1320)، (الارواء، حدیث نمبر 763)۔

(4) المجموع، ص44 ج9۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے حضرات کی کیا ضرورت اور مجبوری ہے؟ بنابریں کوئی شک نہیں اس طرز عمل میں انہوں نے بہت سی برائیوں کا بیک وقت ارتکاب کیا ہے یعنی مسلمان کی حرمت وعظمت کو پامال کیا، بلاضرورت میت کی ہڈیاں کھائیں اور اس چیز میں برکت کا اعتقاد رکھا جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ —واللہ المستعان—

چھٹا مقصد:- قبرستان کی لکڑیاں کھانا:

قبر پرستوں کی ہوس اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے اور وہ یوں کہ جب ان کا یہ اعتقاد بن جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا اولیاء رحمہم اللہ کی قبروں میں پائی جانے والی ہر چیز میں برکت ہوتی ہے تو پھر بقیع کے قبرستان میں جانے والا دیکھے گا کہ لکڑی کے ٹکڑے یا تنکے جنہیں ہوائیں اڑا کر قبرستان کے احاطہ میں پھینک دیتی ہیں اور وہ بعض قبروں پر گر جاتے ہیں تو (قبر پرستی کے) فتنہ میں مبتلا جبھی ان کو دیکھتا ہے تو ان کو پکڑنے کے لئے لپکتا ہے اور اس میں نفع کے اعتقاد اور برکت کی امید سے اس کو چوسنے، چاٹنے، چبانے اور چومنے لگتا ہے اور دلیل یہ ہوتی ہے کہ اگر اس میں برکت یا کوئی منفعت نہ ہوتی تو یہ قبرستان میں نہ پائی جاتی چنانچہ کوئی شک نہیں یہ کہ نئی بدعات اور واضح محرمات میں سے ہے اور ایسی صریح مخالفت میں سے جن کا اسلام میں کوئی اصل اور بنیاد نہیں۔ —واللہ المستعان—

ساتواں مقصد:- قبر پر دانے پھینکنا:

قبروں کی زیارت کو آنے والے گندم کے دانے قبروں پر پھینکتے ہیں جس کے متعدد اسباب ہیں مثلاً:

۱:- نذر- بعض مریض اللہ تعالیٰ کیلئے نذر کر لیتے ہیں کہ اگر انہیں شفاء مل جائے یا ان کا کوئی گمشدہ (عزیز) واپس آ جائے تو وہ گندم یا مکئی کے دانے قبرستان والوں کے لئے بطور تحفہ قبروں پر پھینکے گا۔

۲:- بعض مبتلائے فتنہ اپنے دوست یا عزیز (جو قبرستان جانے والا ہو) کو وصیت کرتے ہیں کہ وہ (ان کی طرف سے) قبر پر یا قبرستان میں اس کی طرف سے قبر والے کے لئے بطور تحفہ دانے پھینکے۔

۳:- بعض لوگ جب دانے پھینکتے ہیں تو جانور دانوں کو دیکھ کر وہاں آتے ہیں اور وہ دانے کھاتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت (شاید) اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ دانے بھی ان کے کھانے کے وقت تسبیح کرتے ہیں اور میت ان کی تسبیح سے فائدہ اٹھاتی ہے۔

۴:- بعض لوگوں کے لئے (شیطان) مزین کر دیتا ہے کہ یہ قبریں برکت والی ہیں تو وہ ان پر دانے پھینکتا ہے تا کہ ان میں بھی برکت پڑ جائے اور جب بھی کوئی مریض قبروں کی زیارت کو جاتا ہے تو وہ ان دانوں کو بابرکت سمجھ کر کھاتا ہے تو وہ (اگر) اپنی بیماری سے شفاء یاب ہو جاتا ہے اور اس کی علت ختم ہو جاتی ہے تو اسکے اعتقاد میں دانے پھینکنے والا اجر و ثواب کا مستحق ہوتا ہے کیونکہ اس نے جب دانے پھینکے تو ان میں برکت پڑی تو اس سے زائر نے فائدہ اٹھایا اور اس سے بیمار شفاء یاب ہوتا ہے، بانجھ عورتیں اُمید سے ہو جاتی ہیں، میاں بیوی میں ان کے فضل سے محبت پیدا ہو جاتی ہے اور آپس کا لڑائی جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔- لاحول ولاقوۃ الا باللہ-

۵:- بعض زائرین یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ دانے پھینکنے سے قبر والا راضی اور خوش ہو جاتا ہے اور اسے زیارت کی اجازت ملتی ہے اور یوں بار بار کی زیارت

سے برکت کا حصول جاری رہتا ہے اور بلاشک اس فعل کی کوئی بنیاد ہے نہ کوئی جواز۔ محض شیطانی فریب ہے۔

آٹھواں مقصد:- قبروں پر خوشبو رکھنا:

زائرین کو حد سے زیادہ دھوکا دینے اور ان کی بار بار زیارت قبور کے لالچ، اور ان کا مال بٹورنے کے لئے۔ قبروں کے بعض مجاور اور خدمتگار قبروں پر مختلف قسم کی خوشبو اور عطر رکھ دیتے ہیں تو زیارت کو آنے والا سمجھتا ہے کہ یہ خوشبو قبر سے آرہی ہے تو مجاور، خدمتگار یا دربان اسے موقعہ غنیمت سمجھتے ہوئے اس آنے والے کو اپنی خدمات پیش کرتا ہے اور جب تک وہ زائر وہاں رہتا ہے وہ (مجاور وغیرہ) قبر والے اور اس کے درمیان رفع حاجات اور مشکل کشائی کے لئے واسطہ و وسیلہ بنتا ہے اس رقم کے بدلے جو یہ زائر اس دربان وغیرہ کو دیتا ہے اور یوں دربان وغیرہ مسلم عوام سے دھوکہ کرتے ہیں، ان کا عقیدہ خراب کرتے ہیں اور چند ٹکوں کے بدلے ان کا مال ضائع کر دیتے ہیں ۔۔۔ اللہ تعالیٰ المستعان۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نواں مقصد:- قبروں پر درخواست ہائے شکایت پھینکنا:

سب سے بڑی بدعات میں سے یہ بھی ہے کہ عام لوگ قبر کے اندر اپنی شکایات کی درخواستیں پیش کرتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ صاحب قبر ان کا فیصلہ کریگا اور اسی کے ہاتھ میں اس کا حل کرنا یا باندھنا ہے۔ اور بسا اوقات ان درخواستوں کیساتھ نقدی بھی پیش کرتے ہیں کہ کہیں یہ رد نہ ہو جائیں یا ان کے ساتھ ظلم وزیادتی کرنے والے کے بال پھینکتے ہیں تا کہ قبر والا اس (ظالم) کو سزا دے اور ظالم دوبارہ ایسا نہ کر پائے۔

اور عجیب تر بات یہ ہے کہ ایسی درخواستیں عام لوگوں یا جاہل عورتوں کی طرف سے ہی نہیں ہوتیں بلکہ ان کو بھیجنے والے حافظ قرآن ہوتے ہیں یا کسی یونیورسٹی کے پروفیسر، یا انجینئر یا کسی نادر قسم کے شعبہ میں ڈاکٹریٹ کرنے والے ہوتے ہیں یہ لوگ اس میت کے سامنے اپنی شکایات رکھتے ہیں (جو موت، زندگی اور دوبارہ اٹھانے کی مالک نہیں) گویا کہ وہ زندہ ہے جو سنتا اور پڑھتا ہے اور ان کے سامنے کھڑے ہو کر فیصلہ کرے گا اور حکم سنائے گا۔ وہ میت کو ایسے مخاطب کرتے ہیں جیسا کہ یقینی مددگار کو پکارا جاتا ہے بلکہ ایسے یاد کرتے ہیں جیسے اس نے پہلے بھی کوئی بھلائی کی ہو یا پہلے بھی ان کی کوئی مصیبت دور کی ہو اور اس میت (جو کسی کے نفع کی مالک ہو تو پہلے خود کو نفع پہنچاتی اور خود کو موت نہ آنے دیتی) کو عظمت کے القابات اور اوصاف سے نوازتے ہیں آپ ان قبر والوں کے نام خطوط (درخواستوں) میں کفریہ کلمات، شرکیہ عبارات پائیں گے اور وہ اس مسکین اور کمزور (میت) کو تعظیم وتکریم اور عزت و بڑائی کے ایسے القابات سے نوازتے ہیں گویا وہ بہت بڑا حکمران یا بادشاہوں میں سے کوئی بادشاہ تھا جسے وہ ان سب کی موجودگی میں پکارتے ہیں اور وہ پردے چاک کرنے پر قدرت رکھتا ہے (کہ ابھی آ کر ان کی مشکل کشائی کرے گا)۔

آپ کو ان میں بعض لوگ ایسے بھی ملیں گے جو قبر والے کو اللہ تعالیٰ یا پیغمبر ﷺ کی طرف وسیلہ وذریعہ بناتے ہیں بلکہ معاملہ اس سے بھی زیادہ خطرناک اور تکلیف دہ ہے کہ ایسے لوگ بھی آپ کو ملیں گے جو اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ کو صاحب قبر کے لئے وسیلہ بناتے ہیں جیسا کہ ان میں بعض کا یہ قول ہے: یا امام، میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، اے قبر والے: میں تیری طرف رسول اللہ ﷺ کو وسیلہ بناتا ہوں گویا انہوں نے اس قبر والے کو اللہ تعالیٰ سے بلند مقام دے دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے عالم اسلام میں بعض مزارات دیکھنے کا موقعہ دیا ہے۔ میں نے وہاں قبر والوں کو لکھی جانے والی بہت سی متعدد مضامین پر مشتمل درخواستیں اور خطوط مختلف زبانوں میں دیکھے ہیں مجھے ایک مصری ریسرچ سکالر کے پاس سے بہت فائدہ مند کتاب ملی جس میں اس نے کئی مہینوں سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی قبر پر پھینکے جانے والے دسیوں خطوط جمع کیے ہیں اور وہ ان کا اجتماعی نقطہ نظر سے تجزیہ کر رہا ہے۔ میں ان خطوط کے بعض نمونے پیش کرتا ہوں جس سے ان قبر والوں سے متعلق جاہل مسلمان کے اعتقاد کی سختی کی تائید ہوتی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:

ا:- اے شہرت یافتہ مردِ مجاہد! اے آقا! میں اللہ تعالیٰ اور تیرے سامنے عرض گذار ہوں، اللہ تعالیٰ اور تیری برکت کا واسطہ ہے۔ ہمیں بتادے کہ یہ (ہمارے) رومی مرغے کس نے چوری کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور تیری برکت کا واسطہ ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے اور اس کے درمیان انصاف اور فیصلہ کرے گا۔ وہ اللہ ہے کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا اور قائم رکھنے والا ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے ہمیں اللہ کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے ہر قسم کا تصرف اور قوت اسی بلند وبالا اور عظمت والے کے لئے ہے وہ ہمیں کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے اس شخص کے خلاف جس نے یہ مرغے چوری کیے ہیں ہمیں واضح کردے۔ اللہ میرے آقا!، اے امام شافعی! ہمیں بتاؤ کہ یہ رومی مرغے کس نے چوری کیے ہیں اور اگر یہ دعویٰ جھوٹ ہو تو ہمیں وہ شخص ظاہر کردو جس نے یہ جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔ اے امام شافعی! (۱)

۲:- صاحب فضیلت، سیدنا ومولانا، قاضی شریعة الاسلام الامام علی التحقیق

(۱) الاعمال الکاملۃ، ص 152 ج 1۔ از ڈاکٹر سید عویس۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا، محمد بن ادریس الشافعی رضی اللہ عنہٗ وارضاہ وجعل مسکنہ الرفیق الاعلیٰ بجوارہ سبحانہ وتعالیٰ۔ -آمین-

بندہ ناچیز، ذلیل، اپنی کمزوری وکوتاہی کا اعتراف کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے بعد آپ پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ عرض کرنے میں شرف محسوس کرتا ہے کہ: فلاں بن فلاں کے خلاف عرض گذار ہے مذکورہ شخص نے مجھ سے دھوکہ دہی سے سونے کے نوسو (900) قرش ہتھیا لئے ہیں میں نے متعدد بار مطالبہ کیا ہے مگر وہ ٹال مٹول کرتا رہا اور ادا نہ کئے اب اس نے ادا کرنے سے انکار کر دیا ہے................ میں چونکہ قرآن پاک کا حافظ ہوں اللہ تعالیٰ کے علاوہ میری کوئی جائے پناہ نہیں اور پھر آپ کی ذات ہے جس کا نفع بہت عام ہے لہذا میں نے فوراً یہ درخواست اور شکایت آپ کی خدمت میں پیش کر دی ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کی نفع بخش ذات اقدس کا وسیلہ پکڑا ہے آپ صاحب بصیرت ہیں آپ کی شکائت عیب ہے، میرے اس معاملہ کو دیکھئے اور اس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اپنی رضا کے مطابق فیصلہ کیجئے کیونکہ میں تو کوئی ذریعہ یا طاقت نہیں رکھتا اور یہ (کام) اولین فرصت میں ہو اور اس کو نافذ کرنے کا حکم بھی دیں۔ (۱)

۲:- لائق تکریم وعزت، قابل احترام وبزرگی، صاحب منصب جلیل، ہر مظلوم کی شکایت کو قبول کرنیوالے! آپ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں سے ہیں آپ کے نام اور عالی مقام کا واسطہ ہے بافضیلت نام شیخ الامام شافعی! میں نے تمہیں بہت ہی تنگی اور مصیبت میں پکارا ہے، اپنے خالص حق کے ساتھ پکارا ہے آپ ہی کارساز اور متصرف ہیں میں نے اپنی شکایت بلند منصب، روشن چہرے والے شخص کے سامنے رکھی ہے جس نے اپنے والد اور والدہ کے درمیان فیصلہ کیا، میں نے اپنے اوپر ہونے والے ظلم کو عالی منصب، عرش کے رب، بندوں پر غالب وقادر کے سامنے بیان کیا ہے اور اپنا

---

(۱) الاعمال الکاملۃ، ص 159 ج 1۔ اصل کتاب میں المجموعۃ الکاملۃ ہے مگر مصادر میں مصنف نے اس نام کی کوئی کتاب ذکر نہیں کی لہذا ہم نے اعمال لکھا جسے مصادر میں ذکر کیا گیا ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وکیل امام شافعی کو بنایا ہے تاکہ ان لوگوں سے میرا حق مجھے دلائیں جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے میرا گھر گرایا، مجھے معلوم نہیں ایسا کرنے والا کون ہے آپ (اس سلسلہ) میں آزادی کے ساتھ تصرف رکھنے والے ہیں۔(1)

۴:- سیدنا محمد - اپنا خط امام شافعی کی طرف لکھتے ہیں: آپ کے مکرم ہاتھ کو بوسہ دینے کے بعد اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی برکات سے فائدہ اٹھانے والوں میں سے بنائے، اور ان شاء اللہ جب آپ کی کرامت ہم تک پہنچے گی اور اس شخص کے متعلق واضح ہو گی جس نے ہم پر ظلم کیا ہے تو میں آپ کی زیارت میں حاضر ہونگا اور آپ کے خادموں اور فقراء پر مال بھی خرچ کرونگا۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم، جب آپ فلانۃ بنت فلانۃ کی طرف سے مجھ پر ہونے والے ظلم کا بدلہ اور میرا حق لوگے تو مجھے بغیر کسی گناہ کے جو انہوں نے گالیاں دیں اور ذلیل کیا، اس کا بدلہ لوگے تو میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے لئے آپ کی خدمت کرونگا۔(2)

۵:- اے میرے آقا، اے امام شافعی، تم نے اپنی والدہ اور والد کے درمیان فیصلہ کیا اب فلانۃ بنت فلانۃ (خط لکھنے والی) اور فلان بن فلاں، فلاں بن فلاں کے درمیان بھی انصاف وحق کا فیصلہ کرو کہ انہوں نے میری انتہائی بے عزتی کی اور مجھے گالیاں دیں اور مجھے تکلیف پہنچائی میں ایک بیوہ ہوں جس کا آپ کے اور زمین و آسمان کے رب کے علاوہ کوئی مددگار نہیں اور ان (مخالفوں) کے ساتھ فلانۃ بنت فلانۃ بھی ہے اور وہ تمام لوگ بھی جنہوں نے مجھ پر اعتراض کیا ہے۔ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیکر کہتی ہوں، تم میرا حق واضح کرو، میں تمہارے پاس آئی ہوں اور اپنے رب کے پاس اپنا یہ حق لینے کے لئے، وہ ظالم ہیں اور مظلومہ فلانۃ بنت فلانۃ (خط لکھنے والی) میں وہی مظلومہ ہوں، تمہیں اللہ کا واسطہ مجھے میرا حق دلاؤ۔ کیونکہ میں نے پہلے آپ کی طرف لکھا، آپ نے میرا حق نہیں دلایا، کیونکہ انہوں نے میری تذلیل، کی گالیاں دیں اور ننگا کیا اور جب وہ خلاصی نہ دلائے تو آپ مفت لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے ہیں آپ کو اللہ کا واسطہ۔(3)

---

(1) الاعمال الکاملۃ، ص172 ج1۔ (2) الاعمال الکاملۃ، ص177 ج1۔ (3) الاعمال الکاملۃ، ص185 ج1۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶:- آپکی مدد- آپکی مدد- اے آقا ومولا، یاامام، یا شافعی! آپکی مدد! آپکی مدد! اے آقا، یاامام شافعی! آپکی مدد! اے آقا یاامام یا شافعی! جاننے والے کو بتایا نہیں جاتا اور اہل بصیرت کے سامنے شکائت عیب ہے آپ کی مدد آپکی مدد! اے آقا، یاامام یا شافعی! آج میرا آپ پر بھروسہ ہے اور بھروسہ کرنے والی نسبت ہوتی ہے اور اہل بصیرت کے سامنے شکوہ رکھنا عیب ہے۔ میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام اور آپ کے اہلِ بیت کی قسم اٹھا کر اس فیصلہ کے واسطہ سے (جو آپ نے اپنی والدہ اور والد کے درمیان کیا) عرض کرتا ہوں کہ میرے اور فلاں بن حوا و آدم کے درمیان فیصلہ کرو۔ جو میرے لیے تکلیف کا سبب بنتا ہے اور مجھ سے بڑی سختی سے پیش آتا ہے۔ (1)

۷:- امام شافعی کی طرف، اے میرے اللہ بے شک میں انتقام لینے والے، زبردست، ہر چیز کی اطلاع رکھنے والے، مخلوق کو پیدا کرنے والے، جس نے طاقتور اور کمزور کو بنایا، جو اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے نیک اولیاء کے ذریعہ توجہ کرتا ہے۔ اے میرے آقا، اے امام شافعی میں نے تمہیں وکیل بنایا ہے اور میں تمہیں واسطہ دیتا ہوں اللہ تعالیٰ اور خیر الانبیاء والمرسلین حضرت محمد بن عبداللہ علیہ الصلاۃ والسلام کا کہ جس طرح تم نے اپنے والد اور والدہ کے متعلق (فیصلہ) چاہا۔ میں تمہیں شرعی وکیل بناتا ہوں: فلانۃ بنت فلانۃ محلّہ کبریٰ کی رہائشی اور اس کی ماں فلانہ بنت حوا وآدم کے خلاف جو کچھ انہوں نے مجھ پر جمعہ کے دن (ظلم) کیا۔

الغرض اس قسم کے خطوط اور درخواستیں مردوں پر پیش کی جاتی ہیں اور اس زبردست (الٰہ العالمین) کو پکارنا نظر انداز کردیا جاتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سب کچھ نہائت بدترین منکرات اور بھیانک بدعات ہیں۔ -یااللہ تیری حفاظت ورحمت چاہیے-

---

(1) الاعمال الکاملۃ، ص202ج1۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری بحث

قبرستان کو روشن کرنا

موجودہ بدعات میں روشنی کے متعدد ذرائع سے قبرستان کو روشن کرنا بھی ہے یہ روشنی خواہ چراغوں سے ہو یا موم بتیوں اور بجلی کے قمقموں سے، سب کا ایک ہی حکم ہے، فتنہ (قبر پرستی) میں مبتلا ان حضرات پر آپ کو یقیناً تعجب ہوگا جو قبروں کو روشن کرنے کی خاطر مال خرچ کرنے میں بڑی دلچسپی رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم بڑا اچھا کام کر رہے ہیں اور جب ان سے کوئی اس مسئلہ کے حکم پر گفتگو کرے تو مسجد میں روشنی کرنے سے استدلال کرتے ہوئے قبروں پر روشنی کو جائز قرار دیتے ہیں حالانکہ اس استدلال کا باطل ہونا بڑا واضح ہے کہ قبروں کو مسجدوں پر قیاس کرنا فاسد ہے لیکن ان کا قبروں کو مساجد کی طرح قرار دینا قبروں کی عبادت کی طرف لے جاتا ہے اس طرح یہ قیاس اس نص کے خلاف ہے جس میں اس چراغاں کو حرام کیا گیا ہے اور نص کے مقابلہ میں اجتہاد نہیں ہو سکتا لہذا چراغوں کو روشن کرنا ایسی منکرات میں سے ہے جو عام پھیل چکی ہیں اور ان کی حرمت بڑی واضح اور روشن ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"لَعَنَ اللّٰهُ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ" (۱)

اللہ تعالیٰ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے اور ان پر بھی جو قبروں پر مسجدیں بناتے ہیں اور ان پر چراغاں کرتے ہیں۔

یہ حدیث قبروں پر چراغاں کی حرمت میں بڑی واضح ہے بلکہ اس میں ایسا کرنے والے پر لعنت کی گئی ہے اسی وجہ سے بعض اہل علم نے چراغاں کرنے کو کبائر (کبیرہ گناہوں) میں شمار کیا ہے چنانچہ ابن حجر ہیثمی فرماتے ہیں: ایک سو اکیسواں (121) کبیرہ گناہ یہ ہے کہ قبروں پر مسجدیں بنائی جائیں یا ان پر چراغاں کیا جائے ....جس کا فائدہ نہ میت کو ہوتا ہے نہ زیارت کرنے والے کو، اس میں صرف فضول خرچی

---

(۱) ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب فی زیارۃ النساء القبور حدیث نمبر 3236۔ ترمذی، کتاب الصلاۃ باب ما جآء فی کراھیۃ اُن یتخذ علی القبر مسجد، ص 320۔ اور انہوں نے اسے حسن کہا ہے۔ بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف بلکہ منکر تک بھی کہا ہے۔ مگر مجموعی طور پر اپنی مختلف اسناد اور شواہد کی بناء پر کم از کم یہ حدیث صحیح لغیرہ درجہ کی ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (الاحادیث الواردۃ فی القبور، ص 927)، (تحذیر الساجد، ص 43، الارواء حدیث نمبر 761 ص 926)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مال کا ضیاع ہے اور مجوسیوں کے ساتھ مشابہت۔" (1)

امام ابنِ قدامہ لکھتے ہیں: "قبروں پر چراغ جلانا جائز نہیں اور مذکورہ حدیث بیان کرنے کے بعد فرمایا: اگر ایسا جائز ہوتا تو آنحضرت ﷺ ایسا کرنے والے پر لعنت نہ بھیجتے اور اس لئے کہ اس میں مال کو بلا فائدہ ضائع کرنا ہے اور قبروں کی حد سے زیادہ تعظیم ہے جو بتوں کی تعظیم سے بہت مشابہت رکھتی ہے"۔ (2)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان مزارات میں مطلقاً چراغ جلانا میرے علم میں حدیث میں نہی کی بناء پر بالاتفاق جائز نہیں۔ (3)

حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ایسی شرائط میں قبر پر چراغ یا قمقمہ روشن کرنے کی شرط بھی ہے اور وقف کرنے والے کو ایسی شرط عائد کرنا حلال نہیں اور نہ ہی حکمران کو اسے نافذ کرنا چاہئے اور نہ ہی مفتی کو اسے جائز کہنا چاہیے اور نہ ہی جس کے لئے وقف ہے وہ اس کے کرنے کا پابند ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے قبروں پر چراغ روشن کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے تو کسی مسلمان کے لئے کیسے حلال ہے کہ وہ ایسا فعل اختیار کرے یا جائز کہے جس کے کرنے والے پر آنحضرت ﷺ نے لعنت کی ہو؟"

ایک دن مَیں، ایک مسلمان قاضی کے پاس گیا اس کے پاس ایک وقف نامہ تصدیق واثبات کے لئے آیا ہوا تھا اس میں تھا "قبر پر ہررات چراغاں کیا جائے" میں نے اسے (قاضی) کہا: آپ کے لئے اس وقف نامہ کی تصدیق اور تنفیذ کیسے جائز ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قبروں پر چراغاں کرنے والوں پر لعنت کی ہے؟ تو وہ اس کی تصدیق وتنفیذ سے رک گیا اور کہا: معاملہ اور مسئلہ واقعتاً ایسے ہی ہے جیسے آپ نے کہا۔ (4)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس (حدیث) میں قبروں پر چراغ رکھنے کی حرمت پر دلیل ہے اس لئے کہ ایسا کرنے سے بڑے فاسد اعتقادات ونظریات جنم لیتے ہیں"۔ (5)

---

(1) الزواجر لابن حجر الہیثمی ص272 ج1۔ (2) المغنی ص440 ج3۔
(3) الاقتضاء ص677 ج2۔ (4) اعلام الموقعین ص138 ج4۔
(5) نیل الاوطار ص540 ج3۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن الحاج محمد الفاس رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: ''اور آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا: کہ میت کو جب دفن کرنے کے لئے لے جایا جارہا ہو تو اس کے پیچھے آگ لے کر چلا جائے۔ کیونکہ یہ بدشگونی ہے اور یہ لوگ اس کے پاس شمع وغیرہ روشن کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے کھانے کے لئے لکڑیاں جلاتے ہیں۔ یااللہ ہمیں حقائق کو تبدیل کرنے سے بچا''۔(1)

شیخ محمد بن ابراہیم (2) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''قبرستان کو روشن کرنے سے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ فعل قبروں پر چراغاں تک نہ لے جائے جس کے کرنے والے پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے خصوصاً جبکہ جاہل لوگوں کے دل پہلے بھی خرافات و بدعات سے بہت زیادہ تعلق رکھتے ہیں تو (اس) ذریعہ کو روکنے کے لئے ان روشنیوں کو اتار دیا جائے'' (3)

شیخ ابن العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حدیث (مذکور) قبروں پر مسجدیں بنانے اور ان پر چراغ جلانے کی حرمت پر دلالت کرتی ہے اور یہ کہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے کیونکہ ایسا کرنے والے پر لعنت کی گئی ہے.........اور ان سے سوال کیا گیا کہ قبروں پر مساجد بنانے اور چراغ جلانے میں کیا یہ بھی شامل ہے کہ اگر وہاں روشنی کے لئے بجلی کے بلب یا ٹیوب وغیرہ لگادی جائیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: اگر ایسا قبرستان ہو جہاں لوگ ان چراغوں کے محتاج نہ ہوں جیسے کوئی وسیع قبرستان ہو اور اس میں جگہ بھی ہو جہاں تک لوگ دفن کئے جاچکے ہوں تو پھر روشنی کی ضرورت نہیں۔ البتہ اگر جس جگہ قبر بنائی جائے اس کے اردگرد روشنی کرلی جائے تو اس کا جواز ہے کیونکہ یہ روشنی تو رات ہی کو ہوگی اور نہ ہی اس میں قبر کی تعظیم کا کوئی پہلو ہے بلکہ یہ تو ضرورت کے لئے ہے لیکن درج ذیل بعض اسباب کے پیشِ نظر ہمارے نزدیک مطلقاً ممانعت ہونی چاہیے:

۱:- قبرستان میں ان چیزوں کی ضرورت نہیں۔

---

(1) المدخل، ص182 ج2۔

(2) شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ سعودی عرب کے مفتی اعظم تھے آپ 1311ھ میں پیدا ہوئے اپنے وقت کے اکابر علماء سے استفادہ کیا اور مختلف دینی عہدوں پر فائز رہنے کے بعد 1389ھ میں وفات پائی۔

(3) من بدع القبور، ص80۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲:- جب لوگ روشنی کی ضرورت محسوس کریں بھی تو ان کے پاس گاڑیاں ہوتی ہیں جن کی لائٹوں سے وہ روشنی کا کام لے سکتے ہیں ورنہ اپنے ساتھ لیمپ وغیرہ بھی لے جا سکتے ہیں۔

۳:- جب یہ دروازہ کھلے گا تو برائی لوگوں کے دلوں میں پھیلتی جائے گی جسے بعد میں روکنا ممکن نہیں رہے گا۔ اگر ہم یہ فرض کریں کہ انہوں نے نمازِ فجر کے بعد چراغ جلایا اور میت کو دفن کیا تو یہ چراغ بجھانے کی ذمہ داری کون لے گا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسے بالکل منع کر دیا جائے البتہ اگر قبرستان میں کمرہ ہو جس میں دودھ وغیرہ رکھا ہو تو پھر روشنی کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ قبروں سے دور ہوگا اور اس کے اندر کی روشنی نظر نہیں آتی لہذا امید ہے کہ اس میں کوئی حرج نہ ہوگا بہر حال اصل مقصد یہ ہے کہ انسان کے لئے ضروری ہے وہ شرکیہ وسائل سے بہت زیادہ دور رہے اگر چہ اس دور میں ایسا مشکل ہے بلکہ وہ بعد کے دور میں بھی شاید ایسا نہ کر سکے چنانچہ مسئلہ آسان نہیں۔ (1)

''من بدع القبور'' کے مصنف نے شیخ عثیمین کے اس قول پر حاشیہ میں لکھا ہے:

''آجکل اکثر قبروں پر ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر وہاں جنازہ نمازِ عشاء کے بعد پڑھا جانا ہو تو وہ مغرب کے بعد روشنی کرنا شروع کرتے ہیں یا اس سے بھی قبل اور جب وہ نماز مغرب پڑھنا چاہتے ہوں تو سورج ڈوبنے سے پہلے ہی روشنیاں جلانا شروع کر دیتے ہیں۔ آخر اس کی وہاں کیا ضرورت ہے؟ بلاشبہ یہ ایسی بدعات ہیں جو دلوں میں سرائت کر چکی ہیں آپ دیکھیں گے وہ بلاضرورت بہت زیادہ اور حد سے تیز روشنی کا اہتمام کرتے ہیں۔ کیا ضرورت کو اسی اندازہ سے پورا ہونا چاہیے؟'' (2)

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ شرعی حکم اور اس امت کے سلف وخلف سبھی کا موقف یہی ہے کہ قبروں پر چراغاں اور شمعیں روشن کرنا منع ہے خواہ اس کی علت ظاہر ہو یا نہ ہو باوجود یکہ الحمد اللہ اسکے منع ہونے کی علت اور وجہ ظاہر ہے چنانچہ غیرت مند علماء اور مسلمان حکمرانوں کا فرض ہے کہ وہ اس برائی کو ختم کریں اور اسد دروازہ کو ہی نہیں بلکہ ہر اس دروازے کو بند کریں جو شرک کی طرف لے جاتا ہے یا قبر والوں کی تعظیم کی طرف لے جاتا ہے اور ان کو ایسی صفات کا حقدار سمجھا جاتا ہے جو صفات کہ صرف ذات باری تعالیٰ کے شایاں شان ہیں۔

---

(1) القول المفید علی کتاب التوحید، ص436 ج1۔ (2) من بدع القبور، ص81۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں فصل

قبروں پر مساجد کی تعمیر اور ان میں نماز

دوسری فصل کی دوسری بحث میں قبر کو اونچا کرنا اور اس پر تعمیر کا حکم پہلے گذر چکا ہے مگر اس فصل میں بھی ہم ان شاء اللہ اس مسئلہ کے حکم پر مناسب تفصیل کے ساتھ کلام کریں گے۔ کیونکہ قبروں پر تعمیر ان بڑی برائیوں میں سے ہے جن کا شر بڑھ گیا ہے ان کا فتنہ سخت ہو گیا ہے اور ان کا خطرہ واضح ہو گیا ہے ان کی مصیبت پھیل گئی ہے اور نقصان عام ہو گیا ہے پس قبروں پر مسجدیں بنائی گئی ہیں مقامات اور قبے تعمیر ہوئے ہیں اور قبروں کو پختہ وملمع کیا گیا ہے۔ -لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلي العظیم-

پہلی بحث

قبروں پر قبے، گوشے اور مقامات بنانا

قبہ:- قبہ خیمہ سے ہے اور یہ ایک چھوٹا سا گول گھر ہوتا ہے: (1)

بحث وتحقیق کرنے والوں کے ہاں مسلمہ امور میں سے ہے کہ قبہ اسلام سے قبل کی طرزِ تعمیر کے عناصر میں سے ہے اور یہ دیکھتے ہوئے کہ کئی دور دراز مقامات پر ان کے بہت پرانے نمونے موجود ہیں مگر ان کے ظہور کی کیفیت کا تاریخی طور پر معلوم کرنا مشکل ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں عرب مسلمانوں نے یہ قبہ اپنی عمارتوں میں استعمال کیا ہے جنہیں انہوں نے مضبوط سمجھ کر بنایا ہے(2) اور اسلام میں سب سے پہلا قبہ جو معروف ہوا اس کا نام "القبه الصليبية" ہے جو عراق کے شہر سامراء میں ہے۔ (3)

اور وہ اسباب ومقاصد مختلف ہیں جن کی بنا پر قبروں پر یہ قبے، گوشے اور مقامات بنائے جاتے ہیں ان مزارات اور قبروں کو بنانے کا صرف یہ مقصد نہیں ہوتا کہ وہ دفن کیا جائے اور جنہیں مٹی کے نیچے دفن کیا گیا ہے ان کیلئے ہمیشہ کی یادگار ہو بلکہ ان کو بہت سے دیگر مقاصد کے لئے بھی بنایا جاتا ہے بعض نے تو اپنی قبر راستہ پر

(1) لسان العرب، ص659ج1۔

(2) المشاہد ذات القباب المخروطة في العراق، ص80۔ لعلاء الدین احمد العانی۔

(3) ایضاً ومساجد مصر واولیاء الصالحون، ص46ج1۔ لسعاد ماہر۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنانے کی یہ کہتے ہوئے وصیت کی ہوتی ہے تا کہ آنے جانے والے مجھ پر رحمت کی دعا کریں اور قبے کے آس پاس تفریح گاہیں اور پارک بنادیتے ہیں تا کہ وہاں رونق لگی رہے اور دل لگی کا سامان ہو، روحانی خوشی اور مسرت ملے اور قبروں کی وحشت وخوف دور ہوسکے۔ جس سے یہ قبریں لوگوں کے لئے تفریح گاہیں بن جاتی ہیں چنانچہ "توبہ کا ٹیلہ" نامی ایک مزار ہے جہاں موصل کے شہری ہر جمعہ کی رات کو آ کر غم غلط کرتے ہیں اور (شاید) اسی لئے کہا گیا ہے کہ:

"جب دل پریشان ہوں تو قبروں کی زیارت کرو" اسی لئے آنحضرت ﷺ نے قبروں کی زیارت پر ترغیب دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"خبردار میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا، پس (اب) تم ان کی زیارت کیا کرو کہ وہ موت یاد دلاتی ہیں" (۱)

مگر اب یہ ایجادات ظاہر ہو چکی ہیں جنہوں نے تاریخ اسلام میں زندگی کے ہر پہلو میں بڑا مؤثر کردار ادا کیا ہے۔ خصوصاً بنوعباس (عباسی خلافت) کے آخری دور میں یعنی دین ومذہب اور ثقافت وتہذیب نیز معاشرتی واقتصادی ہر میدان میں یہ ہوا۔ اگر چہ اس دور میں معاشرہ کیلئے بہت سی دوسری خدمات بھی انجام دی گئیں۔ مگر یہ اس وقت معاشرہ کی روح میں سرائیت کر چکی تھیں جس سے پورا معاشرہ بہت متاثر ہوا۔ خصوصاً عراقی معاشرہ، اس دور خلافت میں اگر چہ بہت سی فتوحات بھی ہوئیں۔ مگر انہوں نے دوسرے عناصر کو در آنے کا موقع دیا جو اہم معاملات پر قابض ہو گئے۔ یہیں سے غلامی کا دور شروع ہوا اور نیکی و بھلائی ختم ہو گئی اور معاشرتی اقدار معطل ہو گئیں۔ اور اس سے بھی خطرناک یہ کہ پورا معاشرہ اجتماعیت ووحدت کی بجائے تفرقہ اور قتل وغارت کا شکار ہو گیا۔ اور اگر یہ نہ ہوتا تو کبھی بھی ان چیزوں کو عزت نہ ملتی۔ اور قابل غور والتفات امور میں سے یہ بھی ہے کہ اکثر مزارات کی کوئی صحیح نسبت نہیں یا محض مخصوص جذبات وخواہشات کے تحت اہلِ بیت کی شخصیات کی طرف منسوب کر دیئے گئے ہیں اور ان خواہشات میں سے یہ بھی ہے کہ اہلِ بیت سے لوگوں کی عقیدت ومحبت کو غنیمت سمجھتے ہوئے لوگوں سے مال بٹورا جائے اور یہاں جمع شدہ پونجی ہڑپ کر لی جائے۔

"چنانچہ 535ھ موافق 1140ء میں ایک سیاہ فام آدمی بغداد سے باہر بستی میں آ کر سکونت پذیر ہوا اور اپنی نیکی وتقویٰ کو ظاہر کیا تو ہر طرف سے لوگ اس کے پاس آنے لگے تو اتفاق سے کسی سیاہ فام کا بچہ فوت

(۱) مسلم، کتاب الجنائز، باب استئذان النبی ﷺ ربہ فی زیارۃ قبر أمہ، حدیث نمبر 977۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا۔ جسے سبتی کی قبر کے پاس دفن کر دیا گیا تو اس صوفی نے اس بچے کو اس قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کر دیا۔ صبح جب لوگ اس کے پاس آئے تو اس نے مشہور کر دیا کہ رات میں نے (خواب میں) حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا جنہوں نے مجھے کہا ہے میری اولاد میں سے ایک فلاں جگہ دفن ہے (یہ سنتے ہی) پورا بغداد امڈ آیا لوگ بھاگتے ہوئے پہنچے کہ ہمیں وہ جگہ بتاؤ تو وہ انہیں اس جگہ لے آیا جہاں وہ (بچہ اس نے) دفن کیا تھا اور کہا یہ ہے وہ جگہ انہوں نے اس جگہ کو کھودا تو وہ بچہ نظر آیا جس کی داڑھی وغیرہ ابھی نہ آئی تھی پس (لوگ اس پر جھپٹ پڑے) جس کو اس کے کفن کا ٹکڑا ہاتھ لگا گویا دنیا کا مالک بن گیا اور مختلف قسم کی خوشبو، بخورات اور عطریات اور شمعیں لیکر وہاں پہنچ گئے۔ اس کی قبر سے مٹی کو بطور تبرک لینا شروع کر دیا اور لوگ اس صوفی کے ہاتھوں کو بوسہ دینے لگے۔ اور بڑے خشوع وخضوع سے رونے لگے، چند دن تک تو اسی کیفیت میں رہے۔ اور میت بلا گور وکفن پڑی رہی جسے سب دیکھ رہے تھے تو پھر اس کی بو بدل گئی اور بغداد کے ماہرین نے آکر کہا یہ (میت) تو چار سو سال پرانی ہے پھر اس کی بو کیسے بدل گئی؟ اسی دوران (جسکا بچہ فوت ہوا تھا وہ) سیاہ فام اس صوفی کے پاس آیا جب اس نے یہ ماجرا سنا تو اس نے بچہ پہچان لیا کہ یہ تو میرا بچہ ہے۔ خدا کی قسم میں نے اسے "السبتی" کے پاس دفن کیا تھا۔ چلئے میرے ساتھ دیکھتے ہیں، وہ اس کے ساتھ جب اس جگہ پر آئے، قبر کھودی تو اس میں کچھ بھی نہ تھا۔ تو صوفی بھاگ نکلا مگر انہوں نے اسکا پیچھا کر کے اسے پکڑ لیا، انہوں نے اس سے اقرار کروایا تو اس نے اعتراف کر لیا کہ میں نے یہ حیلہ وفریب کیا ہے جس پر لوگوں نے اسے اونٹ پر بٹھا کر گھمایا اور اسے سزا دی" (1)

بہر حال قبروں پر قبے، گوشے یا مکانات بنانا شیطانی عمل ہے اس لئے سلف صالحین نے ان جیسے کاموں پر شدید تنقید کی ہے۔ دیکھئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی قبر پر خیمہ دیکھا تو خادم سے کہا: اسے اتار دو، ان کو سایہ ان کا عمل ہی کریگا" (2)

---

(1) المشاہد ذات القباب ص 134۔

(2) بخاری، کتاب الجنائز، باب الجریدۃ علی القبر، حدیث نمبر 1361، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی تھے۔ بدر کے بعد مسلمان ہوئے فتح مکہ سے پہلے ہجرت کی، بڑے بہادر جرنیل تھے۔ بعض کے نزدیک 53ھ وجنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ صحیح یہ ہے کہ بعد میں فوت ہوئے۔ سیر اعلام النبلاء، ص 471 ج 2۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''حضرت عبداللہ نے اپنے خادم سے کہا: اسے اتار دو ان کا عمل ہی ان کو سایہ دیگا تو خادم نے عرض کیا: میری آقا مجھے مارے گی۔ تو آپ نے (سختی) سے کہا خبردار اسے اتار دو۔ اور اس (خادم) کا اشارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا............ جنہوں نے اپنے بھائی کی قبر پر خیمہ لگانے کا حکم دیا تھا اور وہاں ایک خادم مقرر کر کے خود چلی گئی تھیں'' (1)

شیخ ابنِ باز رحمہ اللہ اس جگہ پر حاشیہ میں فرماتے ہیں: ''یہ اثر (روایت عائشہ رضی اللہ عنہا) ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک مبہم راوی ہے اگر اسے صحیح سمجھ بھی لیا جائے تو درست وہی ہے جو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے کیا کیونکہ قبروں پر عمارت کی ممانعت و حرمت والی احادیث عام ہیں جو قبوں وغیرہ کو بھی شامل ہیں اور اس لئے بھی کہ یہ قبر والے کے ذریعہ شرک کے اسباب میں سے ہے لہذا اس کا کرنا بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح شرک کے دوسرے اسباب و وسائل حرام ہیں۔ واللہ أعلم۔ (2)

حضرت موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ: ان کی قبر پر کوئی عمارت کھڑی نہ کیجائے (3)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی: میری قبر پر خیمہ نہ لگائیں۔ (4)

حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے ہے کہ انہوں نے اپنی مرض الموت میں کہا تھا: جب میں فوت ہو جاؤں تو میری قبر پر خیمہ مت لگانا۔ (5)

مشہور تابعی محمد بن کعب القرظی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''قبروں پر یہ خیمے بدعت ہیں'' (6)

اور (یہ خیمے وغیرہ) مسجد ضرار سے بہت زیادہ مشابہت رکھنے کے علاوہ اور ہیں بھی کیا؟ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے

---

(1) فتح الباری، ص 265 ج 3۔

(2) فتح الباری، ص 265 ج 3۔

(3) پہلے صفحہ نمبر 144 پر گذر چکا ہے۔

(4) ابن ابی شیبہ، ص: 216 ج 3۔، البانیؒ نے تحذیر الساجد میں اس کی سند کو صحیح کہا ہے

(5) طبقات ابن سعد ص 142 ج 5۔ (6) طبقات ابن سعد، ص 217 ج 3۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ہے مسجد ضرار اس فاسق ابو عامر کے لئے بنائی گئی تھی جسے ابو عامر صوفی (1) کہا جاتا تھا اور وہ جاہلیت میں عیسائی بن گیا تھا مشرکین اس کی تعظیم کرتے تھے جب اسلام آیا تو اس کے دل میں حسد پیدا ہو گیا جس نے اسے آنحضرت ﷺ کی مخالفت پر مجبور کر دیا تو منافقین کے ایک گروہ نے اس ابو عامر کے لئے یہ مسجد بنانا شروع کر دی جو ایک مشہور واقعہ ہے الغرض انہوں نے یہ مسجد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی تعمیل میں نہیں بلکہ کسی اور مقصد کے لئے بنائی تھی لہٰذا اس کے مفہوم و حکم میں وہ شخص بھی شامل ہے جو مسلمانوں کی مساجد کے مقابلہ میں غیر شرعی عبادت کی غرض سے کوئی تعمیر کھڑی کرتا ہے۔ جیسے مزارات وغیرہ ہیں خصوصاً جبکہ ان کا مقصد تکلیف پہنچانا اور کفر نیز مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا ہو اور منافقین، اہل بدعت اور اللہ و رسول ﷺ کے دشمنوں کو پناہ گاہ یا گھات فراہم کرتا ہو یا جس سے بھی اس قسم کے اعمال کو تقویت پہنچتی ہو۔ جیسے مسجد ضرار تھی۔ (2)

جو قبے قبروں پر بنائے گئے ہیں ان کو گرانا ضروری ہے کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی اور مخالفت میں بنائے گئے ہیں اور جو بھی عمارت رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی اور مخالفت میں بنائی جائے وہ مسجد ضرار سے بھی زیادہ حقدار ہے کہ اسے گرا دیا جائے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے قبروں پر تعمیر سے روکا ہے۔ (3)

بیشک (قبروں پر) منارہ کی تعمیر قبے بنانا، چاند لگانا اور مزین کرنا غیر مسلموں کا فعل ہے جو ان سے منتقل ہو کر آیا ہے اور ہمارے اس فعل میں ان کی عبادت گاہوں کی تعمیر کے عمل سے مشابہت ہے۔ (4)

بہر حال ان قبوں کو گرانے کا تقاضا ایک ضروری شرعی تقاضا ہے کیونکہ اس سے بہت سے عظیم خطرات ہیں جن میں اہم ترین خطرات درج ذیل ہیں:

---

(1) ابو عامر صیفی بن مالک حضرت حنظلہؓ کے والد ہیں جو جاہلیت میں راہب کے طور پر مشہور تھے پھر عیسائی ہو گئے جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے تو حاسدانہ عداوت میں قریش سے مل کر آپ ﷺ کے خلاف جنگوں میں حصہ لیا 9ھ میں وفات پائی۔ الاصابہ ج2 ص 191۔

(2) الاقتضاء، ص813 ج2۔ (3) المجموع المفید، ص366۔

(4) المساجد بین الاتباع والابتداع، ص6۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱:- اگر چہ کچھ بعد ہی سہی ان قبر والوں کی تعظیم شروع ہو جاتی ہے خواہ ان کا فسق و فجور اور گمراہی واضح ہی کیوں نہ ہو۔ بلکہ یہ فسق و فجور اور گمراہی تو وقت گذرنے کیساتھ ختم ہو جاتی ہے خصوصاً جبکہ وہ محفوظ نہ ہو تو پھر یہ قبر وقت گذرنے کے ساتھ لوگوں کے سامنے مزار بن جاتے ہیں جن کی تعظیم و تکریم ہونے لگتی ہے۔

۲:- اس میں فضول خرچی اور مال کو نامناسب جگہ خرچ کرنا ہے۔

۳:- اس میں آنحضرت ﷺ کے قبروں پر تعمیر سے منع کرنے کی واضح مخالفت ہے اور صرف یہ وجہ ہی ایسے شخص کے لئے (سمجھنے کو) کافی ہے جس کا دل (زندہ) ہو یا وہ حاضر دماغی سے سنے، اور اگر اس کے ساتھ دیگر وجوہات بھی مل جائیں۔ جو اس ممانعت کو تقویت دیتی ہوں تو پھر کیا حکم ہوگا؟

۴:- یہ آپس کے فخر و مباہات کی دعوت ہے کیونکہ حکمران اور مالدار لوگ تو گویا اس فخر و مباہات پر پیدا ہوئے ہیں (ان کا تو مقصد ہی یہ ہوتا ہے) اور ان میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ اس کی قبر دوسری قبروں سے شاندار اور بڑی ہو اور یہی سوچ قبر پرستوں کی قبر والوں کے متعلق ہوتی ہے کہ وہ بھی اپنے اولیاء کی قبروں کو خوبصورت بنانے کے لئے بڑا مال خرچ کرتے ہیں اس ضمن میں ایسے قبوں کے نمونے اور نقشے بھی مجھے یاد آرہے ہیں جن کی تعمیر میں بڑی فضول خرچی ہوئی ہے مثلاً:

منصور قلاوون کا قبہ: (1)

مربع شکل میں تعمیر اس قبہ کے درمیان میں آٹھ ستون ہیں۔ چار ان میں سے ماربل سے بنے ہوئے ہیں اور یہ آپس میں آمنے سامنے ہیں جن کے بالائی حصہ پر سونے کی جھال ہے۔ اور دوسرے چار بطور سپورٹ اور سہارا ہیں اور اس میں تین کارنس ہیں جن میں سنہری مینا کاری کی گئی ہے اور ایک پر قرآنی آیات کندہ ہیں۔ جو نیلی زمین پر سنہری خط میں لکھی ہوئی ہیں۔ یہ قبہ بڑا دلربا منظر پیش کرتا ہے کہ اس کے اندر کناروں کو سونے سے منقش کیا گیا ہے۔ آٹھ اضلاع میں قمقموں والی کھڑکیاں رنگ دار شیشہ سے مزین ہیں۔ ان آٹھ اضلاع کے نچلے حصہ کو لکڑی کا خوبصورت محراب گھیرے ہوئے ہے۔ جس پر نقش و نگاری اور لکھائی کی ہوئی ہے۔ مثلاً لکھا ہوا

(1) یہ سیف الدین الصالح ترک حکمران تھا جس نے تاتار سے جنگ کی اور قاہرہ میں 689ھ کو فوت ہوا الملک المنصور ... ص 425 ج 3۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے: دین و دنیا، قلاوون الصالحی، اسلام اور مسلمانوں کے بادشاہ، اللہ تعالیٰ اس کی روح کو پاک کرے، اس کی قبر کو روشن کرے، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف چلے گئے (فوت ہو گئے)

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا دومنزلہ مزار اور قبہ ہے جو اندر سے 15 میٹر اور باہر سے 20.5 میٹر مربع چوڑا ہے جس کی پہلی منزل 10.62 میٹر اور دوسری 6.16 میٹر اونچی ہے گویا کل اونچائی 16.78 میٹر ہے اور قبر کی طرف کھلنے والا مرکزی دروازہ 1.58 میٹر چوڑا ہے، یہ قبہ اور مزار نہایت بیہ قیمتی پتھر اور گراں ترین لکڑی سے عجیب وغریب طرز تعمیر کا دل فریب منظر پیش کرتا ہے۔ جس کے باہر والے دروازہ پر چاندی کی جھال ہے۔

اس طرح ایک تیسرا قبہ قاہرہ میں ''مشہد الحسینی'' ہے جس کے چار دروازے ہیں دو دروازے مغربی جانب ہیں جو مسجد کو جاتے ہیں اور محراب کے پاس ایک دروازہ ہے جو اب بند کر دیا گیا ہے اس کے اوپر نہایت واضح اور عمدہ کتابت میں سبز رنگ سے خط ثلث میں لکھا ہوا ہے۔ ''اس کے قبہ کے نیچے دعا قبول ہوتی ہے۔ اس کی خاک میں شفاء ہے اور اس کی آل واولاد میں ائمہ کرام ہوئے ہیں'' اور ایک دروازہ آثار و تبرکات کی طرف کھلتا ہے جس کے اوپر لکھا ہوا ہے ''قل لا أسئلكم عليه أجراً الا المودة في القربىٰ'' (کہہ دیجیے میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجرت نہیں مانگتا صرف قریبی عزیزوں سے محبت چاہتا ہوں) اس کے تمام دروازوں اور کھڑکیوں پر سبز رنگ کا خوبصورت ریشمی کپڑا لٹکایا گیا ہے۔ اس قبہ کے درمیان میں ایک مضبوط حویلی نما کمرہ ہے جس کے دروازہ پر چاندی کے صاف اور خالص کڑے ہیں اور اس کمرہ کے اردگرد شیشہ کے خوبصورت منقش چراغ دان اور طاق ہیں جن پر (وقت کے بادشاہ) ابوسعید کا نام کندہ ہے اور یہ آیت لکھی ہوئی ہے ''اللہ نور السمٰوات والارض'' ان طاقوں کی تعداد 23 ہے جن کی قیمت اس وقت دو ہزار دینار سے زائد تھی اس قبہ کی قبلہ سمت کو نہایت قیمتی ماربل اور پتھروں سے بنایا گیا ہے اور چراغ رکھنے کو ماربل کے دو چبوترے ہیں جو پہلے دھات کے تھے اور قبلہ سمت قصیدہ لکھا ہوا ہے جس کا پہلا شعر ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الا ان تقوی الله خیرا لبضائع   ومن لازم التقوی فلیس بضائع

خبردار اللہ تعالیٰ کا تقویٰ بہترین توشہ ہے اور تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ ضائع نہیں ہوتا

اور قبہ کی تیسری منزل پر تابوت کا کمرہ ہے وہاں ایک قیمتی قسم کی کرسی پر سبز رنگ کی ٹوپی پہنا کر سر رکھا ہوا ہے جس کے گرد ایک اردب (تقریباً ایک من سے زائد) خوشبو رکھی ہوئی ہے جس سے فضا کئی سال تک معطر رہتی ہے۔(۱)

ان کے علاوہ بھی بادشاہوں اور اولیاء بلکہ اغنیاء کے مزارات سینکڑوں کی تعداد میں اسلامی ممالک کے اندر پائے جاتے ہیں جیسا کہ بہت سے گوشے (مزارات) بھی ان ممالک میں موجود ہیں۔ اور عالم اسلام میں بہت سے گوشے مشہور ہیں جس میں قبریں ہیں اور زیارت گاہیں بن چکے ہیں جہاں لوگ اپنی ضرورتیں پیش کرتے اور رو رو کر دعائیں مانگتے ہیں۔ علامہ مقریزی (2) رحمہ اللہ نے کئی مشہور گوشوں کا ذکر کیا ہے جن مین شیخ خضر (3) کا گوشہ بھی ہے جو قاہرہ سے باہر بنایا گیا جہاں پر بہت سا مال اور سامان تجارت اکٹھا کر لیا جاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی سے وہ مال مہنگا ہوتا رہتا ہے۔ جب کہ ہفتہ میں وہاں صرف ایک یا دو مرتبہ فروخت کے لئے لایا جاتا ہے اسی طرح وہاں ''مقامات'' (کٹیا، ڈیرے، دربار) بھی ہیں جن میں سب سے مشہور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد واحفاد اور ساتھیوں کے مقبرے ہیں اس عمارت میں اسکندریہ کے کثیر تعداد میں زائرین کے خاطر ہمیشہ عمدہ قسم کی خوشبودار لکڑی جلتی رہتی ہے۔

---

(۱) مساجد مصر وأولیاء الصالحون، ص: 388، ج: 1 ہم نے ان مزارات کے نقشہ کا ترجمہ اختصار سے پیش کیا ہے ورنہ وہاں جس قدر سرمایہ ضائع ہوا ہے اور جس طرح پر تکلف انداز میں انہیں تعمیر کیا گیا ہے اس کی مثالیں خود ہمارے ہاں برصغیر میں بھی دیکھی جاسکتی ہیں اور اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قبر پرست کس قدر ضلالت و جہالت کا شکار ہیں (مترجم)

(2) احمد بن علی المقریزی 766ھ میں پیدا ہوئے امام بلقینی اور عراقی سے سماع کیا اور متعدد کتابیں لکھیں جن میں الخطط والآثار مشہور ہیں آپ کی 16 جلدوں میں تاریخ کبیر بھی ہے آپ 845ھ میں فوت ہوئے، البدر الطالع ج 1 ص 80۔

(3) خضر بن ابی بکر بن موسیٰ الہمدانی بیبرس بادشاہ کے بڑے مقرب تھے جنہوں نے دمشق میں یہودی اور عیسائی معبد خانوں کو گرایا۔ آپ اپنے کردار کے لحاظ سے بڑے متنازع رہے اور 671ھ میں قید کردیئے گئے اور اسی حالت میں 676ھ کو وفات پائی، المواعظ والاعتبار ج 4 ص 307۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ کسی بھی مستند حوالہ سے ثابت نہیں کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اسکندریہ میں دفن ہیں بس صرف یہ کہ اسکندریہ کے بعض لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ اس قبر میں وہ دفن ہیں اور ان کی بہت سی کرامات کا بیان ہی ان کی تسلی کو کافی ہے۔اور ظاہر ایسا اعتقاد کسی (علمی) مباحثہ کا محتاج نہیں۔ان کی کرامات کے ضمن میں کہا جاتا ہے کہ 1947ء میں بلدیہ اسکندریہ نے ان کی میت کو کسی دوسری جگہ منتقل کرنے کا منصوبہ بنایا تاکہ اندرون شہر ٹریفک کا مسئلہ پیدا نہ ہو پا رہے۔جب اس منصوبہ پر عمل شروع ہوا تو ایک مزدور جو میت نکالنے پر مامور تھا اس کے ہاتھ شل ہو گئے تو باقی مزدور بھی رک گئے جس سے انہیں یقین ہو گیا کہ یہ صحابی رضی اللہ عنہ نہیں چاہتے کہ انہیں کسی دوسری جگہ منتقل کیا جائے جس پر بلدیہ اس اعتقاد کے سامنے قبر کو وہیں رکھنے پر مجبور ہو گئی اور ٹریفک کے لئے سڑک کو دونوں طرف سے کشادہ کر دیا۔

یہ وہ حکایات اور خودساختہ روایات یا گپیں جو عوام الناس کو دھوکہ دینے کیلئے عام کر دی گئی ہیں۔مجھے اسکندریہ کے بعض ذمہ دار اور ممتاز شخصیات نے بتایا ہے کہ اس قبر کو باقی رکھنے میں استعماری ہاتھ تھا جنہوں نے ایک چھوٹے سائز کی ریل گاڑی بنائی جس سے اس قبر کے پاس پہنچنے میں آسانی رہے اور لوگوں کے عقائد کو خراب اور برباد کیا جاتا رہے چنانچہ وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب رہے جس کا مشاہدہ اسکندریہ دیکھنے والا ہر شخص کر سکتا ہے۔یہ بت سر عام اور کھلے بندوں، بلا روک ٹوک موجود ہے جس کی زیارت کو لوگ دور اور نزدیک سے آتے ہیں۔ واللہ المستعان۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری بحث

مسجدوں میں قبریں بنانا-یا-قبروں پر مسجدیں بنانا

بلا شبہ اسلام عقیدہ توحید کی حفاظت کے لئے اور اسے شرک کی گندگی اور نقصانات سے بچاؤ کے لئے آیا ہے۔اور اس تحفظ کی سب سے اہم اور بنیادی صورت یہ ہے کہ مساجد کو ایسی چیزں سے بچایا جائے۔جو ان کو ان کے شرعی طریقہ ومقصد سے موڑ رہی ہیں۔لہذا ان میں قبریں نہ بنائی جائیں اور نہ ہی قبروں کی تعظیم کی جائے اسی طرح قبر والوں کے لئے کسی قسم کی عبادت واطاعت کا مظاہرہ نہ کیا جائے چنانچہ (قبروں پر مسجد یا مسجد میں قبریں) بنانے کی ممانعت وحرمت پر بہت زیادہ دلائل ہیں۔جن میں سے بعض کو ہم ذکر کر رہے ہیں۔

پہلا مقصد:-دلائل حرمت:

1-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے حضرت ام سلمہ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہما (1) نے سرزمین حبشہ میں ماریہ نامی کلیسا کے حسن وجمال اور اس میں رکھی گئی تصاویر کا ذکر کیا جسے وہ دیکھ کر آئی تھیں تو آپ ﷺ نے یہ سن کر سر مبارک اٹھایا اور فرمایا:

"أُولٰئِكَ إِذَا مَاتَ مِنْهُمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ"(2)

وہ ایسے لوگ ہیں جب ان میں سے کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے ہیں اور اس میں یہ تصویریں رکھ دیتے وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں بدترین مخلوق ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ممانعت کے وقت کی تصریح کا فائدہ یہ ہے کہ یہ وہ قطعی پختہ حکم ہے جو منسوخ نہ ہو۔کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کی حیات پاک کے آخری (ایام) میں جاری ہوا ہے مزید فرمایا:

---

(۱) اُم سلمہ ہند بنت ابی اُمیہ سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ سے شوال 4ھ میں نکاح کیا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 59ھ کو فوت ہوئیں۔(طبقات ابن سعد،ص69ج8)،جبکہ حضرت اُم حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا 44ھ میں فوت ہوئیں (اسد الغابہ،ص316ج7) (2) البخاری،کتاب الجنائز،باب المسجد علی القبر،حدیث نمبر 1314۔مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ،باب النہی عن بناء المساجد علی القبور،حدیث نمبر 528۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ممانعت اس اندیشہ کے پیشِ نظر تھی کہ کہیں آپ ﷺ کی قبر کے ساتھ بھی ویسا ہی نہ کیا جائے جیسا کہ ان لوگوں نے کیا جن پر لعنت کی گئی ہے اور جب ایسا اندیشہ نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں اور بعض لوگ اسے مطلقاً منع کہتے ہیں تا کہ ایسا ذریعہ بھی باقی نہ رہے اور یہی یہ مضبوط رائے ہے۔(1)

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ اس پر حاشیہ میں فرماتے ہیں: مطلقاً ممانعت ہی حق ہے کیونکہ جن احادیث میں قبروں کو مسجد بنانے سے نہی آئی ہے اور ایسا کرنے پر لعنت کی گئی ہے اور اس لیے کہ قبروں پر مسجدوں کی تعمیر قبر والوں کے ساتھ شرک کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ واللہ اُعلم(2)

امام عبدالبرؒ نے فرمایا: مسلمانوں پر حرام ہے کہ وہ انبیاؑ اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجد بنالیں۔(3)

2- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ: سب سے بدترین لوگ وہ ہوں گے جن کی زندگی میں قیامت آئے گی اور وہ لوگ جو قبروں کو مسجد بناتے ہیں"۔(4)

3- حضرت ابوعبیدہ(5) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جو آخری گفتگو فرمائی وہ یہ ہے کہ: حجاز اور نجران کے یہودیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دو اور جان لو کہ یہ سب سے بدترین لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔(6)

4- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے اس مرض کی حالت جس میں آپ ﷺ نے وفات پائی ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء علیہم

---

(1) الفتح، ص625 ج1۔ (2) فتح الباری، ص247 ج3۔

(3) فتح البرفی الترتیب لتمہید ابن عبدالبر، ص266 ج1، امام ابوعمر سفیان بن عبداللہ بن عبدالبر حافظ المغرب کے لقب سے مشہور ہیں آپ بہت بڑے ثقہ امام ہیں اور بہت سی اہم کتب کے مصنف ہیں جن میں التمہید اور الاستذکار بھی ہیں۔ آپؒ 368ھ کو پیدا اور 463ھ کو فوت ہوئے۔(سیر اعلام النبلاء، ص153 ج18، الوفیات، ص66 ج7)

(4) مسند احمد، ص435,405 ج1۔ الطبرانی، حدیث نمبر 10413، البزار، حدیث نمبر 3420۔ ابن خزیمہ، ص789۔ ابن حبان، حدیث نمبر 2325 شیخ الاسلام نے اس کی سند کو جید کہا ہے (الاقتضاء، ص674 ج3۔

(5) حضرت عامر بن عبداللہ ابوعبیدہؓ مشہور قدیم صحابی ہیں جنہیں امین ہذہ الامہ کا لقب ملا دو ہجرتوں اور بدر میں شرکت کی سعادت پائی۔ شام کی اکثر فتوحات ان کے ہاتھ پر ہوئیں۔ مواخات میں سعد بن معاذؓ کے بھائی بنائے گئے 18ھ کو طاعون سے وفات پائی۔ اصابہ ج2 ص252۔

(6) مجمع الزوائد عن احمد والطبرانی فی الاوسط وقال الہیثمی رجال احمد رجال الصحیح غیر ابن اسحاق وقد صرح بالسماع، ص325 ج5۔ البانیؒ نے بھی اسے صحیح کہا ہے، سلسلہ صحیحہ، ص124 ج3 نمبر 1132۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام کی قبروں کو مسجدیں بنالیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر یہ (اندیشہ) نہ ہوتا تو (صحابہ) آپ ﷺ کی قبر کو بھی کو کھلی جگہ بنا لیتے مگر مجھے خوف ہے کہ اسے مسجد نہ بنالیا جائے دوسری روایت میں ہے کہ یہ خدشہ ہوا یا آپ کو یہ اندیشہ ہوا کہ اس (قبر) کو مسجد نہ بنالیا جائے۔(1)

5- حضرت عائشہ اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو بخار ہوا تو آپ ﷺ اپنے چہرے پر چادر ڈال لیتے اور جب دم گھٹنے لگتا تو چادر کو چہرے سے ہٹا لیتے تو آپ ﷺ نے اسی کیفیت میں فرمایا: یہودیوں اور عیسائیوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں پر مسجدیں بنالیا۔ آپ ﷺ جو کچھ انہوں نے کیا اس سے ڈرا رہے تھے۔(2)

6- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہودیوں کو برباد کرے انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔(3)

7- حضرت جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی ﷺ سے آپ ﷺ کی وفات سے پانچ دن پہلے سنا: آپ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے: میں اللہ تعالیٰ کے ہاں بری ہوں کہ تم میں سے میرا کوئی خلیل نہیں بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنالیا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا اور اگر میں اپنی امت سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بناتا، خبردار تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجد بنالیتے تھے۔ خبردار! تم قبروں کو مسجد نہ بنانا میں تمہیں اس بات سے روک رہا ہوں۔(4) اس موضوع سے متعلق احادیث بہت زیادہ ہیں۔

دوسرا مقصد:-قبروں پر تعمیر میں علماء کا موقف:

سلف صالحین اور علماء کرام نے قبروں پر کسی بھی قسم کی تعمیر سے سخت ممانعت کی ہے اور مسجد بنانے کی

---

(1) البخاری، کتاب الجنائز، حدیث نمبر 1330، 1390، مسلم، کتاب المساجد حدیث نمبر 529

(2) البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل، حدیث نمبر 54-3453۔ مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب النہی عن بناء المساجد علی القبور، حدیث نمبر 531۔

(3) البخاری، کتاب الصلاۃ، باب حدیث نمبر 437۔ مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب عن بناء المساجد علی القبور۔

(4) مسلم، کتاب المساجد، حدیث نمبر 532، حضرت ابوعبداللہ بن عبداللہ البجلی جلیل القدر صحابی ہیں جو کوفہ اور بصرہ میں رہے۔ آپ 60ھ میں فوت ہوئے۔ (الاصابہ، ص 348 ج1۔ التقریب، ص 203۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالفت تو اس سے بھی زیادہ سخت ہے، بلکہ جب حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم فوت ہو گئے تو ان کی بیوی نے ان کی قبر پر ایک سال تک قبہ بنائے رکھا پھر اٹھالیا، (جب اٹھالیا) تو لوگوں نے ایک (غیبی) آواز سنی: کیا جو چیز ان کی گم ہوئی تھی اسے انہوں نے پالیا تو دوسرے نے جواب دیا: نہیں مایوس ہو کر واپس جارہے ہیں۔ (1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ترجمۃ الباب میں مذکور حدیث سے اس اثر کی مناسبت یہ ہے کہ خیمہ (قبہ) میں رہنے والا یقیناً نماز پڑھے گا جس سے قبر کے پاس مسجد بنانا لازم آئے گا اور ممکن ہے کبھی قبر قبلہ رخ ہو تو مزید کراہت پیدا ہوگی تو (غیبی آواز دینے والے) ممکن ہے دو فرشتے ہوں یا مسلمان جن ہوں، بہر حال امام بخاری نے اس (اثر) کو شرعی دلائل کی موافقت میں ذکر کیا ہے اس لئے نہیں کہ وہ خود کوئی دلیل ہے۔ (2)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبروں پر مسجدیں بنانے سے متعلق تمام گروہوں کے عام علماء نے صراحت کی ہے کہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ منع ہے اور ہمارے (حنابلہ) اوران کے علاوہ مالکی اور شافعی علماء وغیرہم نے اس کے حرام ہونے کا کہا ہے۔......... چنانچہ حضرات انبیاء علیہم السلام، بزرگوں یا بادشاہوں کی قبروں پر جو مساجد تعمیر ہیں ان کا دور کیا جانا ضروری ہے خواہ ان کو گرایا جائے یا کسی اور طریقہ سے- یہ ایک ایسا (فتویٰ) قول ہے میرے علم میں جس کی مخالفت کسی بھی مشہور معروف عالم نے نہیں کی۔ (3)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ ایک دوسری جگہ پر فرماتے ہیں: اسی وجہ سے قبروں پر مسجدیں جن کو مزارات کہا جاتا ہے یہ پہلے نہ تھیں اور نہ انکی تعظیم تھی کیونکہ یہ مسلمانون کا نہیں بلکہ مشرکوں کا دین ہے اور نہ ہی یہ (عقیدہ وعمل) محفوظ ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے جس ذکر (قران) کو نازل کیا (دین بنایا) اس کی حفاظت کی ضمانت دی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ" (4)

بے شک ہم نے ہی ذکر (قرآن مجید) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو جو کتاب وحکمت دیکر مبعوث فرمایا وہ تو محفوظ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے (کام) سے منع فرمایا کرتے تھے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے قبر پر خیمہ

---

(1) البخاری، کتاب الجنائز، معلقا قبل، حدیث نمبر 1330۔

(2) الفتح ص 238 ج3۔

(3) اقتضاء الصراط المستقیم ص 674 ج2 باختصار۔

(4) سورۃ الحجر 9۔ (۵) اس کا حوالہ پہلے صفحہ.................. پر گزر چکا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھا تو اسے اکھاڑ پھینکنے کا حکم ارشاد فرمایا۔(1)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں علماء کرام نے کہا ہے آنحضرت ﷺ نے اپنی قبر اور دوسروں کی قبر کو مسجد بنانے سے اس اندیشہ کے پیش نظر روکا ہے کہ اس کی تعظیم میں غلو نہ ہونے لگے اور اس کی بنا پر لوگ فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں جو بسا اوقات کفر تک لے جاتا ہے جیسا کہ اکثر پہلی امتوں میں ایسا ہوا............... اگر ایسی تعمیر بنانے والے کی ملکیت ہو تو مکروہ ہے اور اگر وہ عام قبرستان میں ہے تو حرام ہے امام شافعی اور دیگر شافعی اماموں نے اس پر نص بیان کی ہے جیسا کہ امام شافعی کتاب الأم میں فرماتے ہیں۔ میں نے مکہ معظمہ میں ائمہ کرام کو دیکھا ہے کہ وہ اس (قسم کی) عمارت کو گرانے کا حکم دیتے تھے اور اس (فعل) کی تائید اس ارشادِ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سے بھی ہوتی ہے کہ: جو بھی اونچی قبر پاؤ اسے (زمین) کے برابر کر دو۔ (2)

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں: امام شافعی اور ان کے ساتھیوں کے اقوال و فتاویٰ قبر پر مسجد بنانے کی کراہت پر متفق ہیں خواہ مرنے والا اچھی شہرت کا حامل ہو یا نہ ہو (3)

علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے نزدیک یہ کوئی بعید نہیں کہ امام شافعی کی گذشتہ عبارت میں کراہت کو کراہت تحریمی پر محمول کیا جائے کیونکہ قرآنی اسلوب (بیان) سے حد درجہ متاثر ہیں، لہذا جب ہمیں آپ کے کلام میں کوئی لفظ ملے جس کا قرآن پاک میں کوئی خاص معنیٰ ہو تو ضروری ہے کہ اس کو اسی پر محمول کریں، نہ یہ کہ متاخرین کی اصطلاح کے مطابق جو معنیٰ ہو اس پر محمول کریں جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

"كَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ" (4)

تمہاری طرف کفر و فسوق اور نافرمانی کو ناپسندیدہ کر دیا گیا ہے۔

یہ سب چیزیں حرام ہیں اور (کراہت سے) یہی معنیٰ (حرمت) امام شافعی کی مراد ہے۔ واللہ اعلم۔ اور اسی وجہ سے میں یقین سے کہتا ہوں کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب (قبروں پر عمارت کی) حرمت کا ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ (5) سورۃ کہف کی آیت:

"قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَى أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا" (6)

---

(1) بخاری، کتاب الجنائز باب الجریدۃ علی القبر، حدیث: 1361 (2) شرح مسلم للنووی، ص 17 ج 5۔

(3) مختصر المجموع، ص 182 ج 5۔ (4) سورۃ الحجرات 7 تحذیر المساجد، ص 35، بتصرف

(5) امام ابو عبداللہ محمد بن احمد الخزرجی القرطبی اپنے وقت کے بہت بڑے عابد و زاہد اور مفسر و محدث تھے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ 671ھ میں فوت ہوئے آپ کی متعدد تصانیف ہیں جن میں مشہور تفسیر احکام القرآن اور التذکرۃ باحوال الموتی واحوال الآخرۃ ہے (مقدمہ تفسیر القرطبی) (6) سورۃ الکہف 21۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جولوگ اپنے فیصلہ پر غالب تھے انہوں نے کہا ہم تو ان (اصحاب کہف) پر ضرور مسجد بنائیں گے۔
کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یہاں کچھ وسائل ایسے پائے جاتے ہیں جو ممنوع بھی ہیں اور کچھ جائز، چنانچہ قبروں پر مسجدیں بنانا اور ان میں نماز پڑھنا یا قبروں پر تعمیر کرنا وغیرہ ایسے افعال ہیں جن سے سنت میں روکا گیا ہے اور یہ ممنوع ہیں جائز نہیں" پھر انہوں نے حرمت پر دلالت کرنے والی احادیث بیان کیں اور کہا ہے: یہ (مسجد یا عمارت بنانا) قبر والوں کی عبادت تک لے جاتا ہے جیسا کہ بتوں کی عبادت میں سبب بنا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کاموں سے ڈرایا ہے اور ان راستوں کو بند کیا ہے جو اس (شرک وممانعت) کی طرف جاتے ہیں............... اور تعظیم وبڑائی کے لئے جاہلیت کی طرح عمارت کو بہت زیادہ اونچا کرنا۔ تو ایسی عمارت کو مٹایا اور ختم کیا جانا چاہئے کیونکہ اس میں آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل میں دنیا کی زیب وزینت کا استعمال ہے اور یہ اس کے مشابہ ہے جو قبروں کی تعظیم اور عبادت کرتا ہے۔ (1)

امام ابن الملقن رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی آخری بیماری کے متعلق حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: اس حدیث میں قبروں پر مساجد بنانے کی ممانعت پر بھی دلیل ہے اور یہ ممانعت حرمت کی متقاضی ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ حدیث سے ثابت ہے۔

"اللہ تعالیٰ یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مسجد بنالیا۔ (2)

ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے میرے پروردگار میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا ہو۔ (3)

اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو قبول فرمایا، ۔فلله الحمد والمنة۔

شیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث "لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ" میں فرماتے ہیں: اس حدیث پاک میں انبیاء علیہم السلام یا کسی اور کی قبروں کو مسجد بنانے سے ڈرایا گیا ہے حالانکہ وہ تمام نیک لوگوں (صالحین) سے افضل ہیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا ان چار مراتب میں سے پہلا مرتبہ ہے جن کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ

---

(1) الجامع لأحکام القرآن للقرطبی، ص247 ج10۔
(2) اس کی تخریج صفحہ 199 پر دیکھیں۔
(3) اس کی تخریج صفحہ 181 پر دیکھیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا" (1)

اور جو بھی اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کریگا وہ (قیامت کو) ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین میں سے اور ان کا یہ ساتھ بہت اچھا ہے۔(2)

شیخ البانی رحمہ اللہ ممانعت کی احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: جو ان احادیث مبارکہ پر غور کرے گا اس پر بلاشبہ واضح ہو جائیگا کہ (قبروں کو مسجدیں) بنانا حرام ہے بلکہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے کیونکہ ان (احادیث) میں جو لعنت کا ذکر ہے اور (ان احادیث کی) مخالفت والوں کو اللہ کے ہاں بدترین مخلوق کہا گیا ہے، تو ظاہر ہے یہ (وعید) کسی ایسے انسان کے حق میں ممکن نہیں جو کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب نہ ہو اور تمام مذاہب اس کے حرام ہونے پر متفق ہیں اور بعض نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی صراحت کی ہے"(3)

علامہ امیر صنعانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ احادیث جن میں لعنت کی گئی ہے یا جس ارشاد نبوی علیٰ صاحبہ الصلاۃ والسلام میں (غیروں سے) تشبیہ دی گئی ہے کہ "میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی اللہ کے علاوہ پوجا ہو" اس کا نتیجہ ہے کہ قبروں پر تعمیر ان کی تزئین وخوبصورتی، انہیں چونا گچ کرنا، آراستہ صندوق رکھنا، ان پر یا چھت پر چادریں چڑھانا، قبر کی دیواروں کو چھونا، سب کچھ حرام ہے اور یہ سب کچھ تھوڑے عرصہ بعد جہالت کے عام ہونے کے ساتھ بتوں کی پوجا تک لے جاتا ہے جس پر پہلی امتیں تھیں لہذا اس سے قطعی طور پر اس لئے روکا گیا کہ فساد کا راستہ ہی بند کر دیا جائے اور فوائد کے حصول اور نقصانات سے بچنے کے لئے احکام شریعت میں اس حکمت کا اعتبار کیا جاتا ہے خواہ یہ فوائد اور نقصانات فی نفسہ ہوں یا ذرائع کے اعتبار سے"(4)

قابلِ اعتبار اور جن علماء کا بلند مقام اور عزت ووقار ہے ان تمام کی آراء وفتاویٰ اس بات پر متفق ہیں کہ قبروں پر تعمیر حرام ہے اور ان کا یہ اتفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت ومتابعت میں ہے جو صحیح اور واضح احادیث مبارکہ سے ثابت ہے اور یہ احادیث اس کام کو حرام کہتی ہیں اور اس کام کے کرنے والے سابقہ امتوں کے لوگوں پر لعنت کرتی ہیں تو اس امت کو بھی ان کے نقش قسم پر چلنے سے بچنا چاہئے اور ان کے راستہ پر چلنے سے ڈرنا چاہیئے۔ ہم آئندہ مقصد میں باطل پرستون کے دلائل اور اس فعل کے جواز کے قائلین کے شبہات پر بحث

---

(1) سورۃ النساء 69۔ (2) القول المفید ،ص404 ج1۔

(3) تحذیر المساجد ،ص33۔

(4) سبل السلام، 769 ج2۔ یہ محمد بن اسماعیل الامیر الصنعانی کی تالیف ہے آپ اپنے وقت کے بہت بڑے محدث وفقیہ تھے آپ کی بہت سی قیمتی تصانیف ہیں آپ 1099ھ میں پیدا اور 1182ھ میں فوت ہوئے۔(البدر الطالع ،ص134 ج2)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں گے۔-واللہ الموفق-

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ ہماری اس فصل کی پہلی بحث میں مذکوراحادیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ صحیح احادیث اور جو بھی روایات اس معنی میں ہیں وہ تمام ان مسجدوں میں نماز کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں جن مسجدوں میں قبریں ہیں جیسا کہ یہ احادیث قبروں پر مسجدیں بنانے کی حرمت پر بھی دلالت کرتی ہیں اور ایسا کرنے والے پر لعنت پر بھی دلالت کرتی ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے قبروں کو گچ کرنے اور ان پر تعمیر سے روکا ہے۔

چنانچہ تمام اسلامی ممالک کے حکمرانوں پر واجب ہے کہ وہ قبروں پر تعمیرات کو روکیں اور قبروں پر مسجدیں بنانے سے منع کریں اسی طرح ان پر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ قبروں کو گچ کرنے، ان پر بیٹھنے، ان پر لکھنے سے "ان صحیح احادیث پر عمل کرتے ہوئے اور قبر والوں سے متعلق غلو کے ذرائع اور ان کے ساتھ شرک سے اسباب کو ختم کرتے ہوئے" لوگوں کو منع کریں، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حکمرانوں کو اس چیز کی توفیق دے جس میں زمین واہل زمین کی بھلائی ہو اور ان کے ذریعہ دین کی مدد کرے اور شریعت کی جو بھی مخالفت ہے اس سے شریعت کو محفوظ فرمائے"۔ "إِنَّهُ سَمِيعٌ مُّجِيبٌ" (1)

تیسرا مقصد:-وہ شبہات جنہیں قبروں پر تعمیر جائز کہنے والے پیش کرتے ہیں:

جو لوگ قبروں پر تعمیر کو جائز خیال کرتے ہیں انہوں نے متعدد شبہات اٹھائے ہیں اور ان شبہات ہی کو وہ دلائل اور قیمتی ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہوئے سمجھتے ہیں کہ ان کی روشنی میں ہم بہت اچھا کر رہے ہیں لیکن اللہ کی قسم! یہ شبہات بیتِ عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہیں کیونکہ باطل پرست متشابہات کے ذریعہ اپنے باطل کی تائید میں اور اپنے موقف کی حجت میں جو کچھ بھی لائے گا کتاب وسنت میں اس کا رد موجود ہوگا جو اسے جڑ سے ختم کردیگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا" (2)

یہ آپ کے پاس جو کوئی مثال لائیں گے ہم اس کا سچا جواب اور عمدہ توجیہ آپ کو بتا دیں گے۔

(1) مجموعہ فتاویٰ ابنِ باز، ص:758، ج:2

(2) سورۃ الفرقان، آیت:33۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بعض مفسرین نے کہا ہے: یہ آیت عام ہے اور قیامت تک کے لئے کہ باطل پرست جو بھی دلیل لائے گا قرآن وحدیث میں اس کا جواب پائے گا۔ (1)

اہلِ باطل نے اپنے باطل پر بڑے کمزور دلائل پر اعتماد کیا ہے اور اس دوران محکم کو چھوڑ کر متشابہ کی پیروی کی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"هُوَ الَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ اٰيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ. فَأَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيْلِهِ............" (2)

وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ آیتیں ہیں پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں فتنے کی طلب میں اور ان کی مراد کی جستجو کے لئے.................."

اور بلا شبہ اہل باطل جو فتنۂ قبور اور قبروں کی عبادت میں مبتلا ہیں اور قبروں پر مسجدیں اور قبے بنانے کے بڑے دلدادہ ہیں وہ بہت سے دلائل لاتے ہیں جن پر ادنیٰ سا غور کرنے والا بھی سمجھ جاتا ہے کہ اس میں کوئی دلیل نہیں، خصوصاً بہت سی صحیح وصریح اور واضح احادیث اس شبہ کا رد کرتی ہیں، سبحان اللہ (یہ باطل پرست) واضح اور ٹھوس جس میں کوئی شبہ نہیں اس کو وہ چھوڑتے ہوئے متشابہ کی پیروی کرتے ہیں:

پہلا شبہ: سورت کہف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰى أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا" (3)

جن لوگوں نے ان کے بارے میں غلبہ پایا وہ کہنے لگے ہم تو انپر مسجد بنائیں گے۔

باطل پرست اس آیت کا یہ معنی کرتے ہیں کہ: ہم غار کے دروازے پر مسجد بنالیں گے تاکہ مسلمان اس میں نماز پڑھیں اور ان (اصحابِ کہف) کی جگہ سے تبرک پائیں اور یہ (قبر پر مسجد بنانے) کے جواز کی دلیل ہے اور اسی دلیل سے اپنے آپ کو اسلام سے منسوب کرنے والے اکثر لوگ استدلال کرتے ہیں جیسا کہ بریلوی، شیعہ اور دیوبندی حضرات ہیں:(4)

---

(1) التوضیحات الکاشفات علی کشف الشبہات، ص 147 محمد بن عبداللہ الہبدان۔ (2) سورۃ آل عمران، آیت: 7۔

(3) سورۃ الکہف، آیت: 21۔ (4) بریلویت سے، بانی احمد رضا خان ہیں یہ فرقہ پاک وہند میں انبیاء واولیا کی تقدیس کے نام پر غلو میں مشہور ہے جبکہ دیوبندیت فقہ میں حنفی اور عقیدہ میں ماتریدی فرقہ ہے جن میں تصوف کے بھی فرقے ہیں اور یہ مدرسہ دیوبند کی طرف منسوب ہے۔ جہود العلماء الحنفیہ، ص: 1450 ج: 3

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: اس شبہ کا رد اور جواب کئی طریقہ سے ہے:

اولاً:- علماء سلف کی اس آیت کی تفسیر میں مختلف آراء ہیں امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس میں اختلاف ہے کہ یہ مسلمان گروہ کا قول ہے یا کفار کا؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس سے مراد ان کے دشمن یعنی کفار ہیں'' (۱)

حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات کہنے والے وہی تھے جن کو اثر ورسوخ اور اختیار واقتدار حاصل تھا اور جن کی بات چلتی تھی، لیکن کیا وہ قابلِ تعریف ہیں؟ یہ محلِ نظر ہے، کیونکہ آنحضرت ﷺ نے یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کی ہے (2) الخ الحدیث،

اگر چہ اس (بنانے والوں کے تعین) میں اختلاف ہے مگر اس سے (مسجد پر قبر بنانے پر) استدلال صحیح نہیں کیونکہ دلیل میں جب احتمال پیدا ہو جائے تو استدلال ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن ان (باطل پرستوں) کا اپنی رائے پر اصرار ہے کہ یہ غلبہ پانے والے اہل ایمان ہی ہے تھے اور اسے ایک تسلیم شدہ حقیقت کہتے ہیں جس میں کوئی شک وشبہ ہے نہ احتمال، اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان (کی بات) کو قائم رکھا ہے اور ان کا رد کرنے یا ان پر طعن وملامت کی بجائے ان کے کام کو پسند کیا ہے۔

جس کا درج ذیل انداز میں رد کیا جا سکتا ہے کہ:۔

(الف) رد نہ کرنے کو اقرار وتسلیم سے تعبیر کرنا ہی درست نہیں جب تک کہ ہم یہ ثابت نہ کریں کہ وہ مسلمان اور نیک لوگ تھے جو اپنے نبیؑ کی شریعت کے پابند تھے جبکہ آیت کریمہ میں کوئی معمولی اشارہ بھی نہیں کہ وہ واقعی ایسے تھے، بلکہ احتمال ہے کہ وہ ایسے نہ ہوں اور یہی قرین حقیقت ہے کیونکہ وہ تو کافر اور فاسق وفاجر تھے (جیسا کہ آگے آئیگا)۔ چنانچہ ان کا رد نہ کرنا اقرار شمار نہیں ہوتا بلکہ انکار ہے کیونکہ کافروں اور فاسقوں کے قول کو ان کی طرف منسوب کرتے ہوئے نقل کرنا ہی اس کے رد کے لئے کافی ہے اور یہ کوئی مخفی بات نہیں کہ اس پر خاموشی اس کا اقرار واعتراف نہیں۔ جس کی مزید وضاحت آئندہ سطور میں ہوگی۔

(ب) سابقہ استدلال ماضی اور موجودہ دور کے ان خواہش پرست لوگوں کے انداز پر ہے جو محض قرآن

---

(۱) جامع البیان للطبری، 205ج8۔

(2) تفسیر ابن کثیر، ص2153ج

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک کو دین سمجھتے ہیں اور سنت مطہرہ کی ان کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں البتہ اہلسنت کا منہج رکھنے والے جو ان دونوں قسم کی وحی (قرآن وحدیث) پر ایمان رکھنے والے ہیں ان کے نزدیک یہ استدلال واضح طور پر غلط ہے۔(1)

ثانیا:- جو بات (سیاق وسباق سے) واضح ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ جنہوں نے اپنی بات منوائی وہ کافر تھے اور اسکو بعض سلف نے ترجیح دی ہے چنانچہ حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث "لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ.........." کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے:

جس بات پر (یہ) حدیث دلالت کرتی ہے قرآن پاک نے بھی اس پر دلالت کی ہے جیسا کہ اصحاب کہف کے واقعہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:"قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰى أُمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا" یہاں اللہ تعالیٰ نے قبروں پر مسجدیں بنانے کو ان لوگوں کا فعل قرار دیا ہے جن کو معاملات پر اختیار وغلبہ حاصل تھا جس سے محسوس ہوتا ہے کہ جابرانہ حکومت واختیار اور خواہش پرستی کا شاخسانہ تھا، اللہ اسکے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام پر نازل کردہ دستور ہدایت کے متبع کسی عالم وفاضل کا کام نہیں تھا۔(2) علامہ معلمی رحمہ اللہ تعالیٰ اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جو لوگ اپنی بات منوانے میں غالب آئے وہ متکبر وسرکش اور زیادتی کرنے والے تھے"(3)

ان کے کافر ہونے کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہود ونصاری پر لعنت فرمائی ہے اور وہ اسلام سے پہلے کی امتیں ہیں اور ان کے قبروں کو مسجدیں بنانے کی وجہ سے ان کی مذمت کی گئی ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ تمام آسمانی شریعتوں میں اس کی حرمت تھی۔

سوم: اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ جو اپنی بات منوانے میں کامیاب ہوئے وہ اہل ایمان تھے اور مسجد ان کی دلچسپی ہی سے بنائی گئی تھی۔ تو بھی چند امور کی بنا پر ممکن نہیں کہ قبروں پر مسجدیں بنانے والون کیلئے (ان کا) یہ فعل دلیل اور حجت بن سکے۔

(1) تحذیر الساجد، ص:57 بتصرف (2) فتح الباری لابن رجب کمافی تحذیر الساجد، ص:49

(3) عمارۃ القبور، ص:289

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الف۔ کہ وہ اسلام سے پہلے کی امت کا فعل ہے جن کی شریعت (کا ماننا) اہل اسلام کیلئے ضروری نہیں، علماء اصول نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے اس جو میں اختلاف ہے اس کی وضاحت کی ہے اور بتایا ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف پر عملی اختلاف مرتب نہیں ہوتا کیونکہ سابقہ امتوں کا کوئی بھی ایسا حکم نہیں جس کو اسلام نے برقرار نہ رکھا ہو یا پھر اس کی نفی نہ کی ہو۔ (1)

ب۔ اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ ہم سے پہلی امتوں کی شریعت ہمارے لیے بھی شریعت ہے تو امت کا اجماع ہے کہ یہ اسی صورت میں ہے جب وہ ہماری شریعت کے مخالف نہ ہو مگر ہماری شریعت میں تو قبروں پر تعمیر سے ممانعت کی صراحت موجود ہے اور سورت کہف کی آیت سے باطل پرستوں نے جو استدلال کرتے ہوئے اسے مسلمہ اور قطعی دلیل بنایا ہے وہ ختم ہو جاتی ہے کیونکہ ہماری شریعت میں (ایسی) تعمیر کو حرام کہا گیا ہے۔ اور جن علماء کرام نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے ان میں سے علامہ آلوسی (2) رحمہ اللہ ہیں جو فرماتے ہیں:

''شہاب الخفاجی نے حاشیہ بیضاوی (3) میں اس آیت سے نیک لوگوں کی قبروں پر تعمیر اور ان پر مسجدیں بنانے پر استدلال کیا ہے، اور یہ استدلال نہایت کمزور، لایعنی، غلط اور فاسد و باطل ہے۔ پھر علامہ آلوسی نے قبروں پر تعمیر کی حرمت سے متعلق ان چند احادیث کو بھی نقل کیا ہے جو اس بحث کے شروع میں بیان ہوئی ہیں۔ الحمد اللہ سابقہ بحث سے ہمارے سامنے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ یہ شبہ نہایت کمزور اور لایعنی ہے جو کسی بھی صورت میں دلیل و حجت بننے کے قابل نہیں کہ اہل بدعت اس کی بنا پر اپنی بدعات کو رواج دیں۔ وَ اللہ غالبٌ عَلٰی أمرہ۔

دوسرا شبہ: یہ کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے مسجد خیف میں نماز پڑھی اور حدیث میں آتا ہے کہ اس میں ستر انبیاء علیہم السلام کی قبریں ہیں اور آپ ﷺ جتنی مدت بھی منیٰ میں ٹھہرے اس مسجد میں قبریں ہونے

(1) الوجیز فی اصول الفقہ، ص: 265

(2)۔ روح المعانی ص: 343 ج9، یہ بغداد کے مشہور فقیہ و مجتہد اور ادیب و مفسر علامہ محمود بن عبداللہ آلوسی کی مشہور تفسیر ہے آپ فقہ حنفی کے مفتی تھے۔ 1270ھ میں فوت ہوئے۔ اور سلفی العقیدہ مجتہد تھے تیرہ سال کی عمر میں تدریس میں مشغول ہو گئے۔ التفسیر والمفسرون ص352 ج 1۔ (علامہ آلوسی سلفی نہیں بلکہ متعصب حنفی اور صوفی تھے۔ مترجم)

(3) احمد بن محمد خفاجی مصر کے چیف جسٹس تھے جن کی بہت سی تصانیف ہیں (خلاصۃ الاثر ج1 ص331) جب کہ ابوسعید عبداللہ بن عمر البیضاوی الشافعی الاشعری بہت بڑے صاحب تصانیف مفسر تھے۔ (طبقات شافعیہ للسبکی ج8 ص175۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے باوجود وہیں نماز پڑھی جو اس بات کی دلیل ہے کہ قبروں پر مسجدیں بنانا اور ان میں نماز شرعا درست ہے۔

وہاں پر قبریں ہونے پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث دلیل ہے نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

"فی مسجد الخیف قبر سبعین نبیاً" (1)

مسجد خیف میں ستر انبیاء علیہم السلام کی قبریں ہیں۔

جواب: اس حدیث سے بوجوہ استدلال درست نہیں۔

1۔ یہ حدیث ضعیف ہے اور احتمال ہے کہ اس میں تحریف ہوئی ہو۔ کیونکہ حدیث کے مشہور الفاظ ہیں۔

"صلی فی مسجد الخیف سبعون نبیاً" (2)

کہ مسجد خیف میں ستر انبیاء علیہم السلام نے نماز پڑھی۔

چنانچہ اندیشہ ہے کہ تحریف ہو کر یہ لفظ "صلی" کی بجائے "قبر" نہ بن گیا ہو۔

2۔ اگر حدیث کو صحیح تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ ضعیف نہیں اور کوئی علت نہیں پائی جاتی تو بھی اس سے استدلال درست نہیں کیونکہ وہاں قبریں ظاہر نہیں ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں جن (علماء) نے تاریخ مکہ پر بحث کی ہے انہوں نے مسجد خیف کا بھی ذکر کیا ہے مگر انہوں نے ان قبروں کی وجود کی نشاندہی نہیں کی۔ لہذا جب یہ قبریں مٹ چکی ہیں اور اب ظاہر ان کا کوئی وجود نہیں تو جو خطرہ و اندیشہ تھا وہ زائل ہو گیا۔

3۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ مسجد خیف کی بہت بڑی عمارت ہے جس کی بنیاد کئی میٹر گہری ہے مگر ان کو کھودتے وقت کوئی جثہ بھی برآمد نہیں ہوا حالانکہ یہ بات قطعی ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ زمین پر حرام ہیں لیکن کسی کا بھی جسد اطہر وہاں نہیں پایا گیا۔ اگر یہ کمزور روایت نہ ہوتی جس کا ان شکی اور تہمت پسندوں نے سہارا لیا ہے تو یہ معاملہ نہ اٹھتا اور سابقہ بحث سے معلوم ہو چکا ہے کہ یہ دلیل کمزور

---

(1)۔ مجمع الزوائد ص 297 ج 3 وقال الہیثمی: رجالہ ثقات مگر علامہ البانی نے تحذیر الساجد ص 71 پر اس پر نقد کرتے ہوئے حدیث 'معلول قرار دیا ہے۔ (2)۔ علامہ البانی نے کہا ہے کہ یہ روایت طبرانی نے الکبیر ص 155 ج 3 پر ذکر کی ہے اور رجالہ ثقات اور ازرقی نے اخبار مکہ ص 35 پر ابن عباس سے موقوف ذکر کی ہے اور میرے نزدیک یہ حدیث حسن ہے، تحذیر الساجد ص:73

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور باطل ہے۔تمام معاملہ اللہ ہی کیلئے ہے۔

تیسرا شبہ: قبروں پر تعمیر کے قائل جو شبہات اٹھاتے ہیں ان میں سے یہ روایت بھی ہے جس میں آتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ علیہا السلام کو مسجد حرام حطیم میں دفن کیا گیا ہے اور یہ مسجد پوری زمین پر افضل ترین مسجد ہے جب اس بابرکت مسجد میں قبر ہے اور اس کے باوجود اس میں نماز باقی سب جگہ سے افضل ہے تو کوئی اور مسجد میں تو بالاولیٰ نماز ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے اخبار مکہ کے مصنف کی ایک حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں آیا ہے کہ: حضرت اسماعیل کی والدہ بیت اللہ کی بنیاد اٹھانے سے پہلے فوت ہوگئیں تو انہیں حطیم والی جگہ پر دفن کر دیا گیا۔ (1)

اسی طرح علامہ سیوطی نے یہ نقل کیا ہے کہ: اسماعیل علیہ السلام کی قبر حطیم میں ہے۔ (2)

جواب: اس شبہ کا کئی طریقوں سے جواب ہے۔

1۔ کسی مرفوع حدیث سے ثابت نہیں کہ حضرت اسماعیل یا کسی اور پیغمبر علیہ السلام کو مسجد حرام میں دفن کیا گیا ہو، البتہ جو روایات سیوطی وغیرہ نے نقل کی ہیں وہ تمام کی تمام کمزور، لایعنی اور من گھڑت ہیں پھر اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہیں بھی موقوف، تو ان روایات کو صحاح کی روایات کے مقابلہ میں کیسے پیش کیا جا سکتا ہے۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے ان تمام روایات کو اپنی کتاب "تحذیر الساجد" میں غلط قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں: ان روایات کا صحاح ستہ، مسند احمد، معاجم طبرانی جیسے خزانہ حدیث میں ذکر نہ ہونا اس بات کی واضح اور سب سے بڑی علامت ہے کہ یہ روایات ضعیف بلکہ موضوع ہیں، امام ابن الجوزی (3) نے کیا خوب کہا ہے کہ: جب دیکھو کہ حدیث کسی معقول یا منقول کی مخالف یا بنیادی ماخذ حدیث کے خلاف ہو تو سمجھ لو کہ وہ من گھڑت ہے، اصول اور بنیادی ماخذ حدیث کی مخالفت کا مطلب ہے کہ وہ حدیث کتب مسانید یا دیگر مشہور کتب حدیث کے مجموعہ اور خزانہ اسلام میں نہ ہو۔ اور اس سلسلہ میں جو زیادہ سے زیادہ ملتا ہے وہ ضعیف سندوں سے مروی کمزور اور موقوف روایات ہیں جن کی طرف توجہ نہیں دی جا سکتی اگرچہ انہیں بعض بدعتی حضرات نے مسلمہ روایات کے انداز میں بیان کیا ہے۔ (4)

---

(1)۔ اخبار مکہ للأزرقی ص: 56 ج 1۔ (2)۔ علامہ سیوطی ابو الفضل جلال الدین عبدالرحمٰن بن الکمال الشافعی 849ھ رجب میں پیدا ہوئے آپ کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں سے الجامع الصغیر، الفیۃ الحدیث اور تدریب الراوی معروف ہیں آپ 911ھ کو فوت ہوئے، (مقدمہ تدریب الراوی ص 10-29 ج 1)

(3)۔ ابو الفرج بن علی بن محمد الجوزی مشہور حنبلی فقیہ ہیں 509 یا 510ھ میں پیدا ہوئے آپ خود فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ہاتھ سے دو ہزار جلدیں لکھی ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ص 365 ج 21) (4)۔ تحذیر الساجد: ص: 75۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ سابقہ تمام انبیاء علیہم السلام کا دین اور طریقہ قبروں پر مسجدوں کی تعمیر کی حرمت ہے اور سب سے پہلے جنہوں نے اس کا ارتکاب کیا اور قبروں پر مسجدیں بنائیں وہ انبیاء علیہم السلام کے مخالفین یہود ونصاری ہیں اور اسی وجہ سے نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ان پر لعنت فرمائی ہے اور ان پر لعنت محض اس لیے فرمائی کہ یہ کام خود ان کی شریعت میں بھی منع تھا اور یہ اس بات کی پختہ دلیل ہے کہ حضرت اسماعیل وغیرہ انبیاء علیہم السلام جو بھی ان کے بعد یا پہلے آئے سبھی نے اپنی امتوں اور پیروکاروں کو قبروں پر مسجد بنانے سے روکا اور ڈرایا ہے لہذا یہ قطعاً ممکن نہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر مسجد حرام میں ہو، چہ جائیکہ آپ علیہ السلام خود اپنی والدہ کو دفن کرتے جیسا کہ ابھی گزرا ہے کہ انہوں نے اپنی والدہ کو مسجد حرام میں دفن کیا تو ایسا کرنا جس دعوت توحید کو وہ لیکر آئے تھے اس کے ساتھ قطعاً مناسب نہیں۔

3:۔ بالفرض اگر یہ موقوف آثار وروایات صحیح بھی ہوں اور یہ کہ حضرت اسماعیل وغیرہ علیہم السلام مسجد حرام میں دفن کیے گئے تھے یا کسی اور مسجد میں ہوں تو بھی یہ ممکن نہیں کہ اس سے قبروں پر مسجدیں بنانے کا جواز ملتا ہو کیونکہ یہ قبریں ظاہر نہیں ہیں لہذا ان کے وجود کا جو نقصان تھا وہ دور ہو گیا۔ اور حرمت کا جو سبب تھا وہ نہیں پایا گیا جبکہ مسجدوں میں مضبوط قبریں یا ان پر مسجدیں ہوں تو یہ قبریں تو ظاہر ہیں اور زیارت کرنے والوں کیلئے کھلی ہوئی ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے۔ اور یہ بھی کوئی بعید نہیں کہ (یوں تو) ساری زمین ہی قبریں ہوں، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ۝ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا" (1)

کیا ہم نے زمین کو کافی نہیں بنایا۔ زندوں کیلئے اور مردوں کیلئے بھی۔

امام شعبی (2) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس زمین کا اندر (پیٹ) تمہارے مردوں کیلئے اور ظاہر (پیٹھ) تمہارے زندوں کیلئے ہے اور مسلمان زمین کو کریدنے اور اس میں قبریں تلاش کرنے کا پابند نہیں کہ وہ یقین حاصل کر سکے کہ یہ زمین (نماز کے) قابل ہے کہ نہیں بلکہ وہ تو صرف ظاہر کا پابند ہے۔ عرب جانتے ہیں کہ زمین کا اکثر حصہ ختم شدہ اور مٹی ہوئی قبریں ہیں مگر اس چیز نے زمین پر بلند وبالا تعمیر سے روکا نہیں۔

ابو العلاء المعری شاعر کہتا ہے۔

وہ چیخا کہ یہ تمہاری قبریں ہیں جن سے زمین بھر گئی، پھر عاد کے زمانہ سے لیکر اب تک کی قبریں کہاں ہیں آہستہ

---

(1)۔ سورت المرسلات، آیت: 26-25۔ (2) امام عامر بن شرحبیل شعبی بہت بڑے تابعی تھے جنہوں نے پانچ سو صحابہؓ کی زیارت کی اور 50 صحابہؓ سے روایت کی آپ تقریباً 104ھ میں فوت ہوئے۔ (السیر للذہبی ج4 ص294)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلیے میرے خیال زمین کی یہ تہہ ان ہی جسموں سے ہے۔
اگر ممکن ہو تو ہوا کے دوش پر چلو، تکبر سے نہیں بلکہ انسانوں کی بوسیدہ ہڈیوں خیال کرتے ہوئے۔

ان قبروں کے مٹ جانے اور بایں صورت ان کے اہل بدعت کی دلیل نہ بننے کی تائید ملا علی قاریؒ (1) کا یہ قول بھی کرتا ہے: جو ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر کا نشان حطیم میں پرنالے کے نیچے ہے اور یہ کہ حطیم میں حجرِ اسود اور زمزم کے درمیان ستر انبیاء علیہم السلام کی قبریں ہیں اور یہ کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر منہدم اور مٹی ہوئی ہے اس سے استدلال درست نہیں'' (2)

علامہ البانیؒ اس قول پر حاشیہ میں فرماتے ہیں: یہ بڑے حاذق، عقلمند عالم اور بڑے بیدار مغز فقیہ کا جواب ہے جس میں اشارہ ہے کہ اس مسئلہ میں اصل اعتبار ظاہر اور واضح قبروں کا ہے اور جو قبریں زمین کے اندر ہیں ان پر بظاہر شرعی حکم کا اطلاق نہیں بلکہ شریعت ایسے حکم سے پاک ہے کیونکہ ہم طبعی طور پر جانتے ہیں اور مشاہدہ بھی ہے کہ تمام زمین زندوں کے دفن ہونے کی جگہ ہے۔ (3)

نواب صدیق حسن خاں فرماتے ہیں: حضرت اسماعیل علیہ السلام یا کسی اور پیغمبر کی قبر کا ہونا خواہ وہ ستر ہوں یا اس سے کم وبیش۔۔امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کا فعل نہیں اور نہ ہی ان کو اس مقصد کے لیے وہاں دفن کیا گیا اور نہ ہی آنحضرت ﷺ نے اس پر تنبیہ فرمائی اسی طرح ان کی قبروں کی کوئی علامت وغیرہ بھی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے دورِ اقدس میں موجود نہیں اور نہ ہی آنحضرت ﷺ نے ان قبروں میں سے کسی قبر کو تلاش کیا تاکہ ان ارواحِ مبارکہ کا قرب حاصل ہو سکے اور نہ ہی کسی کو اس کا حکم دیا اور نہ ہی سلف صالحین اور امت کے کسی امام نے اس کی کوشش کی۔ بلکہ اس کے برعکس جس بات کی ہمیں ہدایت کی گئی ہے اور ہمیں جس کام کی ترغیب دلائی گئی وہ یہ ہے کہ ہم انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مسجدیں نہ بنائیں جیسا کہ یہود ونصاریٰ نے کیا، اور اسی وجہ سے ان پر لعنت فرمائی۔ (4)

اس سے الحمدللہ دیگر شبہات کی طرح یہ شبہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ وللہ الحمد و المنة

چوتھا شبہ: جس شبہ سے انہوں نے استدلال کیا ہے یہ بھی ہے کہ حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ نے نبی

---

(1) علی بن سلطان القاری المکی قرأت وتجوید کے امام تھے جنہوں نے ابن حجر ہیثمی جیسے اکابر سے علم حاصل کیا۔ آپ کی مشہور کتاب مرقاۃ شرح مشکوۃ ہے۔ آپ 1014ھ کو مکہ میں فوت ہوئے۔

(2)۔ المرقاۃ، ص 416 ج 2 (3) تحذیر الساجد، ص: 77

(4)۔ الدین الخالص بحوالہ تحفۃ الاحوذی، ص: 227 ج 2

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ الصلاۃ والسلام کے دور میں حضرت ابوبصیر رضی الہ عنہ کی قبر پر مسجد بنائی تھی۔ (1)

جواب: اس شبہ کا کئی وجوہ سے رد کیا جا سکتا ہے۔

1۔ کہ یہ واقعہ صحیح مصادر اور ماخذوں میں اس زیادتی اور اضافہ کے بغیر ذکر ہوا ہے جو اس روایت کے ضعیف ہونے کی دلیل ہے اور اس کی تفصیل بھی حاشیہ میں گزر چکی ہے جس پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

2۔ اگر ہم اس روایت کو صحیح فرض کر بھی لیں اور سمجھ لیں کہ ابو جندل رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا تھا تو بھی چند امور کی بنا پر قبروں پر تعمیر کی اجازت دینے والوں کیلئے اس میں کوئی دلیل نہیں۔ مثلاً

(الف) کہ یہ صحابی کا فعل ہے جب صحابی کا کوئی فعل ہو اور سنت اس کے مخالف ہو تو اس کے فعل کا اعتبار نہیں ہوگا۔

(ب) اس کے ساتھ یہ بھی ثابت نہیں کہ آنحضرت ﷺ کو ابو جندل رضی اللہ عنہ کے اس فعل کا علم تھا کیونکہ یہ ضعیف روایت ثابت نہیں کرتی اور نہ ہی اس میں کوئی ایسا اشارہ ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو اس واقعہ کا علم تھا۔

(ج) اگر ہم علی وجہ التنازل تسلیم کر لیں کہ ابو جندل رضی اللہ عنہ کا یہ فعل صحیح ہے اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو اس کا علم بھی ہو گیا تھا تو بھی یہ قبروں پر مسجدیں بنانے کی دلیل نہیں بنتا، کیونکہ اس صورت میں وہ منسوخ ہوگا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور اپنے مرض الموت میں اس ممانعت کی تاکید فرمائی یعنی وفات پانے سے صرف پانچ رات قبل آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔ تو ابو جندل رضی اللہ عنہ کے فعل کی روایت منسوخ ہوگی۔ چنانچہ اس سے ہم پر واضح ہو جاتا ہے کہ اس روایت میں اہل بدعت کیلئے کوئی دلیل نہیں۔

پانچواں شبہ: قبروں پر تعمیر کو جائز سمجھنے والے استدلال کرتے ہیں کہ امت اسلامیہ بھی دراصل سابقہ امتوں کا تسلسل ہی ہے جن کی دعوت ایک ہی تھی جب انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کے مقامات مقدسہ کی تعظیم کی، ان کے گرد مسجدیں بنائیں اور قیام گاہیں تعمیر کیں اور ان میں سے حسن بن صدر الدین کاظمی لکھتے ہیں:

سابقہ انبیاء علیہم السلام کی قبروں کے اردگرد جو آثار موجود ہیں جیسا کہ شوستر میں حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر ہے یا حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت یونس حضرت ذوالکفل اور حضرت یوشع علیہم اسلام کی قبر بابل اور قری میں ہیں یا بیت المقدس کے پاس دفن انبیاء علیہم السلام کی قبریں ہیں بلکہ حطیم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور

---

(1)۔ الاستیعاب، ص:21، ج:4، علامہ البانی نے اسے منکر کہا ہے جبکہ اصل واقعہ بخاری، مسند احمد وغیرہ میں موجود ہے جس میں "بني علی قبره مسجد" کے الفاظ کا اضافہ نہیں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کی قبر ہے تو یہ بہت بڑی دلیل ہے کہ سابقہ امتیں اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کا بڑا اہتمام کرتی تھیں اور یہ اہتمام مسلمانوں کے اپنے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام یا اپنے اولیاء کرام کی قبروں کے اہتمام سے کم نہیں تھا۔(1)

اسی طرح عبدالغنی نابلسی نے اپنی کتاب ''الحضرۃ الانسیۃ'' میں جن مزارات کو اس نے دیکھا ہے ان سے متعلق بہت سی گمراہ کن حکایات اور سراپا گمراہی کو ذکر کیا ہے چنانچہ وہ ایک تفصیلی بحث کے بعد لکھتے ہیں: پھر ہم نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ایک پیغمبر اعرابیل علیہ السلام کی قبر دیکھی وہ ایک عمدہ مزار میں ہے جس پر ایک بہت بڑا قبہ ہے اس کا ایک دروازہ شاہراہ کی طرف ہے جو مستقل طور پر بند ہے وہاں ہم نے فاتحہ خوانی کی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ حالات کو درست فرمائے۔ (2)

اور اس قسم کے امور اور روایات و حکایات کو انہوں نے عوام میں بہت مشہور کر رکھا ہے۔

جواب: ان کے اس شبہ کا کئی طرح جواب ہے۔

1۔ یہ ثابت ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے یہود و نصاری پر اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں پر مسجدیں بنانے کی وجہ سے لعنت کی ہے اور ان پر لعنت کرنے کا سبب صرف یہی تھا کہ انہوں نے وہ کام کیا جو خود ان کی شریعت کے خلاف تھا جو اس بات کی دلیل ہے کہ قبروں پر مسجدیں شیطانی عمل ہے، شریعت کا اس سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی کسی نبی علیہ السلام نے اس کا حکم دیا ہے اور اسی وجہ نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے پروردگار سے درخواست اور دعا کی کہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی عبادت کی جائے۔ (3)

2۔ انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب یہ قبریں صحیح نہیں ہیں کیونکہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے علاوہ کسی پیغمبر کی قبر ثابت نہیں البتہ حضرت خلیل علیہ السلام کی قبر کے متعلق اختلاف ہے۔ شیخ الاسلام فرماتے ہیں: انبیاء علیہم السلام کی قبروں میں سے جس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے وہ صرف نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر ہے اور حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی قبر کے متعلق اختلاف ہے اور جمہور علماء کے نزدیک صحیح یہی ہے کہ وہ قبر ان ہی کی ہے البتہ حضرت یونس، حضرت الیاس اور حضرت شعیب علیہم السلام (کی قبروں) کا کوئی پتہ نہیں۔۔۔۔اور

---

(1) عمارۃ القبور، ص:286، نقض فتاوی الوہابیہ، ص:24۔

(2)۔ الحضرۃ الانسیۃ فی الرحلۃ القدسیۃ، ص: 69، یہ دمشق کے مشہور عالم عبدالغنی المقدسی متوفی 1126ھ کی کتاب ہے جو اس قسم کی گمراہ کن اور بیہودہ نیز جھوٹی حکایات کا ہی مجموعہ ہے۔ خود اس کی قبر پر بڑا مزار بنا ہوا ہے۔

(3) اس کی تخریج آگے آئے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلا شبہ ائمہ اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ قبروں پر ان مزارات کی تعمیر جائز نہیں اور نہ ہی ان کو مسجدیں بنانا جائز ہے۔۔۔۔اور بے شک اللہ کا دین تو صرف اس اکیلے خدا کے گھروں کی تعظیم کا نام ہے اور وہ مسجدیں ہی ہیں جن میں باجماعت یا بلا جماعت نماز پڑھنا جائز ہے۔ (1)

بعض علماء نے تو نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک کے علاوہ انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب سب قبروں کا انکار کیا ہے حضرت امام مالک رحمہ اللہ سمیت ایک بڑی جماعت سے یہ انکار منقول ہے امام مالک تو فرماتے ہیں

"لیس فی الدنیا قبر یعرف الا قبر نبینا ﷺ" (2)

کہ دنیا میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے علاوہ کسی (پیغمبر) کی قبر کا علم نہیں۔

جن قبروں سے اکثر لوگ فتنہ میں مبتلا ہوئے ہیں اور وہ جھوٹی ہیں جن کے تعین پر کوئی دلیل نہیں ان میں سے۔

1۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قبر عراق کے شہر کرک میں بتائی جاتی ہے بعض نے کہا ہے کہ وہ جبل لبنان میں ہے، بہر حال یہ سب جھوٹ ہے۔

2۔ حضرت ابراہیم علیہ کی قبر شام میں بتائی جاتی ہے اور اسے "مغارۃ الخلیل" علیہ السلام کہا جاتا ہے اور اس کی بھی کوئی بنیاد نہیں۔ اور وہاں پر دعا کرنے پر جو کچھ ہوتا ہے یا وہاں کے مجاوروں اور فقیروں میں مسور (دانے) تقسیم کرنے اور "نوبۃ الخلیل" کے پاس محفل سماع کا انعقاد کرنا یہ سب کچھ بدعات ہیں جن کا شریعت میں کوئی وجود وثبوت نہیں۔

3۔ جس جگہ کے متعلق کہا جاتا ہے یہ حضرت ہود علیہ السلام کی قبر ہے وہ جامع مسجد دمشق کی مشرقی جانب ہے۔

4۔ جامع مسجد الأموی میں لکڑی کا مجسمہ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کے نیچے اللہ کے پیغمبر یحیی بن زکریا علیہما السلام کا سر ہے اور اس کو "المقام الیحیوی" کہا جاتا ہے۔

5۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قبر اردون کے علاقہ اغوار میں ہے اور یہ بھی سراسر بے بنیاد جھوٹ ہے۔

6۔ اسی طرح وہ تین یادگاریں جو جبل قاسیون میں انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب ہیں اور وہاں دعا کا عقیدہ رکھا جاتا ہے۔(3)

---

(1) مجموع الفتاوی ، ص:444 ، 449 ج 27 ، بتصرف

(2)۔ مجموع الفتاوی:ص144 ج 27۔ (3) تصحیح الدعاء،ص:101

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3)۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ طریقہ تھا کہ جس جگہ پر بھی کوئی ایسا مظاہرہ ہوتا جو بت پرستی اور شرک کے ظہور کا ذریعہ بنتا اسے فوراً ختم کر دیتے اور حافظ ابن کثیر کے درج ذیل نقل کردہ واقعہ میں ان کا یہ طریقہ بڑا واضح ہو جاتا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں عراق کے علاقہ میں حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر پائی گئی تو آپ نے حکم دیا کہ اسے لوگوں سے پوشیدہ رکھا جائے۔ اور جو رقعہ وہاں سے ملا ہے اس کو وہیں دفن کر دیا جائے اس میں فتنے وغیرہ ہیں۔ (1)

ابن کثیر کے علاوہ بعض علماء نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ہم نے جب ''تستر'' کو فتح کیا ہمیں وہاں ایک چارپائی پر آدمی کی میت ملی جس کے سرہانے اس کا صحیفہ تھا ہم اس صحیفہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے آئے، آپ نے حضرت کعب احبار کو بلایا جنہوں نے اس کا عربی ترجمہ کیا تو سب سے پہلے میں نے اسے پڑھا، ابو العالیہ سے (راوی) نے پوچھا، اس میں کیا تھا؟ انہوں نے کہا: (اس میں لکھا تھا) تمہاری سیرت، تمہارے معاملات اور گفتگو اور جو کچھ بعد کو ہونے والا ہے، میں نے کہا: تم نے پھر اس آدمی کے ساتھ کیا کیا؟ انہوں نے فرمایا: ہم نے دن میں تیرہ الگ الگ قبریں کھودیں جب رات ہوئی تو ان میں سے کسی ایک میں دفن کر کے ان سب کو برابر کر دیا تاکہ لوگوں کو معلوم نہ ہو سکے (کہ وہ کس قبر میں ہے) اور اسے اکھاڑ نہ لیں، میں نے کہا: وہ اس سے کس چیز کی امید رکھتے تھے؟ انہوں نے کہا: جب بارش نہیں برستی تھی (خشک سالی کے موسم میں) تو وہ اس میت کو ظاہر کرتے تو بارش ہو جاتی تھی، میں نے کہا: تمہارے خیال میں وہ آدمی کون تھا؟ انہوں نے کہا: اس آدمی کو دانیال علیہ السلام کہا جاتا تھا، میں نے کہا: تمہارے اندازے میں وہ کب کا تھا؟ تو انہوں نے کہا: تقریباً تین سو سال قبل کا ہوگا، میں نے کہا: ان (کی میت) میں کوئی تبدیلی بھی آئی تھی؟ انہوں نے کہا: نہیں، گدی کے چند بال (اکھڑے ہوئے تھے) کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو زمین بوسیدہ نہیں کرتی اور نہ ہی انہیں درندے کھاتے ہیں۔ (2) ابو العالیہ کے ارشاد کہ ''حضرات انبیاء علیہم السلام کے اجساد زمین پر حرام ہوتے ہیں'' کی دلیل آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان ہے: اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے'' (3)

(1)۔ تفسیر ابن کثیر ص: 2153 ج 5۔ (2)۔ البدایہ والنہایہ، ص: 40 ج 2 ابن کثیر نے کہا ہے کہ ابو العالیہ تک اس کی سند صحیح ہے۔ حضرت دانیال علیہ السلام بنی اسرائیل میں حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے بعد عراق کے علاقہ بابل میں تھے حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں ''اوپر ذکر کردہ ان کی یہ تاریخ وفات صحیح ہے تو پھر وہ نبی نہیں تھے بلکہ کوئی نیک آدمی تھے کیونکہ بخاری کی حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ کے درمیان کوئی نبی نہیں آیا۔ جب کہ ان میں درمیانی وقفہ چار سو سال کا ہے ہاں اگر دانیال کی وفات آٹھ سو سال قبل کہی جائے تو پھر ممکن ہے۔ (3)۔ ابو داؤد، کتاب الصلاۃ و کتاب الوتر (رقم 1047، 1531) علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے اور الارواء میں تفصیلی تخریج کی ہے ص 34 ج 1۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں کسی بھی پیغمبر علیہ السلام کی قبر ظاہر اور معلوم نہ تھی کہ اس کی زیارت کی جاتی ہو خواہ سفر کر کے ہو یا بلا سفر نہ قبر خلیل نہ انکے علاوہ کسی اور کی۔
پھر انہوں نے تستر والا واقعہ ذکر کر کے کہا ہے: حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے عہد اسلام میں انبیاء علیہم اسلام کی قبروں میں سے کسی کی قبر کو بھی ظاہر اور واضح نہیں رہنے دیا کہ لوگ اس سے فتنہ (شرک) میں مبتلا ہوں، نہ ہی وہ اس (قبر) کی طرف سفر کرتے تھے نہ اسے پکارتے تھے اور نہ ہی اسے مسجد بناتے تھے بلکہ انہوں نے تو نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک کو بھی حجرے کے اندر چھپا دیا ہے اور حتی الامکان اس سے لوگوں کو روکا ہے اور اس کے علاوہ قبروں کو انہوں نے ممکن حد تک ختم کر دیا کہ وہاں لوگ فتنہ میں مبتلا نہ ہوں البتہ اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو قبر کی پہچان، جگہ کی معرفت ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ (1)
اس مذکورہ بحث سے اس شبہ کی گمراہی واضح ہو جاتی ہے اور یہ کہ اس عمل پر امت میں نسل در نسل عمل ہوتے آرہا ہے مگر حق کے علاوہ ناکامی ہے۔ شاعر کہتا ہے۔
جب دن بھی دلیل کا محتاج ہو تو پھر ذہنوں میں کچھ بھی صحیح نہیں ہوتا۔

چھٹا شبہ: بعض قبر پرستوں کا خیال ہے کہ قبروں پر مسجدیں بنانے کی ممانعت ہے اگر کسی ولی کی قبر کے پاس مسجد بنالی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ بایں صورت احادیث میں مذکور ممانعت اس پر صادق نہیں آتی کہ وہاں لفظ "علیٰ" ہے جس کا مطلب ہے کہ قبر کے اوپر نہیں قریب بنا لینے میں کوئی حرج نہیں۔ (2)

جواب: اس شبہ کا جواب دو طرح ہے۔

1۔ اس شبہ میں وہی شخص مبتلا ہو سکتا ہے یا اسے دلیل بنا سکتا ہے جو عربی لغت سے جاہل ہو اور اس نے قرآن وحدیث کو نظر انداز کر رکھا ہو اور وہ عربی لغت کے قواعد اور بنیادی اصولوں سے واقف نہ ہو کیونکہ کلمہ "علیٰ" قرآن وسنت میں مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ" (یا اس شخص کی طرح جو ایک بستی کے پاس سے گزرا) کیا یہاں "علیٰ" کا معنی یہ کہا جائے گا کہ وہ گزرنے والا بستی کے در و دیوار کے اوپر گزرا اسی طرح فرمایا: وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ " (اور نہ تم ان کی نماز جنازہ پڑھو جب بھی ان میں

(1)۔ مجموع الفتاوی، ص: 270 ج 27

(2)۔ یہ شبہ بریلویوں نے جاء الحق ص: 304 ج 1 پر لکھا ہے، جہود علماء الحنفیۃ، ص :1648 ج 3

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کوئی مر جائے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا) تو کیا اس آیت کا معنی یہ ہوں گے کہ یہ ممانعت منافقین کی قبروں پر (حقیقتاً) کھڑا ہونے سے متعلق ہے البتہ ان کے قریب کھڑا ہوا جا سکتا ہے کیا علماء تفسیر نے بھی اس کا یہی معنی سمجھا ہے جو یہ اعتراض کرنے والے نے سمجھا ہے؟ آیئے دیکھیں امام المفسرین ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سے فرما رہے ہیں اے ہمارے پیغمبر محمد ﷺ جو تمہارے ساتھ (غزوہ تبوک میں) نہیں گئے ان منافقین میں سے کوئی مر جائے تم کبھی بھی اس کی نماز جنازہ نہ پڑھنا (اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہونا) یعنی اس کو قبر میں ڈالنے اور دفنانے میں بھی شریک نہیں ہونا'' (1)

گویا اس آیت میں ''علی'' کا معنی کسی چیز کے اوپر چڑھنا نہیں بلکہ دفن وغیرہ کو بھی شامل ہے ویسے بھی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا معمول یہ تھا کہ آپ ﷺ (جب کسی مومن کو دفنانے جاتے تو اس مومن کی قبر کے پاس کھڑے ہو جاتے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی علیہ الصلاۃ والسلام جب کسی آدمی کے دفنانے سے فارغ ہو جاتے تو وہاں (قبر کے پاس) کھڑے ہو کر (وقف علیہ) فرماتے کہ: اپنے بھائی کیلئے مغفرت کی دعا کرو اور اس کے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کیونکہ اب اس سے سوال کیا جائیگا'' (2)

اس سے قطعی طور پر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ قبر کے اوپر نہیں بلکہ اس کے قریب کھڑے ہوئے ورنہ تو آپ ﷺ نے اس (قبر پر بیٹھنے یا کھڑے ہونے) سے منع فرمایا اور سرزنش فرماتے ہوئے ڈرایا ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: " لأن یجلس احد کم علی جمرة فتحرق ثیابه حتی تخلص الی جلده خیر له من أن یجلس علی قبر " (3)

یہ کہ تم میں سے کوئی آگ کے انگارے پر بیٹھے حتی کہ وہ انگارہ اس کے کپڑے جلا کر جسم تک پہنچ جائے یہ اس کیلئے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔

بلکہ حدیث معراج میں آپ ﷺ فرماتے ہیں جب میں واپس لوٹتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا (یہاں الفاظ ''علی موسیٰ'' کے ہیں) تو کیا یہ معنی ہوگا کہ آپ ﷺ حضرت موسیٰ علیہ کے جسم یا سر کے اوپر سے گزرے؟ لہٰذا یہ تمام آیات اور احادیث شہادت اور دلیل ہیں کہ لفظ ''علی'' سے مراد صرف فوقیت ہی نہیں ہوتا

(1)۔ تفسیر الطبری، ص: 439 ج 6 (2)۔ ابو داؤد کتاب الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للمیت (3221) ص: 305 ج 2، علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ (3)۔ ایضاً، ص 306 ج 2، علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔کیونکہ عربی لغت اپنی وسعت اور بیان وتفصیل میں سب لغات سے ممتاز ہے۔اسی چیز نے عربی لغت کو اعجاز بخشا ہے کہ اس کے رموز کا متلاشی بدمزہ ہوتا ہے نہ اس کے نکات کا طالب اکتاتا ہے۔

لہٰذا حروف جر بھی اس امتیاز سے خالی نہیں جو عربی زبان میں بہت زیادہ ہیں کیونکہ کوئی بھی کسی چیز کو تعبیر کرنے والا مختلف حالات وظروف میں جب تعبیر کا محتاج ہو تو ان حروف جر کو (حسب حال) تعبیر کے لیے استعمال کرسکتا ہے چناچہ ہر حرف جر کے کئی معانی ہوتے ہیں جس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بعض لغوی استعمالات میں ایک دوسرے کی جگہ استعمال نہیں ہو سکتے اور جمہور نحویوں اور مفسرین کے نزدیک یہی قول مشہور ہے: اس سلسلہ میں ہم نحویوں کا تبصرہ نقل کرتے ہیں تا کہ قارئین اس دعویٰ کی صداقت کو معلوم کرسکیں اور اس کی تائید ان اقوال سے بھی ہوتی ہے جن کو مفسرین نے معتبر تفسیروں میں ذکر کیا ہے۔

حروف کے معانی پر بحث کرنے والے تقریباً تمام مفسرین، نحویوں اور علم بلاغت والوں کا اتفاق اور اجماع ہے کہ یہ حروف اپنے معانی سے دوسرے معانی میں بھی استعمال ہوتے ہیں اور قرآن پاک میں ایسا اکثر ہے مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے! وَ لَأُصَلبنكُم فِي جُزوعِ النخل " (میں تمہیں ضرور کھجور کے تنوں پر پھانسی دونگا) امام ابن جریر فرماتے ہیں یہاں فی بمعنی علی ہے گویا معنیٰ "کھجور کے تنوں میں" نہیں بلکہ "تنوں پر" ہوگا اسی کو علامہ شوکانی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے عربی ادب میں بھی ایسا ہی ہے شاعر کہتا ہے۔

هم صلبو ا العبدی فی جزع نخلة . فلا عطست شیبان الا بأجد عا

یعنی انہوں نے عبدی کو کھجور کے تنے پر پھانسی چڑھایا۔گویا "فی" بمعنی "علی" ہے۔

اسی طرح ان حروف (جر) میں "علی" ہے جو تعدد واستعمال کے اعتبار سے کئی معانی ہیں، سیبویہ نے اس کے معانی میں سے "استعلاء" اوپر ہونا بھی ذکر کیا ہے جس سے کبھی استعلاء حقیقی یعنی کسی چیز کے اوپر متصل ہونا ہوتا ہے اور کبھی استعلاء مجازی مراد ہوتا ہے جیسے "علینا امیر" ہم پر امیر ہے تو یہ بطور مثال بولا جاتا ہے جب حکم کے اعتبار سے استعلاء مراد ہو، اسی طرح "مررت علیہ" میں مراد یہ ہوتا ہے کہ میں اس کے مکان کے پاس سے گزرا، اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تِلكَ الرُسلُ فَضلنَا بَعضَهُم عَلَى بَعض " (ان انبیاء میں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے) تو یہاں فضیلت مرتبہ ومقام مراد ہے جس سے ہر نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ مختص کیا ہے جبکہ آنحضرت ﷺ سب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انبیاءعلیہم السلام سے افضل ہیں گویا یہاں استعلاءِ معنوی مراد ہے۔

اسی طرح یہ حرف مصاحبت وتعلیل، ظرفیت استدراک واضراب مجاورت وموافقت بلکہ ''عند'' اور ''من'' کے معنی میں بھی آتا ہے جن کو بہت سے مفسرین نے بیان کیا ہے خصوصاً امام قرطبی اور علامہ شوکانی نے تفصیل سے بحث کی ہے الغرض بہت سی آیات واحادیث اور مفسرین ونحویوں کے اقوال دلالت کرتے ہیں کہ ''علی'' ہمیشہ ''فوق'' کے معنی میں استعلاء حقیقی کا معنی ہی نہیں دیتا بلکہ وہ دیگر معانی بھی ادا کرتا ہے چنانچہ جو لغت سے لاعلمی اور عدم و افقیت کی بنا پر اس لفظ ''علی'' کے معنی کو لے کر قبروں کے قریب مسجدیں بنانے کو جائز سمجھتا ہے اس کے لیے اس میں کوئی دلیل نہیں۔

(2)۔ اگر احادیث وسنت میں قبروں پر تعمیر سے ممانعت صرف انہی الفاظ میں ہوتی تو بھی ان کے لیے کسی قیمت پر اس میں دلیل نہیں۔ کیونکہ یہ ممانعت اور نہی کئی دوسرے الفاظ میں بھی ذکر ہوئی ہے جیسے فرمایا " الا لعنة الله علی الیهود و النصاری اتخذوا قبورا نبیائهم مساجد " یہاں نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے لفظ ''اتخذوا'' استعمال فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاءعلیہم السلام کی قبروں کو مسجدیں بنالیا'' نواب صدیق الحسن خاں رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبروں کو مسجد بنانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ قبروں پر عمارتیں کھڑی کرتے ہیں یا ان پر نماز پڑھنے کی جگہ بناتے ہیں یا یہ کہ ان (قبروں) کے ارد گرد نماز کیلئے جگہ بنالیتے ہیں اگر چہ خود قبر پر سجدہ نہ بھی ہو کیونکہ مسجد کا اطلاق اس جگہ پر ہوتا ہے جس کے کسی حصہ میں نماز پڑھی جائے۔ (1)

یہاں سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ شبہ اور اعتراض باطل ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل بیان نہیں فرمائی اور یہ کمزور دلیل ہے جسے گمراہ لوگ اختیار کیے ہوئے ہیں۔

ساتواں شبہ: جن احادیث میں قبروں پر تعمیر کی ممانعت کا ذکر ہے ان احادیث پر طعن کرتے ہوئے سفید کو سیاہ بنانے کی کوشش میں ورق بھرے جاتے ہیں تاکہ اپنے پیروکار اور مریدوں کو صحیح احادیث سے دور رکھا جائے اور وہ اس طرح یہ وہم ڈالتے ہیں کہ (ممانعت کی) سب احادیث ضعیف ہیں اور یہ کہتے ہوئے وہ قطعاً اللہ تعالیٰ سے شرم وحیا نہیں کرتے اور نہ ہی انہیں خوف خدا ہوتا ہے بلکہ وہ مخلوق کے متعلق خوف خدا سے آزاد ہو کر ہر وہ

---

(1)۔ فتاوی نواب صدیق حسن خاں، ص: 431

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طعن اور نقص تلاش کرتے ہیں جس سے وہ اپنی بدعت کی تائید کر سکیں اور اس کے ذریعہ اپنی گمراہی کو رواج دے سکیں۔اس کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

1۔ کوثری نے اپنے مقالات میں درج ذیل حدیث پر طعن کیا ہے۔

"نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يجصص القبر وأن يقعد عليه أو أن يبنى عليه" (1)

یعنی نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے قبر کو چونا گچ کرنے،اس پر بیٹھنے اور اس پر تعمیر سے روکا ہے۔

کوثری نے اس پر نقد کرتے ہوئے کہا ہے کہ:اس میں ابو الزبیر کا عنعنہ ہے یعنی صراحت سماع نہیں گویا اس کی تدلیس کی طرف اشارہ ہے اور (قبر پر) کتابت سے ممانعت بعض روایات میں زیادتی ہے۔ (2)

لیکن جهود العلماء الحنفیہ کے مصنف (علامہ شمس الدین افغانی رحمہ اللہ) نے اس پر یوں رد کیا ہے۔

(الف)۔کوثری نے اپنے اس کلام میں دھوکہ دیا ہے کیونکہ ابو الزبیر نے اس میں سماع کی صراحت کی ہے جیسا کہ مسلم شریف اور مسند احمد وغیرہ میں ثابت ہے جس سے ابو الزبیر پر تدلیس کی تہمت ختم ہو جاتی ہے۔

(ب)۔ یہ کہ ابو الزبیر اس حدیث کو روایت کرنے میں اکیلے نہیں ، بلکہ سلیمان بن موسیٰ نے بھی روایت کیا (گویا متابعت ہوگئی) تو اگر ابو الزبیر نے اسے عنعنہ روایت کیا بھی ہو تو اس متابعت کی موجودگی میں یہ عنعنہ نقصان دہ نہیں۔

(ج)۔ اس حدیث کے دو شاہد بھی ہیں ایک حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہما کی روایت جس میں آپ فرماتی ہیں کہ : نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے قبر پر تعمیر اور قبر کو چونا گچ کرنے سے منع کیا ہے۔ (3)

دوسرا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت جس میں آپ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے قبروں پر عمارت بنانے سے منع کیا ہے: (4)

---

(1) ترمذی کتاب الجنائز (رقم 1052) وقال:حسن صحیح،نسائی کتاب الجنائز رقم:2027،ابوداؤد کتاب الجنائز رقم:3226 البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ (2)۔ مقالات کوثری ص 159،یہ ایک متعصب اور ماتریدی فکر کے علمبردار،محدثین وسلف پر زبان درازی کرنے والے نیز گمراہی کے ترجمان حنفی محمد بن زاہد کوثری متوفی 1391ھ کی تصنیف ہے۔ (3)۔ مسند احمد،ص 299 ج 6،علامہ ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کی سند میں ابن لہیعہ ہے جس پر کلام ونقد ہے اور اس کی توثیق بھی کی گئی ہے۔

(4)۔ ابن ماجہ کتاب الجنائز حدیث رقم: 1564،مجمع الزوائد: ص 191 ج 3 وقال رجالہ ثقات،علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(د)۔ ابوالزبیران راویوں میں سے ہے جن کی تدلیس قبول ہوتی ہے (کہ اس کا جبران ہوتا ہے)

(ھ)۔ صحیحین کی جن روایات میں بظاہر انقطاع ہوتا ہے وہ اتصال پر محمول کی جاتی ہیں۔

(و)۔ یہ صحیح حدیث، مسلم کی احادیث سے ہے اور ان احادیث (مسلم) سے بھی نہیں جن پر تنقید کی گئی ہے۔

بہر حال جھود العلماء الحنفیہ کے مصنف نے اس مسئلہ پر طویل بحث کی ہے(1) اور اس شبہ کا ردیوں بھی کیا جاتا ہے کہ قبروں پر تعمیر سے نہی اور ممانعت کی احادیث بہت زیادہ اور متواتر ہیں اور بعض پر بخاری و مسلم متفق ہیں اگر (اس) حدیث میں کوئی طعن ہو (جو کہ امر واقع میں نہیں) تو (اس مسئلہ پر) اور کئی احادیث ہیں جن پر ایک بھی اعتراض نہیں جبکہ مسلمان اور صاحب ایمان کیلئے تو سرزنش میں ایک حدیث ہی کافی ہے تو جہاں بہت سی احادیث ہوں وہاں کیا خیال ہے؟ اور آثار تو ان سے بھی بہت زیادہ ہیں۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو سمجھتا ہے کہ (اس ممانعت سے) نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی مراد مشرکوں کی قبریں ہیں اس نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر جھوٹ بولا، کیونکہ آپ ﷺ نے ممانعت کو تمام قبروں کیلئے عام فرمایا ہے پھر انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگوں کی قبروں کے ساتھ جنہوں نے ایسا کیا ان کی مذمت فرما کر اس (ممانعت عامہ) کی تاکید فرمائی۔۔۔۔۔اور (اس پر) یہ آثار متواتر ہیں جو ہمارے بیان کردہ موقف کو بحرف بحرف ضروری اور لازم قرار دیتے ہیں جن کو ترک کرنے کی کسی کو مجال نہیں بلکہ سلف میں بہت سے لوگوں کا یہی موقف ہے۔ (2)

(2)۔ اسی طرح کوثری وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ابوالھیاج (جس میں آتا ہے کہ انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجسموں کو توڑنے، بلند قبروں کو برابر کرنے کیلئے بھیجا تھا) پر دو طرح سے نقد کیا ہے۔

الف: صحت حدیث پر۔۔۔کہ اس میں حبیب بن ابی ثابت کا عنعنہ ہے (یعنی تدلیس ہے) اور سند میں بھی اختلاف ہے نیز درایت کے اعتبار سے بھی نقد کرتے ہوئے کہا کہ یہ امت کے تعامل اور اجماع کے خلاف ہے (3) اس کی طرح غماری نے بھی اس حدیث پر حاشیہ میں لکھا ہے۔ دو میں سے ایک بات ضرور ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں یا پھر اسے ظاہر کے خلاف پر محمول کیا جائے گا اور یہ ضروری ہے۔ (4)

---

(1) جھود العلماء الحنفیہ، ص:1624، ج3۔ (2)۔ المحلی، ص: 348 ج 2 (3) مقالات الکوثری، ص:159

(4)۔ احیاء المقبور، ص: 47، یہ احمد بن محمد غماری مغربی کی تالیف ہے جس کی اور بھی تصانیف ہیں جن میں گمراہی کو پھیلایا گیا ہے قاہرہ میں 1380ھ کو فوت ہوئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: اس شبہ اور اعتراض پر غور کرنے والا محسوس کرلے گا کہ یہ بھی پہلے اعتراضات کی طرح باطل ہے اور باطل پرستوں کیلئے اس میں کوئی دلیل نہیں اور نہ ہی اہل حق پر اس سے کوئی طعن واقع ہوتا ہے لہذا درج ذیل صورتوں سے اس کا رد کیا جاتا ہے۔

1۔ یہ حدیث صحیح مسلم کی احادیث میں سے ہے جن کے قبول پر امت کا اجماع ہے اور یہ ان احادیث مسلم میں سے بھی نہیں جن پر تنقید کی گئی ہے۔ بلکہ یہ حدیث ہر قسم کے طعن سے پاک ہے اور جس نے اسے ضعیف کہا ہے اس کی یہ کوشش ناکام و نامراد ہے۔

2۔ البتہ اس میں بظاہر جو انقطاع پایا جاتا ہے تو صحیحین (بخاری، مسلم) کی احادیث کا انقطاع اتصال پر محمول ہوتا ہے۔(1)

3۔ اس حدیث کی اور بھی اسناد ہیں جن پر کسی قسم کا نقد نہیں کیا گیا۔(2)

4۔ صرف یہی حدیث نہیں کہ جس پر اہل سنت نے قبروں پر تعمیر کی حرمت وممانعت پر استدلال کیا بلکہ یہ ان دسیوں احادیث میں سے ایک ہے (جو قبروں پر تعمیر کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں)

اور بخدا اگر اس مسئلہ میں اس حدیث کے علاوہ کوئی حدیث نہ بھی ہو تو قبروں پر تعمیر شدہ قبوں اور عمارتوں نیز مساجد کو گرانے کے ضروری ہونے کو یہی حدیث پوری امت کیلئے بطور دلیل کافی ہے اور یہ اپنے ثبوت میں بالکل صحیح اور اپنے معنی میں بالکل واضح ہے تو اگر اس کی مزید تائید و تاکید دیگر احادیث سے بھی ہوتی ہو تو کیا حکم ہوگا؟

ب: دوسرا پہلو معنوی اعتبار سے ہے۔ کہ جب باطل پرستوں کو معلوم ہو گیا حدیث پر سند کے لحاظ اور اس کے ثبوت کی حیثیت سے ان کا اعتراض بالکل کمزور، لایعنی اور باطل ہے تو انہوں نے دوسرا اعتراض تلاش کرلیا جس کے ضمن وہ اس حدیث کو ساقط اور ضعیف قرار دیکر اس کے معنی سمجھنے میں اہل سنت کی مخالفت میں کرتے ہوئے یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں چنانچہ اس حدیث پر حاشیہ میں ان کا ایک آدمی لکھتا ہے: میں یہ تصور بھی نہیں کرسکتا کہ جسے عربی تراکیب اور لغت کے استعمالات کا فہم وادراک ہو وہ ''تسویہ'' اور ''مساواۃ'' کا فرق بھی نہ سمجھ سکے، جو لوگ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ارشاد " ولا تدع قبرا مشرفا الا سویته" کا معنی کرتے ہیں کہ اس کو گرا (زمین کے برابر کر) دو، ان کی عقل بانجھ اور ذہن کمزور نیز شعور ختم ہو گیا ہے۔ انہیں عربی لغت کا ذرہ برابر بھی علم نہیں تو ان کے علماء کا کیا حال ہوگا؟ جبکہ عربی عوام بھی جانتے ہیں کہ کسی چیز کے ''تسویہ'' کا معنی اس کی سطح کو درست کرنا

(1) ہدی الساری، ص: 384، الفتح، ص: 457 ج 13

(2) مسند احمد، ص: 317 ج 2، والطیالسی والطبرانی وللتفصیل تحذیر الساجد، ص: 89

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے خواہ گڑھے کی طرف سے ہو یا پہلوؤں کی جانب سے یا پھر کوہان کی طرف سے، یا اسی طرح کے دیگر ملتے جلتے معانی اور مترادف الفاظ میں جو بھی تعبیر کرلیں اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کوئی قبر کوہان طرح کی اونچی باقی نہ رہے مگر یہ کہ اس کی سطح کو درست اور برابر کر دیا جائے، یہ مطلب نہیں کہ اسے مٹا کر اور گرا کر زمین کے برابر کر دیا جائے، تاکہ ان احادیث سے تعارض واقع نہ ہو جن میں قبروں کی زیارت مستحب قرار دی گئی ہے اور انہیں مضبوط، اونچا کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، میرے نزدیک ''تسویۃ القبر'' سے مراد یہ ہے کہ اس کی سطح بنائی جائے اور کوہان کو طرح اونچا نہ کیا جائے اس حدیث کا یہی وہ مفہوم ہے جسے میں حدیث کو اولیں مرحلہ میں سنتے وقت سمجھ سکا'' (1)

غماری نے بھی اسی تباہ کن راستہ پر چلتے ہوئے کہا ہے: یہ حدیث اپنے ظاہر پر عمل میں متروک ہے کیونکہ تمام ائمہ قبر کو مٹانے کی کراہت پر اور اسے ایک بالشت برابر اونچا کرنے پر متفق ہیں۔ (2)

جواب: وہ شرعی اسلوب جسے عدل وانصاف والوں کا اختیار کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ احادیث میں جمع اور تطبیق ہو بعض کو بعض کے مخالف اور معارض قرار نہ دیا جائے۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو قبروں کے برابر کرنے کا حکم دیا تھا اس کا مقصد قبروں کو زمین کے برابر کرنا تھا اور یہی بات ان کے ہاں حدیث میں طعن کا سبب ہے کہ وہ رفع قبور کے خلاف ہے کیونکہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبروں کے متعلق آتا ہے کہ وہ ایک بالشت اونچی تھیں گویا یہ برابر کرنا قبروں کو اونچا کرنے والی سنت کے خلاف ہے اور ان کے نزدیک اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث یا تو ضعیف قرار پاتی ہے یا پھر اس کو سمجھنے میں غلطی کی جاتی ہے۔ کیونکہ وہاں ''تسویہ'' سے مراد اسے درست کرنا ہے حالانکہ خدا کی قسم یہ بالکل محض جھگڑا ہے، اور ان کا جواب یا رد کسی تفصیلی گفتگو کا محتاج نہیں اور نہ ہی اس پر اوراق سیاہ کرنے اور قلم چلانے کی ضرورت ہے صرف درج ذیل امور سے ہی اس کی تردید کافی ہے۔

الف: صاحب عمل علماء اور اس حدیث کی شرح کرنے والے (محدثین وفقہاء) نے جو کچھ سمجھا ہے چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

کسی قبر کو اونچا نہ چھوڑا جائے بلکہ اسے برابر کر دیا جائے، میں سنت یہ ہے کہ قبر کو زیادہ اونچا نہ کیا جائے اور نہ اسے

---

(1)۔ نقض فتاوی الوہابیۃ، ص: 19 (2)۔ احیاء المقبور، ص: 47

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوہان کی صورت میں بنایا جائے بلکہ برابر سطح میں ایک بالشت اونچا کیا جائے۔ (1)

یہاں امام نووی کے ہاں تو وہ اشکال پیدا نہیں ہوا جو ان لوگوں کے ہاں پیدا ہوا ہے کیونکہ اس اشکال کی کوئی حقیقت ہی نہیں۔

ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں: مستحب یہ کہ قبر ایک بالشت اونچی کی جائے اور اس سے زیادہ اونچی کرنا کرنا مکروہ ہے بلکہ (زیادہ اونچی قبر کا) گرانا مستحب ہے البتہ کس حد تک گرایا جائے اس میں اختلاف ہے، بعض تو کہتے ہیں کہ سختی اور تغلیظ کے طور پر زمین کے برابر کردیا جائے، اور یہ مفہوم الفاظ حدیث (التسویہ) کے زیادہ مناسب ہیں۔۔۔۔اور حدیث ان کے اس فعل پر محمول ہوگی جس میں وہ قبروں کو بلند و بالا تعمیر میں اونچا کرتے ہیں اور قبر کی کوہان بنانے سے ہمارا مقصد یہ نہیں بلکہ صرف یہ کہ وہ (قبر) زمین سے اوپر ظاہر ہو اور امتیازی معلوم ہو، واللہ اعلم۔ (2)

علاوہ ازیں غماری خود ہی اپنی تردید کرتا ہے (اللہ تعالیٰ ہی مومنوں کو جنگ میں کافی ہے) جو اپنے تضاد میں دعوت دیتا ہے کہ قبروں پر اونچائی اور کوہان کے بغیر تعمیر ہو جبکہ دوسری طرف حدیث علی رضی اللہ عنہ کے خلاف عقل کو دعوت دیتا ہے تو گویا اس کے خیال میں ''تسویہ'' کا مفہوم (قبر کو) زمین کے برابر کرنا ہی ہے حالانکہ (اس کا یہ نقض) سنت اور اجماع امت کے خلاف ہے مگر اس مفہوم میں وہ نہ چاہتے ہوئے بھی حق کا اظہار کر گیا اور خود غماری کی اس کے اصول ہی سے تردید ہوگئی۔ کیونکہ اس نے تو کیا تھا: (اس حدیث میں) تسویہ سے مراد زمین کے برابر کرنا نہیں بلکہ اس کی سطح بنانا تھا تاکہ احادیث میں تطبیق ہو سکے'' جبکہ دوسری جگہ وہ جمع احادیث کیلئے سطح بنانے کو ضروری نہیں کہتا بلکہ لامحدود طور پر (قبر کو) اونچا کرنے اور اس پر قبہ یا مسجد بنانے کو مستحب کہتا ہے بلکہ وہ اعتراف کرتا ہے کہ اس کا یہ فعل اور قول اجماع امت کے خلاف ہے چنانچہ وہ حدیث علی رضی اللہ عنہ پر حاشیہ میں لکھتا ہے یہ حدیث بظاہر بالا اتفاق متروک العمل ہے کیونکہ سب ائمہ قبر کو برابر کرنے پر اور اسے ایک بالشت اونچا کرنے پر متفق ہیں۔ (3)

گویا یہاں غماری نے اعتراف کیا ہے کہ اپنی جس کتاب میں اس نے جاہلوں کے کام کی تحسین کی ہے اور گمراہ لوگوں کے عمل کو درست لکھا ہے وہ امت کے اس اجماع کے خلاف ہے کہ قبر کو ایک بالشت سے زیادہ اونچا نہ کرنا

(1)۔ شرح نووی علی صحیح مسلم، ص: 40 ج 7 ۔(2)۔ مرقاۃ المفاتیح ص: 177 ج 4۔

(3)۔ احیاء المقبور، ص: 47 ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی مستحب ہے تو جس کام کو پوری امت نے پسند کیا ہے غماری کو وہ پسند کیوں نہیں؟ اور وہ پوری امت کے اتحاد کی مخالفت اور اس کی اجماع سے علیحدگی کیوں اختیار کرتا ہے؟ جبکہ ارشاد باری ہے۔

"وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا" (1)

یعنی جو بھی حق اور ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول ﷺ سے اختلاف کرے اور مومنوں کے راستہ کے علاوہ کسی دوسرے راستہ پر چلے ہم اسے جدھر وہ جانا چاہے گا اسی طرف پھیر دیں گے اور اسے جہنم پہنچائیں گے جو برا ٹھکانا ہے۔

تو کیا غماری خود کو اپنی زبان میں سمجھتا ہے کہ وہ اہل ایمان کے راستہ کے خلاف چل رہا ہے اور اپنی بات کو ہی دین بنالیا ہے کہ ایک طرف اجماع نقل کرتا ہے پھر اس کی مخالفت بھی کرتا ہے گویا۔

"فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ" (2)

ان کی آنکھیں نہیں سینوں میں پنہاں دل اندھے ہو گئے ہیں۔

ب۔ پھر انہوں نے حدیث علی رضی اللہ عنہ کی یہ تاویل بھی کی ہے کہ انہوں نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی طرح ابوالہیاج کو صرف مشرکین کی قبریں اکھاڑنے کو بھیجا تھا چنانچہ غماری لکھتا ہے۔ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اس سے ان کی مراد مشرکین کی وہ قبریں تھیں جن کو وہ جاہلیت میں مقدس سمجھتے تھے اور ان کی تعظیم کرتے تھے اور کفار کے ان علاقوں میں تھیں جنہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ وہاں تصویروں اور مجسموں کا بھی ذکر ہے" (3)

جواب ۔ جب قبر پرستی کے فتنہ میں مبتلا یہ حضرات حق کے مقابلہ سے عاجز آ گئے تو نکلنے کا کوئی نہ کوئی راستہ تلاش کرتے اور سراب کو بھی حقیقت سمجھ کر دلیل بناتے اور تنکے کا سہارا تلاش کرتے ہیں تاکہ وہ اس طرح (قبر پر تعمیر کی) حرمت کو ثابت کرنے والی احادیث کو کمزور ثابت کرسکیں یا ان کی تاویل کرلیں۔ چنانچہ ان کا یہ شبہ اور اعتراض بھی سابقہ شبہات کی طرح کمزور ہے جس کی تردید درج ذیل ہے۔

---

(1)۔ سورۃ النساء، آیت: 115 ۔ (2)۔ سورۃ الحج، آیت: 46۔

(3)۔ احیاء المقبور، ص : 37۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الف۔ بعض سندوں سے حدیث کے الفاظ واضح ہیں کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام جب مدینہ طیبہ میں تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ کے گردونواح میں (اس کام کیلئے) بھیجا تھا۔

ب۔ اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کافروں کی قبریں مٹانے کو بھیجا گیا تھا تو اس کا یہ مفہوم تو نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت ابوالہیاج رحمہ اللہ کو بھی کافروں کی قبریں (اکھاڑنے کو) بھیجا تھا، کیونکہ قبروں پر تعمیر کا تقاضا ہے کہ اسے ختم کردیا جائے قطع نظر اس سے کہ وہ تعمیر کس وجہ سے ہے اور کس نے بنائی ہے جبکہ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوفہ چونکہ (خلافت فاروقی میں) اسلام کی بنیاد پر آباد ہوا تھا اور (خلافت علی رضی اللہ عنہ میں) کوفہ دارالحکومت تھا تو پولیس سربراہ حضرت ابوالہیاج ؒ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی طرف بھیجا کہ انہیں معلوم ہوا ہے قبروں کو اونچا کردیا گیا لہذا جاؤ، انہیں (زمین کے) برابر کردو،

ج۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جن قبروں کے برابر کرنے کا حکم دیا گیا وہ مطلق اور عام تھیں یہ نہیں کہا گیا کہ جب مشرکوں کی قبریں (اونچی) دیکھو تو ان کو برابر کردینا، اگر یہی مقصد ہوتا تو فرماتے، جاؤ انہیں گرادو یا جاؤ انہیں برابر کردو، کیونکہ ان کی قبروں میں اصل تو انہیں اونچا کرنا ہی ہے۔ لیکن جب فرمایا کہ: کوئی اونچی قبر نہ چھوڑنا جسے برابر نہ کردیا جائے تو اس کا تقاضا یہی ہے کہ وہ مسلمانوں کی قبریں ہوں جن کو برابر کرنے کا حکم دیا گیا کیونکہ مسلمانوں کی قبروں میں اصل (صورت حکم) ان کو اونچا نہ کرنا ہے تو حکم دیا وہاں جا کر ان (قبروں) میں سے جو سنت کے خلاف (اونچی) ہوا سے سنت کے مطابق بنادیا جائے، لہذا جن قبروں کے گرانے کا ابوالہیاج کو حکم دیا گیا انہیں مشرکین کی قبروں سے مقید کرنا بلا دلیل سینہ زوری اور اٹکل پچو ہے، لیکن ان (قبر پرستوں) کا شیطانی خواہشات کی پیروی میں قرآن کی مخالفت اور سنت پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام میں تحریف کا اسلوب اور طریق استدلال یہ کوئی تعجب اور حیرت کی بات نہیں۔

د۔ غماری نے خود ہی اپنی مخالفت کی ہے جس پر ہمیں علم نہیں کہ اس نے ایسا اپنے ہاں کسی ضعیف حدیث کی بنا پر کیا ہے تو اس پر اس کا چھوڑنا ضروری ہے یا کہ کسی صحیح حدیث کی بنا پر جس کے ظاہر کو اسے تسلیم کرنا ضروری ہے؟ ہم حق پرست اور انصاف پسند حضرات سے امید رکھتے ہیں کہ وہ خود ہی اس کا فیصلہ کریں، کہ وہ ایک طرف تو اس حدیث پر حاشیہ میں کہتا ہے: یہ حدیث اپنے ظاہر پر بالاتفاق متروک العمل ہے، پھر اپنے مخالف کی سہولت کیلئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ آسانی سے اس کا رد کر سکے چند سطر بعد اسی صفحہ پر لکھتا ہے: ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد مشرکین کی وہ قبریں تھیں جن کی کافر علاقوں میں دورِ جاہلیت میں تعظیم کی جاتی تھی اور بعد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ علاقے فتح کر لیے تھے اس کی دلیل یہ ہے کہ ان (قبروں) کے ساتھ تصویروں اور مجسموں کا بھی ذکر ہے۔

کیا اس سے بھی زیادہ واضح اور تعجب انگیز تضاد دیکھنے کو مل سکتا ہے؟ پہلے تو کہتا ہے: یہ حدیث اپنے ظاہر پر متروک العمل ہے پھر خود ہی اپنا رد کرتے ہوئے اسے نظر انداز کرنے اور چھوڑنے کی دعوت دیتا ہے۔ لیکن اس کا ان قبروں کو مشرکین کے ساتھ خاص کرنا کرنا ایسا تضاد ہے جس پر ہمارے لیے خاموشی ممکن نہیں کہ اگر یہ حدیث اس کے نزدیک ضعیف اور متروک العمل ہے تو پھر وہ ایسی تاویل کی کوشش کیوں کرتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی؟

ہ۔ ان میں سے کسی ایک نے یہ بھی کہا ہے: افسوس اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حکم کردہ قبروں سے مراد ان کا عمومی اور علی الاطلاق (سب قبروں کو) برابر کرنا ہی مقصود ہو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت کہاں تھے کہ ان کے مطلق دورِ حکمرانی میں حضرات انبیاء علیہم السلام کی پختہ قبریں موجود تھیں بلکہ آج تک فلسطین، سوریہ (شام) عراق اور ایران میں موجود ہیں؟ (1)

جواب۔ اس شبہ کا جواب اگر چہ وہی ہے جو اکثر پہلے گزر چکا ہے جو درج ذیل نکات پر مبنی ہے۔

الف۔ یہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی قبریں نا معلوم ہیں صرف آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کا علم ہے یا پھر حضرت خلیل علیہ السلام کی قبر میں اختلاف ہے جبکہ تمام قبروں پر لب کشائی لا حاصل ہے۔

ب۔ ان کا یہ خیال کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشرکین کی قبریں گرانے کا حکم دیا تھا اور شام وغیرہ میں حضرات انبیاء علیہم السلام کی قبروں پر بنائی گئی تعمیرات کو نہیں گرایا، تو یہ اعتراض نہایت کمزور ہے جسے دو اسباب کی بنا پر رد کیا جاتا ہے۔

اول۔ یہ خیالی قبریں (جو کچھ عرصہ سے دکھائی دے رہی ہیں) واقع میں (اس وقت) موجود ہی نہیں تھیں۔

---

(1) عمارۃ القبور، ص: 265

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوم: اگر موجود بھی ہوں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان پر کوئی اختیار نہ تھا کیونکہ وہ تو شام اور فلسطین میں تھیں اور یہ دونوں علاقے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حکمرانی میں نہ تھے بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے تحت تھے لہذا یہ استدلال کرنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے قبروں ہی کا حکم دیا تھا اور انبیاء علیہم السلام کی قبروں اور مزارات سے خاموش رہے، بالکل کمزور اور لایعنی ہے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے جو کچھ انہوں نے کہا ہے اس میں اور حقیقت میں کوئی بھی تعلق نہیں۔

آٹھواں شبہ: فتنہ قبر پرستی میں مبتلا حضرات نے حسب عادت راہ فرار اختیار کرتے ہوئے قبروں پر تعمیر کی حرمت ثابت کرنے والی احادیث کی تاویل کی اور ایک شبہ پیدا کیا جو ایسے شبہات میں سے ہے جس کا علیحدہ جواب دینے کی ضرورت نہیں لیکن صرف موضوع کو مکمل کرنے اور ہر قسم کے وسوسہ کا دروازہ، بند کرنے کی غرض سے ہم اسے نقل کر رہے ہیں، چنانچہ انہوں نے کہا ہے کہ: "یہ ممانعت عبادت کے اندیشہ سے تھی، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور خود اس حدیث میں بھی اس کی صراحت ہے تو گویا یہ (ممانعت) ہر زمانہ کیلئے عام تشریعی حکم تو نہ ہوا؟ بلکہ وہ اس سبب اور علت کی وجود کے وقت کا تشریعی حکم ہے اور یہ وہ وقت تھا جب لوگ شرک سے نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے نہ کہ وہ وقت جب لوگ شرک کو جانتے تک نہیں اور ان کے تصور میں بھی ایسی کوئی چیز نہیں بلکہ ایمان ویقین اور توحید یعنی اللہ تعالیٰ کی یکتائی اور خلق وتدبیر میں اس کی انفرادیت اور اس کے اقتدار واختیار میں اس کی فرمانروائی پر ان کی پرورش ہوئی تو یہ ہر زمانہ میں کتاب اللہ کی عام دلیل سے معارض نہیں بلکہ اندیشہ عبادت کے دور ہونے کے زمانہ کے عموم کی تخصیص ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جب ایمان جاگزیں ہو چکا اور توحید پھیل چکی نیز عقیدہ پختہ ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید میں بہمہ قسم الوہیت وربوبیت رخنہ اندازی کا کوئی ادنی خطرہ بھی نہیں" (1)

جواب: اولاً۔ اس شبہ کو غماری نے ہوا دی ہے اور غماری پر تعجب ہے کہ خود ہی اپنی تردید کرتا ہے کہ یہاں اس نے قبروں پر مساجد سے ممانعت کا سبب اور علت شرک کو قرار دیا ہے جو دلوں میں توحید کے جاگزیں

(1) احیاء المقبور، ص: 26

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے سے زائل ہو گیا ہے پھر اس سے پہلے اور بعد امت میں شرک پائے جانے کا اعتراف بھی کرتا ہے، تو معلوم نہیں اسے کچھ معلوم بھی ہے کہ نہیں، چنانچہ اس نے کہا: بعض جاہل عوام کا نیک لوگوں کی قبروں پر آنا ایسی تعظیم ہے جو عبادت کے مشابہ ہے لیکن یہ تعمیر کی کراہت کو لازم نہیں کیونکہ ایسا تعمیر کی وجہ سے نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ تعمیر علت اور سبب ہے بلکہ اصل سبب تو تعظیم کے اسلوب سے لوگوں کی جہالت اور تعظیم کے شرعی آداب سے ناواقفیت ہے اگر تعمیر اس کی علت اور سبب ہو تو لازم آئے گا کہ اس کی موجودگی میں وہ بھی پائی جائے حالانکہ بعض جاہلوں کی طرف سے بہت قلیل تعداد میں ایسا ہوتا ہے جیسا کہ یہ ضروری ہو کہ ایسا فعل وہاں نہ سرزد ہو جہاں تعمیر نہیں حالانکہ بعض جاہل اولیاء کی ان قبروں پر بھی ایسا ہی کرتے ہیں جن پر کوئی قبہ یا مسجد بلکہ تعمیر ہی نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں لوگ ان کے نام پر حلقے بنا کر ان کے حق میں وہ کچھ کہتے جو واضح کفر ہوتا ہے بلکہ بلا شک وشبہ وہ حقیقی کفر ہوتا ہے باوجودیکہ وہ لوگ ان اولیاء کی قبروں سے بہت دور ہوتے ہیں بلکہ ان کے شہروں اور علاقوں سے بھی دور ہوتے ہیں۔ چنانچہ مغرب میں بعض جاہل عوام سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے متعلق واضح کفر کہتے ہیں حالانکہ ان کی قبر بغداد میں ہے جبکہ مغرب اور عراق کے درمیان مشرق ومغرب کی مسافت ہے اور ان میں سے کسی نے سید جیلانی کی قبر دیکھی بھی نہیں ہوتی بلکہ اسے دیکھنے والے کو جس نے دیکھا ہوا سے دیکھنے والے کو بھی کسی نے نہیں دیکھا ہوتا۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ اپنے زندہ پیروں اور مرشدوں کے ساتھ بھی ایسا ہی کرتے ہیں، انہیں سجدہ کرتے ہیں اور سجدہ کی حالت میں ان کے سامنے زمین بوسی کرتے ہیں اور ہاتھ پیچھے باندھ کر نہایت عاجزی وانکساری سے ان کے سامنے تسلیم ورضا کی تصویر بنتے ہیں اور اس حالت میں ان سے صحت وشفا، مال ودولت اور اولاد وغیرہ وہ کچھ مانگتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے نہیں مانگا جاسکتا (1)

یہ غماری کی طرف سے خود اپنا رد اور جواب ہے کہ اس نے شرک کے واقع ہونے کا کھلا اعتراف کیا ہے تو پھر خود ہی اپنی نفی کیسے کرتا ہے اور حدیث کو اس واضح اعتراف کے باوجود ایک مخصوص زمانہ سے جوڑتا ہے۔

ثانیاً: قرآن وسنت کا متلاشی اور پیروکار شرک میں مبتلا ہونے سے جو دائمی ممانعت اور ہمیشگی کی تحذیر ہے اسے تمام حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کی زبان سے سنے گا۔

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں جو دعا فرما رہے ہیں۔

(1)۔ احیاء المقبور، ص: 19-20

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ. (1)

(اے میرے پروردگار) مجھے اور میرے بیٹے کو بتوں کی پوجا سے بچا۔

(ب)۔ یہ حضرت لقمان رحمہ اللہ ہیں جو نصیحت فرما رہے ہیں۔

" يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (2)

اے میرے بیٹا، اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

(ج)۔ سنت پاک میں ہمیں ملتا ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے شرک میں مبتلا ہونے سے بڑی وضاحت اور صراحت سے ڈرایا ہے اور بہت سی احادیث میں بتایا ہے کہ امت میں شرک ضرور واقع ہو کر رہے گا۔ مثلاً

(1)۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک قیامت بپا نہ ہوگی جب تک بنو دوس کی عورتوں کے سرین ذی الخلصہ پر حرکت نہ کریں گے۔ (3)

حافظ حجرؒ فرماتے ہیں: اس (حدیث) میں اطلاع ہے کہ بنو دوس کی عورتیں اپنے علاقوں سے جانوروں پر سوار ہو کر اس مذکورۃ بت (ذی الخلصہ) کے پاس جائیں گی اور سرینوں کی حرکت سے یہی مراد ہے، میرے خیال میں یہ احتمال بھی ہے ان سے مراد ہو کہ وہ وہاں اس قدر اژدہام اور ورش کریں گی کہ اس بت کے گرد طواف کرتے ہوئے ان کے سرین ایک دوسری کے سرینوں سے ٹکرائیں گے۔ (4)

(2)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا: رات دن کا نظام اس وقت تک ختم نہیں ہوگا جب تک کہ لات وعزی کی پوجا نہ ہوگی۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ: اس آیت کریمہ

" هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ". (5)

وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ سب دینوں پر اسے (دین حق کو)

---

(1)۔ سورۃ ابراہیم، آیت: 35 (2)۔ سورت لقمان آیت نمبر 13

(3)۔ البخاری، کتاب الفتن باب تغییر الزمان حتی تعبد الاوثان حدیث (7116) مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعۃ حتی تعبد دوس ذو الخلصۃ حدیث (2906) ذو الخلصہ قبیلہ دوس کا مشہور بت تھا جس کی وہ جاہلیت میں عبادت کیا کرتے تھے، فتح الباری ص 82 ج 13

(4)۔ فتح الباری، ص: 82 ج 13۔

(5)۔ سورۃ التوبہ: آیت 33

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غالب کردے خواہ مشرک اسے ناپسند سمجھیں۔ کے بعد تو میرا خیال تھا کہ (دین) مکمل ہو گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ چاہے گا تو ایسا کچھ ہو گا پھر اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہوا چلائیں گے جس سے ہر وہ شخص فوت ہو جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو گا اور وہی باقی بچے گا جس میں خیر نہ ہو گی تو وہ اپنے آباء واجداد کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔ (1)

(3)۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

" لا تقوم الساعة حتى تلحق قبائل من أمتي بالمشركين ، وحتى تعبد قبائل من أمتي الأوثان " (2)

اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک میری امت کے (کچھ) قبیلے مشرکین سے نہ مل جائیں گے اور جب تک کہ میری امت کے (بعض) قبیلے بتوں کی پوجا نہ کرنے لگیں۔

بہر حال جو احادیث وغیرہ ذکر کی گئی ہیں ان کے ساتھ ہم امت میں واضح شرک اور صریح کفر کے وقوع کا جو مشاہدہ کر رہے ہیں اور اعتراض کرنے والے کو بھی اس کا اعتراف ہے تو یہی اس کی بدعت کو جڑ سے اکھاڑنے کیلئے کافی ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض لوگ بلکہ جدید ثقافت سے روشناس خاص لوگ بھی کہتے ہیں کہ شرک ختم ہو گیا ہے اور اب علوم کی نشر واشاعت اور عقل وفکر میں اس کی روشنی کے دور میں شرک کی واپسی ممکن ہی نہیں۔ لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے اور امر واقع سے اس کی تردید ہوتی ہے کیونکہ مشاہدہ بتاتا ہے کہ شرک اپنی جملہ اقسام کے ساتھ اور اپنی جملہ صورتوں میں آج بھی دنیا کے اطراف واکناف میں خیمہ زن ہے خصوصاً یورپی ممالک جو کفر کا مرکز اور انبیاء علیہم السلام اور بزرگوں کی عبادت نیز بت پرستی اور مادہ پرستی بلکہ اکابر اور رجال پرستی وہاں سب سے زیادہ پائی جاتی ہے اور اس کا سب سے واضح ثبوت وہاں تصاویر و مجسموں کی بھرمار ہے اور سب سے زیادہ افسوس تو اس بات پر ہے کہ یہ رسم وروایت آہستہ آہستہ اسلامی ممالک میں بھی علماء کی کسی نوک ٹوک کے بغیر پھیل رہی ہے۔ ہم قارئین کو دور نہیں لے جاتے اکثر مسلمان ممالک اور ان میں خصوصاً شیعہ میں

---

(1)۔ مسلم، کتاب الفتن باب لاتقوم الساعۃ حتی تعبد دوس ذا الخلصۃ، حدیث: 2907

(2)۔ احمد ص 284 ج 5، ابوداؤد فی الفتن حدیث: 4252، علامہ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے مسند الطیالسی 2501 میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کا شاہد بھی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرک اور بت پرستی کے بڑے مناظر اور مظاہر پائے جاتے ہیں جیسا کہ سجدہ کرنا، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے دعا کرنا وغیرہ جو پہلے گزر چکا ہے اگر ہم فرض کر لیں کہ زمین ہر قسم کے شرک اور بت پرستی کی غلاظت سے پاک ہو چکی ہے تو بھی ہمارے لیے جائز نہیں کہ ایسے وسائل اور ذرائع کو درست قرار دیں جن سے اندیشہ ہے کہ وہ شرک کی طرف لے جائیں گے کیونکہ قطعاً اس بات سے مطمئن نہیں ہوا جا سکتا کہ یہ وسائل اور ذرائع بعض مسلمانوں کو شرک میں مبتلا نہیں کریں گے بلکہ ہمیں یقین ہے کہ آخر زمانہ میں شرک ضرور اس امت میں پیدا ہوگا۔(1)

اس موقعہ پر ہم ان بعض دلائل کو بھی ذکر کرتے ہیں جن کی بنا پر کہا جاتا ہے کہ اس امت میں شرک واقع نہیں ہوگا۔

1۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم، مجھے تم پر یہ اندیشہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے البتہ یہ ڈر ہے کہ تم اس دنیا میں زیادہ رغبت کرنے لگو گے۔ (2)

اس حدیث سے یوں استدلال کیا گیا ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو ہم پر شرک کا خوف نہیں تھا تو پھر اس امت میں شرک کیسے واقع ہوگا؟

جواب۔ اس شبہ اور اعتراض کا کئی طرح سے جواب دیا گیا ہے۔

الف: یہ بات گزر چکی ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے واضح اور صریح احادیث میں بتایا ہے کہ اس امت میں شرک واقع ہوگا اور امر واقع نے بھی اس کو ثابت کر دکھایا ہے۔ چنانچہ صحیح انداز اور برحق اسلوب تو یہ ہے کہ جن احادیث میں بظاہر تضاد ہو تو سب سے بہتر ہے کہ ان میں تطبیق دی جائے۔ یہ نہیں کہ بعض پر عمل کر لیا جائے اور بعض کو بغیر کسی قرینہ اور سبب کے چھوڑ دیا جائے، اور جن احادیث سے انہوں نے استدلال کیا ہے وہ بظاہر ان احادیث سے متعارض ہیں جن میں اس امت میں شرک اکبر واقع ہونے کی خبر دی گئی ہے لہذا ان کو چھوڑنے کی بجائے ان میں تطبیق دینا بہتر ہے خصوصاً جبکہ محض خواہش پرستی ہی ان میں سے بعض پر عمل کرنے اور بعض کو چھوڑ دینے کا سبب ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خواہشات کی شر سے پناہ دے۔

ب۔ یہ بھی لازمی ہے کہ فاضل علماء شارحین حدیث کے اقوال کو بھی دیکھا جائے چنانچہ تمام شارحین کے امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: آپ ﷺ کا فرمان: کہ مجھے تمہارے شرک میں

---

(1) تحذیر الساجد، ص: 116 (2)۔البخاری، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی الشہید، حدیث: 1344

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبتلا ہونے کا خوف نہیں۔ سے مراد ہے کہ تم تمام پر یہ اندیشہ نہیں، کیونکہ بعض تو اس میں واقع ہوئے ہیں۔ اللہ ہمیں پناہ دے۔(1)

حافظ ابن حجر نے یہاں یہ واضح کیا ہے کہ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم یا پوری امت شرک میں مبتلا نہیں ہوگی یہ نہیں کہ شرک (بعض میں بھی) واقع ہی نہیں ہوگا۔

(ج)۔ یہ بھی ممکن ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کا علم ہونے سے پہلے یہ ارشاد فرمایا ہو بعد ازاں آپ ﷺ کی طرف وحی کردی گئی ہو کہ امت کے کچھ گروہ گمراہ ہوں گے اور شرک کریں گے۔ (2)

(2)۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بے شک شیطان مایوس ہوگیا ہے کہ جزیرہ عرب میں نمازی اس کی عبادت کریں البتہ ان میں اختلاف پیدا کرے گا" (3)

محمد علوی مالکی نے لوگوں کو دھوکہ دینے اور باطل کی تائید کیلئے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے:

ہم اپنے صاف ایمان سلفی عقیدہ اور نبوی طریقہ کے ساتھ اس عہد پر قائم ہیں اور اس ذمہ داری کو پورا کررہے ہیں کیونکہ اللہ کے فضل سے ہمارے یہ ممالک ہر غلاظت اور پلیدگی سے پاک ہیں اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی خبر کے مطابق ہر قسم کے شرک سے بچے ہوئے ہیں (4)

یہ شخص دراصل اس انداز سے تمام لوگوں کو یہ دھوکہ دینے کی کوشش کررہا ہے کہ ہم شرک سے محفوظ ہیں تاکہ وہ اپنے گروہ سمیت اپنی گمراہی پھیلانے میں لگے رہیں اور اپنی صوفیت کو عام کرتے رہیں میلاد کی محفلیں جاری رہیں قبروں کی عبادت ہوتی رہے۔

جواب: اس شبہ کا جواب بھی درج ہے۔

الف۔ آنحضرت ﷺ کی احادیث میں کوئی تعارض نہیں جیسا کہ ہم سابقہ حدیث کے ضمن میں ذکر کرچکے ہیں۔

ب۔ یہ کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ہمیں خبر دی اور بتلایا ہے کہ شیطان مایوس ہو چکا ہے، شیطان چونکہ مخلوق ہے وہ غیب نہیں جانتا چنانچہ معاملات اور مسائل پر حکم اس کی موجود حالت کے پیش نظر ہی لگایا جاتا ہے لہذا نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے شیطان کی یہ حالت اس وقت بیان فرمائی جب لوگ اللہ تعالیٰ کے دین میں فوج در فوج

---

(1)۔ فتح الباری، ص 250، ج:3 (2) الصراع بین الاسلام والوثنیۃ للقصیمی ص:118، ج:2

(3)۔ مسلم فی کتاب صفات المنافقین باب تحریش الشیطان، حدیث:7034 (4)۔ مقدمہ مفاہیم یجب ان تصحح ص:5

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داخل ہورہے تھے اور آنحضرت ﷺ نے شیطان کے خیال کے خلاف ہمیں بتایا جب یہ کہا ہے کہ امت میں شرک لوٹ آئے گا اور شیطان کی مایوسی کفار کی اس مایوسی کی طرح ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''آج کفار تمہارے دین سے مایوس ہوگئے'' امام بغوی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ تم ان کے دین کی طرف کافر ہو کر لوٹ آؤ، اور یہ اس لیے کہ کافر مسلمانوں کے متعلق یہ خواہش اور امید رکھتے تھے کہ وہ ان کے دین کفر و شرک کی طرف لوٹ آئیں گے لیکن جب اسلام مضبوط ہوگیا تو کافر ناامید ہوگئے۔ (1)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں: یعنی یہ موجودہ زمانہ اور آنے والے متصل زمانے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آیت نازل ہونے کے دن سے متعلق ہے اور یأس امید کے ختم ہونے کو کہتے ہیں جو طمع کی ضد ہے اور مطلب یہ ہے کہ تمہارے دین کے ختم ہونے اور ان ناپاک چیزوں وغیرہ کے حلال کرنے میں تمہاری واپسی سے ان کی امید ٹوٹ گئی ہے۔ یا یہ کہ انہوں نے جب دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کردیا ہے کہ اسلام سب ادیان پر غالب آگیا ہے تو وہ تم پر غالب آنے سے ناامید ہوگئے ہیں۔ (2)

یہ آیت اہل ایمان کے ساتھ کفار کے تعلق کو بھی واضح کرتی ہے جو بتاتی ہے کہ وہ کتنے ناامید ہوئے جبکہ تاریخی واقعات بتاتے ہیں کہ اس مایوسی کے باوجود بعض لوگ مرتد بھی ہوئے۔

ج۔ امر واقع اور مشاہدہ بھی شیطان کی ناامیدی کے خلاف ہے کہ ہم دیکھ رہے ہیں شرک نے جزیرہ عرب کے مختلف حصوں میں پنجے جما رکھے ہیں، بلاشبہ شیطان اس وقت مایوس ہوا تھا جب اس نے دیکھا کہ توحید کے ساتھ لوگوں کا مضبوط تعلق اور توحید کا اقرار و التزام اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی اطاعت و اتباع کا التزام و اختیار نہایت پختہ ہے جس کو روکنا اس کی شدید خواہش ہوتی ہے تو وہ مختلف ادوار میں اپنی یہ خواہش پوری کرنے میں کامیاب ہوگیا چنانچہ قرامطہ نے اس کی اتباع و اطاعت میں عبادت کی اور وہ فساد بپا کیا کہ الامان والحفیظ اور وہ جزیرہ عرب ہی میں تھے۔

پھر ان کے بعد بھی شیطان کی عبادت ہوتی رہی جو اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔ (3)

---

(1)۔ تفسیر بغوی، ص:12، ج:6

(2)۔ روح المعانی، ص:90,89، ج:4

(3) هذه مفاهيمنا، ص: 197

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

د۔ یہ بھی بعید نہیں کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے اس فرمان مذکور کے متعلق کہا جائے کہ اس سے مراد ہے کہ شیطان اس بات سے مایوس ہوا ہے کہ جزیرہ عرب میں اہل ایمان اس کی عبادت کریں جو نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے لائے ہوئے قرآن کی تصدیق کرتے ہیں اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اس کے احکام کو بجا لاتے ہیں اور بلاشبہ جو اس قسم کی خوبی رکھتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور بصیرت سے مالا مال ہے تو شیطان اس سے کیسے توقع رکھ سکتا ہے۔ کہ ایسے لوگ اس کی عبادت کریں گے اور ایسے لوگوں کا جزیرہ عرب میں وجود اس حدیث صحیح کے منافی نہیں اور اسے ہر صاف دل و دماغ اور صحیح عقل والا سمجھتا ہے، پھر اہل ایمان پر لفظ ''مصلین'' (نمازی) کا اطلاق علماء کے ہاں عام ہے۔ (1)

ہ۔ امام ابن رجب فرماتے ہیں: شیطان اس بات سے مایوس ہوا ہے کہ یہ پوری امت ہی شرک اکبر میں مبتلا ہو جائے گی۔ (2)

و۔ یہ بھی احتمال ہے کہ یہاں ''مصلین'' سے مراد مخصوص لوگ ہوں کیونکہ اس پر ''ال'' برائے عہد ہو۔ جس سے اشارہ ان لوگوں کی طرف ہو جو توحید اور دین میں کامل ترین ہوں جو خیر القرون کہلائے اس کی تائید حدیث کے آخری الفاظ ''ولکن فی التحریش بینھم'' سے بھی ہوتی ہے، علامہ طیبی فرماتے ہیں: شاید کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان اختلاف کی خبر دی ہو کہ شیطان یہاں اپنی عبادت سے تو مایوس ہو گیا لیکن اختلاف وافتراق پیدا کرنے کی امید رکھتا ہے (3)

اور یہ بھی دلیل ہے کہ جب احتمال پیدا ہو جائے تو استدلال ختم ہو جاتا ہے۔

ز۔ یا کہا جائے کہ حدیث کے الفاظ بظاہر بتاتے ہیں کہ شیطان اس بات سے مایوس ہوا ہے کہ خود اس کی پوجا ہو لیکن دوسری مخلوقات انبیاء علیہم السلام، فرشتے، بزرگ، درخت، پتھر اور قبروں کی پوجا سے نہیں۔ چنانچہ ان میں سے بعض مخلوقات کی عبادت میں شیطانی اطاعت کی جا رہی ہے تو اس عبادت کی نسبت اور اضافت بھی اسی کی طرف ہے خواہ یہ اضافت غیر حقیقی ہی ہو۔ لیکن اس اضافت میں جو تعلق ہے وہ یہی ہے کہ شیطان ہی اس عبادت کا حکم دینے والا ہے۔ اور شیطان کی عبادت کی حقیقت بھی یہی ہے کہ براہ راست عبادت کو اس کے ساتھ

---

(1)۔ الشرک فی القدیم والحدیث، ص 633 ج 1 (2)۔ مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیہ، ص 482 ج 4

(3)۔ فتح المنان، ص: 497

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوڑ دیا جائے۔

و۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ شیطان اس بات سے مایوس ہوا ہے کہ جزیرہ عرب میں اس کی یا بتوں کی ہر وقت اور ہر دور میں عبادت ہوگی اور ایسا تو انشاءاللہ نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا اور ایک دوسری روایت کے الفاظ اس توجیہ کی تائید بھی کرتے ہیں کہ:

أ لا ان الشيطان قد أيس أن يعبد في بلا دكم هذه أبدا " (1)

خبردار۔شیطان مایوس ہوگیا ہے کہ تمہارے ان شہروں میں اب کبھی اس کی عبادت بھی ہوگی۔

ح۔ علامہ مبارکپوریؒ مذکورہ روایت کی شرح میں فرماتے ہیں۔شیطان سے مراد یہاں اصل سردار ابلیس ہے یا پھر اس کی جنس، جبکہ مایوسی کا تعلق اس کی عبادت سے ہے جس پر ملاں قاری فرماتے ہیں: وہ غیراللہ کی عبادت پر اپنی اطاعت سے مایوس ہوگیا ہے کیونکہ کسی کافر کا اس کی عبادت کرنا تو معلوم نہیں۔اس کے مفہوم میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ شیطان اس بات سے مایوس ہوا کہ اب کوئی مومن بتوں کی پوجا نہیں کرے گا۔اور مسلیمہ کذاب کے ساتھیوں یا زکاۃ نہ دینے والوں سے اس پر اعتراض بھی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ لوگ مرتد تو ہوئے مگر بتوں کی پوجا نہیں۔اس حدیث میں ایک اور مفہوم کا بھی احتمال ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ اشارہ کیا ہے کہ میری امت کے نمازی نماز اور شیطان کی عبادت کو جمع نہیں کریں گے۔جیسا کہ یہود وانصاری نے کیا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس حدیث کے معنی میں کہا جائے۔شیطان اس بات سے مایوس ہوگیا ہے کہ دین اسلام کو بدل کر شرک کو غالب کرے اور دور جاہلیت کی طرح شرک کو دوام واستمرار مل جائے اور مرتد ہو جانے والوں کا ارتداد اس (حدیث) کے منافی نہیں بلکہ بتوں کی پوجا سے بھی حدیث کے مدعا ومقصد پر کوئی حرف نہیں آتا۔ فافہم" (2)

بہر حال ہم دوبارہ کہنا چاہتے ہیں کہ امت کے تکلیف دہ حالات سے متعلق یہ واضح اور صریح احادیث اس مذکورہ حدیث کی غلط تعبیر کی نفی کرتی ہیں کیونکہ شرک تو خیمہ زن ہے اور اس کے پیروکار بھی کثرت سے موجود ہیں لہذا اس کی مخالفت کی تردید بھی کردی گئی ہے۔اور امت کے مشرکون نے جس طرح موجودہ بتوں کو لات، منات اور ود، یغوث کی طرح پکارا ہے اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ان کا یہ شبہ بیت عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہے لہذا

(1)۔ترمذی، کتاب الفتن باب ما جاء ما کم واموالکم علیکم حرام، حدیث (2159) ابن ماجہ، کتاب المناسک باب الخطبۃ یوم النحر، حدیث 3055 علامہ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے، الشرک فی القدیم والحدیث، ص:634، ج:1

(2)۔تحفۃ الأحوذی، ص:314، ج:6

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باطل کو مزین بنا کر اور امت کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے اس دلیل سے اسے اندھیرے میں نہیں رکھا جا سکتا کہ ہم اب شرک سے محفوظ اور مطمئن ہیں:

(3)۔ انہوں نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے اس ارشاد سے بھی استدلال کیا ہے کہ:

ان اخوف ما اتخوف علی امتی الا شراک باللہ ، أما انی لست اقول ، یعبدون شمسا و لا قمرا و لا و ثنا ، ولکن اعمالا لغیر اللہ و شھوۃ خفیۃ" (1)

مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ ڈر اور اندیشہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کا ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ وہ سورج، چاند یا بتوں کی پوجا کریں گے البتہ وہ غیر اللہ کیلئے عمل کریں گے اور ان میں پوشیدہ خواہش ہوگی۔

جواب: اس امت میں شرک کے عدم وقوع پر ان کے دلائل میں سے یہ بھی ایک دلیل ہے جس کا جواب درج ذیل ہے۔

1۔ یہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف حدیث سے بنیادی طور پر استدلال ہی درست نہیں خصوصا جبکہ وہ حدیث دیگر اپنے سے زیادہ صحیح احادیث کے مخالف بھی ہو۔

2۔ اگر بالفرض یہ حدیث صحیح بھی ہو تو یہ محمول ہوگی کہ آنحضرت ﷺ کو شرک خفی کے وقوع کا خوف تھا جس میں انسان مبتلا ہو جاتا ہے بر عکس شرک جلی سے، کہ اس میں مبتلا ہونا واضح اور ظاہر ہوتا ہے چنانچہ سورج، چاند اور بتوں کی عبادت تو ایسا واضح اور ظاہر شرک ہے جس میں مبتلا انسان کی گمراہی میں کوئی شک نہیں۔ لیکن دل کے اعمال سے شرک ہمیشہ ان اعمال کے ضمن میں پوشیدہ ہی رہتا ہے جیسا کہ غیر اللہ کی محبت، غیر اللہ کے سامنے جھکنا اور اللہ تعالیٰ سے مخصوص چیزوں کا غیر اللہ کیلئے اعتقاد رکھنا وغیرہ (سب شرک خفی ہے)

4۔ انہوں نے جن احادیث سے استدلال کیا ہے ان میں یہ ارشاد پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام بھی ہے، کہ:

" اللھم لا تجعل قبری و ثنا یعبد" (2)

---

(1)۔ ابن ماجہ، کتاب الزھد باب الریاء والسمعۃ حدیث:4205، علامہ البانیؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔

(2)۔ مؤطا امام مالک، کتاب قصر الصلاۃ فی السفر، ص172 ج1، ابن سعد، ص: 240 ج 2، عبدالرزاق ص:406 ج 1، ابن ابی شیبہ، ص: 150 ج 2 (7544) عن زید بن مسلم مرسلا سند صحیح، احمد، ص:246 ج 2 حمیدی (1025) ابونعیم فی الحلیہ: ص 283 ج 6، ص317 ج 7، نے موصول روایت کہا ہے اور سند صحیح ہے امام بزار نے بھی اسے صحیح کہا ہے علامہ البانی نے بھی صحیح کہا ہے تحذیر الساجد ص 18

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے میرے پروردگار، میری قبر کو بت نہ بنا دینا کہ اس کی عبادت ہو۔

چنانچہ مالکی اس حدیث سے استدلال میں لکھتا ہے کہ: آپ ﷺ کی دعا قبول ہوتی ہے۔ (1)

گویا جب یہ دعا قبول ہے تو پھر امت میں شرک کے عدم وقوع پر دلیل ہے کہ امت اس شرک سے محفوظ اور معصوم ہے۔

جواب: اس شبہ اور اعتراض کا جواب درج ذیل ہے۔

1۔ اس میں تو کسی کو اختلاف نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی دعا قبول ہوتی ہے اور یہی اہلسنت والجماعت کا طریقہ ہے جس میں نہ کوئی اختلاف اور جھگڑا نہیں۔ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ اپنے قصیدہ نونیہ میں فرماتے ہیں۔

فأجاب رب العالمین دعاء ... فأحاطه بثلاثة الجدران

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا اور اسے (قبر کو) تین دیواروں سے گھیر رکھا ہے۔۔۔ چنانچہ آپ ﷺ کی قبر مبارک کو دیواروں کے ذریعہ گھیرے میں لانے کی مقصد یہ ہے کہ دیواریں قبر کی براہ راست عبادت میں رکاوٹ ہیں اور کسی کیلئے بھی ممکن نہیں کہ وہ قبر مبارک کو سجدہ کر سکے لیکن یہ صورت کسی غالی کو اس شرک اکبر سے تو نہیں روکتی کہ اللہ تعالیٰ کی خصوصیات کا نبی علیہ الصلاۃ والسلام میں دعویٰ کرے جیسا کہ بوصیری نے کیا ہے جو اپنے قصیدہ میں کہتا ہے۔ "اے سب مخلوق سے زیادہ افضل میں ہر حادثہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (2)

اسی طرح نبھانی اپنے قصیدہ میں کہتا ہے۔

"اے میری پناہ گاہ، میری نجات اور میری امید ورجا۔ اے میرے مددگار، میرے سہارے اور میری شفاء، میری مدد کیجئے تو ہی میری جائے پناہ اور میرا دستگیر ہے۔ (3)

کیا اس میں کسی کو اختلاف ہے یا دو مسلمان اس پر اختلاف کر سکتے ہیں کہ ان اشعار (جن کا ہم نے خلاصہ پیش کیا ہے) میں جو غلو اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت جو شرک ہے وہ آپ ﷺ کی دعا کے منافی نہیں کہ آپ ﷺ کی قبر بت نہ بنے جس کی عبادت ہو، کیونکہ قبر کی براہ راست عبادت تو شرک کی ایک صورت ہے اور آپ ﷺ کی قبر مبارک سے دوری کے باوجود آپ ﷺ کی عبادت (شرک کی) ایک دوسری صورت ہے لہذا تم نے تو محض قبر کے ساتھ شرک واقع ہونے کی نفی نہیں کی بلکہ جزیرہ عرب میں ہر وقت اور ہر زمانہ میں وقوع شرک کی نفی کی ہے۔

(1)۔ مفاهيم يجب ان تصحح ص 6 (2) قصیدہ بردہ (30-35) (3)۔ شواہد الحق ص: 355 یہ یوسف نبھانی شافعی کی کتاب ہے جو بہت بڑے ادیب اور صوفی شاعر تھے ان کی اور بھی تصانیف ہیں۔ 1350 میں فوت ہوئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کی عبادت نہ ہونا اور آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے آئندہ بھی نہ ہوگی تو اس سے امت میں شرک پیدا ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔ کیونکہ جس (ﷺ) نے دعا فرمائی کی کہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی عبادت کی جائے تو آپ ﷺ کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی، وہی (ﷺ) ہمیں بتا رہے ہیں کہ شرک واقع ہوگا اور لات وعزی کی عبادت کی جائے گی، چنانچہ انہوں نے جو بتایا وہ ہوا ہے کہ دوس قبیلہ اور اس کے اردگرد میں آباد عرب ذوالخلصہ نامی بت کے فتنہ میں مبتلا ہوئے اور جب جہالت اس علاقوں میں دوبارہ آئی تو اس بت کو پہلی صورت میں بنا کر اللہ تعالیٰ کے علاوہ انہوں نے اس کی عبادت کی، یہاں تک کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ دعوت توحید لیکر اٹھے دین کا جو حصہ مٹ چکا اس کی تجدید کی اور اس کا احیا کیا اور امام عبدالعزیز بن محمد بن سعود نے مبلغین کا ایک قافلہ (اس بت) ذوالخلصہ کی طرف بھیجا جنہوں نے اس کو ختم کر کے اس پر تعمیر کو بھی گرا دیا۔ (1)

اس سے ان کی یہ دلیل بھی ختم ہو جاتی ہے اور واضح ہو جاتا ہے کہ یہ کمزور دلیل ہے جس پر قبر پرستی کی دعوت دیتے ہوئے اپنی گمراہی کو مزین اور خوبصورت بنانا قبر پرستوں کیلئے ممکن نہیں اور اس دلیل کی بنا پر اس غلط فہمی میں مبتلا ہونا اور دوسروں کو کرنا بھی قطعاً درست نہیں کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ شرک وضلالت نہیں بلکہ دین وعبادت ہے کیونکہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے مذکورہ ارشادات کی بنا پر ہم شرک کے وقوع سے محفوظ ہیں۔

3۔ دیگر دلائل کی طرح انہوں نے اس فرمان پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سے بھی استدلال کیا ہے کہ:

"لا يجتمع دينان في جزيرة العرب" (2)

جزیرہ عرب میں دو دین اکٹھے نہیں ہونگے۔

چنانچہ المالکی نے قبر پرستی اور میلاد بازی جیسی اپنی بدعات وخرافات بلکہ شرکیات وغیرہ کی دعوت کے درست اور اپنے ایسے افعال کے صحیح ہونے پر امت کو مطمئن کرتے ہوئے کہا ہے: ہم اس وعدہ پر قائم ہیں اور اپنے صاف ایمان اور سلفی عقیدہ کے ساتھ اور پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے منہج پر چلتے ہوئے اس ذمہ داری کو پورا کر رہے ہیں اور ہمارے ملک اللہ کے فضل سے ہر قسم کی غلاظت سے پاک اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے جس برائی کی خبر دی اس سے محفوظ ہیں: (3)

---

(1)۔ الشرک فی القدیم والحدیث، ص :600 ج 1 (2)۔ مالک فی الموطا کتاب الجامع باب ماجاء فی اجلاء الیھود من المدینۃ، حدیث: 1651، التمہید، ص 335 ج 14، البیہقی، ص:208 ج9، لیکن یہ زہری کی مرسل ہے جو ضعیف ہے، الشرک فی القدیم والحدیث، ص:627 ج 1 (3)۔ مفاہیم یجب ان تصحح، ص 5:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: اس شبہ پر غور کرنے والا سمجھ لے گا کہ یہ نہایت کمزور اور لایعنی اعتراض اور شبہ ہے اور اگر اس سے پہلے شبہات کمزور اور ناکارہ وغلط ہیں تو یہ ان سے بھی زیادہ کمزور ناکارہ اور غلط ہے جیسا کہ درج ذیل نکات سے معلوم ہوتا ہے۔

الف: یہ حدیث اپنی صحیح سندوں سے جس طرح مروی ہے وہ اس گمراہ اور فتنہ زدہ کے بیان کے خلاف ہے یعنی اس کی بیان کردہ روایت صحیح روایات کی مخالفت کرتی ہے چنانچہ بخاری کے الفاظ ہیں:

" اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب " (1)

مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکال دو،

حضرت عمر رضی اللہ نے جب یہ سنا تو فرمایا:

" لأخرجن الیھود و النصاری من جزیرۃ العرب ، حتی لا ادع الا مسلما" (2)

میں یہود ونصاری کو ضرور جزیرہ عرب سے نکالوں گا حتی کہ مسلمان کے علاوہ کوئی (یہاں) نہ رہے گا۔

ب۔ اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس حدیث کو خبر نہیں بلکہ حکم سمجھے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا اگر میں انشاء اللہ زندہ رہا تو یہود ونصاری کو جزیرہ عرب سے نکال دوں گا" (3)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ عہد اپنی بیماری میں کیا اور فرمایا یہود ونصاری کو جزیرہ عرب سے نکال دو، جسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مرتدین سے جہاد میں مشغول ہونے اور فارس وروم سے جہاد کی بنا پر پورا نہ کر سکے اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں فارس وروم سے جہاد کی وجہ سے اس پر توجہ نہ دے سکے لیکن جونہی وہ (اس مہم سے فارغ ہوکر) مضبوط ہوئے تو نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے حکم کی تعمیل فرمادی" (4)

---

(1)۔بخاری، کتاب الجہاد، باب جوائز الوفد، حدیث: 3053، ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ ابن شھاب نے جزیرہ عرب مدینہ طیبہ کو کہا ہے جبکہ دوسرے علماء کہتے ہیں ندب سے حضرموت تک یا پھر بحر حبشہ، فرات اور دجلہ جزیرہ عرب ہے اُصمعی کے بقول عدن کے آخر سے اَبلہ شام تک، اور ابوعبید کے بقول عدن کے آخر سے لیکر عراق تک لمبائی میں جبکہ جدہ سے لیکر شام تک چوڑائی میں جزیرہ عرب ہے۔ (2)۔ مسلم کتاب الجھاد والسیر ، باب اخراج الیھود من جزیرۃ العرب، حدیث:4569

(3)۔الترمذی کتاب السیر باب اخراج الیھود والنصاری من جزیرۃ العرب، حدیث:1657، البانی نے اسے صحیح کہا ہے حدیث 1606 (4)۔ اقتضاء الصراط المستقیم، ص 595 ج 2۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج۔ امر واقع بھی اس گمراہ کی سمجھ کو جھٹلا رہا ہے اور اگر ہم اس حدیث کو خبر پر محمول کر لیں تو یہ خبر اس کی سمجھ کے مطابق بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ جزیرہ عرب کی جو بھی جغرافیائی حد بندی ہو لیکن اس سے اختلاف نہیں کہ ہم مشاہدہ کر رہے اس کے کئی حصوں میں کئی دینی اور ملتیں پائی جاتی ہیں بلکہ وہ ایسے گرجا گھر دں، مندروں سے بھرا ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سے دشمنی اور جنگ سے مترادف ہیں۔ اور شیخ الاسلامؒ کے بقول جزیرہ عرب کی حد بحر قلزم (بحر احمر) سے بحرِ بصرہ (خلیج عرب، بحر فارس) تک اور یمن کے آخر سے لیکر شام کی ابتدا تک ہے اور عرب بعثت کے وقت اور اس سے پہلے یہاں آباد تھے۔ (1)

تو کیا مالکی تردید کر سکتا ہے کہ امر واقع اس کی سوچ اور سمجھ کی نفی نہیں کر رہا؟ اور کیا اس کیلئے مناسب ہے کہ وہ اس حدیث کو اپنے باطل عقیدہ کو فروغ دینے کیلئے ذریعہ بنائے کہ جزیرہ عرب میں دو دین اکھٹے نہیں ہوں گے؟ تاکہ دل اس پر مطمئن ہو جائے جو کچھ بھی بدعات وخرافات اور شرکیات کی جا رہی ہیں وہ کفر ہیں نہ شرک، کیونکہ جزیرہ عرب میں دو دین اکھٹے نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم یہ بیمار سوچ کا نتیجہ اور آفت ہے۔ (2)

جن شبہات کو انہوں نے پیش کیا ہے ان میں سے آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک بھی ہے جس پر میں نے مستقل بحث کی ہے چنانچہ آنے والی تیسری بحث اسی سے متعلق ہے۔

---

(1)۔ ایضاً ص:406 ج 1، مزید تفصیل کیلئے خصائص جزیرۃ العرب للشیخ بکر ابوزید اور جزیرۃ الاسلام للشیخ سلمان بن فہد العودہ دیکھی جا سکتی ہیں۔

(2) مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو جھود علماء الحنفیہ ج 3 ص 1613، 1675 نیز الشرک فی القدیم والحدیث ج 1 ص 626، 643۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری بحث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور اس سے پیدا کیے جانے والے شبہات:

قبر پرست لوگ جن دلائل کو اپنے موقف کی تائید میں پیش کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو مسجد نبوی میں دفن کیا گیا ہے، اور یہ بات بالکل جھوٹ، ظلم ہے اور واضح نیز صحیح روایات سے لاعلمی کا نتیجہ ہے چنانچہ ہم درج ذیل مقاصد میں اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہیں۔

پہلا مقصد:۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو کہاں دفن کیا گیا؟

آنحضرت ﷺ جب وفات پا گئے تو مسلمان اس بات پر اختلاف کرنے لگے کہ آپ ﷺ کو کہاں دفن کیا جائے؟ بعض نے رائے دی کہ منبر کے پاس دفن کیا جائے، کسی نے کہا کہ مصلی نبوی میں دفن کیا جائے جبکہ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا مشورہ تھا کہ بقیع میں دفن کیے جائیں یہ رائے زنی ہوتی رہی یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو آپ نے (یہ اختلاف دیکھ کر) فرمایا: میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا جسے میں بھولا نہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو بھی وفات نہیں دی مگر اسی جگہ میں جہاں وہ پسند کرتا ہے کہ اس کو دفن کیا جائے" (تو یہ سن کر) صحابہ نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی آرام گاہ میں دفن فرمایا (1)

بخاری شریف کی یہ روایت اس بات کی تصدیق وتاکید کرتی ہے (بنیادی طور پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک کو مسجد نبوی میں شامل کرنے سے پہلے آپ ﷺ کو وہاں دفن کیا گیا) جس کے بارے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آپ ﷺ اپنی بیماری میں فرماتے تھے کہ آج میں یہاں ہوں تو کل نہ معلوم کہاں ہوں گا؟ گویا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دن (باری) کا انتظار تھا چنانچہ جب میرا دن (باری) آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس حالت میں آپ ﷺ کو اپنے پاس بلایا کہ اس وقت آپ ﷺ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور آپ ﷺ میرے ہی گھر میں دفن ہوئے" (2)

بخاری شریف میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور کہو کہ: عمر تمہیں سلام عرض کرتا ہے پھر ان سے عرض کرو کہ اجازت ہو تو

---

(1) طبقات ابن سعد، ص 223 ج 2 ، ترمذی، کتاب الجنائز رقم 1018 وصححہ الالبانی

(2) بخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قبر النبی ﷺ وابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما رقم: 1398

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے اپنے ساتھیوں کے پاس دفن ہونے دیا جائے، جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ پیغام ام المومنین رضی اللہ عنہا کو پہنچایا تو انہوں نے ارشاد فرمایا! یہ مقام تو میں خود اپنے لئے چاہتی تھی مگر آج میں ان (عمر) کو اپنے پر ترجیح دیتی ہوں، جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ واپس آئے تو پوچھا کیا خبر لائے ہو؟ جواب دیا: امیر المومنین ام المومنین نے آپ کیلئے اجازت دے دی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس آرام گاہ سے بڑھ کر میرے لیے اور کوئی چیز اہم نہیں، لیکن جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے اٹھا کر پھر اُم المومنین رضی اللہ عنہا کے دروازے پر لے جا کر کہنا کہ: عمر بن خطاب اجازت چاہتے ہیں، اگر وہ اجازت دے دیں تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ مجھے واپس مسلمانوں کے عام قبرستان میں لے آنا" (1)

بہر حال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بڑی وضاحت سے بیان فرمادیا اور حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی جو یہ اندیشہ تھا کہ آپ کی قبر مبارک کو سجدہ گاہ نہ بنا لیا جائے وہ اسی ارشاد نبوی کی وجہ سے تھا۔ جس میں آپ ﷺ نے دعا فرمائی تھی کہ: یا اللہ میری قبر کو بت نہ بنا دینا جس کی عبادت کی جائے، اللہ تعالیٰ کا غضب ان لوگوں پر بہت سخت ہے جنہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا" چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا کو قبول فرمایا اور خدا کا شکر ہے کہ جس طرح دوسری قبروں کو بت بنالیا گیا آپ ﷺ کی قبر اس سے محفوظ ہے بلکہ جب سے کمرہ بنا دیا گیا ہے کسی کو آپ ﷺ کے حجرہ مبارک میں جانا بھی ممکن نہیں اور اس سے پہلے بھی کسی کے لیے اجازت نہ تھی کہ وہ وہاں دعا کرنے یا نماز پڑھنے وغیرہ کے لیے داخل ہو سکے جیسا کہ کسی اور کی قبر پر ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی بعض جاہل ایسے ہیں جو آپ ﷺ کے حجرہ مبارک کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں یا آواز بلند کرتے ہیں اور ایسی بات کرتے ہیں جس کی اجازت نہیں اور یہ سب کچھ آپ ﷺ کے حجرہ مبارک کے باہر ہوتا ہے قبر کے پاس نہیں، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ اس نے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا کو قبول کر لیا ہے کہ کسی کیلئے ممکن ہی نہیں وہ قبر کے پاس جا کر نماز پڑھ لے یا دعا کر لے، یا ایسا شرک کرے جس طرح دوسری قبروں پر ہوتا ہے کہ ان قبروں کو بت بنالیا گیا ہے بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں کوئی بھی شخص وہاں داخل نہ ہوتا تھا سوائے اس کے کہ کسی کو آپ رضی اللہ عنہا سے کوئی ضرورت ہو اور یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس کوئی ایسی حرکت ہو سکے جس سے منع کیا گیا ہے۔ (2)

(1)۔ بخاری کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قبر النبی ﷺ ابی بکر و عمر رضی اللہ عنھما، رقم: 1392

(2)۔ الجواب الباہر ص: 173

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخصوص حجرہ مبارک میں دفن کیا گیا جو مسجد سے مشرق میں حجرہ سے قبلہ جانب مغربی کونہ میں ہے پھر اس میں حضرت ابو بکر اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو دفن کیا گیا۔ (1)

علامہ محدث البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''سنت یہ ہے کہ قبرستان میں دفن کیا جائے، کیونکہ آنحضرت ﷺ مرنے والوں کو بقیع میں دفن کرتے تھے۔ جیسا کہ اس سلسلہ میں متواتر روایات ہیں اور سلف سے کسی کے متعلق یہ منقول نہیں کہ انہیں عام قبرستان کے علاوہ دفن کیا گیا ہو، مگر آپ ﷺ کا آپ کے حجرہ میں دفن کیا جانا بھی تو تواتر سے ثابت ہے اور یہ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ وفات پا گئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہو گیا کہ آپ ﷺ کو کہاں دفن کیا جائے؟ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے جسے میں بھولا نہیں کہ اللہ تعالیٰ پیغمبر کو اسی جگہ فوت کرتا ہے جہاں وہ پسند کرتا ہے کہ دفن ہو'' تو (یہ سن کر) صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو آپکی آرام گاہ (حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا) میں دفن کر دیا۔ (2)

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو بنیادی طور پر مسجد میں نہیں بلکہ آپ ﷺ کے گھر میں دفن کیا گیا جس میں ممکن ہے یہ حکمت ہو کہ اگر آپ ﷺ کی قبر مبارک باہر اور ظاہر ہوتی تو جاہل لوگ فتنہ میں مبتلا ہو جاتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حکمت بیان بھی کر دی کہ آپ ﷺ نے اپنی آخری بیماری میں جس سے آپ ﷺ شفایاب نہ ہو سکے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت کی ہے کہ انہوں اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا، اگر ایسا ہی اندیشہ (یہاں) نہ ہوتا تو آپ ﷺ کی قبر بھی ظاہر باہر ہوتی مگر یہ اندیشہ تھا (اور ہے) کہ اسے سجدہ گاہ بنا لیا جائے۔ (3)

دوسرا مقصد: صحابہ رضی اللہ عنہم نے قبر کی عبادت کے تمام راستے روک دیئے۔

بلاشبہ مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام کی پہلی توسیع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور اقدس میں ہوئی تو حجرات ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھروں کو مسجد میں شامل نہیں کیا گیا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور ہی

---

(1) البدایہ، ص: 153 ج۔ 8 فصل فی صفۃ قبر النبی ﷺ (2) پہلے گزر چکی ہے، ص: 243

(3) پہلے گزر چکی ہے ص: 199

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مسلمان زیادہ ہو گئے اور مسجد کم پڑ گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھروں کے علاوہ اردگرد کے تمام گھر خرید لیئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: مسلمانوں کیلئے مسجد تنگ ہو چکی ہے اور مسجد کے اردگرد کے تمام گھر مسجد کی توسیع کیلئے میں نے خرید لیئے ہیں صرف آپ کا اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے گھر باقی ہیں، امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے حجرات خریدنے کی تو کوئی صورت نہیں البتہ آپ اپنا گھر مجھے بیت المال میں جس قیمت پر چاہیں فروخت کر دیں، تا کہ میں مسجد کو مسلمانوں کیلئے کشادہ کر دوں، تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: تین میں ایک چیز قبول کر لو، اول: یہ کہ بیت المال میں سے جس چیز کے عوض چاہو فروخت کر دو، دوم: مدینہ میں جہاں چاہو تمہیں جگہ دے کر مکان بھی بنا دیتا ہوں سوم: یہ کہ تم مسلمانوں پر صدقہ کر دو جس سے ان کیلئے مسجد کو کشادہ کیا جا سکے۔(1)

اس سے آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دقت نظر اور فقاہت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ اس توسیع میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے گھروں کے قریب بھی نہیں گئے کہ ان میں حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ہے کیونکہ اس اندیشہ کو بھانپ چکے تھے بلکہ جب آپ ﷺ نے تعمیر شروع کی تو معمار سے کہا: لوگوں کو صرف بارش سے بچانا ہے اس کو رنگ روغن نہیں کرنا ورنہ لوگ فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر وہ اس میں ایک دوسرے پر فخر بھی جتائیں گے تعمیر کم ہی کریں گے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تا کہ مسجد کو اس طرح نہ سجا دیا جائے جیسے یہود و نصاریٰ نے (اپنے عبادتگاہوں کو) رنگ روغن سے چمکایا: (2)

پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس عمارت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں اضافہ کیا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے دور میں مسجد کچی اینٹوں سے بنی ہوئی تھی، کھجور کے پتوں کی چھت جبکہ کھجور کے تنوں ہی کے ستون تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس تعمیر میں کوئی اضافہ نہیں کیا، جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں اضافہ کیا اور عہد رسالت ہی کی طرح کھجور کے پتوں، تنوں اور مٹی کی اینٹوں ہی سے تعمیر فرمایا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں بہت سے اضافے کیئے، پتھر سے منقش اور چونا گچ دیوار بنائی اور ایسے ہی پتھر کے منقش ستون اور لکڑی کی چھت بنائی (3)

---

(1) طبقات ابن سعد، ص:15 ج4، الجامع للسیوطی، ص:272 ج3 تحذیر الساجد، ص:65

(2)- بخاری کتاب الصلاۃ باب بنیان المسجد رقم 445 (3) بخاری کتاب الصلاۃ باب بنیان المسجد رقم 446

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح ہی توسیع فرمائی اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے حجرات کو مسجد میں شامل نہ کیا جن میں حضرت عائشہ کا حجرہ بھی تھا جس میں قبر مبارک ہے، کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ایسا کرنے کا کوئی راستہ نہیں کہ یہ حجرات مسجد کے مشرق میں قبلہ رخ کو واقع تھے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمیت کسی بھی ام المومنین کا حجرہ مسجد میں داخل نہ تھا۔ بلکہ ایک جانب واقع تھے اور ایک دیوار درمیان میں تھی جس میں ایک دروازہ سے آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف لاتے تھے، یہ ایک (تاریخی) حقیقت ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ سب علماء کا اس پر اتفاق ہے(1)۔ جس سے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب مسجد نبوی میں توسیع کی تو حجرات کو مسجد میں داخل کرنے سے گریز کیا کیونکہ انہیں علم تھا ایسا کرنے کا کوئی طریقہ اور راستہ نہیں، اور کسی نے کبھی اس کا دعویٰ بھی نہیں کیا کہ یہ سب کچھ خلفاء راشدین کے زمانہ میں ہوا، اور بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے توسیع کرتے وقت مسجد میں وہ کچھ بھی داخل کر لیا جو اس کا حصہ نہ تھا اور اسی ضمن میں تینوں قبریں بھی مسجد میں آ گئیں مگر سلف میں سے کسی نے اعتراض وانکار نہیں کیا(2)۔ یہ تاریخ پر بہتان ہے کیونکہ یہ ثابت ہے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مسجد نبوی کو اس انداز سے وسیع کرنے پر اعتراض کیا تھا لیکن حجرات کو مسجد میں داخل کرنے پر نہیں بلکہ طرز تعمیر میں مبالغہ آرائی پر اعتراض تھا جس طرز تعمیر کا ابھی حدیث میں ذکر ہوا ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ (حدیث) دلیل ہے کہ مسجد بنانے میں سنت میانہ روی ہے۔ خوبصورتی نقش ونگار، رنگ روغن میں مبالغہ آرائی نہیں ہونی چاہیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتوحات سے بہت زیادہ مال ودولت آجانے کے باوجود مسجد میں اس کی اصل حالت سے زیادہ تبدیلی نہیں کی، اور یہ تعمیر نو بھی صرف اس مجبوری سے فرمائی کی چھت بوسیدہ ہو چکی تھی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں اس مال ودولت میں مزید اضافہ ہوا تو انہوں نے بھی اسی حد تک نقش ونگار یا رنگ روغن پر اکتفا کیا جو ممنوعہ حد تک نہ تھا اس کے باوجود بھی صحابہ کرام نے اعتراض کیا (3)

صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جو اعتراض کیا اس کی تائید بخاری کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں راوی بیان کرتا ہے۔ کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ان کی تعمیر کی بنا پر اعتراض کیا تو

(1) الجواب الباہر، ص: 164 (2) تحذیر الساجد، ص: 58، 60

(3)۔ فتح الباری، ص 644 ج 1

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا: کہ تم نے بہت زیادتی کی ہے جبکہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے: جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں مسجد تعمیر کی اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ویسا ہی گھر بنائے گا'' جبکہ صحیح مسلم میں ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب مسجد کو وسیع تر بنانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اسے ناپسند کیا اور چاہا کہ مسجد کو اصل حالت پر ہی رہنے دیا جائے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے یہی حدیث بیان فرمائی کہ۔۔۔(1)

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ کے دور میں مسجد کچی دیوار، پتوں کی چھت اور کھجور کے ستونوں پر مبنی تھی جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کوئی اضافہ نہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی تعمیر فرمائی البتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تبدیلی لاتے ہوئے پتھر کی منقش وملمع دیوار بنائی اور ستون بھی نقش شدہ پتھر کے بنائے اور چھت لکڑی کی ڈالی، اور شاید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے اس فعل کو ناپسند فرمایا کیونکہ مساجد کی ایسی نقش نگاری جائز نہیں جس میں ان کی پائیداری کا کوئی فائدہ نہ ہو'' (2)

الغرض آج کل حرم مدنی جو مسجد نبوی اور حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا (جو ہجرت کے ساتویں ماہ آباد ہوا) اور دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرات (اضافہ سمیت) کو شامل ہے وہ آپ ﷺ کی حیات مبارک میں بھی آپکی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرات اور بعض دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مکانات کو بھی شامل تھا اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کے بعض گھر مسجد نبوی کے جنوب میں اور بعض مشرق میں واقع تھے مسجد نبوی اور ان گھروں کے درمیان سے تقریباً دس فٹ چوڑا راستہ تھا۔ حضرت ابوایوب انصاری، حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے گھر بھی مسجد نبوی کے مشرق میں واقع تھے اور ابھی قریب تک موجود رہے ہیں اگرچہ ان کی صورت پہلے اسلامی دور سے مختلف ہوگئی ہے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا وہ کونہ جو مسجد نبوی کے سامنے تھا وہاں ایک کمرہ ہے جس کی ایک کھڑکی باہر کو کھلتی ہے اس پر لکھا ہوا ہے'' شہادت گاہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ'' اور حرم نبوی کے شیخ عموماً اسی گھر میں رہتے ہیں۔ (3)

ان سب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھر مسجد میں داخل نہ تھے اس کی تائید شیخ الاسلام کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے جس میں وہ حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کو آنے والے لوگوں کا حال ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کی زندگی مبارک میں لوگ اس گھر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

---

(1) بخاری، کتاب الصلاۃ، باب من بنی مسجدا، حدیث 450، مسلم، کتاب الصلاۃ، باب فضل بناء المسجد حدیث 1190 - 1189

(2) شرح السنۃ للبغوی ج 2 ص 349 (3) الرحلۃ الحجازیہ محمد لبیب البتنونی ص 320

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث سننے، فتوی لینے اور ان کی زیارت کو آتے تھے کوئی بھی وہاں داخل ہو کر قبر مبارک کی طرف نہ جاتا تھا نہ نماز کیلئے نہ ہی دعا وغیرہ کیلئے بلکہ جب کوئی ان سے درخواست کرتا کہ اسے قبریں دکھا دی جائیں تو آپ دکھا دیتیں۔ (1)

تیسرا مقصد، قبر مسجد میں نہ تھی: بعض حضرات کو امام بخاری رحمہ اللہ کے درج ذیل ترجمۃ الباب اور اس میں مذکور حدیث سے شبہ ہوا ہے کہ آپ ﷺ کی قبر مبارک ابتدا ہی سے مسجد میں تھی، امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب فضل الصلوۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ میں یہ باب قائم کیا ہے "**باب فضل مابین القبر و المنبر**" یعنی قبر و منبر کے درمیان جگہ کی فضیلت، پھر نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ ارشاد ذکر کیا ہے کہ:

"**مابین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة**" (2)

میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان (والی جگہ) جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔

امام مسلمؒ نے بھی اس حدیث پر امام بخاریؒ جیسا ہی باب قائم کیا ہے پھر متعدد روایات اس عنوان کے تحت نقل کی ہیں مگر کسی ایک روایت میں بھی قبر کا لفظ نہیں، امام قرطبیؒ نے کہا ہے کہ: صحیح روایت میں "بیتی" ہی ہے (3)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "قبری" کا لفظ صحیح (بخاری) میں نہیں کیونکہ اس وقت تو قبر تھی ہی نہیں اور آپ ﷺ کی مسجد کو بایں وجہ فضیلت ہے کہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیر فرمایا اور تقوی پر اس کی بنیاد رکھی، اور صحیحین میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"**صلاۃ فی مسجدی هذا خیر من الف صلاۃ فیما سواہ من المساجد الا المسجد الحرام**" (4)

یعنی میری مسجد میں نماز دوسری مساجد میں نماز سے ایک ہزار درجے افضل ہے ماسوائے مسجد حرام کے (کیونکہ وہاں ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے) اور جمہور علماء کا خیال یہی ہے کہ سب مساجد سے افضل مسجد حرام ہے، حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: دو حدیثیں "البیت" کے لفظ کے ساتھ اس لیے لائے ہیں کہ کیونکہ قبر گھر کے اندر ہو گئی تھی جبکہ بعض طرق روایت میں لفظ "القبر" بھی ہے مگر امام قرطبیؒ فرماتے ہیں: صحیح روایت "بیتی" ہے اور "قبری" بھی بیان کیا گیا ہے گویا یہ بالمعنی اور مفہوم کے طور پر ہے کیونکہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے رہائشی گھر میں ہی دفن کیا گیا تھا۔ (5)

---

(1) الجواب الباہر ص 165 (2) بخاری، کتاب فضل الصلاۃ باب فضل مابین القبر والمنبر حدیث نمبر 1195، مسلم فی کتاب الحج باب مابین القبر والمنبر حدیث 1391 (3) ۔ المفہم ص 502 ج 3، یہ اندلس کے مشہور مالکی مفسر و محدث اور فقیہ امام احمد بن عمر الانصاری القرطبی کی تصنیف ہے (4)۔ بخاری حدیث 1190 مسلم حدیث نمبر 1399 (5) الجواب الباہر ص: 168، فتح الباری، ص 84، ج 3۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ البانی رحمہ اللہ ''قبری'' والی روایت پر حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ قبر سے مراد گھر ہے اور یہی درست ہے جس میں کسی بھی بحث کرنے والے کو شک نہیں کیونکہ تمام روایات وغیرہ اس پر متفق ہیں اور اس لیے بھی کہ اس وقت تو قبر نبوی موجود ہی نہ تھی اور یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں معروف ہی آپ ﷺ کی وفات کے بعد ہوئی، تو کیسے سمجھا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ روضہ کی نشاندہی کریں جبکہ منبر تو معروف اور قبر غیر معروف ہو۔ (1)

چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے گھر اور منبر کا بتایا تو گویا وہ ایک ایسی چیز کی خبر دے رہے ہیں اور اس کی ترغیب دے رہے ہیں جس کو صحابہ رضی اللہ عنہم دیکھ رہے ہیں نہ کہ کسی پوشیدہ اور غیبی چیز کی خبر دے رہے ہیں کہ کوئی وہم پرست قیاس فاسد میں مبتلا یہ سمجھ لے کہ اس میں کوئی مانع نہیں کہ آپ ﷺ کا قبر و منبر کے درمیان والی جگہ کو جنت کا باغیچہ کہنا معجزہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی طرح ہے جس سے آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ میں عنقریب اپنے گھر میں دفن کیا جاؤں گا۔ کیونکہ اس حکم میں براہ راست صحابہ رضی اللہ عنہم کو ترغیب وانگیخت دی گئی ہے یہ نہیں کہ کسی آنے والے واقعہ کی خبر دی گئی ہے جیسا کہ قیصر و کسری کے ممالک کی فتح کا بتایا گیا تھا اور کوئی سمجھ بیٹھے کہ پھر اپنی قبر کی جگہ کا بتانے میں کیا رکاوٹ تھی؟

بہر حال یہ واضح ہو جاتا ہے کہ تمام صحیح روایات لفظ ''بیتی'' پر متفق ہیں اور ائمہ حدیث نے ''قبر'' کا بہر حال یہ لفظ صرف اس بات کی وضاحت کے طور پر لایا کہ قبر گھر میں ہو گئی تھی۔ تو ایک کو دوسرے سے تعبیر کر لیا گیا ہے تا کہ لوگ روضہ جنت کی اصل جگہ سمجھ لیں ورنہ اصل حدیث میں یہ لفظ نہیں ہیں۔ واللہ اعلم:

چوتھا مقصد: مسجد میں حجرہ مبارک کب شامل کیا گیا۔

یہ بات تو واضح ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں حجرات مسجد میں داخل نہ تھے اور جب حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسجد میں توسیع کی ضرورت محسوس ہوئی تو انہوں نے حجرات مبارکہ کو مسجد میں شامل کرنے سے گریز کیا بلکہ اس موقعہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ (سابقہ) قول قیامت تک کیلئے اس مسئلہ میں حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن ہے '' انــه لا سبيل اليهــا'' ان حجرات کو (مسجد میں) داخل کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ تاہم یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ پھر ان حجرات کو مسجد میں کب داخل کیا گیا؟

---

(1) تخریج کتاب السنۃ لابن ابی عاصم للألبانی ص 326 ، ج 2

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عائشہ اور دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرات مسجد کی مشرقی جانب واقع تھے۔لیکن ولید کی خلافت میں مسجد کو وسعت دی گئی اور اس وقت مسجد کی تعمیر ضروری ہو چکی تھی نیز اس نے مسجد حرام اور مسجد دمشق وغیرہ کی بھی تعمیر کروائی تو اس نے اپنے گورنر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو حکم دیا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ورثاء سے یہ حجرات خرید کر مسجد میں اضافہ کر دیا جائے، لہذا اس وقت سے یہ حجرات مسجد میں شامل کر لیے گئے اور یہ سب کچھ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم خصوصاً حضرت ابن عمر ،حضرت ابن عباس، حضرت ابوسعیدالخدری اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کی وفات کے بعد ہوا، یعنی مدینہ منورہ میں اس وقت کوئی صحابی رضی اللہ عنہ باقی نہ تھا اور یہ بھی منقول ہے کہ حضرت امام سعید بن المسیب نے اسے ناپسند بھی فرمایا۔۔۔۔اور ولید بن عبدالملک اپنے والد کی وفات کے بعد 80ھ میں جب خلیفہ بنا تب یہ (مدینہ کے) سب صحابہ رضی اللہ عنہم بلکہ دیگر ملکوں میں بھی عام صحابہ رضی اللہ عنہم وفات پا چکے تھے صرف ایک قلیل تعداد باقی تھی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بصرہ میں جو ولید کی خلافت میں 90ھ کے بعد فوت ہوئے ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جو مدینہ میں 78ھ کو فوت ہوئے ،اور یہ مدینہ میں وفات پانے والے آخری صحابی رضی اللہ عنہ ہیں جبکہ ولید نے تقریباً دس سال کی طویل مدت کے بعد حجرات کو مسجد میں داخل کیا اور مسجد کی تعمیر اگرچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ہوئی لیکن ان کے بعد مدینہ منورہ میں کوئی صحابی بھی زندہ نہ تھا۔۔اور اسی وقت حجرہ مبارک کو مسجد میں داخل کیا گیا" (1)

علامہ ابن الھادی فرماتے ہیں ! مدینہ منورہ میں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی وفات کے بعد ولید بن عبدالملک کی خلافت میں حجرہ مبارک کو مسجد میں داخل کیا گیا اور وفات پانے والے آخری صحابی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں جو 78ھ کو عبدالملک کی خلافت میں وفات پائے جبکہ ولید 86ھ کو خلیفہ بنا اور 96ھ کو فوت ہوا جبکہ مسجد کی تعمیر اسی عرصہ میں ہوئی۔ (2)

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اصل بنیاد تمام مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حجرہ مبارک کو ولید کی خلافت میں مسجد کا حصہ بنایا گیا اور یہ اس بات کے ثبوت میں کافی ہے کہ حجرہ کو مسجد میں داخل کرنے کا عمل مدینہ منورہ میں موجود سب صحابہ رضی اللہ عنہم کی وفات کے بعد ہوا۔۔۔۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہمارے سامنے ایسی کوئی ٹھوس دلیل نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ جب مسجد میں تعمیر کا یہ عمل ہوا اس وقت کوئی ایک صحابی رضی اللہ عنہ بھی وہاں

(1)۔ الجواب الباہر ص 287-284 البدایہ والنہایہ ج 12 ص 415 (2)۔ الصارم المنکی ص 136

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود تھا اگر کوئی دعوی کرتا ہے تو دلیل پیش کریں۔ (1)

اگر چہ حجرہ مبارک کو مسجد میں شامل کرنے کی وجہ اور سبب پر اختلاف ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ ولید بن عبدالملک حج کیلئے آیا تو جب وہ منبر رسول اللہ ﷺ پر خطبہ دے رہا تھا تو اس نے اچانک دیکھا کہ حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آئینہ لیئے دیکھ رہے ہیں جب منبر سے اترا تو اس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو پیغام بھیجا: اسے (گھر کو) میں اس کے بعد نہیں دیکھنا چاہتا ان مقامات کو خرید لو اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے گھر کو مسجد میں داخل کر کے بند کر دو" ایک روایت میں ہے کہ ولید ہر سال مدینہ منورہ میں آدمی بھیجا کرتا تھا تا کہ وہاں کے واقعات و حالات سے آگاہ ہو سکے۔ اس سال وہ آدمی جب مدینہ سے ہو کر واپس گیا اور ولید نے حالات پوچھے تو اس نے کہا: میں نے ایک ایسا منظر دیکھا ہے کہ پہلے کبھی مشاہدہ نہیں کیا اور یہ کہ اس سے خدا کی قسم محسوس ہوتا ہے کہ تمہاری حکومت ہے ہی نہیں، اس نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ: میں مسجد نبوی میں تھا کہ ایک گھر کو دیکھا جس پر پردہ لگا ہوا تھا، جب نماز کیلئے جماعت کھڑی ہوئی تو اس پردہ کو اٹھا دیا گیا اور اس (گھر کے مالک) اور اس کے ساتھیوں نے اس میں امام کے ساتھ نماز پڑھی اور پھر پردہ لٹکا دیا گیا، پھر دوپہر کا کھانا لایا گیا اس نے اپنے ساتھیوں سمیت کھانا کھایا جب پھر نماز کا وقت ہوا تو پھر انہوں نے پہلے کی طرح کیا، پھر اس نے آئینہ اور سرمہ پکڑا اور میں یہ منظر دیکھتا رہا میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو بتایا گیا کہ: یہ حسن بن حسن رحمہ اللہ ہیں، ولید نے کہا: پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟ وہ تو اپنے اور اپنی والدہ کے گھر میں ہے اس (گھر) کو کس بہانہ سے لیا جائے؟ تو اس نے بتایا آپ مسجد میں اضافہ کے نام سے اس گھر کو مسجد میں داخل کر لیں، تو اس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو یہ گھر خرید کر مسجد میں اضافہ کا حکم لکھ بھیجا، جب اہل خانہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے گھر فروخت کرنے سے انکار کر دیا اور حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا: خدا کی قسم، ہم اس کی قیمت کبھی بھی نہیں کھائیں گے، انہوں (گورنر) نے ان کو سات یا آٹھ ہزار دینار پیش کیے مگر انھوں نے انکار کر دیا، تو جب اس معاملہ کی اطلاع ولید کو دی گئی، تو اس نے گھر کو گرا کر مسجد میں شامل کرنے کا حکم صادر کر دیا اور قیمت بیت المال میں جمع کروادی گئی اور یوں یہ سب کچھ کیا گیا" (2)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو ولید کا یہ پیغام ملا کہ مسجد نبوی کو شہید کر دیا جائے اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرات کو مسجد میں شامل کرتے ہوئے

---

(1)- تحذیر الساجد، ص: 60 (2)- وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی للسمہودی، ص 514، ج 2

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد کو قبلہ رخ اور ہر طرف سے وسیع کر دیا جائے جس کا ایریا (پیمائش) 200x200 گز ہو، جو شخص اپنا مکان فروخت کرے اس سے خرید لو، ورنہ انصاف سے قیمت لگا کر ان کو دے دو اور ان (گھروں) کو گرا دو، اس کام میں سلف صالح کی مثال تمہارے سامنے ہے یعنی حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے جو کیا، چنانچہ حضرت عمر رحمہ اللہ نے مدینہ منورہ کے دس فقہاء (1) اور چیدہ چیدہ افراد کو جمع کر کے یہ حکم نامہ سنایا جوان پر گراں گزرا ،اور انہوں نے کہا: یہ حجرات کھجور کے پتوں کی نیچی چھتوں والے ہیں جن کی دیواریں بھی کچی ہیں ان کے دروازوں پر کمبل لٹکے ہوئے ہیں جن کو اسی حالت پر چھوڑ دینا بہتر ہے تاکہ حجاج کرام، زائرین اور مسافر لوگ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان گھروں کو دیکھ کر فائدہ اٹھائیں اور نصیحت وعبرت حاصل کریں، اور یہ بات دنیا سے بے رغبتی کی دعوت دینے کو بڑی اہم ہے البتہ وہ اس میں ضرورت سے زیادہ تعمیر نہ کریں یعنی صرف اتنا جس سے پردہ داری اور ستر پوشی ہو سکے اور یہ لوگ بھی جانتے ہیں کہ بلند و بالا عمارتیں فرعون یا قیصر و کسریٰ کا طرز عمل ہے کیونکہ لمبی امیدیں باندھنے والا اس دنیا میں دلچسپی رکھتے ہوئے ہمیشہ رہنے کی سوچتا ہے، اس کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان دس فقہاء مدینہ کی اتفاقی رائے سے ولید کو آگاہ کیا مگر اس نے ان گھروں کو مسمار کر کے حسب حکم مسجد کی تعمیر کا حکم دے دیا، کہ اس کی چھت کو اونچا کر دیا جائے، اب حضرت عمر رحمہ اللہ کے پاس تعمیل حکم کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا چنانچہ جب ان گھروں کو گرایا جانے لگا تو بنی ہاشم اور دیگر سب چیدہ چیدہ لوگ چیخ اٹھے اور آنحضرت ﷺ کی وفات کے حادثہ کی طرح رونے لگے، تاہم جن لوگوں کے گھر مسجد سے متصل تھے وہ فروخت کرنے پر آمادہ ہو گئے جنہیں ان سے حضرت عمر رحمہ اللہ نے خرید لیا، اور پوری تیاری سے مسجد کی تعمیر شروع کر دی اور اس میں بھرپور محنت کی اور اس سلسلہ میں ولید کے پاس سے بھی بہت سے کارندے آئے، اور یوں حجرہ نبوی (حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا) مسجد میں شامل ہو گیا جس کے ساتھ قبر مبارک بھی مسجد کا حصہ بن گئی اور یہ ولید کے حکم کے مطابق تمام امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے حجرات کے ساتھ مشرقی سمت میں تھی۔ (2)

پانچواں مقصد: اس دعویٰ کی تردید کہ ولید پر اعتراض نہیں کیا گیا،

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جب ولید بن عبدالملک نے مسجد نبوی کی توسیع کا حکم دیا تو کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا،

---

(1) مدینہ منورہ کے یہ دس مشہور فقہاء یہ ہیں: سعید بن مسیب، ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن، قاسم، سالم، عروہ بن زبیر، سلیمان بن یسار، عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ، قتیبہ بن ذؤیب، ابان بن عثمان اور خارجہ بن زید بن ثابت رحمہم اللہ تعالیٰ۔ (تہذیب الکمال ج 2 ص 17)

(2)۔ البدایہ والنھایہ، ص 413، ج 12

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی تردید حسب ذیل صورت میں کی جاتی ہے۔

(1) عدم اعتراض کا دعویٰ صحیح نہیں، کیونکہ اس کے انکار پر کوئی دلیل چاہیے اس کے باوجود مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت سعید بن المسیب ؒ نے یہ کہتے ہوئے اعتراض کیا: اللہ تعالیٰ کی قسم، میں چاہتا ہوں ان حجرات کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ (1)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے بھی حضرت سعید بن المسیب ؒ کے اعتراض کو ذکر کیا ہے تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ اس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم موجود نہ تھے چنانچہ وہ فرماتے ہیں: حضرت سعید بن المسیب ؒ جیسے تابعین کے علاوہ کسی نے بھی ولید کے اس کام پر بات (اعتراض) نہیں کی کہ آیا اس کا یہ کام جائز ہے یا مکروہ، اور حضرت سعید بن المسیب ؒ وہ جلیل القدر تابعی ہیں کہ جب امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا، تابعین میں سے کون سب سے افضل ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: سعید بن المسیب ؒ ان سے کہا گیا، حضرت علقمہ ؒ اور حضرت اسود ؒ؟ تو انہوں نے فرمایا: سعید بن المسیب، جبکہ علقمہ اور اسود (2) اس سے بہت پہلے وفات پا چکے تھے، (3)

ایک روایت میں آتا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے جب کہا: تابعین میں سے سب سے بہتر افضل سعید بن المسیب ؒ ہیں تو کسی آدمی نے کہا: علقمہ اور اسود؟ تو امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: سعید، علقمہ اور اسود، اسی طرح آتا ہے کہ جب ان سے سعید بن المسیب کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا، سعید بن المسیب جیسا کون ہے؟ وہ تو ثقہ اور اہل خیر میں سے ہیں پھر فرمایا: جب عمر سے سعید قبول نہ کرے تو کون قبول کرے گا، امام علی بن المدینی فرماتے ہیں: میں تابعین میں سعید بن المسیب سے زیادہ وسیع علم والا کوئی بھی نہیں پایا جب سعید بن المسیب کہہ دیں کہ سنت اسی طرح ہے تو تمہیں کافی ہے، پھر کہا: وہ میرے نزدیک تابعین میں جلیل القدر ہیں (3)

یہاں آپ واضح طور پر دیکھ سکتے ہیں کہ اپنے وقت کے سب سے بڑے اور افضل ترین عالم نے انکار اور اعتراض کیا تھا بلکہ یہ بھی آتا ہے کہ حسن بن حسن اور فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہم نے نکلنے سے جب انکار کر دیا تو ولید نے پیغام بھیجا: اگر تم باہر نہیں نکلو گے تو میں اس گھر کو تمہارے اوپر گرا دونگا، مگر انہوں نے پھر بھی نکلنے سے انکار کر

---

(1)۔ البدایہ ص 372، ج 12، وفاء الوفاء، ص 517 ج 2 (2)۔ علقمہ بن قیس نخعی نبی ﷺ کی زندگی میں پیدا ہوئے بہت سے صحابہ ؓ سے روایت کی امام احمد نے آپ کو ثقہ کہا ہے سنہ 61 ھ میں وفات پائی۔ اسی طرح اسود بن یزید بن قیس النخعی کوفہ کے بہت بڑے امام اور مشہور تابعی ہیں آپ سنہ 75 ھ میں فوت ہوئے (السیر للذھبی ج 4 ص 61-53، 53-50)

(3) الجواب الباہر، ص 286 , 287 (3) تہذیب الکمال: ص 73 ج 11

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا، تو اس نے ان کے بچوں سمیت ان پر گھر کو گرانے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ جب گھر کا سامان نکالا جا رہا تھا تو وہ گھر میں موجود تھے جب سارا سامان نکال کر باہر پھینک دیا گیا تو ان سے کہا گیا: اگر اب بھی نہ نکلے تو گھر کو تم پر گرا دیا جائے گا، تب وہ گھر سے باہر نکل گئے۔ (1)

اس روایت میں ان کے باہر نہ نکلنے سے سمجھا جا سکتا ہے کہ ان کو ولید کے اس فعل پر اعتراض تھا اور نہیں چاہتے تھے کہ ان کے گھر مسمار کیے جائیں، مگر ہمارا احسن ظن ہے کہ ان کو امہات المومنین ؓ کے حجروں کو گرائے جانے پر اعتراض تھا اور نہ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ وہ دنیا کی خاطر اپنی قیمتی جانوں کو ہلاکت میں ڈالتے، علامہ البانی ؒ نے عدم اعتراض کا دعوی کرنے والوں کے جواب میں کہا ہے کہ: تمہیں یہ کس نے بتایا ہے؟ عقلمندوں کے نزدیک سب سے مشکل کسی چیز کی نفی ثابت کرنا ہے کیونکہ ممکن ہے وہ ثابت ہو لیکن اسے علم نہ ہو، جیسا کہ علماء کے ہاں معروف ہے کیونکہ ایسا کرنے کو لازم ہے آدمی کو واقعات کا پورا اور مکمل علم ہو، اور جب کسی معاملہ سے متعلق واقعہ پر کچھ کہا جائے تو اس سے مراد اس کی نفی بھی ہوتی ہے۔ مگر یہ دعوی کرنے والے ان بعض لوگوں کی کیا مجال ہے اگر وہ ہمت پاتے تو ایسا کرتے، اگر یہ لوگ اس مسئلہ سے متعلق بعض کتابوں کا مطالعہ کرتے تو اس رسوا کن جہالت کا شکار نہ بنتے، بلکہ وہ یہ سمجھ جاتے کہ وہ اس چیز کا انکار نہ کرتے جس کا انہیں علم ہی نہیں، پھر انہوں (البانی) نے حضرت سعید بن المسیب کا مذکورہ انکار نقل کرتے ہوئے کہا کہ میرے نزدیک اس روایت کا صحیح یا غلط ہونا کوئی اہمیت نہیں رکھتا کیونکہ ہم اس پر کسی شرعی حکم کی بنیاد نہیں رکھ رہے، البتہ امام سعید بن المسیب جیسے علماء سے ہمیں حسن ظن ہے کہ انہوں نے (تعمیر مسجد میں) اس تبدیلی پر جو سخت اعتراض کیا تو وہ مذکورہ احادیث کی مخالفت کی بنا پر کیا تھا، خصوصاً وہ روایت جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ کی قبر مبارک کھول دی جاتی مگر اندیشہ ہے اسے سجدہ گاہ نہ بنا لیا جائے چنانچہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم کو جس کا خدشہ اور اندیشہ تھا (افسوس) کہ قبر مبارک کو مسجد میں داخل کرنے سے سچ ثابت ہوا، کیونکہ اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ وفات کے وقت آپ ﷺ کو مسجد میں دفن کر دیتے (جس سے وہ محفوظ رہے) یا بعد میں آنے والوں نے مسجد کی توسیع کے نام پر قبر کو مسجد میں داخل کر کے کیا، کہ دونوں صورتوں میں جو اندیشہ وخطرہ تھا وہ واقع ہوا۔۔۔۔ ہمارے اس حسن ظن کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ: حضرت سعید بن المسیب مذکورہ دوسری حدیث کے راوی بھی ہیں تو کیا یہ ممکن اور مناسب ہے کہ جس کے علم وفضل کا اعتراف کیا گیا ہو، حق گوئی میں اس کی

(1)۔ وفاء الوفاء ص 513، ج 2۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جرأت بھی مسلمہ ہو،اس پر یہ گمان کیا جائے اس نے اس پر اعتراض کیا ! جس نے اس حدیث کی مخالفت کی جس کا وہ خود ایک راوی ہے، یا کہ اس کی طرف عدم اعتراض کو منسوب کیا جائے، جیسا کہ ان بعض لوگوں کا خیال ہے جو کہتے ہیں کہ: سلف میں سے کوئی تو اس پر اعتراض کرتا؟ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ کہنا تمام سلف پر بڑا واضح طعن ہے کیونکہ قبر کو مسجد میں داخل کرنا بلاشبہ ان تمام لوگوں کے ہاں سخت منع اور ناجائز ہے جو احادیث اور ان کے معانی کو جانتے ہیں اور یہ محال و ناممکن ہے کہ ہم تمام سلف یا بعض کی طرف اس سوچ کو منسوب کریں اگر معاملہ ایسا ہی ہے تو پھر یہ کہے بغیر چارہ نہیں کہ انہوں نے اس پر اعتراض کیا تھا اگرچہ ہمارے پاس اُن کے اعتراض کی کوئی واضح دلیل نہ ہو۔ کیونکہ تاریخ نے ہمارے لیے ہر واقعہ کو تو محفوظ نہیں کیا تو پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اس پر اعتراض نہیں کیا؟ اللہ ہمیں (ایسے گمان سے) معاف فرما: (1)

اور یہی کافی ہے کہ اگر کسی کا انکار منقول نہ بھی ہو تو اصل انحصار تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد گرامی پر ہے اور جو چیز بھی پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے مخالف پیدا ہو اور اس پر اعتراض نہ کیا جائے تو یہ عدم اعتراض کوئی شرعی دلیل نہیں، اور نہ ہی یہ دلائل شرعیہ میں سے ہے کہ کسی فعل کے ثابت ہونے یا نہ ہونے کیلئے ایسا ضروری ہے۔

چھٹا مقصد: وہ احتیاطی تدابیر جو حجرہ کو مسجد میں شامل نہ کرنے کیلئے ولید کے دور میں اختیار کی گئیں

چنانچہ ولید بن عبدالملک کے دور میں مسجد نبوی کی جو توسیع ہوئی تو اس وقت حجرہ مبارک کو مسجد کے درمیان میں نہیں لایا گیا بلکہ بعض ایسے احتیاطی طریقے استعمال کیے گئے کہ حجرہ کا مسجد میں ہونا ظاہر نہ ہو پائے، امام نوویؒ فرماتے ہیں: جب صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ نے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر مسجد نبوی میں توسیع کی ضرورت محسوس کی تو یہ توسیع اس قدر ہوئی کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے گھر بھی اس میں آ گئے، جن میں حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھا جس میں آنحضرت ﷺ اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما دفن ہیں مگر انہوں نے قبر کے گرد گولائی میں ایک بلند و بالا دیوار تعمیر کر دی تا کہ وہ مسجد میں ظاہر نہ ہو سکے اور یہ کہ لوگ اس کی طرف نماز نہ پڑھ سکیں جس سے ایک ناجائز چیز کے ارتکاب کا اندیشہ ہو پھر مزید قبر کے شمالی حصہ کی طرف سے دو دیواریں بنا دیں جو آپس میں ٹیڑھی ہو کر ملتی تھیں تا کہ قبر کی طرف رخ کرنا ممکن ہی نہ رہے اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے: اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا تو قبر کو ظاہر کر دیا جاتا مگر خطرہ تھا کہ اس کو سجدہ گاہ نہ بنا لیا

---

(1) تحذیر الساجد: ص 62

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے۔ واللہ اعلم بالصواب (1)

امام نووی رحمہ اللہ نے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کا لفظ استعمال کیا تو اس سے شاید ان کی مراد دورِ صحابہ ہے نہ یہ کہ صحابہ نے اس عمل کا حکم دیا یا اس کی تائید فرمائی اور یہ کہ صحابہ اس وقت مدینہ میں عام موجود تھے کیونکہ تاریخی حقائق بتاتے ہیں یہ کام خلیفہ ولید کے حکم سے ہوا، چنانچہ ممکن ہے امام نووی ؒ کو اس مسئلہ میں وہم ہوا ہو، جس کا قرینہ یہ ہے کہ خود موصوف نے بیان کیا ہے کہ بہت سی احتیاطی تدابیر اختیار کی گئیں کہ حجرہ مسجد میں داخل نہ ہو، اور جب حجرہ داخل کر لیا گیا تو اس کا دروازہ بند کر کے اس پر دیوار بنا دی گئی تاکہ آپ ﷺ کے گھر اور قبر کو عید یا بت بننے سے بچایا جا سکے، جیسا کہ شیخ الاسلام فرماتے ہیں "انہوں نے اس (قبر) کے گرد دیوار کو اونچا کر کے گھما دیا تاکہ کوئی قبر مبارک تک نہ پہنچ سکے۔" (2)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: جب مسجد کو وسیع کیا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کو بند تکونی شکل میں بنا دیا گیا تاکہ کسی کیلئے یہ ممکن ہی نہ رہے کہ وہ قبلہ سمت ہونے کے ساتھ قبر کی طرف بھی رخ کر سکے" (3)

مرأۃ الحرمین کا مصنف لکھتا ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک کا ایک حصہ کاٹ کر مسجد نبوی میں شامل کر لیا گیا اور وہ روضۃ (من ریاض الجنۃ) کی طرف سے تھا اور حجرہ پر مخمس عمارت بنا دی گئی جس پر آج کل غلاف چڑھایا ہوا ہے اور اسے مربع شکل میں اس لیے نہیں بنایا گیا کہ لوگ اس کو قبلہ نہ بنا لیں" (4)

علامہ البانی ؒ فرماتے ہیں: مخالفین نے جب قبر مبارک کو مسجد نبوی شریف میں داخل کیا تو انہوں نے بھی اس مسئلہ کے پیش نظر احتیاط سے کام لیا اور حتی الامکان کم سے کم مخالفت کی کوشش کی۔ (5)

شیخ صالح الفوزان فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ کو مسجد میں نہیں بلکہ مسجد سے باہر آپ ﷺ کے گھر میں دفن کیا گیا جس کی حکمت اور وجہ وہی ہے جسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اندیشہ تھا (آپ کی قبر کو) سجدہ

---

(1)۔ شرح مسلم ص 17 ج 5، علامہ البانی نے امام نووی کی اس عبارت پر تعلیق میں کہا ہے کہ جس روایت کی بنا پر امام نووی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالہ سے یہ بات کہی وہ روایت صحیح نہیں جس کو دلیل بنایا جا سکے اور وہ دعوی کے مطابق بھی نہیں نیز اگر اس کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ اس وقت بہت سے صحابہ موجود تھے بلکہ صرف ایک صحابی ہی موجود تھے، تحذیر الساجد ص، 60۔

(2)۔ الجواب الباہر ص: 172 (3)۔ فتح الباری ص 238 ج 3

(4)۔ مرأۃ الحرمین، ص: 463 ج 1، ابراہیم رفعت پاشا (5)۔ تحذیر الساجد، ص: 65

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گاہ نہ بنالیا جاتا، بلکہ گھر تو مسجد سے الگ اور قدرے دور تھا نیز اس گھر کو خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے بعد ولید بن عبدالملک کے دور میں مسجد میں شامل کیا گیا۔ چنانچہ اس نے جب مسجد نبوی کی توسیع کا پروگرام بنایا تو مشرقی جانب سے زیادہ توسیع کی اور اسی طرف سے اہل علم کے مشورہ کے بغیر خلیفہ کے حکم سے حجرہ پیغمبر ﷺ کو مسجد میں داخل کیا گیا۔ لیکن اس کے باوجود گھر اپنی شکل میں اسی حال میں رہا اور مسجد الحمد اللہ اپنی ہی جگہ پر ہے اور جاہل لوگ جو کچھ بھی کرتے ہیں۔ وہ مسجد نبوی میں ہوتا ہے قبر کے پاس نہیں، کیونکہ قبر تو وہاں سے دور ہوتی ہے۔ جوان (کے اس فعل) سے محفوظ ہے اور یہ آپ ﷺ کی اللہ تعالیٰ سے اس دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے کہ: یا اللہ، میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا کی جائے، چنانچہ آج آپ اپنے گھر میں محفوظ ہیں اسی وجہ سے امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا اور تین دیواروں نے آپ ﷺ کو گھیر رکھا ہے یعنی قبر دیواروں کے اندر ہے جسے کبھی دیکھا نہیں جاسکتا اور یہ آپ ﷺ کو غلو سے بچانے کیلئے ہوا (1)

ساتواں مقصد: نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر پر قبہ۔

قبروں پر تعمیر کو جائز سمجھنے والے جن دلائل کا سہارا لیتے ہیں ان میں سے آپ ﷺ کی قبر مبارک پر قبہ بھی ہے، چنانچہ اس شبہ کا جواب درج ذیل ہے:

اول: اصل اعتبار تو آپ ﷺ کے فعل اور قول کا ہے چنانچہ آپ ﷺ نے قبروں پر تعمیر سے روک دیا ہے تو اب جو کوئی بھی اس کی مخالفت کرے اس کا فعل دلیل نہیں ہوسکتا، اور جب دلیل قطعی ہو تو اجتہاد باطل اور ختم ہوجاتا ہے کہ نص کے مقابلہ میں اجتہاد نہیں ہوتا۔

دوم: اور جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے مسجد میں توسیع کی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے تو انہوں نے حجرات کو ایک طرف رکھا خصوصاً حجرہ عائشہؓ جس میں قبر مبارک ہے جس میں جسد اطہر مدفون ہے اور صحابہ کرامؓ نے اس (قبر) کو چھوا تک بھی نہیں اور نہ ہی اس کی اصل حالت میں کوئی تبدیلی کی۔

سوم: جب ولید بن عبدالملک اور اس کے ہم خیالوں نے حجرات کو مسجد میں شامل کرنے کی غلطی کی تو انہوں نے بھی اس بنیادی غلطی کے باوجود بڑی احتیاط سے کام لیتے ہوئے دیواریں کھڑی کیں اور اس تحفظ کے پیش نظر کہ قبر کی طرف نماز نہ پڑھی جاسکے قبر پر دیوار کو ٹیڑھا کردیا گیا اور یہ کیفیت اسی طرح رہی تا آنکہ آگ لگنے کا حادثہ پیش آیا۔

---

(1) اعانۃ المستفید شرح کتاب التوحید، ص 402 ج 1

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلامؒ فرماتے ہیں: جب آنحضرت ﷺ فداہ ابی وامی کا حجرہ تابعین کے دور میں بنایا گیا تو اوپر آسمان کی جانب روشن دان رکھ دیا جواب تک باقی ہے جس پر شمع دان ہے جسکے اردگرد اس کو تھامے رکھنے کیلئے پتھر ہیں اور چھت آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھی اور جب آگ نے 654ھ میں مسجد ومنبر کو جلا دیا تو اسی طرح بنادیا گیا جیسے پہلے تھا اور یہ آگ سرزمین حجاز میں بھڑکی تھی جس سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہو گئیں اور بغداد میں فتنہ تاتار اس کے بعد ہی واقع ہوا۔ اور دیگر واقعات بھی اس کے بعد ہی رونما ہوئے اور اس کے بعد مسجد اور چھت کو پہلے ہی کی طرح تعمیر کیا گیا اور حجرہ مبارک کے گرد لکڑی کی دیوار کھڑی کردی گئی پھر اس کے کئی سال بعد چھت پر قبہ بنایا گیا جس پر اس کو ناپسند کرنے والوں نے اعتراض بھی کیا۔ (1)

وفاء الوفاء کا مصنف لکھتا ہے: مسجد نبوی کو آگ لگنے کا حادثہ 654ھ میں پیش آیا جب اچانک چھت میں آگ بھڑکی اور لمحہ بھر میں پوری چھت یوں جلا ڈالی کہ ایک لکڑی بھی نہ بچی، اور منبر نبوی، دروازے، المماریاں وغیرہ مسجد کی جملہ چیزیں بھی ختم ہو گئیں۔ بعض اہل علم نے اس کا سبب نقش ونگار کو قرار دیا اور بعض نے یہ اشعار کہے:

لم یحترق حرم النبی لریبة یخشی علیه وما به من عار

لکنه أیدی الروافض لامست تلک الرسوم فطهرت بالنار

یعنی حرم نبوی کسی ایسی کمزوری کی وجہ سے نہیں جلا جس کا خوف ہو یا وہ باعث شرمندگی ہو، بلکہ اس وجہ سے کہ روافض کے ہاتھوں نے اس کو چھوا تو ان نشانات کو مٹانے کیلئے آگ سے صفائی کی گئی،

ایک شاعر نے کہا ہے:

قل للروافض بالمدینة مابکم لقیاد کم للذم کل سفیه

ما اصبح الحرم الشریف محرقا الا لسبکم الصحابة فیه

رافضیوں سے کہیے۔ تمہیں مدینہ سے کیا نسبت ہے، تمہارا ہر بے وقوف یہاں مذمت کرنے کو آتا ہے۔ حرم نبوی کو بھی اگر آگ لگی ہے تو یہاں صحابہ رضی اللہ عنہم کو تمہارے گالی بکنے کی وجہ سے۔

اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اس وقت مدینہ ومسجد پر شیعہ کی حکومت تھی قاضی اور خطیب بھی ان کے تھے تو بعض خلفاء نے چند اصلاحات کیں اور مسجد کا باقی تمام ڈھانچہ اسی طرح رہا جس میں قبہ نہ تھا، کیونکہ قبہ آگ لگنے

(1)۔ اقتضاء الصراط المستقیم، ص: 685 ج 2

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے نہ تھا اور نہ ہی 678ھ تک حجرہ مبارکہ پر ایسا کوئی قبہ تھا اس کے بعد ملک منصور قلاوون الصالحی نے یہ قبہ بنایا، جس کا رنگ نیلا تھا اور وہ نیچے سے چوکور مگر اوپر جا کر آٹھ کونے والا بن جاتا تھا یہ ستونوں کے اوپر لکڑیاں اٹھا کر بنایا گیا تھا جن پر لکڑ کے تختے جوڑے گئے اور ان کے اوپر رصاص کی تختیاں لگائی گئیں اس میں ایک سوراخ چھوڑ دیا گیا جس سے کوئی آدمی دیکھے تو نچلی سطح کی وہ چھت نظر آتی تھی جس پر شمع جلانے کو جگہ بنائی تھی، جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اور مسجد کی چھت کے اوپر اس قبہ کے گرد رصاص کی اینٹوں کا فرش ہے اس جگہ اور قبے کو ایک جنگلے نے گھیر رکھا ہے جو ایک باڑ کا کام دیتا ہے اور اس کے نیچے دونوں چھتوں کے درمیان کھڑکی ہے جو نچلی چھت کا احاطہ بناتی ہے اور اس پر مذکورہ شمع دان ہے اور اس قبہ کی تجدید ملک حسن بن محمد بن قلاوون کے دور میں ہوئی۔ اس لئے کہ پتھر کی تختیاں اکھڑ گئیں تھیں اور اندیشہ تھا کہ بارشوں کی وجہ سے نقصان نہ ہو تو ان کو دوبارہ مضبوطی سے لگایا گیا۔ (1)

پھر مسلمان حکمرانوں کی اس ڈھانچہ میں معمولی تبدیلیوں اور ترمیمات کے باوجود اصل بنیاد وہی رہی اور سلطان محمود بن عبدالحمید کے دور تک اس قبہ کا رنگ نیلا تھا اس نے 1233ھ میں جب تجدید کا حکم دیا تو اس کا اوپر والا حصہ گرا کر دوبارہ مضبوط بنیاد پر بنایا گیا اور سبز رنگ کر دیا گیا اور نیلے رنگ سے پہلے اس پتھر کا طبعی رنگ تھا جو دھوپ میں رہنے کی وجہ از خود بدلتا گیا۔ (2)

امام صنعانیؒ فرماتے ہیں: اس قبہ کو آپ ﷺ نے یا صحابہ اور تابعین بلکہ تبع تابعین نے بھی نہیں بنایا اور نہ ہی علماء امت اور فقہاء ملت میں سے کسی نے بنایا البتہ 678 ہجری میں مصر کے بادشاہ قلاوون الصالحی نے آپ ﷺ کی قبر مبارک پر قبہ بنایا (3)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبہ کی تعمیر کسی ایک جاہل حکمران کے دور میں ہوئی اور وہ قلاوون تھا جس نے مصر اور شام (کی بعض ایسی تعمیرات) سے متاثر ہو کر اپنی جہالت سے یہ سب کچھ کیا اور یہ اسی طرح ہے جیسا کہ ولید بن عبدالملک نے عیسائیوں سے متاثر ہو کر پہلی تعمیر کی، اس کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے جو خلیفہ ولید اور ابان بن عثمان کے درمیان پیش آیا، چنانچہ وفاء الوفاء کا مصنف نقل کرتا ہے کہ: جب ولید حج کے لیے آیا تو مسجد میں گھومتے ہوئے مسجد کی

---

(1) وفاء الوفاء ص: 598، 610، ج 2 بادنیٰ تصرف واختصار (2) مرأۃ الحرمین ص: 474، ج 1

سلطان محمود 1223ھ سے 1255ھ تک حکمران رہا وہ پہلا حکمران ہے جس نے اسلامی طرز ثقافت وتعمیر کو یورپی انداز میں بدلا، پگڑی کی جگہ ٹوپی لایا اور یورپی لباس پہنا

(3) تطہیر الاعتقاد، ص 62

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف دیکھتے ہوئے اور عمر کو چیخنے لگا کہ: یہاں ہے؟ ابان بن عثمان بھی ساتھ تھے جب ولید نے مسجد کو گہری نظر سے دیکھا تو ابان سے متوجہ ہو کر کہا: ہماری تعمیر کے مقابلہ میں تمہاری تعمیر کیا تے ہے؟ تو ابان نے کہا: ہم نے اسے مسجدوں جیسا بنایا تھا جبکہ تم نے اسے گرجا گھروں کی طرح بنایا ہے'' (1)

یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ قبہ بنانے کا جونہائت ناپسندیدہ اور براعمل واقع ہوا وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا فعل نہیں بلکہ خیر و بھلائی کے دور اور ائمہ ہدایت کے دور میں بھی نہیں ہوا البتہ ایسے جاہل حکمرانوں کا فعل ہے جن کے متعلق امام ابن المبارک فرمایا تھا:

وما افسد الدين الا الملوك   وأحبار سوء ورهبانها

دین کو بادشاہوں اور بدکار علماء یا صوفیوں کے علاوہ کسی نے خراب نہیں کیا۔

چہارم: آٹھ صدیوں سے اس قبہ کا باقی رہنا اس کے جائز ہونے کی شرعی دلیل نہیں، اور نہ ہی یہ کہ اس پر سکوت اس کا اقرار واعتراف ہے بلکہ مسلمان حکمرانوں پر فرض ہے کہ وہ اس کو ہٹائیں اور عہد نبوی والی حالت بحال کریں بلکہ اگر کسی بڑے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو قبے، ملمع سازی اور نقش نگاری کو سب مساجد بالخصوص مسجد نبوی سے ختم کیا جانا چاہیے اور اگر کسی فتنہ کا اندیشہ ہو تو موجودہ حکمران کو عزم و ہمت کے ساتھ اس انتظار میں رہنا چاہیے کہ مناسب وقت ملتے ہی وہ یہ کام انجام دے ڈالے اس کی تائید آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھا: اگر تیری قوم جاہلیت سے ابھی ابھی نہ نکلی ہوتی تو میں بیت اللہ کو شہید کر کے اس میں سے الگ کئے گئے حصہ کو اس میں شامل کر دیتا اور دروازہ زمین کے برابر لے آتا، اور میں اس کے مشرق و مغرب میں دو دروازے بنا دیتا اور یوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اصل بنیاد پر تعمیر ہوتی'' (2)

امام نوویؒ فرماتے ہیں یہ حدیث پاک احکام اسلام کے قواعد واصول کی دلیل ہے جن میں سے یہ بھی ہے کہ جب مصلحتیں مختلف ہوں یا مصلحت اور اندیشہ میں تعارض ہو، اور مصلحت کا اختیار کرنا اور فساد کو ترک کرنا بیک وقت ممکن نہ ہو تو جو چیز اہم ہو اسے پہلے کیا جائے، کیونکہ آپ ﷺ نے بتایا کہ کعبہ کا شہید کر کے ابراہیمی بنیاد پر تعمیر کرنا مصلحت ہے جس سے نومسلموں کے فتنہ کا اندیشہ متعارض تھا کیونکہ وہ کعبہ کی فضیلت کا اعتقاد رکھتے اور سمجھتے تھے کہ اس میں تبدیلی بہت بڑا جرم ہے تو اس وقت نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے مصلحت کو چھوڑ دیا، اسی طرح حاکم وقت کو اپنی رعیت کی مصلحتوں کا سوچتے ہوئے ان امور سے اجتناب کرنا چاہیے جن میں انکی دنیا یا دین کے اعتبار

(1)۔ وفاء الوفاء ص 523 ج 2   (2)۔ بخاری حدیث 1586 ، مسلم حدیث 1333

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نقصان اور تکلیف ہو، مگر یہ معاملہ زکوٰۃ وصول کرنے، حدود قائم کرنے اور اس جیسے امور شرعیہ سے نہ ہو (اگر ان میں سے ہے تو پھر رعایت نہ دیکھی جائے گی) اسی طرح رعیت کی دلجوئی، اور ان کے ساتھ حسن تعامل تاکہ وہ متنفر نہ ہو جائیں اور کوئی ایسا کام نہ ہو پائے جو ان کی نفرت کا سبب بنے جب تک کہ ایسا کرنے میں کسی شرعی حکم کا ترک لازم نہ آتا ہو۔ (1)

علماء اسلام کا آج تک یہی طریقہ رہا ہے کہ ہر اس چیز کو ختم کیا جائے جس میں اصول اسلام کی مخالفت ہو، اس سلسلہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ: سلطان ابو منصور غازی بن صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے مصر کے قرافہ نامی مقبرہ (جس میں ابن طالون وغیرہ کے مزار تھے) کو گرانے کا جب ارادہ کیا تو تمام علماء وقت نے بیک زبان ہو کر اسے یہ فتوی دیا کہ حاکم وقت پر لازم ہے کہ وہ ان سب کو گرا دے، مگر وہ جہاد کیلئے شام کی طرف ایسا مشغول ہوا کہ ادھر ہی وفات پا گیا۔ (2)

أئمہ کرام نے بہت سی قبروں اور مزارات کو گرا دیا ہے۔عنوان المجد کا مصنف 1216ھ کے واقعات میں لکھتا ہے اور اس سال امام سعود بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (3) نے اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ نجد اور اسکی بستیوں نیز جنوب اور حجاز و تہامہ کے سب قبائل کو لیتے ہوئے کربلا کا رخ کیا اور ذوالقعدہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اس شہر والے مقابلہ کیلئے میدان میں اترے مگر مسلمانوں نے یکبارگی اس شہر پر حملہ کیا اور اس کی دیواریں پھلانگ کر زبردستی داخل ہو گئے اور اکثریت کو گھروں اور بازاروں میں قتل کر دیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر بنائے گئے قبہ کو گرا کر اس میں رکھا سارا سامان اٹھا لیا اور زمرد و یاقوت جیسے قیمتی موتیوں سے جڑے ہوئے اس علامتی پتھر کو بھی اٹھا لیا جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر انہوں نے لگا رکھا تھا اسی طرح انہوں نے مکہ مکرمہ میں بنائے گئے قبوں کو گرانے میں سبقت کی اور جب امام سعود اور دیگران کے ہمراہی مسلمان طواف اور سعی سے فارغ ہو گئے تو یہ لوگ اردگرد قبروں یا شرکیہ مزارات پر بنائے گئے قبے گرانے کیلئے پھیل گئے کیونکہ مکہ میں اس قسم کی بہت سی چیزیں تھیں یعنی پہاڑوں پر بھی اور نشیبی علاقوں میں بھی اسی طرح شہر اور گھروں میں بھی، تو امام سعود بیس دن سے زیادہ عرصہ تک وہاں رہے اور مسلمان ان قبوں کو تقریباً دس دن سے زائد مدت تک گراتے رہے اور اپنے رب وحدہ لاشریک کی رضا و

---

(1) شرح مسلم للنووی، ص: 94ج 9 (2) شفاء الصدور، ص 188

(3) امام سعود بن عبدالعزیز بن محمد، السعود الکبیر کے نام سے معروف ہیں جو 1163ھ کو پیدا ہو کر 1229ھ کو فوت ہوئے آپ اپنے والد کے قتل ہونے کے بعد فرمانروا بنے اور پورا جزیرہ عرب ان کا فرمان بردار ہو گیا، (الاعلام) ص: 90، ج: 3

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقرب حاصل کرنے کیلئے ہر روز صبح ان کو گرانے کی خاطر نکل جاتے یہاں تک کہ ایسے تمام قبوں اور مزارات گرا کر مٹی بنا دیا۔ (1)

چنانچہ اہل حق اور ائمہ ہدایت کا ہمیشہ سے یہ طریقہ رہا ہے کہ جب بھی انہیں موقع ملے وہ شرک گاہیں اور شرک کا سبب بننے والی ہر علامت کو مٹا دیتے ہیں لہذا یہ بھی ضروری ہے کہ مسجد نبوی کو اس کی اسی اصل بنیاد پر لوٹایا جائے جو اس کی عزت وعظمت کا باعث ہے، علامہ البانی ؒ نے لکھا ہے: مسجد نبوی کو اس کے پہلے والی حالت پر لانا ضروری ہے یعنی کہ مسجد اور قبر مبارک میں دیوار بنا کر فرق کر دیا جائے جو شمال سے جنوب تک اتنی لمبی ہو کہ مسجد میں داخل ہونے والے سے کوئی ایسی خلاف شریعت حرکت دیکھنے میں نہ آئے جو اس مسجد پاک کے بانی سرور کائنات ﷺ کو ناپسند ہو، میرے خیال میں سعودی حکومت اگر واقعۃً توحید کی حامی اور اس کی علمبردار ہے تو پھر یہ اس کی ذمہ داری ہے، ہم نے سنا ہے کہ سعودی حکومت نے مسجد نبوی کی از سرنو توسیع کا حکم دیا ہے۔ شاید وہ ہماری اس تجویز کو درخور اعتنا سمجھتے ہوئے یہ توسیع مغربی جانب پر کرے اور ہماری تجویز پر عمل کرتے ہوئے اس توسیع کے ذریعہ اس نقص کو دور کر دے، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حکومت کے ہاتھوں یہ کار خیر کروائے گا کیونکہ اس حکومت سے بڑھ کر اس کار خیر کا اہل اور کون ہے؟ (2)

علامہ الوادعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ساتویں صدی میں قلاوون بادشاہ سے پہلے یہ قبہ کسی نے نہیں بنایا اور اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ ہمیشہ یہ بات محسوس کی جاتی رہی ہے کہ مسلمانوں پر ضروری ہے کہ مشرقی طرف سے مسجد نبوی کو عہد رسالت کی بنیاد پر تعمیر کریں تا کہ یہ قبر مبارک مسجد میں داخل نہ رہے، اور اس قبہ کا گرایا جانا بھی ضروری ہے جس سے قبر پرست استدلال کرتے ہیں بلکہ ہمارے نزدیک تو مسلمانوں پر اس قبہ کا گرایا جانا صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے منقول اس ارشاد پیغمبر ﷺ کے اعتبار سے بھی ضروری ہے کہ:

" من أحدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد " (3)

جس نے ہمارے اس معاملہ (شریعت) میں کوئی نیا کام نکالا جو اس (دین) سے نہیں وہ مردود ہے۔ بلکہ مسلم کے الفاظ ہیں:

---

(1) عنوان المجد ص: 217، 220 ج: 1 (2)۔ تحذیر الساجد ص: 68

(3) تخریج پہلے گزر چکی ہے۔ ص: 19

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهورد"

جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ نا قابل قبول ہے۔

اسی طرح درج ذیل ارشاد باری تعالیٰ کا بھی یہی تقاضا ہے۔

وما آتاكم الرسول فخذوه و ما نهاكم عنه فانتهوا . (1)

پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام جو کچھ تمہیں دیں وہ پکڑ لو اور جس سے روکیں، رک جاؤ،

لہذا مسلمانو! ہمیں چاہیے کہ ہم اٹھیں اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم کے مطابق قبروں پر ان پختہ قبوں کو زمین سے اکھاڑ پھینکیں، ورنہ جو طاقت رکھنے کے باوجود پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی مخالفت کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی اس وعید سے ڈرنا چاہیے۔

فليحذر الذين يخالفون عن أمره أن تصيبهم فتنة أو يصيبهم عذاب اليم " (2) (3)

ان پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں یا انہیں دردناک عذاب نہ آلے۔

مسجدوں میں قبریں اور قبروں پر مساجد بنانے سے متعلق اس تفصیلی بحث، اور منکرین کے دلائل کا تجزیہ کرنے نیز ان کے دلائل کا رد کر دینے کے بعد متلاشی حق کیلئے یہ گنجائش نہیں رہ جاتی کہ وہ اس سے انحراف کرے خصوصاً جبکہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے فرمان کی وضاحت ہوگئی اور اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا گیا کہ قبہ سازی سے متعلق شریعت کی نسبت سے جو کچھ بھی کہا جاتا ہے وہ مردود اور باطل ہے بلکہ یہ قبہ جس کو دلیل بنایا جاتا ہے وہ قطعاً قابل توجہ نہیں اور شرعاً اس سے چمٹنا اور استدلال کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ محض سراب ہے (حقیقت نہیں) اور ایک جاہل حکمران کی ایجاد ہے جس کے عمل کی کوئی حیثیت نہیں اور نہ ہی اس کی بات قابل توجہ ہے، اور اس کو سبز رنگ دینے والا بھی ایک شکست خوردہ اور رسوا حکمران تھا جس کی دلیل ''الدولۃ العثمانیہ'' کے مصنف کا یہ قول ہے کہ: پھر اس کے بعد سلطان محمود اپنے لشکر کی تشکیل وترتیب میں آزاد ہوگیا اور اس نے یورپی تہذیب کے نقش قدم پر چلنا شروع کر دیا یہاں تک کہ پگڑی کی جگہ رومی ٹوپی اور یورپی لباس نے لے لی اور پھر سرکاری ملازم کا یہی یونیفارم قرار پایا خواہ وہ

---

(1) سورۃ الحشر آیت: 7 (2)۔ سورۃ النور آیت: 62

(3) ریاض الجنۃ فی الرد علی اعداء السنۃ، للشیخ مقبل بن ہادی الوادعی، ص:325

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوجی ہو یا سول ملازم، اور اس نے اعزازی تمغے جاری کیے یہ کام سب سے پہلے آل عثمان کے حکمرانوں نے کیا اور سلطان محمود کا پگڑی کی جگہ ٹوپی یا تمام فوجی یونٹوں میں یورپی لباس کا ضروری قرار دینا اس کی ذہنی اور نفسیاتی شکست کا مظہر ہے" (1)

تو کیا ایسے لوگوں کی پیروی کی جائے؟ اور کیا عالم اسلام اس طریقہ کو بچانے کی کوشش کرے جو شیطانی طریقہ ہے؟ اور جو محض ان باطل پرستوں اور اللہ تعالیٰ کے طریقہ وشریعت کے مخالف فساد پسندوں کا طریقہ ہے؟ ایسے حالات کا اللہ تعالیٰ ہی سے شکوہ کیا جا سکتا ہے اور اقتداء و پیروی تو صرف اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی ہی ہے۔

(1)۔ الدولۃ العثمانیہ از علی بن محمد الصلابی ، ص : 544

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی بحث

ان مساجد میں نماز کا حکم جن میں قبریں ہوں:

اسلام جو احکام لایا اور جن کو اختیار کرنے کا حکم سرور کائنات ﷺ نے دیا ان میں سے توحید باری تعالیٰ کی حفاظت اور دین کے ڈھانچہ کے دفاع میں شرک کے تمام ذرائع کو ختم کرنا اور سابقہ امتوں اور قوموں کے ان افعال کے دراز وں کو بند کرنا ہے جن کی وجہ سے اس عقیدہ ونظریہ میں بگاڑ اور فساد پیدا ہوتا ہے اور انحراف پھیلتا ہے اسی لیے قبروں پر مسجدوں کو تعمیر کو حرام قرار دیا گیا بلکہ قبروں پر مطلقاً تعمیر ہی کو حرام قرار دیا ہے مگر بہت سے لوگوں نے اسلام کی اس تعلیم کی مخالفت کرتے ہوئے قبروں پر مسجدیں بنا ڈالی ہیں اور قبروں پر ان مساجد کو نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے ثابت حرمت پر واضح دلائل کے باوجود تعمیر کر لیا گیا تو ایسی مساجد میں نماز کا کیا حکم ہے جن میں قبریں ہیں، تو اس بحث کو ہم متعدد مقاصد کے تحت یہاں مکمل کریں گے۔

پہلا مقصد: أئمہ عظام اور علماء کرام نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے قبروں پر مساجد کی تعمیر روکنے اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے منع فرمانے کی بنا پر اس طرف گئے ہیں کہ قبروں میں نماز حرام ہے اور قبروں پر مساجد تعمیر کرنے وغیرہ سے متعلق تمام احادیث مبارکہ اس فصل کی ابتدا میں گزر چکی ہیں جن کو دہرانے کا کوئی فائدہ نہیں اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے قبروں میں نماز کی ممانعت بھی واضح ہے۔

1۔ جیسا کہ حضرت ابو مرثد الغنوی (1) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیها" (2)

قبروں پر مت بیٹھو، اور نہ ان کی طرف نماز پڑھو۔

امام نووی رحمہ اللہ اس روایت میں فرمان پیغمبر ﷺ کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس میں قبر کی طرف نماز پڑھنے کی واضح ممانعت ہے، امام شافعیؒ فرماتے ہیں: میں پسند نہیں کرتا کہ مخلوق کی تعظیم کی جائے یہاں تک کہ اس کی قبر کو سجدہ گاہ بنالیا جائے، اس پر فتنہ کے ڈر سے اور اس کے بعد لوگوں کے فتنہ میں مبتلا ہونے کے ڈر سے۔ (3)

---

(1) حضرت مرثد بن مرثد غنوی جلیل القدر صحابی ہیں جو بعد میں مسلمان ہوئے اور غزوہ رجیع 3 ھ ہجری کو شہید ہوئے الاصابہ، ص: 57 ج 6

(2)۔ مسلم کتاب الجنائز، باب النہی عن الجلوس علی القبر والصلاۃ علیہا حدیث: 972 (3)۔ المنہاج ص: 619

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس (حدیث) میں قبر کی طرف نماز سے ممانعت پر اسی طرح دلیل ہے جیسا کہ قبر پر نماز سے ممانعت ہے، اور اصل بات حرمت کی ہے اور یہ کوئی تعین نہیں کہ قبر کی طرف نماز کی مقدار کتنی ہو اور ظاہر ہے جسے سامنے سمجھا جائے وہ بھی عرف کے مطابق ہوگا۔ (1)

علامہ مناویؒ لکھتے ہیں! قبروں کی طرف نماز پڑھنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ امت کو آپ ﷺ کے علاوہ اولیاء کی قبروں کی تعظیم سے بچایا اور ڈرایا جاسکے کیونکہ اندیشہ ہے کہ وہ فرط عقیدت میں اس (قبر) کی عبادت شروع نہ کر دیں نیز اللہ تعالیٰ سے تعلق وتوجہ کی غیرت سے پیش نظر امت کو اس سے منع کر دیا گیا، علاوہ ازیں ان نقصانات اور مفاسد کی بنا پر بھی منع کیا گیا ہے کہ خود قبر والوں کو بھی تکلیف نہ دی جائے، کیونکہ جب ان کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا جاتا ہے تو وہ تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ اس طرح ان پر چراغاں کرنا ہے جسے وہ نہایت ناپسند کرتے ہیں جیسا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنے متعلق عیسائیوں کے افعال واعمال کو ناپسند کرتے تھے۔ (2)

علامہ ملاں علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں! اگر قبر یا قبر والے کی یہ تعظیم حقیقی ہو تو تعظیم کرنے والا کافر ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ مشابہت مکروہ ہے اور یہ کراہت تحریمی ہوگی، اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ حکم کراہت (سامنے) رکھے ہوئے جنازہ کا ہے جیسا کہ مکہ والے اس آزمائش میں مبتلا ہیں کہ کعبہ کے پاس جنازہ (میت) رکھ کر پھر اس کی طرف رخ کرکے (نماز پڑھتے ہیں) (3)

(2) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اجعلوا في بيو تكم من صلا تكم ولا تتخذو ها قبورا" (4)

اپنی نمازوں کا کچھ حصہ اپنے گھروں میں ادا کرو۔

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کو حکم دیا کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھیں اور گھروں میں نماز ترک کرکے ان کو قبریں نہ بنائیں یہ فرمان دلالت کرتا ہے کہ قبروں میں نماز نہیں ہوتی، اور گھروں کو نماز سے خالی رکھنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں گھروں کی قبروں سے مشابہت ہے جن میں نماز نہیں پڑھی جاتی، لیکن یہ کہا جاتا ہے کہ گھروں کو قبروں سے نماز سے خالی ہونے کے لحاظ سے تشبیہ دینے سے ممانعت کا مقصد یہ ہے جس

---

(1) سبل السلام ص: 314، ج 1 (2)۔ فیض القدیر ص: 412، ج: 6

(3) المرقاۃ ص: 372، ج: 2 (4) بخاری کتاب الصلاۃ، باب کراہیۃ الصلاۃ فی المقابر حدیث 432 مسلم حدیث 777

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ہم فی الواقع مشاہدہ کرتے ہیں کہ قبریں نماز سے خالی ہوتی ہیں جو کہ عموماً زندہ لوگوں کے نماز کی جگہ نہیں ہوتیں اور جوان میں مردہ ہیں وہ نماز کی طاقت بھی نہیں رکھتے تو یوں قبریں نماز سے خالی رہتی ہیں۔ (1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبریں عبادت کی جگہ نہیں تو ان میں نماز پڑھنا مکروہ ہوا، پھر امام بخاری رحمہ اللہ نے قبروں میں نماز کی کراہت پر جو کچھ فرمایا ہے اس کو ذکر کیا ہے" (2)

امام ابن بطال رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: اس حدیث میں دلیل ہے کہ قبرستان نماز کی جگہ نہیں۔ (3)

امام خطابیؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ قبرستان نماز پڑھنے کی جگہ نہیں۔ (4)

امام بغویؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث دلیل ہے کہ قبر کی جگہ نماز کی جگہ نہیں۔ (5)

(3)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا قبر کے نزدیک نماز پڑھ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا: قبر سے بچو، قبر سے بچو" (6)

(4)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

" ان النبی ﷺ نهى عن الصلاة بين القبور " (7)

(5)۔ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان فرماتے ہیں:

" الارض كلها مسجد الا المقبرة و الحمام " (8)

پوری زمین مسجد (نماز پڑھی جا سکتی) ہے مگر قبرستان اور حمام"

علماء کرام رحمہم اللہ نے آپ ﷺ کی اس ممانعت کو نہی تحریمی سمجھا ہے جیسا کہ شارحین حدیث نے وضاحت کی ہے

---

(1) فتح الباری لابن رحب ص:232، ج: 2 (2) فتح الباری لابن حجر ص: 630، ج 1
(3) شرح صحیح البخاری: ص :86 ،ج 2 (4) معالم السنن، ص: 286، ج 1
(5) شرح السنۃ ص : 413 ، ج 2 المرقاۃ ص :417 ج 2 (6) بخاری معلقا کتاب الصلاۃ باب ھل تنبش قبور مشرکی الجاہلیۃ، فتح الباری ص: 624 ج 1 (7)۔ مجمع الزوائد ص 26، ج 2 وقال الہیثمی: رجالہ رجال الصحیح، احکام الجنائز للالبانی ص : 270 (8) ۔ مسند احمد ص:96,83 ج 3، ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی المواضع التی لا تجوز الصلاۃ فیھا، الترمذی، کتاب الصلاۃ باب ماجاء ان الارض کلھا مسجد الا المقبرۃ، شیخ الاسلام نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، اقتضاء ص:677 ج 2، علامہ البانی نے بھی اسے صحیح کہا ہے، الارواء ص:320 ج 1

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا مقصد: قبروں کے پاس نماز پڑھنے پر علماء کا موقف۔

اہل علم نے قبرستان میں نماز کو کبیرہ گناہوں سے شمار کیا ہے چنانچہ حافظ ابن حجر ہیثمی کبیرہ گناہوں کے ذکر میں فرماتے ہیں۔ 93 سے لیکر 98 تک بڑے گناہوں میں سے یہ ہیں: قبروں کو مسجد بنالینا، ان پر چراغاں کرنا، ان کو بت بنالینا، ان کا طواف کرنا، ان کو بوسہ دینا اور ان کی طرف نماز پڑھنا پھر انہوں نے مذکورہ بہت سی احادیث ذکر کرنے کے بعد کہا ہے تبرک و تعظیم کے طور پر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کی قبروں کی طرف نماز پڑھنا حرام ہے" (1)

لہذا آج یہی کچھ دیکھا جارہا ہے کہ جن مساجد میں قبریں ہیں اور وہاں نماز پڑھی جاتی ہے تو یہ قبریں وہاں تعظیم اور تکریم ہی کیلئے ہیں جبکہ قبروں میں نماز کی حرمت اکثر علماء سے منقول ہے جن میں سرفہرست صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جیسا کہ حضرت عمر، حضرت علی حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ انہوں نے قبر کی طرف نماز پڑھنے کو مکروہ کہا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں!

"لا تصلين الى حش و لا فى حمام ولا فى مقبرة" (2)

باتھ روم، حمام اور قبرستان میں ہرگز نماز نہ پڑھو۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم نہیں جانتے کہ اس فتوی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کسی صحابی نے مخالفت کی ہو، اور وہ تعظیم کرتے ہیں (اس قسم میں) جب ان کی موافقت ہو جائے۔(3)

اسی طرح یہ ممانعت حضرت نافع بن جبیر، امام عطاء، امام نخعی، امام ابو حنیفہ، امام ثوری، امام اوزاعی، امام شافعی، امام اسحاق اور امام ابوثور رحمہم اللہ سے بھی منقول ہے ابن منذر فرماتے ہیں: اکثر اہل علم کا فتوی ہے کہ قبرستان میں نماز مکروہ ہے اور ہمارا بھی یہی فتوی ہے"۔ (4)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں قبر کو برابر کر کے اس پر مسجد بنانے کو مکروہ سمجھتا ہوں، اور یہ کہ قبر کو برابر کیے بغیر اس پر نماز پڑھی جائے یا اس کی طرف نماز پڑھی جائے۔ اور اگر اس کی طرف نماز پڑھے گا تو نماز تو ہو جائے گی مگر

---

(1) الزواجر ص: 285، 287

(2) البیہقی ص: 435، ج 2

(3) المحلی: ص 349، ج 2

(4) المحلی: ص 349، ج 2 الاوسط لابن المنذر ص 184، ج 2 شرح البخاری لابن بطال، ص: 86 ج 2، معالم السنن، ص: 268 ج 1 المغنی، ص: 468 ج 2

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے برا کیا، امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود ونصاری کو ہلاک وبرباد کرے انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مسجد بنالیا اب سرزمین عرب میں دو دین (اسلام اور کفر اکٹھے) باقی نہیں رہیں گے" اور میں اسے سنت اور آثار (صحابہ) کی وجہ سے مکروہ سمجھتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ناپسند کیا کہ کوئی مسلمان قبر کی اس قدر تعظیم کرے کہ اسے مسجد بناڈالے اور اس میں بعد میں آنے والوں کے لئے کس قدر فتنہ اور گمراہی ہے اس سے محفوظ رہا جاسکتا۔ (1)

"القبورية في اليمن" کے مصنف اس پر بطور حاشیہ فرماتے ہیں: تو پھر ان کے بعد آنے والوں سے متعلق یہ کیسے مطمئن ہوا جاسکتا ہے کہ وہ کسی فتنہ وگمراہی سے محفوظ رہیں گے جبکہ اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ مسلمانوں پر ان کے قبرستان (مسجدیں بنانے سے) تنگ ہو جائیں گے اگرچہ بعض قبروں پر مساجد بنانے سے مسلمانوں کے قبرستان میں ایسا لازمی ہوتا ہے اور نہ ہی یہ وجہ ہے کہ زمین کے پلید و ناپاک ہونے کا اندیشہ ہے کیونکہ قبر ابتداً نکالی جائے یا جس سے میت نکالی گئی ہو سب کا حکم یکساں ہے جبکہ امام شافعی کے نزدیک وجہ اور سبب بعد میں آنے والوں کے کسی فتنہ وگمراہی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ وخطرہ ہے اور کسی مخلوق کی ایسی تعظیم کہ اس کی قبر کی عبادت کی جائے یا ایسی تکریم وتقدیس جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کیلئے جائز نہیں تو اس سے بڑھ کر فتنہ اور گمراہی کیا ہوسکتی ہے" (2)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نماز قبرستان میں درست ہے نہ اس کی طرف رخ کرکے، اور اس سے ممانعت شرک کے ذریعہ کو روکنے کیلئے ہے، ہمارے کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ ایک دو قبروں کا ہونا نماز کو مانع نہیں کیونکہ ان پر قبرستان کا اطلاق نہیں ہوتا، کم از کم تین یا زیادہ قبریں ہوں تو قبرستان کہلاتا ہے مگر امام احمد اور ہمارے عام ہم فقہ ساتھیوں میں یہاں کوئی اختلاف نہیں بلکہ ان کی عام گفتگو اور استدلال یا سبب بتانے سے معلوم ہوتا ہے ایک قبر کے پاس نماز پڑھنا بھی منع ہے کیونکہ ہر وہ جگہ (مقبرہ) قبرستان ہے جہاں قبر ہو کیونکہ مقبرہ قبر کی جمع نہیں لہذا ہمارے فقہاء کا فتوی ہے کہ قبروں کے اردگرد قبرستان کی اصطلاح میں جو کچھ بھی داخل ہے اس میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے جس کا تقاضا ہے کہ اکیلی قبر کو یہ حرمت شامل ہے اور اس کے ساتھ ملے ہوئے اس کے صحن کا بھی یہی حکم ہے، امام آمدی (3) وغیرہ نے ذکر کیا ہے: جس مسجد کے قبلہ رخ میں قبر ہو اس میں نماز جائز نہیں جب تک کہ

(1) کتاب الام: ص 465 ج1، التمہید ص:325 ج14 (2) القبوریۃ فی الیمن: ص 15

(3) امام سیف الدین علی بن علی آمدی حنبلی 550 میں پیدا ہو کر 631ھ میں فوت ہوئے آپ متعدد علوم میں مہارت رکھتے تھے سیر اعلام النبلاء ص 364 ج 22

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مسجد کی) دیوار اور مقبرہ کے درمیان ایک اور دیوار حائل نہ ہو، بعض (فقہاء) نے ذکر کیا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ سے بھی یہ ثابت ہے۔ (1)

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حمام میں نماز جائز نہیں یعنی دروازہ سے لیکر تمام حدود میں اس کی چھت پر جہاں آگ جلائی جاتی ہے، دیواروں پر جو قائم ہوں یا گری ہوئی ہوں، جب اس کی عمارت سے اتنا حصہ گر جائے کہ اس پر حمام کا لفظ نہ بولا جا سکے تو اس وقت اس کی زمین پر نماز جائز ہے اسی طرح قبرستان مسلمانوں کا ہو یا کفار کا اس میں نماز جائز نہیں البتہ اکھاڑ کر اگر مردوں کو ان میں سے نکال دیا جائے تو وہاں نماز جائز ہوگی۔ جبکہ قبر کی طرف نماز جائز ہے نہ اس پر، خواہ وہ قبر کسی نبی کی ہو کسی اور کی، اور اگر کوئی ایسی صورتحال ہو کہ قبر کی جگہ یا قبرستان اور حمام نیز اونٹوں کے باڑہ، روڑی وغیرہ جہاں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے کے علاوہ کوئی جگہ ہی نہ ہو تو وہاں نماز نہیں پڑھنی چاہیے خواہ جمعہ ہو یا عام نماز۔ (2)

امام ابن الملقن رحمہ اللہ بخاری و مسلم میں مذکور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث (جب ان میں کوئی نیک آدمی مرجاتا تو......) کی شرح میں فرماتے ہیں۔ اس (حدیث) میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ قبروں میں نماز مکروہ ہے اور اس کراہت میں یہ فرق نہیں کہ نماز قبرستان میں کسی قبر پر پڑھی جائے یا اس کے پہلو میں یا اس کی طرف رخ کر کے" (3) شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے علم میں بلا اختلاف قبروں میں نماز مکروہ ہے جبکہ امام احمد کے مذہب میں حرام ہے اور ظاہر مذہب یہ ہے کہ نماز صحیح نہیں ہوتی اور اسی طرف اکثر حنابلہ گئے ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے (4) امام ماوردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: البتہ قبر پر یا قبرستان پر نماز مکروہ ہے (5)

حاشیہ ردالمختار میں ہے کہ: بعض جگہ پر نماز مکروہ ہے جن میں سے مذبح خانہ اور قبرستان بھی ہیں (6)

حافظ ابن القیمؒ فرماتے ہیں: میرے نزدیک ود، یغوث، نسر اور لات کی عبادت کا سبب ان کی قبروں کی تعظیم تھا جن کو بعد میں انہوں نے انکی مورتیاں بنا کر عبادت شروع کر دی، جیسا کہ اس طرف آنحضرت ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے، ہمارے شیخ (شیخ الاسلام) نے فرمایا ہے اور یہی وہ علت اور سبب ہے جس کی وجہ سے شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے قبروں پر مسجدیں بنانے سے منع فرمایا ہے اور یہی وہ علت اور وجہ ہے۔ جس نے اکثر امتوں کو شرک اکبر میں مبتلا

(1) الاخبار العلمیۃ، ص 67 (2) المحلی، ص 344، ج 3

(3) الاعلام بفوائد عمدۃ الاحکام ص 502، ج 4 (4) شفاء الصدور ص 189

(5) الحاوی ص 336، ج 2 (6) حاشیہ ردالمختار ص 409 ج 1

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا اور اس چیز میں جو شرک سے قدرے کم ہے، بیشک لوگوں نے نیک لوگوں کے ساتھ شرک کیا اور مورتیوں کے ساتھ جن کو یہ ستاروں کا طلسم وغیرہ سمجھتے ہیں، اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر مشرکین قبروں کے پاس بڑی آہ و بکا کرتے ہیں اور خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ان کی دلوں سے ایسی عبادت کرتے جو اللہ کے گھروں (مسجدوں) میں بھی نہیں کرتے حتی کہ سحری کے وقت بھی (اللہ کے ہاں) ایسا نہیں کرتے بعض ان میں سے بعض ان (قبروں کو) سجدہ کرتے ہیں اور اکثر ان قبروں کے پاس نماز پڑھنے اور دعا کرنے سے ایسی برکت کی امید رکھتے ہیں جس کی وہ مسجدوں میں بھی نہیں رکھتے، چنانچہ اس فتنہ وفساد کے پیش نظر آنحضرت ﷺ نے اس کی جڑ کو ختم کیا ہے یہاں تک کہ آپ نے قبرستان میں مطلق نماز سے منع فرما دیا، جیسا کہ آپ نے سورج کے طلوع اور غروب ہونے کے وقت نماز سے منع فرمایا کیونکہ ان اوقات میں مشرکین سورج کی عبادت کرتے ہیں تو اس وقت میں آپ ﷺ نے اپنی امت کو نماز سے روک دیا اگر چہ نماز پڑھنے والے کا ارادہ مشرکین جیسا نہ بھی ہوتا کہ اس سبب کو ہی ختم کر دیا جائے۔لہذا جب کوئی آدمی قبروں کے پاس تبرک کی نیت سے نماز پڑھے گا تو وہ اللہ اور اس کے رسول کی دشمنی، اللہ کے دین کی مخالفت بلکہ ایسے دین کی ایجاد ہے جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا، پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے دین سے بدیہی علم حاصل ہوتا ہے اسی کی بنا پر تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ قبروں کے پاس نماز منع ہے اور قبروں کو مسجدیں بنانے والوں پر لعنت کی گئی ہے اور سب سے بڑی بدعت اور شرک کا سبب قبروں کے پاس نماز پڑھنا اور ان کو سجدہ گاہ بنانا اور ان پر مسجدیں تعمیر کرنا ہے اس کام کی ممانعت اور اس وعید پر آنحضرت ﷺ سے تواتر کے ساتھ نصوص اور واضح دلائل منقول ہیں اور عام گروہوں نے بھی واضح اور صحیح سنت مطہرہ کی پیروی میں قبروں پر مسجدیں بنانے کی ممانعت کی صراحت کی ہے اسی طرح حنابلہ، مالکیوں اور شافعیوں وغیرہ نے اس کی حرمت کا کہا ہے، جبکہ ایک گروہ نے اس پر کراہت کا اطلاق کیا ہے اور مناسب یہ کہ علماء پر حسن ظن کے طور پر اس کراہت کو کراہت تحریمی پر محمول کیا جائے، تا کہ یہ خیال نہ رہے کہ انہوں نے ایک ایسے کام کو جائز قرار دیا ہے جس کے کرنے سے آپ ﷺ نے منع کیا اور اس کو کرنے والے پر لعنت بھی فرمائی۔ (1)

تیسرا مقصد: کیا بعض علماء نے قبرستان میں نماز کی اجازت دی ہے؟

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل علم کا قبرستان اور حمام میں نماز کے حکم میں اختلاف ہے سلف سے ایک گروہ

(1)۔ ملاحظہ ہو: اغاثۃ اللہفان 1/191

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نزدیک مکروہ ہے اور ظاہر الحدیث کی بنا پر امام احمد، اسحاق اور ابو ثور رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے اگر چہ وہ مٹی پاک اور جگہ صاف ہی کیوں نہ ہو ان حضرات کی دلیل نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ اپنے گھروں میں بھی نماز پڑھو اور انہیں قبریں نہ بناؤ، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر کی جگہ نماز کی جگہ نہیں، جبکہ بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ قبرستان اور حمام میں نماز جائز ہے جبکہ وہاں صاف جگہ پر پڑھی جائے، امام ابنِ عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں! مسلمانوں پر حرام ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام اور علماء و صالحین کی قبروں کو مسجدیں بنالیں جو لوگ قبرستان میں نماز جائز نہیں سمجھتے انہوں نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی درج ذیل احادیث سے استدلال کیا ہے مگر وہ درست نہیں کیونکہ حدیث:

(1) بدترین لوگ وہ ہیں جو قبروں کو مسجدیں بنالیتے ہیں۔

(2) گھروں میں نماز پڑھو اور انہیں قبریں نہ بناؤ۔

یہ روایات آپ ﷺ کے اس ارشاد سے معارض ہیں کہ:

میرے لیے تمام زمین مسجد اور پاک بنادی گئی ہے۔(1)

یعنی یہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی خصوصیت ہے جو آپ کی فضیلت ہے جبکہ فضائل میں نسخ جائز ہے اور نہ ہی تخصیص واستثناء، البتہ فضائل کے علاوہ اوامر ونواہی میں یہ جائز ہے یا وہ حکم جو امر یا نہی کے معنی میں ہو لہذا یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ان روایات کے تعارض میں " جعلت لی الارض "اور حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ: حیثما ادر کتک الصلاۃ فصل" ناسخ ہے۔(2)

دوسری جگہ آپ حدیث" اللهم لا تجعل قبری و ثنا " کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جو لوگ قبرستان میں نماز کو درست نہیں سمجھتے انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے حالانکہ ان کیلئے اس میں کوئی دلیل نہیں۔ (3)

جواب : ابن عبدالبرؒ کی اس بات کے جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ نواب صدیق الحسن خاں نے واضح کر دیا ہے کہ ان احادیث میں سے کونسی خاص ہے وہ فرماتے ہیں: ہمیں دیکھنا چاہیے کہ حدیث" جعلت لی الارض " صحیح حدیث ہے اور اس حکم کی کئی جگہ پر تخصیص موجود ہے جن کی تعداد میں اختلاف ہے جن میں سے

(1) البخاری کتاب التیمم الباب الاول ص:335، مسلم کتاب المساجد، حدیث:521

(2) البخاری، کتاب الانبیا احدیث:3425

(3)۔ فتح البر لترتیب الفقہی لتمہید ابنِ عبدالبر ص 266، 283 ج 1 مختصرا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک جگہ ''قبرستان'' ہے جس سے مراد وہ جگہ ہے جہاں قبریں بنا کر مردوں کو دفن کیا جاتا ہے گویا قبرستان کا اطلاق اس جگہ پر ہوتا ہے جہاں قبر ہو خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، یہ دیکھے بغیر کہ وہاں ایک قبر ہے یا زیادہ اور قبرستان سے مراد ہر وہ جگہ ہے جس کی دیوار ہو یا متعین حدود ہوں یا ایسی کوئی علامت ہو جس سے وہ جگہ دوسری جگہ سے جدا اور ممتاز معلوم ہو چنانچہ جب کوئی جگہ قبرستان کیلئے مخصوص کر دی جائے اور اس میں ایک میت بھی دفن کر دی جائے تو لغت اور عرف میں اس کو مقبرہ ہی کہا جاتا ہے۔لہذا مسجد میں اگر ایک میت بھی دفن کر دی جائے تو وہ بھی اس طرح مقبرہ ہوگی اور اس پر مسجد کے نام کا غالب رہنا اس پر مقبرہ کے اطلاق کو روک نہیں سکتا ورنہ یہ لازم آئے گا کہ اگر کسی جگہ کا نام ''مقبرہ'' قبرستان کی بجائے کچھ اور رکھ دیا جائے جیسا کہ صنعاء (یمن) کے مقبرہ کو ''خزیمہ'' کہتے ہیں تو چاہیے کہ اس پر مقبرہ کا حکم بھی جاری نہ ہو اور جب لازم باطل ہے تو ملزوم کا بھی وہی حکم ہوگا کیونکہ تلازم تو ازخود واضح ہے اور لازم کا باطل ہونا بایں طور پر ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا اجماع و اتفاق ہے کہ محض نام کا احکام کی تبدیلی میں کوئی اثر اور کردار نہیں ہوتا (کہ نام بدلنے سے حکم بھی بدل جائے) تو یہاں سے اس (حکم) کی مراد اور مفہوم سمجھا جا سکتا ہے اور ہدایت یافتہ کیلئے اتنا بتانا ہی کافی ہے۔ واللہ علم۔ (1)

شیخ ابن باز رحمہ اللہ فتح الباری پر اپنے حاشیہ میں فرماتے ہیں: اس بنیاد پر مقبرہ وغیرہ جہاں نماز پڑھنے کی ممانعت ثابت ہے اس کو حدیث جابر ''جعلت لی الارض'' کے عموم سے مخصوص سمجھا جائے گا(2) امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبر کی طرف یا مقبرہ میں اور قبر پر نماز پڑھنے کو امام ابوحنیفہ، اوزاعی اور سفیان رحمہم اللہ نے مکروہ کہا ہے جبکہ امام مالک کے نزدیک اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اس پر ان کے بعض مقلدین نے آنحضرت ﷺ کے اس عمل سے استدلال کیا ہے کہ آپ نے ایک سیاہ فام مسکین عورت کی قبر پر نماز پڑھی'' (3)

ابن حزم نے کہا ہے کہ: یہ ایک عجوبہ ہے، ورنہ یہی کافی ہے کہ یہ لوگ خود اس حدیث کی بھی مخالفت کرتے ہیں اور دفن کر دیے جانے والے پر نماز جنازہ کو جائز نہیں سمجھتے، اور جس بات پر کوئی حدیث تو کجا اشارہ بھی نہیں ملتا اس کو درست سمجھتے ہیں، اللہ ہمیں اس ذلت سے پناہ بخشے۔

یہ تمام آثار و روایات برحق ہیں اور جہاں ہم نے ذکر کیا نماز جائز نہیں مگر نماز جنازہ، کیونکہ نماز جنازہ قبرستان میں

---

(1) فتاوی نواب صدیق الحسن خان، ص435- 438 مختصراً (2)۔ فتح الباری ص 135، ج 1

(3) بخاری حدیث 1337، مسلم، کتاب الجنائز باب الصلاۃ علی القبر حدیث 956

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھی جا سکتی ہے اور جسے دفن کر دیا گیا اس کی قبر پر بھی جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے عمل فرمایا، اور جس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے اسے ہم حرام کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا قرب بھی اسی میں کہ ہم اسی طرح کریں جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے کیا کیونکہ ان کا حکم بھی حق ہے اور ان کا فعل وعمل بھی ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ باطل ہے، الحمد اللہ رب العالمین (1)

میں کہتا ہوں کہ امام مالک سے مختلف روایات ہیں ابن قاسم ان سے روایت کرتے ہیں کہ قبروں میں نماز کا کوئی حرج نہیں۔ جبکہ ابومصعب نے امام مالکؒ سے نقل کیا ہے: میں قبروں میں نماز کو پسند نہیں کرتا (2) بہر حال جن تھوڑے سے حضرات نے قبروں میں نماز کی اجازت دی ہے وہ درج ذیل امور پیش کرتے ہیں ۔

(1) یہ کہ مقبرہ اور حمام وغیرہ میں نماز کی ممانعت کسی حدیث سے ثابت نہیں، لیکن الحمد اللہ یہ حدیث سے ثابت ہے اور ان سے بعد والوں پر یہ دلیل قائم ہو چکی ہے۔

(2) یہ کہ روایات میں آتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بقیع میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ کی امامت کروائی (3)، مگر اس میں تو واضح ہے کہ یہ نماز جنازہ تھی جس میں کوئی اختلاف نہیں، اختلاف تو رکوع اور سجدہ والی فرضی اور نفلی نماز پر ہے۔

(3) یہ کہ "جعلت لی الارض" خاص ہے اور ممانعت کی احادیث عام ہیں جبکہ خصائص میں نسخ نہیں ہوتا، بلاشبہ یہ درست ہے مگر نسخ کا معاملہ ہے کہاں؟ اللہ تعالیٰ نے اس امت کیلئے زمین کو مسجد و طاہر بنایا ہے لیکن پلید و نجس مقامات میں بھی کیا نماز جائز ہے؟ کیا مکان اور جگہ کا پاک ہونا شروط نماز میں سے نہیں؟ ظاہر ہے اس کا جواب اثبات میں ہوگا تو ان سے پوچھا جا سکتا ہے کہ: حدیث "جعلت لی الارض" تو خاص ہے پھر کہیں گے کہ یہ تو استثناء ہے تو ان سے کہا جائے، اسی طرح قبرستان اور حمام بھی ہیں تو جو بھی اس حکم میں ہوگا وہ مستثنیٰ ہوگا، اور یوں اس امت کی یہ خصوصیت بھی باقی رہے گی اور مقبرہ وحمام کی استثناء کا نقصان بھی نہ ہوگا۔

اس موقع پر یہ کہنا بھی مناسب ہوگا کہ جنہوں نے اپنی قلت کے باوجود قبرستان میں نماز کی اجازت دی ہے وہ قبر یا صاحب قبر کی تعظیم کی غرض سے قبرستان میں یا قبر کے پاس نماز کی اجازت نہیں دیتے کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ اور اس

---

(1)۔ المحلی۔ ص 350 ، ج 2 (2)۔ الاوسط لابن المنذر ص 185 ج 2،

(3) مصنف عبدالرزاق، حدیث: 1593 الاوسط لابن المنذر: 185 ج 2

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رسول ﷺ سے دشمنی ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی قبروں کے پاس تبرک کیلئے نماز پڑھے تو یہ بالکل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دشمنی اور اس کے دین کی مخالفت اور دین میں ایسی ایجاد ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ (1)

شیخ ملا علی القاری اس ممانعت کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ اس میں حد سے زیادہ تعظیم کا پہلو ہے گویا وہ (قبر والا) معبود (اللہ تعالیٰ) کا درجہ رکھتا ہے اور اگر یہ تعظیم حقیقی طور پر قبر یا صاحب قبر کی ہے تو پھر ایسی تعظیم کرنے والا کافر ہے" (2)

عالم اسلامی کا مشاہدہ کرنے والا جانتا ہے کہ لوگ عام قبروں میں نماز نہیں پڑھتے ان مساجد میں پڑھتے ہیں جن کے اندر قبروں کو پختہ بنایا گیا ہوتا ہے انہیں کی نذر و نیاز ہوتی ہے اور وہیں طواف ہوتا ہے نیز وہیں سے تبرک حاصل کیا جاتا ہے تو کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی اور تعظیم ہو سکتی ہے؟ اور اگر یہ چیز تعظیم اور شرک اکبر نہیں تو شرک کب ہوگا؟ پس جس قبر پر بھی مسجد بنائی جاتی ہے تو اس کا اولین مقصد صاحب قبر کی تعظیم ہی ہوتا ہے۔

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں! آنحضرت ﷺ کا اپنی یا کسی دوسرے کی قبر کو مسجد بنانے سے روکنا اسی غالیانہ تعظیم اور اس کے فتنہ میں مبتلا ہونے کے خوف و اندیشہ کی بنا پر تھا، اور بہت سے علماء نے قبر پر مسجد بنانے کو کفر کا ذریعہ اور سبب قرار دیا ہے جیسا کہ سابقہ بہت سی امتوں میں ایسا ہوا"۔ (3)

چوتھا مقصد: قبرستان میں نماز پڑھنے والے کا حکم۔

یہ بات گزر چکی ہے کہ عام اہل علم کے نزدیک قبرستان میں نماز حرام ہے تاہم ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبرستان میں نماز پر علماء کا اختلاف ہے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن عباس حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے منقول ہے وہ قبرستان میں نماز کو مکروہ سمجھتے تھے امام عطاء، نخعی، ابوحنیفہ، ثوری اوزاعی اور شافعی رحمہم اللہ سے بھی یہی منقول ہے البتہ امام مالکؒ سے مختلف بات منقول ہے ابو مصعب نے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں اسے پسند نہیں کرتا جبکہ ابن القاسم نقل کرتے ہیں کہ: قبرستان میں نماز کا کوئی حرج نہیں، بہر حال ان میں سے جس نے بھی نماز کو مکروہ کہا ہے وہ (قبرستان میں) نماز پڑھ لینے والے پر نماز کو دوہرانا ضروری نہیں سمجھتے (4)

---

(1)۔ اغاثۃ اللھفان، ص 191۔ (2)۔ المرقاۃ ص 372 ، ج 2۔

(3)۔ فتاوی صدیق الحسن خاں: ص ، 432۔ (4)۔ شرح صحیح البخاری لابن بطال ص 86 ، ج 2۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس فعل کے حرام ہونے کے باوجود نماز نہ دوہرانے کا فتوی دینے والوں کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ قبر کے پاس نماز پڑھ رہے ہیں تو فرمایا: قبر سے بچو قبر سے بچو (1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اصل لفظ یہ ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ قبر کی طرف نماز پڑھ رہے تھے تو اس حالت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آواز لگائی قبر، قبر، تو انہوں نے سمجھا وہ (قبر نہیں) قمر (چاند) کہہ رہے ہیں مگر جب سمجھے کہ آپ قبر کا فرمارہے ہیں تو قبر سے آگے بڑھ کر نماز پڑھی، یہ روایت اور بھی کئی سندوں سے موجود ہے جس کی وضاحت میں نے ''تغلیق التعلیق'' میں کردی ہے (ان میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میرے ساتھ ہی سے کسی نے کہا: وہ تو قبر مراد لے رہے ہیں تو میں قبر سے ہٹ گیا ،اور (اس میں جو ہے کہ) مجھے نماز دوہرانے کا حکم نہیں دیا تو یہ امام بخاری کا کلام ہے جو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے نماز جاری رکھنے سے استنباط کیا ہے کہ اگر اس سبب وہ نماز کے باطل ہونے کا سمجھتے تو وہ (حضرت انس رضی اللہ عنہ) نماز توڑ کر دوبارہ پڑھتے'' (2)

بعض علماء کا موقف ہے کہ ایسے شخص کی نماز باطل ہے جسے دوہرانا ضروری ہے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو قبرستان میں یا قبر کی طرف نماز پڑھے وہ ہمیشہ (نماز) دوہرائے، (3)

ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسئلہ، اور اسی طرح اگر (کوئی) قبرستان میں یا جائے حاجت یا حمام میں یا اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھے تو وہ دوہرائے'' امام احمد سے مختلف قول منقول ہے کہ ان مقامات میں نماز کا کیا حکم ہے؟ تو یہ نقل کیا گیا ہے کہ کسی بھی صورت میں ان مقامات پر نماز درست نہیں ہوتی'' (4)

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ تمام روایات حق ہیں، جن مقامات کو ہم نے ذکر کیا ہے وہاں نماز جائز نہیں ماسوائے نماز جنازہ کے وہ قبرستان میں پڑھی جاسکتی ہے اور جس قبر میں میت کو دفن کردیا گیا ہو اس قبر پر بھی نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے جیسا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے عمل فرمایا، اور جس سے آپ ﷺ نے منع کیا ہے ہم اسے حرام سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا قرب یہی ہے کہ ہم ویسا ہی کریں جیسا آپ ﷺ نے کیا کیونکہ آپ کا حکم اور منع کرنا حق ہے اور آپ کا فعل وعمل بھی حق ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ باطل ہے۔ الحمد للہ رب العالمین (5)

---

(1)۔ سبق تخریجہ، ص:268 (2)۔ فتح الباری ص 624، ج 1

(3)۔ المحلی ص 350، ج 2 (4)۔ المغنی، ص 468، ج 2

(5)۔ المحلی ص 351، ج 2

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا، جس مسجد میں قبر ہو اور وہاں لوگ جمعہ و جماعت کیلئے اکھٹے ہوئے ہوں اس میں نماز درست ہے یا نہیں؟ اور کیا وہاں قبر تیار کرنا یا اس پر کوئی دیوار اور پردہ ورکاوٹ وغیرہ جائز ہے؟ تو انہوں نے جواب ارشاد فرمایا: الحمدللہ تمام ائمہ اس پر متفق ہیں کہ قبر پر مسجد نہیں بنائی جا سکتی، کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم سے جو پہلے لوگ تھے وہ قبروں کو مسجدیں بنا لیتے تھے، خبردار، تم قبروں کو مسجدیں نہ بنانا، میں تمہیں اس سے روک رہا ہوں'' (1)

اور یہ کہ مسجد میں میت کو دفن کرنا جائز نہیں، اگر دفن کرنے سے پہلے مسجد ہو تو اس کو تبدیل کر دیا جائے چاہے قبر کو (زمین) کے برابر کر کے یا وہ (قبر) تازہ ہو تو میت نکال کر، اور اگر مسجد قبر کے بعد بنائی گئی ہو تو پھر مسجد کو وہاں سے ہٹا دیا جائے یا قبر کی صورت مٹا دی جائے، بہر حال جو مسجد قبر کے اوپر ہو اس میں فرضی یا نفلی نماز نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ اس سے روکا گیا ہے۔ (2)

شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جن مساجد میں قبریں ہیں ان میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے، بلکہ ضروری ہے کہ قبر اکھاڑ کر اس کی بوسیدہ ہڈیاں عام قبرستان میں منتقل کر دی جائیں۔ ہر قبر گڑھا ہونے میں دوسری قبروں کی طرح ہے لہٰذا کسی ولی وغیرہ کی قبر مساجد میں نہیں ہونی چاہیے کیوں آپ ﷺ نے روکا اور ڈرایا ہے بلکہ یہود ونصاریٰ کی ان کے اس فعل پر مذمت کی ہے۔ پھر انہوں نے مذکورہ احادیث بیان کی ہیں اور فرمایا ہے کہ: یہ بات تو واضح ہے کہ جس نے قبر کے پاس نماز پڑھی اس نے اسے مسجد بنایا، اور جس نے اس (قبر) کے اوپر تعمیر کی کہ وہاں نماز پڑھی جائے اس نے بھی اسے مسجد بنایا، تو ضروری ہے کہ قبروں کو مسجدوں سے دور رکھا جائے اور مسجد میں قبریں نہ بنائی جائیں تاکہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے حکم کی تعمیل ہو سکے اور اس لعنت و وعید سے بچا جا سکے جو ہمارے پروردگار نے قبروں پر مسجدیں بنانے والوں پر فرمائی ہے کیونکہ جب قبروں والی مسجد میں نماز پڑھی جائے گی تو شیطان میت سے دعا کو اچھا بنا کر پیش کرے گا اور اس سے مدد طلب کرنے یا اس کے دعا کرنے یا اسے سجدہ کرنے کی ترغیب دلائے گا تو وہ شرک اکبر میں مبتلا ہو جائے گا۔ اور یہ کہ ایسا کام یہود و نصاریٰ کا ہے جس کی مخالفت ہم پر ضروری ہے اور ان کے طریقہ یا برے کام سے دور رہنا ہم پر ضروری ہے، واللہ ولي التوفيق۔ (3)

---

(1)۔ اس کی تخریج پہلے ص199 پر گزر چکی ہے۔

(2) ۔ الفتاوی ، ص 194 ج 22

(3)۔ مجموع فتاویٰ ابن باز ص 759، ج 2

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبروں پر بنائی گئی مساجد میں نماز کی ممانعت کی احادیث کا اس ممانعت کو شامل ہونا اور ان کی اس بات پر دلالت بڑی واضح ہے اور یہ اس لیے کہ قبروں پر مسجدیں بنانے کی ممانعت ان میں نماز کی ممانعت کو لازم ہے جیسا کہ (اصول ہے) سبب اور ذریعہ کی ممانعت مقصود اور جس کو ذریعہ بنایا جائے اس کی ممانعت کو لازم ہوتی ہے جس کی مثال یوں لیجیے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے شراب کی فروخت سے منع کیا ہے تو واضح ہے کہ اس کے پینے کی ممانعت بھی اس میں داخل ہے بلکہ بالاولیٰ منع ہوگی' اور بات تو بہت واضح ہے کہ قبروں پر مساجد کی تعمیر سے ممانعت بالذات مقصود نہیں جیسا کہ گھروں اور محلوں میں تعمیر مساجد کا حکم مقصود بالذات نہیں بلکہ یہ سب کچھ نماز کیلئے ہے خواہ مثبت طور پر ہو یا منفی اعتبار سے، جس کی وضاحت درج ذیل مثال سے ہو سکتی ہے کہ اگر کوئی شخص جنگل میں مسجد بنائے جہاں نماز کیلئے کوئی بھی نہ جائے تو اسے مسجد بنانے کا کوئی ثواب نہیں بلکہ وہ میرے نزدیک مال ضائع کرنے کی بنا پر گناہ گار ہوگا کہ اس نے ایک چیز کو نامناسب جگہ پر رکھا۔ چنانچہ شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے اگر مسجد بنانے کا حکم دیا ہے تو ''ضمناً'' وہاں نماز پڑھنے کا حکم بھی ہے کیونکہ تعمیر مسجد کا یہی تو مقصد ہے، اسی طرح جب قبروں پر تعمیر مساجد سے روکا تو گویا ان میں نماز سے روکا ہے کیونکہ تعمیر مسجد کا مقصد یہی ہے، یہ ایک ایسی چیز ہے جو کسی بھی عقلمند سے پوشیدہ نہیں۔ انشاء اللہ (1)

اسی طرح موصوف حدیث " لا تصلوا الی القبور " (2) پر حاشیہ میں فرماتے ہیں: اس (حدیث) میں دلیل ہے کہ واضح ممانعت کی بنا پر قبر کی طرف نماز پڑھنا حرام ہے (3)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ قول کہ ''ولا تصح الصلاۃ فی مقبرۃ'' (قبرستان میں نماز درست نہیں) میں صحت کی نفی کا تقاضا ہے کہ نماز فاسد اور باطل ہوگی کیونکہ ہر عبادت صحیح ہوگی یا فاسد، ان دونوں کے درمیان کوئی وسط نہیں یا تیسری کوئی صورت نہیں جبکہ وہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں چنانچہ جب صحت کی نفی ہوگی تو فساد وابطال ثابت ہو جائے گا اور نماز سے مراد ہر نماز ہی مراد ہے خواہ وہ فرض ہو یا نفل، رکوع وسجدہ ہو یا ان کے بغیر، کیونکہ آپ نے مطلق ''نماز'' کہا ہے اور وہ نماز جنازہ کو بھی شامل ہے جیسا کہ ہم آگے ذکر کریں گے۔ بنا بریں نماز سے مراد نماز جنازہ کے علاوہ نماز ہے۔۔۔اور کیا یہاں ''مقبرہ'' سے مراد یہی جگہ ہے جو قبر کیلئے تیار کی گئی ہو خواہ

---

(1)۔ تحذیر الساجد ص 30-31۔ (2)۔ اس کی تخریج پہلے گزر چکی ہے۔

(3)۔ احکام الجنائز ص 269

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں کوئی دفن نہ کیا گیا ہو یا وہ جگہ ہے جہاں واقعتاً کسی کو دفن کیا گیا ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مقبرہ سے مراد وہ جگہ ہے جہاں کسی کو دفن کیا گیا ہو یعنی اگر کسی جگہ کو قبرستان کیلئے خریدا گیا مگر اس میں کسی کو دفن نہ کیا گیا تو وہاں نماز جائز ہے۔ اور اگر کسی کو دفن کر دیا گیا تو پھر وہاں نماز درست نہیں کہ اس سب زمین کو قبرستان ہی کہا جاتا ہے" (1)

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ لکھتے ہیں: چھٹا مسئلہ، اس حدیث میں قبروں کے پاس نماز یا قبروں پر بنائی گئی مساجد میں نماز کے باطل ہونے پر دلیل ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، اور اہل اصول کے نزدیک نہی اور ممانعت فساد کی مقتضی ہوتی ہے چنانچہ جو کوئی بھی قبر کے پاس نماز پڑھتا ہے اس کی نماز درست نہیں اسے نماز دوہرانی چاہیے کیونکہ قبر کے پاس یا قبر پر بنائی مسجد میں اس کی نماز اس وجہ سے درست نہیں کہ اس سے منع کر دیا گیا اور جس نماز سے منع کر دیا گیا ہو وہ شرعی نہ رہی لہذا وہ درست نہ ہوگی۔ (2)

پانچواں مقصد: قبروں میں نماز سے ممانعت کی وجہ

قبروں میں نماز سے اس لیے روکا گیا ہے کہ یہ یہود ونصاریٰ کی عادات میں سے ہے اور اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کی طرف لے جاتی ہے چنانچہ عام لوگ خواہ کتنی ہی ڈگریاں رکھتے ہوں جب دیکھیں گے کہ اس قبر کے پاس نماز پڑھی جا رہی ہے تو وہ اس سے فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے، جبکہ بعض علماء کا یہ بھی خیال ہے کہ اس ممانعت کا سبب اس جگہ کی نجاست اور پلیدگی ہے۔

حاشیہ ردالمختار میں ہے! اس کی علت اور سبب میں اختلاف ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس میں میت کی ہڈیاں اور پیپ ہوتی ہے اور وہ نجس اور پلید ہیں، مگر یہ بات محل نظر ہے، جبکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ: بت پرستی کی بنیاد نیک لوگوں کی قبروں کو مسجدیں بنانا ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس میں یہودیوں سے مشابہت ہے۔ (3)

الحاوی کے مصنف فرماتے ہیں! اور اس لیے کہ جب میت کی ہڈیوں کو نکالا جاتا ہے تو مقبرہ کی مٹی سے نجاست مل جاتی ہے، اگر یہ کہا جائے کہ میت تو تمہارے نزدیک پاک ہے؟ تو جواب یہ ہوگا کہ: میت اگرچہ پاک ہے لیکن اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے تو پاک نہیں۔ (4)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی کیلئے جائز نہیں کہ ناپاک جگہ پر نماز پڑھے، کیونکہ مقبرہ تو میت کے گوشت پیپ اور پیٹ کے فضلات سے خلط ملط ہوتا ہے اور یہی مردار ہے۔ جبکہ حمام جس کو استعمال کیا جاتا ہے تو وہاں بول و

(1)۔ الشرح الممتع علی زاد المستقنع ص 284 ج 2 (2)۔ اعانۃ المستفید بشرح کتاب التوحید ص 411، ج 1
(3)۔ حاشیہ ردالمختار، ص 409، ج1 (4)۔ الحاوی، ص 337 ج 2

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

براز، خون اور دیگر نجاستیں ہوتی ہیں۔ (1)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں! معلوم ہونا چاہیے کہ جن فقہاء کا خیال ہے کہ قبرستان میں نماز کی کراہت کا سبب قبرستان کی نجاست ہے کہ اس مٹی سے میت کی پیپ مل جاتی ہے اور اسی بنا پر نئے اور پرانے قبرستان کے درمیان یا جس میں مٹی اور میت کے درمیان کوئی رکاوٹ ہو یا نہ ہو کا فرق کیا جاتا ہے اور زمین کا نجس اور ناپاک ہونا ہی اس (قبر) پر نماز سے مانع ہے خواہ مقبرہ ہو یا نہ ہو، لیکن قبروں کے پاس نماز سے روکنے کا بنیادی مقصد یہ نہیں، کیونکہ آپ ﷺ نے واضح کر دیا ہے کہ یہود و نصاریٰ میں جب نیک آدمی مر جاتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا" (2)

یعنی آپ ﷺ نے ان کے کام سے ڈرایا ہے اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: اے میرے پروردگار میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا ہو، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اس قوم پر بہت زیادہ ہے جنہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مسجدیں بنالیا" (3)

قبروں پر مسجدیں بنانے سے ممانعت کی یہ تمام احادیث واضح کرتی ہیں کہ ممانعت کا سبب اندیشہ نجاست (محل) نہیں بلکہ انہیں بت بنانا ہے، جیسا کہ امام شافعی فرماتے ہیں: میں مخلوق کی تعظیم کو مکروہ سمجھتا ہوں یہاں تک کہ اس کی قبر کو مسجد بنالیا جائے جس سے اس کی تعظیم کرنے والے اور اس کے بعد والوں کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے (4) بلاشبہ آپ ﷺ یا کسی نیک آدمی کی قبر کو نہ اکھاڑا گیا اور ایک قبر پر نجاست نہیں اور بلاشبہ آپ ﷺ نے (ممانعت کے) سبب سے اپنے ان ارشادات میں متنبہ کر دیا کہ اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پرستش ہو اور یہ کہ تم سے پہلے لوگ قبروں کو مسجد بنا لیتے تھے تم ان کو مسجد نہ بنانا۔ کیونکہ وہ (کفار) قبریں بناتے تھے جہاں نجاست نہیں ہوتی تھی حضرت ابو مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔

" لا تصلوا الی القبور ولا تجلسوا علیھا " (5)

یعنی قبروں کی طرف نماز نہ پڑھو اور نہ ہی ان پر بیٹھو۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: جب ان میں نیک آدمی مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے اور وہاں یہ تصاویر نقش کر دیتے

---

(1)۔ الام ص 187 ، ج1۔ (2)۔ اس کی تخریج پہلے ص 199 پر گزر چکی ہے۔ (3)۔ المؤطا، کتاب قصر الصلاۃ فی السفر ص 172، ج 1 ابن سعد فی الطبقات ص 240 ، ج 2 مصنف عبدالرزاق ص460ج1، ابن ابی شیبۃ ص 150 ج 2 مسند احمد، ص 246 ج 2 ، الحمیدی رقم: 1025 ، ابونعیم فی الحلیۃ ص 283 ج 6 ، ص317 ، ج 7 النہج السدید ص 115، تحذیر الساجد ص 18 ، صححہ الالبانی والبزار ،

(4) الام ص 365 ج 1 (5) ۔ سبق تخریجہ ص 266

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیامت کے دن یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب مخلوق سے برے ہوں گے“ (1)

یہاں اللہ تعالیٰ نے مورتیوں اور قبروں کو اکٹھا بیان کیا ہے تو یہی وہ علت اور سبب ہے جس کی بنا پر شارع نے (قبروں پر مسجدیں بنانے سے منع) کیا ہے۔ (2)

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسلم شریف میں حضرت ابو مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کا جو فرمان منقول ہے کہ: قبروں پر بیٹھو نہیں اور نہ ہی ان کی طرف نماز پڑھو، اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو سمجھتے ہیں کہ اس ممانعت کا سبب نجاست محل ہے کیونکہ یہ تو نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے جلیل القدر مقاصد سے بہت دور ہے اور یہ موقف کئی وجہ سے باطل ہے مثلاً۔

1۔ ان تمام احادیث میں نئے قبرستان اور اکھاڑے گئے قبرستان میں کوئی فرق نہیں جیسا کہ نجاست کو سبب اور علت قرار دینے والے سمجھتے ہیں۔

2۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاری پر لعنت ان کے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنانے کی بنا پر کی ہے جس سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ ممانعت نجاست کی وجہ سے نہیں ہے کیونکہ یہ تو انبیاء علیہم السلام کی قبور سے خاص نہیں بلکہ ان کی قبریں تو سب سے پاک جگہ ہوتی ہیں جہاں نجاست کا قطعاً کوئی شبہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے وہ اپنی قبروں میں بالکل تازہ ہوتے ہیں۔

3۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قبرستان اور حمام کے علاوہ تمام زمین مسجد ہے اور اگر یہ (ممانعت) نجاست کی وجہ سے ہوتی جو پھر لیٹرینوں، مذبح خانوں وغیرہ کا ذکر سب سے پہلے ہوتا۔

4۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی مسجد مبارک پہلے مشرکین کا قبرستان تھی جہاں سے ان کی قبروں کو اکھاڑ کر ان کو برابر کر کے وہاں مسجد بنادی گئی اور وہاں کی مٹی کو بھی منتقل نہیں کیا گیا بلکہ زمین کو برابر کر کے تیار کی گئی اور اسی جگہ نماز پڑھی گئی، جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے حکم سے مشرکین کی قبریں اکھاڑ دی گئیں اور گڑھوں کو برابر کر دیا گیا۔ جبکہ کھجوریں کاٹ کر مسجد کے قبلہ رخ میں

(1) اس کی تخریج ص: 197 پر گذر چکی ہے۔

(2)۔ اقتضاء الصراط المستقیم ص 678-680 ، ج 2۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتیب دے کر رکھ دی گئیں۔ (1)

5۔ قبروں کے پاس نماز سے شرک کا فتنہ اور بت پرستوں سے مشابہت، عصر اور فجر کے بعد نماز پڑھنے سے کہیں زیادہ فساد کا باعث ہے چنانچہ یہ ممانعت مشابہت کے اس ذریعہ کو روکنے کیلئے ہے جو شاید نمازی کے تصور میں نہ آئے تو اس قریبی ذریعہ کا کیا حکم ہوگا جس کو اختیار کرنے والا مشرک، مردوں سے دعا اور ان سے مدد طلب کرنے اور مشکل کشائی چاہتا ہے اور یہ اعتقاد کہ ان کی قبروں کے پاس نماز مسجد سے بھی افضل ہے اور اس قسم کی دیگر چیزیں جو واضح طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی سخت مخالفت ہے تو اس خرابی اور فساد کے مقابلہ میں علت نجاست کی کیا حیثیت ہے فتنہ قبور کے سبب امت کو اس سے منع کرنے میں آنحضرت ﷺ کا جو ارادہ ہے اس کی دلیل قوم نوح علیہ السلام اور اس کے بعد کی قوموں کا اس فتنہ میں مبتلا ہونا بھی ہے۔

6۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے قبروں پر مساجد بنانے والوں پر لعنت کی ہے اگر یہ لعنت نجاست محل کی بنا پر ہوتی تو ممکن تھا کہ ان کو پاک مٹی سے لپائی کر کے ان پر مسجد بنالی جاتی تو لعنت کا حکم دور ہو جاتا، جبکہ یہ قطعاً باطل ہے۔

7۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے قبروں پر مسجدیں بنانے والے اور ان پر چراغاں کرنے والے، دونوں پر لعنت کا اطلاق فرمایا ہے یعنی دونوں جس طرح لعنت میں اکٹھے ہیں اسی طرح کبیرہ گناہ کرنے میں بھی اکٹھے ہیں کیونکہ جس (فعل) پر آپ ﷺ لعنت کا اطلاق فرمائیں وہ کبائر میں سے ہوتا ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ قبروں پر چراغاں کرنے والے پر لعنت اس وجہ سے کی گئی ہے کہ وہ ان (قبروں) کی تعظیم کا سبب بنتا ہے اور مشرکوں کے وفود کی منزل بناتا ہے جیسا کہ آج کل ہم دیکھ رہے ہیں اسی طرح قبروں پر مسجدیں بنانا ہے اور اسی بنا پر ان دونوں کو جمع کیا گیا ہے چنانچہ قبروں پر مسجدیں ان کی تعظیم ہے اور فتنہ میں مبتلا ہونے کا ذریعہ ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اصحاب کھف کے معاملہ میں اپنی بات کو غالب سمجھنے والوں کا قول نقل کیا ہے۔

" لنتخذن علیھم مسجدا " (2)

ہم ان پر مسجد بنائیں گے، گویا یہ وہی قوم تھی جنھوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مسجدیں بنالیا، جس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اے میرے پروردگار میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی عبادت ہو، اس میں تنبیہ ہے کہ لعنت کا سبب کیا ہے، اور وہ یہی کہ وہ اس کے ذریعہ یہاں تک پہنچتے کہ وہ (قبریں) بت بن جائیں جن کی عبادت کی جائے

(1) بخاری کتاب الصلاۃ رقم 428 مسلم رقم 524 (2) سورۃ الکہف آیت نمبر 21

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کلام: بہرحال مجموعی طور پر جسے شرک اور اس کے ذرائع واسباب کا علم ہے اور وہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے مقاصد کو بھی سمجھتا ہے۔ وہ ایسا یقین جازم رکھے گا کہ جس سے اختلاف ممکن ہی نہیں کہ آپ ﷺ کی طرف سے لعنت میں مبالغہ اور ''لاتفعلو'' یا ''انی انہاکم'' کے الفاظ میں ممانعت نجاست محل کی وجہ سے نہیں بلکہ وہ شرک کی اس نجاست وغلاظت کی وجہ سے جو آپ ﷺ کے نافرمان کو لاحق ہوتی ہے اور جس سے اس ممانعت کا مرتکب، اپنی خواہش کا تابع، اپنے رب اور آقا سے نہ ڈرنے والا۔ کم بخت اور شہادت توحید سے خالی شخص ملوث ہوتا ہے، کیونکہ اس قسم کی لعنت کرنا اور ممانعت کا حکم نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف سے اس لیے ہوتا ہے کہ عقیدہ توحید کو شرک وغیرہ کی الائشوں سے محفوظ رکھا جا سکے اور اسے اس قسم کی نجاست وغلاظت سے پاک رکھا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ کسی کی برابری پر ناراض ہوتا ہے۔ مگر مشرکین اس مقصد کا انکار کرتے ہوئے اس کے حکم کی مخالفت ونافرمانی اور اس کی ممانعت کے ارتکاب کو معمول بناتے ہیں اور شیطان نے انہیں دھوکہ دے رکھا ہے جس کی بنا پر وہ کہتے ہیں کہ: یہ تو مشائخ اور نیک لوگوں کی قبروں کی تعظیم ہے جن کی جتنی تعظیم کی جائے گی اور جس قدر اس میں غلو ہوگا اسی قدر ان کو تقرب کی سعادت ملے گی اور ان کے دشمنوں سے دور ہوگا، اللہ کی قسم بالکل اسی راستہ سے شیطان یغوث، یعوق اور نسر کے پجاریوں پر داخل ہوا اور اسی دروازہ سے قیامت تک بت پرستوں پر داخل ہوتا رہیگا اور مشرکین ایک طرف ان (بزرگوں) کے متعلق غلو کرتے ہیں دوسری طرف ان کے طریقہ (عقیدہ) پر اعتراض بھی کرتے ہیں پھر بیک وقت ان کی عقیدت اور مخالفت کو جمع کر رکھا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اہل توحید کو ہدایت اور یہ توفیق دی ہے کہ وہ ان کے راستہ (عقیدہ) پر بھی چلتے ہیں اور ان کو ان کے اس مقام عبودیت پر بھی رکھتے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کیا ہے اور خدائی خصوصیات کی ان سے نفی کرتے ہیں اور یہ ان کی انتہائی تعظیم واطاعت ہے جبکہ مشرک ان کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اور تعظیم کی صورت میں انکی تعریفیں بھی کرتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں اسے ناپسند سمجھتا ہوں کہ مخلوق کی یوں تعظیم کی جائے کہ اس کی قبر کو مسجد بنالیا جائے کیونکہ اس سے (تعظیم کرنے والے کا) فتنہ میں مبتلا ہونے بلکہ اس کے بعد بھی تمام لوگوں کے (اسی فتنہ میں) مبتلا ہونے کا خوف اور اندیشہ ہے۔ (1)

عبدالرحمٰن بن حسن لکھتے ہیں: قبرستان میں میت کی پیپ سے اس کی نجاست کی بنا پر نماز کی ممانعت وغیرہ کئی وجہ

---

(1) اغاثۃ اللھفان۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بالکل باطل ہے۔ مثلا یہ کہ ایسا خیال رکھنا اللہ تعالیٰ پر بلا علم کچھ کہنے کے مترادف ہے جو قرآن پاک کی نص سے حرام ہے۔ اور یہ بھی کہ اگر واقعی یہ سبب ہے تو پھر اس کا مرتکب اس سختی اور لعنت کا حقدار نہیں ورنہ یہ کہنے میں کیا رکاوٹ ہے کہ: جو کسی ناپاک جگہ پر نماز پڑھتا ہے اس پر اللہ کی لعنت؟ اور ان لوگوں کی اس بات سے تو یہ نتیجہ بھی لازم آئے گا کہ آنحضرت ﷺ نے علت اور سبب کو بیان نہیں کیا، بلکہ اس کی وضاحت کو اپنے اور قرون راشدہ کے بعد آنے والوں کے سپرد کر دیا ہے جو عقل و نقل کے اعتبار سے بالکل باطل ہے، کیونکہ یوں تسلیم کرنا ہوگا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام وضاحت سے عاجز رہے یا پھر تبلیغ میں کوتاہی ہوئی جو سب سے بڑا باطل ہے، اس لیے کہ آنحضرت ﷺ نے تبلیغ کا بھی مکمل حق ادا کیا اور (علت) بیان کرنے پر بھی آپ کو سب سے زیادہ قدرت اختیار تھا چنانچہ باطل کا نتیجہ بھی باطل ہوگا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ: یہ لعنت اور سخت وعیدان کے متعلق ہے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مسجدیں بنایا اور بعض میں انبیاء کے علاوہ دوسروں کا بھی ذکر ہے چنانچہ اگر یہی علت (نجاست محل) ہوتی تو یہ علت انبیاء علیہم السلام کی قبروں کے بارے میں نہ پائی جاتی کیونکہ اس کے اجساد مطہرہ تو ہمیشہ تازہ رہتے ہیں جن میں پیپ وغیرہ کا اندیشہ نہیں کہ وہاں نماز سے روکا جائے، یعنی جب قبروں پر مسجدوں کی ممانعت نص کے ذریعہ انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو شامل ہے تو سمجھنا چاہیے کہ پھر اصل علت (شرک) وہی ہے جس کا ہمارے ذکر کردہ علماء کرام کے اقوال میں ہوا ہے۔ (1)

علامہ شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلہ میں بہت سی صحیح احادیث ہیں ان پر کوئی اعتراض نہیں اور وہ بڑی واضح دلالت کرتی ہیں کہ قبرستان میں نماز حرام ہے کیونکہ ہر وہ جگہ جہاں نماز پڑھی جائے اسے مسجد کہا جاتا ہے، کیونکہ مسجد لغت میں سجدہ کی جگہ کو کہتے ہیں جیسے صحیح حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جعلت لی الارض مسجدا" میرے لیے تمام زمین سجدہ گاہ بنادی گئی ہے۔ یعنی ہر جگہ نماز جائز ہے بہر حال ان مذکوہ نصوص کا ظاہر عموم کا متقاضی ہے خواہ قبرستان کو اکھاڑ دیا جائے جس سے اس کی مٹی میں میت کی پیپ وغیرہ مل گئی ہو یا نہ اکھاڑا جائے کیونکہ اس نہی اور ممانعت کی علت اور سبب قبروں کا ناپاک ہونا نہیں جیسا کہ شافعی حضرات کہتے ہیں، جس پر (ہماری) دلیل نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مساجد بنانے سے ممانعت ہے کیونکہ یہ تو واضح ہے کہ انبیاء علیہم

(1) فتح المجید ص 273۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام کی قبریں ناپاک نہیں ہوتیں لہذا اس ممانعت کی علت ذریعہ (شرک) کو روکنا ہوا، کیونکہ لوگ جب قبروں کے پاس اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے تو معاملہ قبروں کی عبادت تک آ پہنچے گا، اور مذکورہ دلائل سے ظاہر ہوتا ہے کہ قبروں کے پاس مطلق نماز سے ممانعت ہے۔ (1)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں! جنھوں قبرستان میں ممانعت نماز کی علت قبرستان کی نجاست قرار دی ہے تو یہ علت خود بیمار ہے بلکہ مردہ ہے جس میں کوئی جان نہیں، انہوں نے کہا ہے: بسا اوقات قبر کو اکھاڑا جائے تو مردوں کی پیپ مٹی کو ناپاک اور پلید کر دیتی ہے۔

لیکن اس کا جواب درج ذیل صورتوں میں دیا گیا ہے۔

1۔ اصل میں تو قبرستان کو اکھاڑنا ہی نہیں چاہیے۔

2۔ کون کہتا ہے کہ پیپ سے آلودہ مٹی پر ہی نماز پڑھی جائے گی؟

3۔ اس کا بھی کون قائل ہے کہ مردہ آدمی کی پیپ پلید اور ناپاک ہے؟

4۔ ان لوگوں کے نزدیک پرانے قبرستان اور نئے قبرستان جس کے متعلق معلوم ہے کہ اسے اکھاڑا نہیں گیا میں کوئی فرق نہیں۔

تو ان تمام صورتوں کا جواب ممکن نہیں لہذا یہ علت (نجاست محل) قرار دینا باطل ہے۔ (2)

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث میں قبروں کے پاس نماز پڑھنے اور ان پر مساجد بنانے کی حرمت پر دلیل ہے کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان "فلا تتخذوا القبور مساجد" دو معنوں کو شامل ہے یعنی تعمیر سے خالی نماز اور قبر پر تعمیر، یہ سب کچھ قبروں کو مسجد بنانے کے مترادف ہے اور یہ (حکم) شرک کے ذریعہ کو روکنے کے لیے ہے، ایسا نہیں جس طرح نجاست محل کو علت قرار دینے والے کہتے ہیں یہ علت درست نہیں کیونکہ اس مکان میں کوئی نجاست نہیں ہوتی۔ (3)

ترجیح: اس تفصیلی بحث کے بعد ہمارے سامنے یہ نتیجہ آتا ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی نہی اور ممانعت کی بنا پر جن مساجد میں ایک یا زیادہ قبریں ہوں ان میں نماز حرام ہے کیونکہ قبرستان اور حمام میں نماز سے منع کرنے والی

---

(1) أضواء البیان ص، 153، ج 3۔ (2) الشرح الممتع ص: 87، ج 2۔

(3) اعانۃ المستفید ص 411 ج 1۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث رسول ﷺ اپنے خصوص اور تمام زمین کے مسجد طاہر بنائے جانے والی حدیث کے عموم کا بھی یہی تقاضا ہے نیز قبرستان اور حمام میں ممانعت والی حدیث پر عمل سے امت محمدیہ علی صاحبھا الصلاۃ والسلام کی یہ خصوصیت ختم نہیں ہوتی کہ اس امت کیلئے تمام زمین مسجد اور پاک ہے کہ جہاں چاہے نماز پڑھ لی جائے ، کیونکہ پہلی امتوں کیلئے گرجا گھروں اور معبد خانوں کے علاوہ نماز پڑھنا درست نہ تھا، البتہ امت محمدیہ علی صاحبھا الصلاۃ والسلام کو اگر قبرستان اور حمام میں نماز سے روکا گیا ہے تو یہ عموم سے استثناء ہے جس سے اس کی خصوصیت وامتیاز باقی رہتا ہے کہ وہ گھروں میں صحرا، راستوں، باغیچوں، جہازوں اور کشتیوں وغیرہ میں نماز پڑھ سکتے ہیں اور شرک کا سبب بننے والی جگہوں سے نماز کی حرمت سے اس خصوصیت اور امتیاز میں بھی کوئی نقص واقع نہیں ہوتا، بہر حال اس تفصیل سے درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں:

1۔ نماز سے ممانعت کی علت اور وجہ میت کی پیپ وغیرہ کے سبب نجاست نہیں کیونکہ پیپ کے نجس ہونے میں ہی اختلاف ہے اگر اس کو نجس سمجھ بھی لیا جائے تو دوسرے سبب کی کوئی بنیاد نہیں اور وہ یہ کہ لعنت ان لوگوں پر کی گئی ہے جنہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مسجدیں بنایا جبکہ یہ بات تو ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ہے اور ان کے اجسام پاک ہوتے ہیں ناپاک نہیں، تو یہ علت (نجاست محل) ختم ہوگئی۔ والحمدللہ رب العالمین۔

2۔ اور یہ بھی کہ قبرستان میں نماز سے ممانعت کی علت کا کسی بھی حدیث میں ثبوت نہیں جو اس بات کی دلیل ہے یہ علت کمزور ہے۔

3۔ قبرستان میں نماز حرام ہے اور جو قبرستان میں نماز پڑھے اس کو اپنی نماز دوہرانی چاہیے کیونکہ ممانعت نماز کا تقاضا فساد اور بطلان ہے البتہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے روکنے سے قبر کے آگے جا کر نماز پڑھنا (جیسا کہ امام بخاری کے شیخ نے وضاحت کی ہے لفظ حدیث میں تصحیف (تبدیلی) کی وجہ سے ہے یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ ''القمر'' سمجھ رہے تھے جب انہیں معلوم ہوا کہ ''القبر'' کہا جا رہا ہے تو وہ رک گئے اور قبر سے دور ہٹ گئے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ قبر کے پاس نماز صحیح نہیں ہوتی۔ نیز اس حدیث میں اضافہ صحابی پر موقوف ہے جبکہ مرفوعا نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے واضح طور پر ممانعت منقول ہے۔ الغرض علماء کرام کے اقوال کی روشنی میں میرے نزدیک یہی راجح ہے واللہ اعلم و صلی اللہ علی نبینا محمد .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹی فصل

زیارت قبور

پہلی بحث: مرد حضرات کی زیارت قبور کا حکم

قبروں کی زیارت ایک ایسا معاملہ ہے جس کا انسان شروع ہی سے عادی ہے دور جاہلیت کے لوگ قبروں کی زیارت پر فخر کیا کرتے تھے اسلام نے آکر اس زیارت کو حرام قرار دے دیا تاکہ ان سے دلی تعلق ختم ہو جائے تاہم جب صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ایمان پختہ ہو گیا تو آپ ﷺ نے ان کو قبروں کی زیارت کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا

"نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها" (1)

میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا اب ان کی زیارت کیا کرو

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ان احادیث میں سے ہے جو ناسخ و منسوخ کو شامل ہے (یعنی بیک وقت اس میں ناسخ کا بھی ذکر ہے اور منسوخ کا بھی) اور یہ مردوں کیلئے زیارت قبور کی ممانعت کے نسخ میں واضح ہے اور (علماء) کا اتفاق و اجماع ہے کہ مردوں کیلئے زیارت قبور سنت ہے۔ (2)

حافظ ابن حجر نے اس حدیث، جس میں آتا ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام ایک عورت کے پاس سے گزرے جو قبر پر رو رہی تھی) (3) پر حاشیہ میں لکھا ہے: (امام بخاری نے) جو باب زیارت قبور قائم کیا ہے تو اس کا مطلب اس کی مشروعیت ہے گویا انہوں نے حکم کی صراحت نہیں کی کیونکہ اس میں اختلاف ہے (جیسا کہ آگے آئے گا) گویا مصنف (بخاری) نے اپنی شرائط کے مطابق ایسی احادیث نہیں پائیں جن میں (زیارت) کے جواز کی صراحت ہو، پھر انہوں نے امام نووی کا قول ذکر کیا ہے کہ وہ (علماء) مردوں کیلئے زیارت قبور کے جواز پر متفق ہیں۔ اور اس کو انہوں نے مطلق رکھا ہے، مگر اس پر اعتراض ہے کیونکہ ابن ابی شیبہ وغیرہ نے ابن سیرین، ابراہیم نخعی رحمہما اللہ سے مطلقا کراہت کو نقل کیا ہے۔ حتی کہ امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی ممانعت نہ ہوتی تو میں اپنی بیٹی کی قبر کی زیارت کرتا (4)

---

(1)۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب استئذان النبی ﷺ ربہ فی زیارۃ قبر أمہ، حدیث 977 (2)۔ المنہاج 622، المفہم للقرطبی ص 632 ج 2 (3)۔ بخاری، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، 1283 (4)۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الجنائز باب فی زیارۃ القبور حدیث 6706، ابن ابی شیبہ، کتاب الجنائز باب من کرہ زیارۃ القبور حدیث 11۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہذا ممکن ہے کہ جس نے کراہت مطلق کہا اس نے ان علماء کے بعد جو حکم جاری ہوا اس پر اتفاق مراد لیا ہو اور گویا کہ ان حضرات تک ناسخ (حکم) نہ پہنچا ہو، واللہ علم (1)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ، نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ارشاد "فزوروھا" پر حاشیہ میں فرماتے ہیں: یہ دلالت کرتا ہے کہ ممانعت اس وقت تھی جب قبروں کے پاس نامناسب باتیں (نوحہ وغیرہ) کہی جاتی تھیں تاکہ اس سبب کو روک دیا جائے۔ (2)

امام ابن بطال ؒ فرماتے ہیں: قبروں کی زیارت سے ممانعت اسلام کے ابتدائی دور میں تھی جب بت پرستی اور قبروں پر مساجد بنانے کا زمانہ قریب تھا لیکن جب اسلام مستحکم اور لوگوں کے دلوں میں قوت پکڑ گیا نیز قبروں کی عبادت اور انکی طرف نماز کا خوف نہ رہا تو ان کی زیارت سے ممانعت منسوخ کر دی گئی کیونکہ زیارت قبور آخرت کو یاد دلاتی ہے اور دنیا سے بیزاری کا ذریعہ ہے۔ (3)

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبروں کی زیارت مستحب ہے اور یہ فرض ہے خواہ ایک مرتبہ ہی ہو (4)

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ذریعہ اور سبب کو روکنے کیلئے مردوں کو زیارت قبور سے روکا تھا لیکن جب توحید ان کے دلوں میں جاگزیں ہوگئی تو آپ نے شرعی طریقہ سے ان کو زیارت قبور کی اجازت دیدی اور منع کر دیا کہ کوئی قبیح بات نہ کہیں، چنانچہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے پسندیدہ شرعی طریقہ کے علاوہ قبروں کی زیارت کرے گا تو اس کی اجازت نہیں اور سب سے بڑی قباحت اور برائی قبروں کے پاس قولی و فعلی شرک ہے۔۔۔ پس یہ وہ زیارت ہے جسے آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کیلئے جائز قرار دیا اور اس کی تعلیم دی، تو کیا اس میں کوئی ایسی چیز ہے جس پر اہل شرک اور اہل بدعت اعتماد کرتے اور اس کا سہارا دیتے ہیں؟ یا کہ وہ زیارت ان کے طریقہ کے بالکل برعکس اور الٹ ہے؟ (5)

علامہ مناوی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: (یہ ممانعت) ان کے زمانہ کفر سے نزدیک ہونے کی وجہ سے تھی مگر اب جبکہ جاہلیت کے آثار مٹ چکے ہیں اور اسلام مستحکم ہو چکا ہے اور تم تقویٰ و یقین والے بن گئے

---

(1) فتح الباری ، ص 177 ، ج 3 (2) الجواب الباہر ص 234
(3) شرح صحیح البخاری لا ابن بطال ص 271 ج 3 (4) المحلی، ص 388 ج 3
(5) اغاثۃ اللھفان ، ص 205

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتو قبروں کی زیارت کیا کرو، یعنی اس شرط سے کہ اس زیارت میں قبر کو چھونا، اسے بوسہ دینا یا اس پر سجدہ وغیرہ کرنا نہ ہو ورنہ تو یہ بقول علامہ سبکی بہت بری بدعت ہے جسے جاہل کرتے ہیں، اور (شرعی) زیارت دنیا سے بے رغبتی اور ذکر آخرت کا ذریعہ ہے گویا یہ زیارت اس کیلئے بہترین دوا ہے جس کا دل سخت ہو چکا ہو اور گناہ گار ہو اگر کثرت زیارت اسے فائدہ دے تو ایسا ہی کرے ورنہ وہ سکرات الموت کا مشاہدہ کرے کیونکہ خبر مشاہدہ کی طرح نہیں ہوتی۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں ''فزوروھا'' میں حرف ''فاء'' محذوف سے متعلق ہے یعنی میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے جاہلیت کے کام، کثرت مال پر فخر ومباہات کے ساتھ زیارت سے منع کیا تھا لیکن اب اسلام آ گیا ہے اور شرک کی بنیادیں گرادی گئی ہیں لہٰذا اب قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ رقت قلب اور دلوں میں نرمی پیدا کرتی ہے اور موت ومصیب یاد دلاتی ہے۔ (1)

علامہ صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ (حدیث) دلالت کرتی ہے کہ قبروں کی زیارت جائز ہے اور اس میں حکمت کی وضاحت بھی ہے کہ یہ زیارت نصیحت وعبرت کیلئے ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ ہیں:

فانھا عبرۃ و ذکر للآ خرۃ والتز ھید فی الدنیا '' (2)

یہ عبرت ونصیحت ہے اور آخرت کی یاد نیز دنیا سے بے نیازی ہے۔

اگر یہ زیارت اس سے خالی ہے تو پھر وہ شرعی مقصد نہیں اور حضرت بریدہ رضی اللہ کی حدیث (3) میں ان دونوں میں تطبیق ہے کہ پہلے آپ ﷺ نے منع فرمایا پھر اجازت دیدی اور زیارت کا حکم صرف مردوں کیلئے ہے اور بالاتفاق یہاں ''امر'' استحباب وندب کیلئے ہے (وجوب کیلئے نہیں) البتہ والدین کے حق میں آثار کی بنا پر زیادہ تاکید ہے'' (4)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: اس میں زیارت قبور کی اجازت ہے اور زیارت سے ممانعت کا نسخ ہے، امام نوویؒ نے بیان کیا ہے: اہل علم کا اتفاق ہے کہ قبروں کی زیارت جائز ہے، حافظ ابن حجر

---

(1) فیض القدیر ص 71 ج 5 (2) ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی زیارۃ القبور، 1593 وقال الالبانی: ضعیف

(3) مسلم، الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الرخصۃ فی زیارۃ القبور 1054

(4) سبل السلام ص 774 ج 2 فتح الباری ص 177 ج 3

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں: انہوں (علماء) نے اسے مطلق کیا ہے لیکن اس پر اعتراض ہے کیونکہ ابن ابی شیبہ وغیرہ نے ابن سیرین، ابراہیم النخعی اور شعبی وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس کو مطلقاً مکروہ جانا ہے حتی کہ امام شعبی تو فرماتے ہیں: اگر نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی ممانعت نہ ہوتی تو میں اپنی بچی کی قبر کی زیارت کرتا، شاید کہ جس نے مطلق کہا ہے اس نے ان لوگوں کے بعد ہونے والا وہ اتفاق مراد لیا ہو جس پر یہ عمل جاری رہا۔ اور ان کو یہ ناسخ نہ پہنچا ہو۔ واللہ اعلم۔ جبکہ امام ابن حزم کا خیال ہے کہ زیارت قبور واجب ہے خواہ عمر میں ایک مرتبہ ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس سلسلہ میں حکم "فزوروھا" دیا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ نہی کے بعد امر، کیا وجوب کا فائدہ دیتا ہے یا محض جواز کا اس مسئلہ کی مکمل تفصیل کتب اصول میں موجود ہے۔ (1)

چنانچہ مطلق زیارت قبور سے متعلق اہل علم کے متعدد اقوال ہیں۔

پہلا قول:۔ کراہت، ان لوگوں کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ احادیث ممانعت منسوخ نہیں ہوئیں کیونکہ احادیث نسخ مشہور نہیں ہیں اسی وجہ سے امام بخاریؒ نے ایسی احادیث کو بیان نہیں کیا جن میں نسخ عام ہو۔ یہ بات امام شعبی کی طرف منسوب کی جاتی ہے جنہوں نے فرمایا تھا اگر نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے زیارت قبور سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اپنی بیٹی کی قبر کی زیارت کرتا" اسی طرح ابن سیرین سے بھی کراہت منقول ہے جبکہ ابن بطال رحمہ اللہ اس کا سبب ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں میرے خیال میں شعبی اور نخعی وغیرہما کو احادیث اباحت نہیں پہنچیں۔ (2)

امام مالک رحمہ اللہ سے بیان کیا گیا ہے وہ قبروں کی زیارت کو کمزور (موقف) قرار دیتے تھے۔ (3)

ابن بطال امام مالک رحمہ اللہ کے اس موقف پر فرماتے ہیں: جس کی تائید وحمایت آثار وروایات اور عمل سلف سے ہو وہ ہی درست ہونے کا زیادہ حقدار ہے۔ (4)

دوسرا قول:۔ اباحت، شیخ الاسلام فرماتے ہیں: ایک گروہ کا خیال ہے کہ (یہ ممانعت) منسوخ ہو کر اباحت میں بدل گئی ہے یعنی زیارت قبور اب مستحب نہیں بلکہ مباح وجائز ہے جیسا کہ امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ کا مذہب ہے ان کا کہنا ہے کہ: ممانعت کے بعد امر اباحت کا فائدہ دیتا ہے۔ (5)

---

(1) نیل الاوطار، ص 564 ج 4 (2) شرح صحیح البخاری ص:270 ج 3، مصنف عبدالرزاق کتاب الجنائز حدیث 6706 ابن ابی شیبہ کتاب الجنائز، حدیث 11 (3) ایضاً، الجواب الباہر ص 232 (4)۔ شرح صحیح البخاری لابن بطال ص: 270 ج 3 (5) شرح روضۃ الناظر لابن قدامہ ص 121 ج 1 ارشاد الفحول للشوکانی ص 169-175

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ حدیث " کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها " (میں نے تمہیں زیارت قبور سے روکا تھا اب تم ان کی زیارت کیا کرو) دلیل ہے کہ نہی اس وقت کی ہے جب قبروں کے پاس قبیح باتیں کہی جاتی تھیں تو اس سبب کو روکنے کیلئے ممانعت فرمادی، چناچہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی الجامع میں یوں باب قائم کیا ہے:

"باب ماجاء في الرخصة في زيارة القبور" (1)

کہ زیارت قبور کی رخصت کا باب، جو اشارہ ہے کہ ان کے نزدیک اصل چیز اباحت ہے استحباب نہیں۔

تیسرا قول:۔ استحباب، شیخ الاسلام فرماتے ہیں اکثر کا خیال ہے کہ: اہل ایمان کی قبروں کی زیارت مستحب ہے تاکہ ان پر سلام کہنے کے ساتھ ان کیلئے دعا کی جائے جیسا خود نبی علیہ الصلاۃ والسلام بقیع کی طرف جاتے تو ان کی کیلئے دعا کرتے اور صحیحین میں یہ بھی ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ شہداء احد (کے مدفن) کی طرف گئے وہاں آپ ﷺ نے ان پر اس طرح نماز پڑھی جیسے میت کی پڑھی جاتی ہے گویا (آپ ﷺ) زندوں اور مردوں کو الوداع کہنے والے ہوں۔ (2)

آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھاتے کہ جب وہ زیارت قبور کریں تو کہیں:

" السلام عليكم أهل الديار من المومنين وانا انشاء الله بكم لا حقون ، يرحم الله المستقدمين مناومنكم والمستاخرين ،فنسأل الله لناولكم العافية ، اللهم لا تحرمنا أجرهم و لا تفتنا بعدهم واغفرلنا ولهم " (3)

قبرستان کے باسی اہل ایمان، تم پر سلامتی ہو، اور ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم اور تم میں آگے جانے والے اور پیچھے رہ جانے والوں پر رحم فرمائے، ہم اپنے اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں، ہمارے پروردگار ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ کرنا اور ان کے بعد کسی فتنہ میں بھی مبتلا نہ کرنا، ہمیں اور ان کو بخش دے"

امام نووی رحمہ اللہ زیارت قبور کے مستحب ہونے پر اجماع نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تمام (علماء) کا اس پر اجماع ہے کہ قبروں کی زیارت سنت ہے" (4) مگر یہ دعوی اجماع صحیح نہیں جیسا کہ ابھی علماء کے اس مسئلہ میں

---

(1)۔ جامع الترمذی ص حدیث 1054 (2)۔ ان احادیث کی تخریج آگے آرہی ہے۔

(3)۔ مسلم، کتاب الجنائز باب مایقال عند دخول القبور حدیث: 974 وہاں الفاظ قدرے مختلف ہیں۔

(4)۔ المنہاج ص 622

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذکر کردہ اختلاف سے واضح ہوتا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ: مردوں کیلئے زیارت قبور مستحب ہے اور یہ مذہب مطلق ہے جس پر نص ہے اور یہی جمہور اصحاب (مذاہب) کا خیال ہے (1)

اور یہاں ایک چوتھا قول بھی ہے کہ زیارت قبور عمر میں ایک مرتبہ واجب ہے" (2)

لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ پہلے تینوں اقوال کی کچھ نہ کچھ حیثیت ہے شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ تینوں اقوال کسی نہ کسی اعتبار سے درست ہیں مگر جب زیارت قبور میں شرک، جھوٹ، نوحہ یا قبیح اور بیہودہ قسم کی کوئی حرام چیز پائی جائے تو ایسی زیارت بالا جماع حرام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے اور اس کے حکم کے نافرمان زیارت کرتے ہیں، ان کی زیارت بلاشبہ حرام ہے، اور ایسا کرنے والا دین اسلام کو قبول نہیں کرتا، کیونکہ اسلام تو اللہ تعالیٰ کی خلق اور اس کے حکم کو تسلیم کرنے کا نام ہے کہ انسان اس کے فیصلوں کو تسلیم کرتا ہے اور جس کا وہ حکم دیتا ہے اس پر عمل کرتا ہے اور اس سے محبت رکھتا ہے ہم ایسا ہی کرتے ہیں اور اسی کو پکارتے ہیں، اسی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں اور اسی پر توکل کرتے ہیں۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے رب اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں اور اپنی نمازوں میں کہتے ہیں:

ایاک نعبد و ایاک نستعین" (3)

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے" فاعبده و توکل علیه (4) اس کی عبادت کرو اور اس پر بھروسہ رکھو اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ صبر اور نماز کے ساتھ مدد حاصل کرو، اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔ (5)

نیز فرمایا "دن کے دونوں حصوں میں نماز پڑھو اور رات کو بھی، بے شک نیکیاں، برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں اس میں نصیحت لینے والوں کیلئے نصیحت ہے اور صبر کرو اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا" (6)

دوسری قسم:۔ میت کے ساتھ رشتہ داری یا دوستانہ تعلق کی بنا پر صرف اظہار غم کیلئے قبر کی زیارت کرنا جائز ہے

(1)۔ الانصاف ص 264 ج 6 (2)۔ المحلی، ص 388، ج 3
(3)۔ سورت الفاتحہ، آیت 4 (4)۔ سورت ہود، آیت 123
(5)۔ سورت بقرہ، آیت 153 (6)۔ سورت ہود، آیت 114-115

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ نوحہ وغیرہ کے بغیر میت پر رونا جائز ہے جس طرح کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت فرمائی، تو خود بھی رو پڑے اور اپنے اردگرد والوں کو بھی رولایا، اور فرمایا: قبروں کی زیارت کیا کرو یہ آخرت یاد دلاتی ہے۔ (1)

پھر لکھتے ہیں: اس زیارت سے منع کر دیا گیا تھا کہ وہ (مشرکین) وہاں منکر کام کرتے تھے جب لوگوں نے اسلام کو پہچان لیا تو اس کی اجازت دیدی گئی کیونکہ اس میں مصلحت تھی اور یہ موت کو یاد دلاتی ہے، چنانچہ کتنے لوگ ہیں جو اپنے کسی قریبی کو قبر میں دیکھتے ہیں تو موت یاد کرتے ہیں اور آخرت کی تیاری کرتے ہیں۔ اور کبھی جزع فزع بھی ہوتا ہے تو یہ دونوں کام باہم مخالف ہیں لیکن نفس زیارت مباح ہے، اگر اس سے اطاعت مقصود ہو تو یہ زیارت خود اطاعت بن جائے گی اور اگر گناہ کیا جائے تو یہ زیارت بھی گناہ ہوگی۔

تیسری قسم: میت کیلئے دعا کی غرض سے زیارت کرنا، جیسے نماز جنازہ ہے اور یہ وہ مستحب ہے جس کے استحباب پر سنت دلالت کرتی ہے کیونکہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے خود ایسا کیا ہے اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی سکھایا ہے کہ وہ قبروں کی زیارت کے وقت کیا کہیں، (2)

ترجیح: اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر زیارت قبور شرعی مقاصد کیلئے شرعی ہدایات کے مطابق ہو تو وہ مستحب ہے اگرچہ حدیث میں امر کا صیغہ ہے لیکن علماء اصول کے نزدیک جب امر نہی کے بعد ہو تو اس سے حلت واباحت مراد ہوگی تاہم یہ استحباب اس نص حدیث کے علاوہ ہی ثابت ہے یعنی آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے فعل سے بھی ثابت ہے چنانچہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے زیارت قبور ثابت ہے جیسا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صلی علی قتلی احد بعد ثمانی سنین کالمودع للأحیاء والأموات" (3)

آپ ﷺ نے شہداء احد پر آٹھ سال بعد نماز پڑھی جیسا کہ آپ زندوں اور مردوں کو الوداع کہنے والے ہوں۔

---

(1)۔ ان احادیث کی تخریج آگے آئے گی (2)۔ الجواب الباہر، ص 236-237

(3)۔ بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ احد، حدیث 4042 مسلم کتاب الفضائل، باب اثبات حوض النبی ﷺ وصفاتہ ص 2296 ، بعض علماء نے یہاں "صلی" سے مراد نماز کی بجائے دعا لی ہے اور پھر یہ واقعہ مسجد کا ہے قبرستان کا نہیں، (مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میری باری ہوتی تو رسول اللہ ﷺ رات کے آخری حصہ میں بقیع کی طرف جاتے اور السلام علیکم دار قوم مومنین ۔۔۔۔ دعا پڑھتے ، (1)

اس سلسلہ میں اور بھی بہت سی احادیث ہیں جو سب جمہور کے موقف کی تائید کرتی ہیں کہ زیارت قبور مستحب ہے ،جبکہ اس حدیث کا بخاری شریف میں نہ ہونا کوئی دلیل ہے نہ قرینہ بلکہ اس کا مسلم شریف وغیرہ میں ہونا ہی کافی ہے فللہ الحمد، کیونکہ بخاری رحمہ اللہ اور انکی کتاب اپنے مقام ومرتبہ اور عظمت ومنزلت کے باوجود احادیث صحیحہ کا واحد ذخیرہ تو نہیں، اس لیے کہ مسند احمد، صحیح مسلم، سنن اربعہ اور موطا امام مالک وغیرہ دفاتر اسلام اور کتابیں ایسی احادیث صحیحہ سے بھری ہوئی ہیں جنہیں امام بخاری رحمہ اللہ اپنی کتاب میں نہیں لائے، جو ان کے صحیح نہ ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ امام صاحب کی مقرر کردہ شروط پر پورا نہ اترنے یا پھر ان تک یہ روایات نہ پہنچنے کی وجہ سے ہے، اور امام صاحب نے خود اس کی وضاحت کردی ہے۔

مسئلہ: تاہم اس مسئلہ سے ایک اور مسئلہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان کی طرح کافر کی قبر کی زیارت بھی کی جاسکتی ہے؟ جمہور علماء کا خیال ہے کہ مشرکین کی قبروں کی زیارت بھی مستحب ہے کیونکہ آپ ﷺ کی مطلق اجازت کا یہی تقاضا ہے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ممانعت کے بعد قبروں کی زیارت کی اجازت دی ہے اور یہ علت وحکمت بیان فرمائی کہ یہ موت اور آخرت یاد دلاتی ہے اور آپ کی یہ اجازت عام ہے مسلمان کی قبر ہو یا کافر کی" (2)

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کوئی حرج نہیں کہ مسلمان اپنے کافر ساتھی کی قبر کی زیارت کرے" (3)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زندگی میں مشرکین کی زیارت جائز ہے اور مرنے کے بعد انکی قبروں کی زیارت کی بھی" (4)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبروں کی زیارت جائز ہے زیارت کرنے والا مرد ہو یا عورت اس طرح جس کی (قبر کی) زیارت کی جارہی ہے وہ مسلمان ہو یا کافر، کیونکہ ان میں کوئی فرق نہیں۔ صاحب الحاوی کہتے ہیں:

---

(1)۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب مایقال عند دخول القبر ، ص 974۔ (2)۔ اقتضاء الصراط المستقیم، ص 670 ج 2

(3)۔ المحلی، ص 388 ج 3 ۔ (4)۔ المنہاج، ص 622

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافر کی قبر کی زیارت جائز نہیں اور یہ غلط ہے الماوردی نے جو دلیل دی ہے کہ "ولا تقم علی قبرہ" (آپ اس کی قبر پر بھی کھڑے نہ ہوں) تو اس سے استدلال پر اعتراض ہے" (1)

جمہور علماء نے کافر کی قبر کی زیارت کے جواز پر جس دلیل پر اعتماد کیا ہے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ یہ حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا :

استأذنت ربی أن أستغفر لأمی فلم یأذن لی ،واستأذنته أن أزور قبرها فأذن لی " (2)

یعنی میں نے اپنے رب سے اجازت چاہی کہ اپنی والدہ ماجدہ کیلئے بخشش کی دعا کروں تو مجھے اجازت نہ ملی ۔ اور میں ان کی قبر کی زیارت کی اجازت چاہی تو اجازت مل گئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی والدہ محترمہ کی قبر کی زیارت کی تو خود بھی روئے اور اپنے اردگرد (کے صحابہ رضی اللہ عنہم) کو بھی رولایا اور فرمایا: میں نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ اپنی والدہ کیلئے بخشش طلب کروں مگر مجھے اجازت نہ دی گئی اور میں (پھر) ان کی قبر کی زیارت کی اجازت چاہی تو اجازت مل گئی ، لہذا تم قبروں کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ موت یاد دلاتی ہے ۔ (3)

یہ حدیث پاک مشرکین کی قبروں کی زیارت کے جائز ہونے پر واضح دلالت کرتی ہے کیونکہ نصیحت وعبرت تو کافر کی قبر سے بھی اسی طرح حاصل ہوتی ہے جیسا کہ مسلمان کی قبر کی زیارت سے حاصل ہوتی ہے۔ واللہ اعلم .

---

(1)۔ فتح الباری ص 178 ج 3 (2)۔ مسلم کتاب الجنائز، باب استئذان النبی ﷺ ربہ عزوجل من زیارة قبر أمه حدیث:976 (3)۔ ایضاً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری بحث

عورتوں کی زیارت قبور کا حکم

اہل علم کے درمیان جن مسائل میں اختلاف ونزاع پیدا ہوا ہے ان میں سے ایک مسئلہ عورتوں کی زیارت قبور بھی ہے۔اس بات پر تو سب متفق ہیں کہ ابتدائے اسلام میں قبروں کی زیارت سب (مرد ہوں یا عورت) کیلئے منع تھی پھر دلوں میں توحید کے مستحکم ہو جانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اجازت دے دی۔ جس سے بعض اہل علم نے یہ سمجھا کہ یہ اجازت مردوں کیلئے خاص ہے اور عورتوں (کا حکم) اسی حرمت پر باقی ہے جبکہ بعض دوسرے اہل علم سمجھتے ہیں کہ (اجازت کا) خطاب مرد وزن دونوں کیلئے ہے چنانچہ میں انشاءاللہ اس رسالہ میں یہاں اس مسئلہ کی قدرے تفصیل بیان کرتا ہوں۔

علمائے کرام کے اس مسئلہ میں کئی اختلافی اقوال ہیں امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: البتہ عورتیں، مصنف وغیرہ نے کہا ہے کہ: ان کیلئے زیارت (قبور) جائز نہیں اور ظاہر حدیث کا تقاضا یہی ہے لیکن جمہور علماء کا قطعی فیصلہ یہ ہے کہ عورتوں کیلئے (زیارت قبور) مکروہ تنزیہی ہے حرام نہیں۔ (1)

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زیارت قبور مستحب ہے اور یہ فرض ہے خواہ ایک مرتبہ ہی ہو اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ انسان اپنے مشرک دوست کی قبر کی زیارت کرے اور اس میں مرد وزن سب برابر ہیں۔ (2)

مردوں کیلئے تو زیارت قبور مستحب ہے مگر کیا عورتوں کیلئے مکروہ ہے (3) اس مسئلہ میں تین اختلافی اقوال ہیں:

پہلا قول: اباحت، زیارت قبور کی اباحت وجواز کے قائلین درج ذیل دلائل رکھتے ہیں:

1۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد ہے

"نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا" (4)

یعنی میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا اب ان کی زیارت کیا کرو۔

ان کا استدلال ہے کہ یہاں مخاطب مرد وزن دونوں ہیں۔

2۔ یہ کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام ایک عورت کے پاس سے گزرے جو قبر کے پاس رو رہی تھی تو آپ ﷺ نے

---

(1)۔ المجموع، ص 180 ج 5 (2)۔ المحلی، ص 388 ج 3

(3) المقنع ص:264 ج:6 (4)۔ اس کی تخریج ص:288 گزر چکی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صبر کرو، اس نے انجانے میں کہا: برے ہو جاؤ، تمہیں مجھ جیسی مصیبت نہیں پہنچی، جب اسے بتایا گیا کہ یہ رسول ﷺ تھے تو وہ آپ ﷺ کی خدمت حاضر ہوئی وہاں کوئی دربان نہ تھے، اس نے عرض کیا، میں نے آپ ﷺ کو پہنچانا نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: صبر، صدمہ کے پہلے مرحلہ ہی میں ہوتا ہے۔ (1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس اجازت کے مرد وزن کیلئے (عام) ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں کہ موت یاد کرنے کے تو دونوں محتاج ہیں۔۔۔۔۔۔۔ اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ قبروں کی زیارت مرد وزن سب کیلئے برابر جائز ہے۔ (2)

3۔ حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو میں نے عرض کیا: اُم المومنین رضی اللہ عنہا کہاں سے تشریف لائی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر (کی زیارت کر کے آئی ہوں) میں نے عرض کیا: کیا نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے قبروں کی زیارت سے منع نہیں کیا؟ تو انہون نے فرمایا: ٹھیک ہے لیکن بعد میں (قبروں کی) زیارت کی اجازت دے دی تھی۔ (3)

عبداللہ بن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ حبشہ میں وفات پا گئے تو وہاں سے مکہ لا کر انہیں دفن کیا گیا، جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا باہر سے واپس آئیں تو عبدالرحمٰن کی قبر پر گئیں اور اشعار پڑھے۔

ہم آپس میں اس طرح تھے جیسا کہ جذیمہ اور حقبہ کی طرح کرے ایک زمانہ تک اکٹھے رہنے والے ہوں جن کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ کبھی جدا نہیں ہوئے۔

اور جب میں اور مالک بہت دیر اکھٹا رہنے کے بعد علیحدہ ہوئے تو گویا ہم نے کبھی ایک رات بھی اکھٹے بسر نہیں کی۔ (4)

پھر فرمایا: اگر میں موجود ہوتی تو تمہیں وہیں دفن کیا جاتا جہاں وفات پائی تھی اور اگر میں اس وقت موجود ہوتی تو اب تیری (قبر کی) زیارت کو نہ آتی۔ (5)

---

(1)۔ البخاری حدیث: 1283، مسلم باب فی الصبر علی المصیبۃ عند الصدمۃ الأولی، حدیث: 926

(2)۔ فتح الباری، ص 178 ج 3 (3)۔ المستدرک، کتاب الجنائز حدیث 1392، ارواء الغلیل ص 233 ج 3

(4)۔ متمم بن نویرہ کے اشعار کا ترجمہ ہے جو اس نے اپنے بھائی مالک کی وفات پر کہے۔

(5)۔ ترمذی، کتاب الجنائز باب زیارۃ لنساء للقبور حدیث 1055، مجمع الزوائد ص 60 ج 3، وقال رجالہ رجال الصحیح

مصنف عبدالرزاق حدیث 6535، 6539 ارواء الغلیل ص 235 ج 3

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک طویل حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے عرض کیا، یارسول اللہ (جب میں قبرستان جاؤں تو) انہیں کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کہو،

السلام علی اهل الدیار من المؤمنین ..... الحدیث (1)

یعنی اگر زیارت قبور عورتوں کیلئے حرام ہوتی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وہاں جا کر کچھ کہنے سے متعلق سوال نہ کرتیں اور نہ ہی آپ ﷺ ان کو جواب دیتے، جو عورتوں کیلئے زیارت قبور کے جواز کی دلیل ہے۔اور یہ خطاب اپنے عموم کے اعتبار سے عورتوں کو شامل ہے بلکہ اس سے وہی مراد ہیں، کیونکہ آپ ﷺ کا مردوں کے علاوہ عورتوں کو زیارت قبور سے روکنا عام ہے اور یہ نسخ میں واضح ہے اس لیے کہ اس میں ممانعت کی تقدیم کی صراحت ہے اور اس میں شک نہیں کہ جس کو زیارت قبور سے منع کیا گیا ہے وہی اس اجازت میں مراد ہے تو منع عورتوں کو کیا گیا تھا لہٰذا یہ اجازت بھی ان کیلئے ہی ہے۔ (2)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر ہر جمعہ کو آتیں اور وہاں نماز پڑھتیں اور اس کے پاس روتیں۔ (3)

دوسرا قول:۔ کراہت، امام نوویؒ کے بقول یہ جمہور علماء کا موقف ہے (4) جس پر انہوں نے متعدد دلائل سے استدلال کیا ہے مثلاً۔

1۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

" نهینا عن اتباع الجنائز ولم یعزم علینا " (5)

ہمیں جنازہ کے ساتھ جانے سے روکا گیا مگر ہم پر سختی نہیں تھی۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب ہے کہ ہمیں نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اس سے منع کیا جو ممانعت کراہت تنزیہی ہے، ایسی سخت ممانعت نہیں کہ حرام ہو، جبکہ ہمارے علماء (شافعیہ) کا موقف ہے کہ اس حدیث کی بنا پر یہ مکروہ ہے حرام نہیں۔ (6)

---

(1) مسلم، کتاب الجنائز باب مایقال عند دخول القبور، حدیث 974 (2) مختصر سنن ابی داؤد و تہذیب الامام ابن القیم ص 348 ج 4 (3)۔ الحاکم فی المستدرک ص 533 ج 1، ذہبی والبانی نے اسے منکر وضعیف کہا ہے احکام الجنائز ص 233، (4) المجموع ص: 180 ج 5 (5)۔ بخاری کتاب الجنائز باب اتباع النساء الجنائز حدیث 1278 مسلم کتاب الجنائز باب نہی النساء عن اتباع الجنائز حدیث: 938 (6)۔ المنہاج ص 603

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک اس حدیث کی بنا پر مکروہ ہے حرام نہیں۔(6)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''لم یعزم علینا ''یعنی ہم پر دیگر منہیات اور ممنوعات کی طرح اس ممانعت پر تاکید اور سختی نہیں فرمائی، گویا وہ کہنا چاہتی ہیں کہ ہمارے لیے جنازوں میں جانے کو مکروہ سمجھا ہے حرام نہیں۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ظاہر سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ممانعت، تنزیہی ہے اور جمہور اہل علم کا بھی یہی قول ہے اور مصنف (امام بخاری) نے اس ترجمۃ ۔الباب اور جنازوں میں جانے کی فضیلت والے ترجمۃ ۔الباب کے درمیان اور کئی تراجم ذکر کیے ہیں جو واضح اشارہ ہیں کہ مرد وزن میں فرق ہے اور یہ کہ اس میں جو فضیلت ثابت ہوتی ہے وہ صرف مردوں کیلئے ہے عورتوں کیلئے نہیں ، کیونکہ نہی اور ممانعت حرمت اور کراہت دونوں کو شامل ہے جبکہ فضیلت ،استحباب کی دلیل ہے۔اور یہ دونوں جمع نہیں ہوسکتیں تو یہاں اس حکم کا اطلاق احتمال پر ہوگا۔اسی وجہ سے اس میں علماء کے درمیان اختلاف ہے اور یہ واضح ہے کہ محل نزاع صرف یہ ہے کہ فتنہ اور علت فساد سے کہاں بچا جاسکتا ہے۔ (1)

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں! عورتوں کیلئے زیارت قبور کو مکروہ اس لیے کہا گیا ہے کہ ان میں صبر تھوڑا اور جزع فزع زیادہ ہوتا ہے۔ (2)

کراہت کے بعض قائلین یہ بھی کہتے ہیں: ''کہ لعنت کا لفظ زوارات'' کے ساتھ ہے جس کا مفہوم کثرت سے زیارت کرنے والی ہیں گویا کچھ زمانہ (سال) میں ایک مرتبہ زیارت اس میں داخل نہیں اور نہ ہی یوں کسی عورت کو زیارت کرنے والی کہا جاتا ہے کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صرف ایک مرتبہ زیارت کی تھی تو وہ ''زوارۃ'' (زیادہ زیارت کرنے والی) تو نہ ہوئیں'' (3)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں جو لعنت کا ذکر ہے وہ بہت زیادہ زیارت کرنے والی عورتوں سے متعلق ہے جو مبالغہ کے صیغہ کا تقاضا ہے اور اس کا سبب شاید یہ ہے کہ یوں خاوند کا حق بھی ضائع ہوتا ہے اور بے پردگی بھی ہے اور یہاں جو نوحہ وغیرہ ہوتا ہے۔ (4)

ملا علی قاری رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: شاید کہ ان الفاظ حدیث ۔۔۔سے مراد کثرت سے

(1)۔ فتح الباری ص 173 ج 3 (2)۔ الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی کراہیۃ زیارۃ القبور للنساء حدیث: 1058 (3)۔ مجموع الفتاوی، ص 354 ج 24 (4)۔ نیل الاوطار، ص 566 ج 4 انہوں نے امام قرطبی سے نقل کیا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیارت کرنے والی ہیں اور تحفہ کے مصنف نے بھی اسے اسی قول پر محمول کیا ہے۔ (1)

تیسرا قول: حرمت۔

جو لوگ عورتوں کی زیارت قبور کو حرام کہتے ہیں انہوں نے بھی متعدد دلائل سے استدلال کیا ہے مثلاً

1۔ یہ کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے امام ترمذی نے اس حدیث کو ''حسن صحیح'' کہا ہے۔ (2)

2۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج'' (3)

رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور جو قبروں پر مسجد بناتے یا چراغ جلاتے ہیں ان پر لعنت کی ہے۔

ان حضرات کا کہنا ہے کہ کسی فعل پر لعنت کا اطلاق اس کی حرمت پر سب سے بڑی دلیل ہے خصوصاً کہ یہاں لعنت میں قبروں پر چراغاں کو بھی ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور آپ ﷺ نے اپنی مرض الموت میں ایسا کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔

3۔ حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ جا رہے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک عورت کو دیکھا۔ ہمارے خیال میں آپ ﷺ نے اس کو پہچانا نہیں تھا۔ جب آپ ﷺ راستہ کے درمیان میں ہوئے تو ٹھہر گئے یہاں تک کہ وہ عورت آپ ﷺ تک پہنچ گئی تو وہ آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا فاطمہ تم گھر سے کیوں آئی ہو؟ انہوں نے کہا: میں اس گھر والوں کے ہاں دعا اور تعزیت کیلئے آئی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شاید کہ تم ان کے ساتھ قبر پر گئی ہو انہوں نے عرض کیا: پناہ بخدا میں ان کے ساتھ کیسے جا سکتی تھی کہ میں نے اس سلسلہ میں آپ ﷺ سے وہ کچھ سن رکھا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

---

(1)۔ المرقاۃ، ص 256 ج 4 کتاب الجنائز حدیث: 1770، تحفۃ الاحوذی، ص 136 ج 4 (2) مسند احمد ص 164 ج 14 حدیث: 8449، ترمذی، کتاب الجنائز باب ماجاء فی کراہیۃ زیارۃ القبور للنساء حدیث 1056، صححہ شیخ الاسلام فی الفتاوی ص 360 ج 24، والالبانی فی صحیح الترمذی ص 537 ج 1 (3)۔ احمد ص: 471 ج 3، ترمذی، کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی کراہیۃ ان یتخذ علی القبر مسجد حدیث: 320 قال الالبانی: صحیح لغیرہ ''الا اتخاذ السرج'' فانہ منکر تحذیر الساجد ص 43

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" لو بلغتها معهم ماراىت الجنة حتى يراها جد ابيك " (1)

اگر تم ان کے ساتھ وہاں (قبر پر) چلی جاتی تو اس وقت تک جنت کو نہ دیکھ سکتی جب تک تمہارے والد کا دادا جنت نہ دیکھ لیتا، (یعنی جنت جانا ممکن نہ ہوتا)

4۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: نبی علیہ الصلاۃ والسلام باہر تشریف لائے تو عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں یہاں کس چیز نے بٹھا رکھا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ہم جنازہ کا انتظار کر رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے غسل دینا ہے؟ کہا: نہیں، فرمایا: کیا تم نے اٹھانا ہے؟ کہا: نہیں فرمایا: کیا تم نے دوسروں کے ساتھ مل کر قبر میں اتارنا ہے؟ کہا نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

" فارجعن مازورات غير ما جورات " (2)

اجر وثواب کی بجائے گناہ گار ہو کر واپس لوٹ جاؤ۔

5۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: ہم نے عورتوں کو اس لیے روکا ہے کہ قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں سے زیادہ گمراہ ہم نے کسی کو نہیں پایا" (3)

6۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جنازہ کے ساتھ عورتوں کو دیکھا تو فرمایا: اجر وثواب کی جگہ گناہ لیے واپس چلی جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی قسم: تم نے نہ ان کو اٹھانا ہے اور نہ دفن کرنا ہے۔ اور تم مردوں کیلئے باعث تکلیف اور زندوں کیلئے باعث فتنہ، (4)

7۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جنازہ میں عورتوں کو دیکھا تو انہیں واپس لوٹا دیا اور فرمایا: اگر تم واپس نہیں جاؤ گی تو میں واپس چلا جاتا ہوں اور انہیں کنکریوں سے مارا (5)

8۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں! (عورتوں کا) جنازہ میں کوئی حصہ نہیں۔ (6)

9۔ حضرت حسن بھی عورتوں کو واپس کر دیتے تھے اگر وہ واپس نہ جاتیں تو آپ پھر کہتے اور فرماتے ہم

---

(1)۔ احمد فی المسند ص 136 ج 11 حدیث 6574، النسائی، کتاب باب النعی، 1880، اسے البانیؒ نے ضعیف کہا ہے۔

(2)۔ ابن ماجہ، کتاب الجنائز باب ما جاء فی اتباع النساء الجنائز حدیث: 1578، علامہ البانیؒ نے السلسلۃ الضعیفۃ میں اسے ضعیف کہا ہے حدیث: 2742، الاحادیث الواردۃ فی القبور 7435 اس حدیث کی اصل مسلم میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے ہے، (3)۔ مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الجنائز باب من کرہ زیارۃ القبور ص 226 ج 3 (4)۔ مصنف عبدالرزاق ص: 457 ج 3 رقم 6299 ۔ (5)۔ المدخل لابن الحاج، ص 181 ج 1 (6)۔ مصنف ابن ابی شیبہ، ص: 284 ج 3، مصنف عبدالرزاق ص 456 ج 3

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باطل کیلئے کوئی حق نہیں دینا چاہتے۔ (1)

امام مسروق رحمہ اللہ ایسی عورتوں پر مٹی پھینکتے اور واپس دھتکار دیتے اگر وہ واپس نہ جاتیں تو خود واپس چلے جاتے(2)۔

مشہور شافعی مجتہد اور المھذب کے مصنف ابراہیم بن علی ابو اسحاق شیرازی عورتوں کیلئے زیارت قبور کی حرمت کی طرف گئے ہیں اور یہ مالکیوں کا بھی ایک قول ہے اور ایک روایت حنابلہ سے بھی یہی ہے علاوہ ازیں شیخ الاسلام، ابن القیم، ابن باز، شیخ بکر ابوزید کا بھی یہی موقف ہے جبکہ علامہ سیوطی، علامہ السندھی، ابن حجر الھیثمی، نواب صدیق الحسن قنوجی، احمد شاکر اور محمد بن ابراہیم کی طرف بھی یہی قول منسوب ہے۔ (3)

اقوال کا تجزیہ:۔ حضرت علماء کرام کے ان اقوال کو نقل کرنے کے دوران جو چیز ہم پر واضح ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ہر ایک کے پاس جو احادیث صحیحہ ہیں ان کی روشنی میں اس نے اپنے مذہب کی تائید وحمایت کی کوشش کی ہے چنانچہ عورتوں کو اجازت دینے والوں نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی اجازت کے عموم سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ خطاب مرد وزن کیلئے عام ہے لیکن اس موقف پر چند ملاحظات ہیں مثلاً۔

1۔آپ ﷺ کا ارشاد ''فزوروھا'' یہ صیغہ تذکیر بھی ہے اور تانیث بھی، البتہ مردوں کو یہ اپنے وضع واصل کے لحاظ سے شامل ہے جبکہ عورتوں کو بر سبیل تغلیب، جیسا کہ شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہے (4) اور مردوں کے حکم میں ضمناً عورتوں کا شامل ہونا مشہور ومعروف ہے مگر یہاں داخل نہیں جس کی وضاحت دوسرے ملاحظہ میں ہوگی

2۔قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی احادیث عورتوں کے اس اجازت میں داخل نہ ہونے پر واضح دلالت کرتی ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وہ قول بھی اس کی تائید وتاکید کرتا ہے جو آپ نے اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کے موقعہ پر کہا تھا کہ: اگر میں موت کے وقت موجود ہوتی تو تیری قبر پر نہ آتی (5)

گویا ان کے نزدیک یہ بات ثابت اور تسلیم شدہ تھی کہ عورتوں کیلئے قبروں کی زیارت جائز نہیں ورنہ ان کی اس

(1)۔ مصنف عبدالرزاق، ص: حدیث: 6301، الاعلام، ص: 465، ج4،

(2)۔مصنف عبدالرزاق ص 457 ج 3 ۔ مصنف ابن ابی شیبہ، ص : 169 ج 3

(3)۔ یہ اقوال مواھب الجلیل ص 237 ، ج 2 ، الانصاف، ص 536 ، ج 2 الفتاوی 360 ج 24 عون المعبود ص 58 ، ج 9، مجموع فتاوی ابن باز ومقالات ص 344 ج 4، جزء فی زیارۃ النساء ص 55,45 میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

(4)۔ الفتاوی ص 344 ج 24 (5) سبق تخریجہ ص 298

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کا کوئی فائدہ نہ تھا۔اسی طرح حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جس میں آپ نے فرمایا ہے: ہمیں قبروں کی زیارت سے منع کر دیا گیا مگر سختی نہیں کی۔ (1)
یہ بڑی واضح اور صحیح دلیل ہے کہ عورتیں اس عام اجازت میں داخل نہیں۔ کیونکہ ان کا یہ کہنا کہ ہمیں منع کر دیا گیا۔ دلالت کرتا ہے کہ عورتوں کا معاملہ اپنی اصل یعنی حرمت پر قائم ہے۔ اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ عورتوں کی زیارت قبور اگر مناسب حالت میں ہو بھی تو کراہت سے خالی نہیں تاہم لعنت والی احادیث، حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذکورہ قول (عورتوں کیلئے زیارت قبور کے) جواز کے قائلین کے موقف کو ختم کر دیتا ہے۔

3۔ اگر عورتیں بھی اس خطاب اذن میں داخل ہوں تو ان کیلئے زیارت قبور مستحب ہوگی جیسا کہ مردوں کیلئے مستحب ہے، اور جیسا جمہور کی بھی یہی رائے ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے جو علت بتائی ہے وہ استحباب کی متقاضی ہے یعنی یہ زیارت تمہیں آخرت یاد دلاتی ہے اور اسی علت کی بناء پر مشرکین کی قبروں کی زیارت بھی جائز ہے اور اگر اذن زیارت میں عورتیں شامل ہیں تو پھر مردوں کی طرح ان کیلئے بھی مستحب ہے کیونکہ اس میں اہل ایمان کیلئے دعا ہوتی ہے، موت یاد آتی ہے۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمیں معلوم نہیں کہ ائمہ میں سے کسی نے عورتوں کی زیارت قبور کو مستحب کہا ہے اور نہ ہی عورتیں عہد رسالت اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں مردوں کی طرح زیارت قبور کو نکلتی تھیں۔ (2)

اسی لئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: مصنف (امام بخاریؒ) نے اس ترجمۃ الباب اور جنازوں میں شرکت کی فضیلت کے ترجمۃ الباب میں پہلے سے تراجم کے ساتھ فرق اور فاصلہ رکھا ہے جو اس بات کا اشارہ ہے کہ عورتوں اور مردوں کے درمیان فرق ہے کہ یہاں (شرکت جنازہ کی) فضیلت مردوں کیلئے خاص ہے عورتوں کیلئے نہیں، کیونکہ یہ نہی اور ممانعت حرمت کی متقاضی ہے یا کراہت کی، جبکہ فضیلت استحباب پر دلالت کرتی ہے اور یہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے اور یہاں حکم اطلاق احتمال کے پیش نظر ہوا ہے اور یہیں سے علماء میں اختلاف پیدا ہوا چنانچہ واضح ہے کہ محل نزاع فتنہ وفساد سے سلامتی ہے۔ (3)

بلکہ عصر حاضر کے بہت بڑے صوفی ڈاکٹر عبدالحلیم محمود نے کہا ہے: اگر عورتیں ستر وحجاب اور پردہ میں رہتے ہوئے

---

(1)۔ سبق تخریجہ ص:299 (2)۔ سبق تخریجہ ص:298، مجموع الفتاوٰی، ص:345ج24

(3)۔ فتح الباری ص 173 ج 3

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خشوع کو برقرار رکھتے ہوئے نیز اسلامی آداب کے ساتھ زیارت قبور کو جائیں تو کوئی رکاوٹ نہیں تاکہ وہ اپنے وقار وعصمت کے ساتھ وہاں سے عبرت ونصیحت حاصل کر سکیں اور موت بہترین نصیحت کرنے والی ہے البتہ اگر وہ زینت اختیار کر کے خوشبو لگا کر نکلیں کہ لوگ ان کی خوشبو کو سونگھیں اور انکی زینت کو دیکھیں تو پھر یہ حرام ہے اور ایسی زیارت پر اللہ اور اس کے رسول اور اس کے فرشتوں کی لعنت ہے۔ (1)

اور جواز کے بعض قائلین کا یہ استدلال کہ آنحضرت ﷺ نے جو فرمایا تھا کہ "میں نے تمہیں منع کیا تھا" یہ صرف عورتوں سے خاص ہے کئی وجوہ سے قابل قبول نہیں۔

1۔ یہ کہ یہاں صیغہ تذکیر سے خطاب ہوا ہے تو عورتوں کیلئے خاص کیسے ہوا کہ مرد اس خطاب میں شامل نہ ہو؟ باوجودیکہ یہ کلام کہنے والے سب عرب سے فصیح تھے تو کیسے ممکن ہے وہ عورتوں کیلئے خاص حکم دیں اور اس میں مرد داخل نہ ہوں؟ اور پھر وہ خطاب ہو بھی صیغہ تذکیر سے۔

2۔ یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان "اگر میں تیری موت کے وقت موجود ہوتی تو تیری (قبر کی) زیارت کو نہ آتی" اور حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا قول، دونوں اس بات کی تاکید وتائید کرتے ہیں کہ عورتوں کے حق میں ممانعت موجود ہے اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے فرمان "**نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها**" سے منسوخ نہیں ہوئی۔

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کیلئے جانے سے استدلال میں بھی بوجوہ کوئی وزن نہیں۔

1۔ یہ کہ انہوں نے خود واضح کر دیا کہ اگر وہ ان کی موت کے وقت موجود ہوتیں تو (ان کی قبر کی زیارت کو نہ آتیں، اور یہ دلیل ہے کہ کم از کم ان کے نزدیک زیارت مکروہ تھی۔ کیونکہ انہوں نے فرمایا "لوشهدت مازرت" یعنی زیارت کو آنے کی علت اور سبب عدم موجودگی تھا اگر ان کے نزدیک زیارت مباح ومستحب ہوتی تو ایسا نہ کہتیں کیونکہ اس سے کوئی فائدہ نہیں۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کوئی دلیل نہیں کیونکہ استدلال کرنے والے کا استدلال عمومی ممانعت سے ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ممانعت منسوخ ہے اور وہ اسی طرح ہے جس

---

(1)۔ فتاوی: عبدالحلیم محمود ص 276 ج 2

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اور استدلال کرنے والے نے عورتوں کے ساتھ اس مخصوص ممانعت کو ذکر نہیں کیا جس پر انہیں لعنت کی گئی ہے اور اسی کی وضاحت ان کا یہ قول ''قد امر بز یارتها'' بھی کرتا ہے کہ یہ ایسا حکم ہے جس کا تقاضا استحباب ہے اور استحباب مردوں کے حق میں بالخصوص ثابت ہے۔ مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کا دوسرا حکم واضح کیا ہے جس سے آپ کی پہلی ممانعت منسوخ ہوگئی۔ لہذا اس سے استدلال درست نہیں کہ عورتوں کیلئے اصل اباحت ہے اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ اعتقاد ہوتا کہ عورتوں کو زیارت قبور کا حکم ہے تو آپ بھی مردوں کی طرح یہ کرتیں اور بھائی کو یہ نہ کہتیں کہ: میں تیری زیارت نہ کرتی۔ (1)

اور قبر کے پاس رونے والی عورت کی حدیث سے ان کا استدلال کہ یہ استحباب کی دلیل ہے کئی وجہ سے درست نہیں۔

1۔ یہ کہ اس حدیث کی تاریخ معلوم نہیں ممکن ہے یہ لعنت سے پہلے کی ہو اور ممکن ہے بعد کی ہو، لہذا جب احتمال پیدا ہوگیا تو استدلال ختم ہوگیا۔

2۔ یہ کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کے فعل سے منع کرتے ہوئے صبر کا حکم دیا، اور صبر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قبروں کی زیارت نہ کی جائے کہ غم اور حزن وملال از نو پیدا نہ ہو اور تکلیف نہ لوٹے، امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: البتہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہماری دلیل ہے جس سے اس کام کی تائید نہیں ہوتی بلکہ اس میں تقوی الٰہی کا حکم ہے اور تقوی یہی ہے کہ: جس چیز کا حکم ہو اسے انجام دیا جائے اور جس کی ممانعت ہو اسے چھوڑ دیا جائے، لہذا آپ ﷺ نے اس عورت سے کہا تھا ''صبر کرو'' اور واضح ہے کہ اس کا قبر کی طرف آنا اور اس کا رونا صبر کے خلاف تھا مگر اس (عورت) نے آپ ﷺ کی بات کو نہ پہچاننے کی وجہ سے اسے قبول نہ کیا لیکن جب معلوم ہوا کہ یہ تو آنحضرت ﷺ حکم فرما رہے تھے تو آپ ﷺ کے پاس آکر اس نافرمانی پر معذرت کرنے لگی، تو اس میں عورتوں کیلئے زیارت قبور کی آخر کیا دلیل ہے؟

جبکہ یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ واقعہ زیارت قبور کرنے والی عورتوں پر لعنت والی حدیث سے پہلے کا ہے یا بعد کا؟ ہمارے نزدیک یہ واقعہ یا تو جواز پر دلالت کرتا ہے لیکن اس کے ممانعت کی احادیث کے بعد ہونے کی کوئی دلیل نہیں، یا پھر عورتوں کو تقوی الٰہی کے حوالہ سے منع پر دلالت کرتا ہے تو اس میں جواز پر کوئی دلیل نہیں بنتی، ان دونوں صورتوں میں یہ واقعہ احادیث ممانعت کے خلاف و معارض نہیں، لہذا اس (ممانعت) کے منسوخ ہونے کا دعوی

(1)۔ فتاوی شیخ الاسلام، ص 353 ج 24

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممکن نہیں، واللہ اعلم۔(1)

جہاں تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس سوال سے استدلال کا تعلق ہے کہ میں زیارت قبور کے وقت کیا کہوں؟ لیکن اس میں بھی زیارت قبور کے جواز کی کسی طرح کوئی دلیل نہیں بنتی، اور یہ احادیث ممانعت کے بھی خلاف ہے جیسا کہ درج ذیل امور سے واضح ہوتا ہے۔

1۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چونکہ ان کے گھر میں جو کچھ قرآن وحکمت سے تلاوت ہوتا ہے اس کی تبلیغ کی ذمہ دار ہیں اور اسی وجہ سے انہوں نے آنحضرت ﷺ سے یہ سوال کیا تاکہ وہ لوگوں کو بتا سکیں۔

2۔ یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بعض معاملات میں اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت رجوع کیا جاتا تھا جیسا کہ حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہما کے درمیان اس وقت اختلاف ہوا جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جو شخص جنازہ کے ساتھ جاتا ہے اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ابو ہریرۃ نے ہم پر بڑا (احسان) کیا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پوچھنے کو (آدمی) بھیجا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تصدیق فرمائی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہم نے تو پھر بہت سارے قیراطوں کا نقصان اٹھایا ہے (2)

چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی جبکہ سوال کرنے والے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے اور یہ واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقام ورتبہ پر دلالت کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا مفتی کا منصب رکھتی تھیں۔

3۔ اور یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں قوی احتمال ہے کہ یہ حکم اپنے اصل پر تھا جو بعد میں عام حرمت میں تبدیل ہوگیا، اور مردوں کیلئے زیارت قبور کی ممانعت منسوخ ہوگئی اور عورتوں کیلئے ممانعت اپنے عموم پر باقی رہی۔ (3) اس کی طرف علامہ منذری رحمہ اللہ نے بھی اشارہ کیا ہے کہ: نبی علیہ الصلاۃ والسلام

---

(1)۔ مختصر سنن ابی داؤد مع تہذیب ابن القیم: ص 350 ج 4 ص: 69 ج 7

(2)۔ مسلم کتاب الجنائز باب فضل الصلاۃ علی الجنازۃ واتباعھا حدیث: 945، بخاری، کتاب الجنائز، باب فضل اتباع الجنائز حدیث: 1323-1324 (3)۔ جزء فی زیارۃ النساء للقبور بکر ابو زید: ص 42

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مردوزن سب کو منع کیا تھا پھر مردوں کو اجازت دے دی اور عورتوں کیلئے یہ ممانعت باقی رہی، کیونکہ لعنت والی احادیث وغیرہ اس حکم میں تخصیص کی مقتضی ہیں۔ (1)

شیخ بکر ابوزید لکھتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوال اور آپ ﷺ کے جواب کو اس موقعہ پر محمول کیا جاتا ہے جب کوئی شخص راستہ پر موجود قبر کے پاس سے اتفاقاً گزرے، اور لفظ حدیث میں یہ صراحت نہیں کہ زیارت کیلئے نکلنے پر یہ سوال ہوا بلکہ انہوں نے کہا: میں انہیں کیا کہوں، اسی وجہ سے علماء رحمہم اللہ نے وضاحت کی ہے کہ اس حالت میں اس (عورت) کو یہ دعا پڑھنی جائز ہے بلکہ زیارت کرنے والی کا اس حالت میں نام بھی نہیں لیا ، گویا کہ انہوں نے یہ کہا کہ جب میں راستہ پر واقع کسی قبر سے گزروں تو کیا کہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا (یہ دعا پڑھو): السلام علی اهل الديار من المسلمين والمؤ منين ۔۔۔۔۔۔۔۔الحدیث (2) اور خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کے موقعہ پر اس فرمان " لو شهدتک لما زرتک " سے بڑی دلیل کیا ہوسکتی ہے، ورنہ اس قول کا کوئی خاص مفہوم نہیں رہتا، اور اس حدیث کو یوں محمول کر لینے سے اس حدیث اور دلائل ممانعت میں تطبیق ہو جاتی ہے اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی سنت سے تعارض بھی دور ہو جاتا ہے اور جب دو (متعارض) دلیلوں کے درمیان جمع وتطبیق ممکن ہو تو کسی ایک کو رد کرنے یا ان کے درمیان تعارض کے دعوی سے یہی (تطبیق) بہتر ہے۔ (3)

انہوں نے مزید لکھا ہے: احادیث ممانعت حکم منطوق رکھتی ہیں (یعنی نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے ارشادات میں واضح ممانعت فرمائی ہے) جبکہ مسلم شریف کی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اگرچہ صحیح ہے لیکن جس موقف پر اس سے استدلال کیا جا رہا ہے اس میں وہ واضح اور صریح نہیں، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ نہیں کہا: جب میں قبروں کی زیارت کروں تو کیا کہوں؟ بلکہ فرمایا: میں انہیں کیا کہوں، اور اس میں زیارت کرنے یا نہ کرنے دونوں کا احتمال ہے (4) نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ بھی ارشاد فرماتے ہیں: حدیث کے سیاق وسباق سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دعا سکھانا حقیقت میں امت کے مردوں کیلئے تھا کہ وہ زیارت قبور کے وقت ایسا کہا کریں۔ اس (دعا سکھانے) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یا دیگر عورتوں کیلئے

---

(1)۔ صحیح الترغیب والترهیب ص 388 ج 3 حدیث: 3544 فتح المجید ص : 247

(2) سبق تخریجہ ص 299 (3)۔ جزء فی زیارۃ النساء للقبور ص 41

(4)۔ جزء فی زیارۃ النساء للقبور ص 42

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیارت قبور کا حکم نہیں لہٰذا اس سے زیارت قبور پر استدلال بڑا عجیب اور محل نزاع سے خارج ہے۔ (1) چنانچہ جن دلائل پر جواز کے حامی بھروسہ کرتے ہیں ان میں سے کوئی بھی دلیل اپنے سے زیادہ قوی اعتراضات کے مقابلہ میں قائم نہیں رہتی۔

جو لوگ (زیارت قبور کی) کراہت کے قائل ہیں انہوں نے حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ "ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے روکا گیا مگر ہم پر سختی نہیں کی گئی"۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا "**ولم یعزم علینا**" کہ ہم پر سختی نہیں کی گئی (یعنی ضروری نہیں کہا گیا) اس سے ان کی مراد یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس نہی اور ممانعت پر تاکید نہیں کی گئی اور یہ بات حرمت کی نفی نہیں کرتی، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انہوں نے خیال کیا ہو یہ نہی تحریمی نہیں چنانچہ دلیل تو نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان ہے کسی کا ظن اور خیال نہیں، (2)

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کا یہ کہنا کہ "ہم پر سختی یا تاکید نہیں کی گئی" اس میں انہوں نے نہی اور ممانعت کے وصف کی نفی کی ہے یعنی ایسی نہی جس کی تاکید کی گئی ہو، اور یہ حرمت کے تقاضا میں شرط نہیں بلکہ صرف نہی کا ہونا ہی (حرمت کیلئے) کافی ہے چنانچہ جب انہیں روکا گیا تو وہ رک گئیں کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت گزار تھیں، تو وہ اس نہی پر کسی مزید تاکید سے مستغنی تھیں اور حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا اس نہی اور ممانعت میں تاکید کی گواہ نہیں ہیں، جبکہ جن احادیث میں قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کا ذکر ہے وہ اس تاکید کی دلالت کرتی ہیں اور وہ اس تاکید کو ثابت کرتی ہیں تو ان کو مقدم جاننا ضروری ہے۔ واللہ اعلم (3)

گویا حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا جنہوں نے نہی کی تاکید کرتے ہوئے سختی کی نفی کی ہے تو انہوں نے اپنے علم کے مطابق کہا ہے یعنی نہی غیر مؤکد۔۔۔ جبکہ لعنت والی حدیث کے راوی نہی مؤکد کو بیان کرتے ہیں تو ان دلائل کا اباحت، کراہت اور استحباب کی نفی پر جمع ہونا بالاولیٰ ہے۔

جہاں تک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اپنے چچا کی قبر کی زیارت کرنے کا تعلق ہے تو اس میں بوجوہ زیارت قبور کی اجازت دینے والوں کیلئے کوئی دلیل نہیں۔

1۔ یہ کہ مذکورہ حدیث ضعیف ہے جس سے استدلال درست نہیں۔

---

(1)۔ الدین الخالص، ص 608 ج 3 (2)۔ مجموع الفتاوی، ص 355 ج 24

(3)۔ مختصر سنن ابی داؤد مع تہذیب ابن القیم ص: 350 ج 4 ص : 47

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ بصورت صحت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا فعل آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے معارض نہیں ہو سکتا جس میں آپ ﷺ نے زیارت قبور کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے، کیونکہ اختلاف کے وقت اصل اعتبار اور اعتماد تو نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ارشاد پر ہی ہوگا۔

3۔ حسن ظن کا تقاضا بھی یہی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ کی مخالفت نہیں کر سکتیں، جب آپ ﷺ نے قبروں کی طرف نماز پڑھنے، انہیں عید بنانے اور ان کی زیارت سے منع کیا ہے تو پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیک وقت نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی یہ تین مخالفتیں کیسے کر سکتی ہیں کہ وہ ہر ہفتہ قبر کی زیارت کریں۔ قبر کی طرف نماز پڑھیں اور قبر کی نفس زیارت، بلکہ اس روایت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ اکثر ایسا کرتی تھیں اور مستزاد یہ کہ وہاں جزع وفزع ہوتا اور آپ قبر کے پاس روتیں، حالانکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے زیادہ تو کسی کا مقام ومحبت نہیں، لیکن سب سے زیادہ حقدار ہونے کے باوجود وہاں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جزع وفزع کرنا یا رونا وغیرہ تو منقول نہیں جیسا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس ان سے منقول ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت میں کوئی دلیل نہیں۔ واللہ اعلم۔

بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ کراہت ان عورتوں کے متعلق ہے جو کثرت سے زیارت کرتی ہیں مگر یہ بات بھی بوجوہ درست نہیں:

1۔ زوارات، زوارۃ کی جمع ہے جو زائرۃ کے معنی میں ہے جیسا کہ علامہ سیوطیؒ نے لکھا ہے (1)۔

ابن منظور نے لسان العرب میں سیبویہ سے لکھا ہے:۔ امر أۃ ماز ائرۃ صیغہ واحد تانیث میں "زائرۃ" کی جمع "زُور" ہے جوہری نے کہا زائرۃ کی جمع تانیث۔ زُوّر اور زَور اور زائرات" آتا ہے جبکہ مذکر میں "زوّار" اور زَوَر" آتا ہے، (2)

علامہ فیروز آبادی لکھتے ہیں! الزائر اور الزائرون، زُوار اور الزوّر کی طرح ہیں" (3)

شیخ بکر ابوزید کہتے ہیں: عام زبان پر لفظ "زُوارات" زاء کے ضمہ سے ہے جس کی جمع زُوار ہے جو زائرۃ کی جمع سماعی اور زائر کی جمع قیاسی ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ: زوارات مبالغہ کیلئے ہے گویا عموماً لعنت کا اطلاق، زیارت پر

---

(1)۔ شرح سنن ابن ماجہ للسندی کتاب الجنائز حدیث نمبر 1574، ص: 254 ج 2

(2)۔ لسان العرب مادہ زور (3)۔ القاموس المحیط ص 61 ج 2، مادہ زور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوتا، جبکہ ابوداؤد کی روایت میں زائرات کا ذکر بغیر مبالغہ کے (یعنی زوّارات کے بغیر) ہے (1) اس اصول کے مطابق یہ بمعنی زائرات ہے مبالغہ کیلئے نہیں جیسا کہ اکثر طالب علم سمجھتے ہیں کیونکہ مبالغہ کا صیغہ زاء کے فتح سے ہے ضمہ سے نہیں۔ جیسا کہ نسب پر دلالت کرنے والا صیغہ فتح سے ہے نیز اللہ کے اس فرمان سے بھی واضح ہے "وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيْدِ "اور علماء صرف کے ہاں یہ معروف ہے، الفیہ ابن مالک میں ہے۔

فعال او مفعال اوفعول .... بکثرۃ عن فاعل بدیل (2)

یعنی یہ (تین) اوزان ہیں جو فاعل سے بدل کثرت سے آتے ہیں۔

اور نسب میں فرمایا:

ز مع فاعل و فعال فعل ....فی نسب اغنی عن الیاء فقُبل (3)

فاعل اور فعال میں ان کے ساتھ نسبت کی یا اسے کفایت کر جاتے ہیں

بایں صورت "زوات القبور" کا معنی ہوگا قبروں کی زیارت کرنے والی خواتین ہیں اور یوں دونوں روایات کا نتیجہ ایک ہی ہوگا کہ عورتوں کیلئے زیارت قبور مطلق منع ہے۔ اس بنا پر اس روایت میں عورتوں کی زیارت قبور پر کوئی دلیل نہیں خواہ یہاں تکرار نہ بھی پایا جائے۔ جیسا کہ بعض کا خیال ہے باوجودیکہ "زائرات" والی روایت صحیح ہے جیسا کہ پہلے نص صریح سے گزر چکا ہے کہ زوارات مبالغہ کیلئے نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ صیغہ ضمہ کے ساتھ ہے یا نسب کیلئے ہوگا تا کہ دونوں دلیلوں میں تطبیق ہو سکے اور جب دو دلیلوں میں جمع ممکن ہو تو پھر ایک دلیل کو چھوڑ دینے یا تعارض کا دعوی کرنے سے جمع و تطبیق اولیٰ ہے" (4)

2۔ یہ کہ حرمت کو کثرت زیارت سے مقید کرنا کسی نہ کسی اصول اور ضابطہ کا محتاج ہے کیونکہ شارع نے تو کوئی ایسی تعداد مقرر نہیں فرمائی جس سے تجاوز پر زیارت کی حرمت قائم ہو، اور یہ ممکن بھی نہیں کہ اسلام لوگوں کے ذوق ،ان کی خواہشات۔ یا عقل کو اصل اور ضابطہ بنائے ،تو یہ نہی اور ممانعت ایک دفعہ کیلئے بھی اسی طرح ہے جیسے کثرت کیلئے ہے البتہ جتنی مرتبہ زیارت ہو اسی قدر گناہ میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ واللہ علم

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حرمت کے قائل حضرات کے دلائل واضح اور صریح ہیں اگر چہ بعض دلائل پر اعتراض کیا گیا ہے کہ وہ ضعیف ہیں جیسا کہ "لعنت" والی حدیث ہے لیکن ائمہ حدیث کی تحقیق سے یہی معلوم ہوتا

---

(1)۔ جزء فی زیارۃ النساء للقبور ص : 24 (2)۔ الفیہ ابن مالک، ص 27 ، اعمال اسم الفاعل

(3)۔ ایضا ص 58 (4)۔ جزء فی زیارۃ النساء للقبور ص: 24

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ وہ حدیث "ثابت" (صحیح) ہے چنانچہ جب وہ صحیح ہے تو کسی انسان کے قول یا فعل سے اس کو رد کرنے کی کوئی گنجائش نہیں خواہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہی کیوں نہ ہوں حالانکہ ان میں سے بعض سے یہ بات ثابت ہے بلکہ ان کی اکثریت اس کی حرمت کی قائل ہے جو کہ عورتوں سے متعلق باقی ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال وافعال اہل تحقیق ائمہ کرام کے اس موقف کی تائید کرتے ہیں کہ (زیارت قبور کی) حرمت عورتوں کے حق میں ثابت ہے اور تبدیل نہیں ہوئی۔ اس تجزیہ کے بعد جو بات راجح معلوم ہوتی ہے اور جس پر دل مطمئن ہوتا ہے نیز اس سے ذمہ داری ادا ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ واضح ممانعت کی بنا پر عورتوں کیلئے قبروں کی زیارت حرام ہے اور بایں وجہ بھی کہ اس (زیارت) سے بڑے مفاسد اور فتنے پیدا ہونے کا خطرہ ہے اور ماسوائے میت کیلئے دعا کے اور کوئی فائدہ نہیں جو (دعا) کہ (عورت) گھر میں بھی کرسکتی ہے۔

تحریم کے حکم پر اس اعتبار سے بھی روشنی پڑتی ہے کہ شریعت کا اصول ہے کہ جب حکمت پوشیدہ ہو یا مشہور نہ ہو تو حکم اسی کے ممکنہ محل وجود کے اعتبار سے ہوگا تو ذریعہ اور سبب کو روکنے کیلئے وہ حرام ہوگا جیسا کہ اندرون خانہ یا اندرون لباس زینت کو دیکھنا اس وجہ سے حرام ہے کہ اس میں فتنہ ہے یا جس طرح کسی اجنبی عورت کے ساتھ علیحدگی اور خلوت حرام ہے یا اسی طرح نظر کا معاملہ ہے اور اس میں کوئی ایسی مصلحت نہیں جو فتنہ وفساد کے مخالف ہو، ماسوائے میت کیلئے دعا کرنا، جو کہ اس (عورت) کے گھر میں بھی ممکن ہے، اسی وجہ سے فقہاءؒ نے کہا ہے:

جب عورت کو اپنے متعلق معلوم ہو کہ جب وہ قبرستان کی زیارت کرے گی تو اس سے ایسا قول یا فعل صادر ہوگا جو جائز نہیں تو (بایں صورت) اس کی زیارت بلا اختلاف قطعا جائز نہیں" (1)

مدخل میں ہے: معلوم ہونا چاہیے کہ علماء کے درمیان مذکورہ اختلاف اُس زمانہ کی عورتوں سے متعلق ہے جب ان کی یہ عادت مشہور تھی کہ وہ جنازہ کے ساتھ جایا کرتی تھیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے مگر آج کے زمانہ میں ان کا (جنازہ کے ساتھ) نکلنا تو نعوذ باللہ کوئی عالم یا جس میں کچھ بھی مروت اور دینی غیرت ہے اس کی قطعا اجازت نہیں دے سکتا، اور اگر کبھی ضرورت کی بنا پر نکلنا بھی ہو تو شریعت کے حکم پردہ اور ستر کے ساتھ نکلے، نہ یہ کہ جیسے آج قابل مذمت حالت میں حسب عادت نکلتی ہیں" (2)

الغرض شرعی قواعد واصول سے یہ ثابت ہے کہ فتنہ وفساد کو روکنا منفعت کے حصول سے مقدم ہے خصوصا جبکہ فتنہ و فساد بھی عظیم ہو جیسا کہ مردوں کی زیارت کو عورت کا گھر سے نکلنا ہے کہ اس میں خود یہ نکلنا باعث فتنہ وفساد ہے اور

(1)۔ مجموع الفتاوی، ص 356 ج 24 (2)۔ الدخل، ص 181 ج 1

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید جزع وفزع کرنا اور حزن وملال کا نئے سرے سے پیدا ہونا ہے جو بعض شرعی ممنوعہ افعال کے ارتکاب کا سبب بنتا ہے جیسا کہ گریبان چاک کرنا جس سے ستر بھی محفوظ نہیں رہتا اور اسی طرح نوحہ کرنا اور منہ پر طمانچے مارنا، ماتم کرنا ہے یہ امور تو عورتوں کی فطرت و جبلت میں شامل ہیں چنانچہ اس عورت کا واقعہ دیکھیے جسے نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے قبر کے پاس روتے دیکھا اور اسے منع کیا تو وہ بے صبری سے نہ رکی، باوجودیکہ وہ صحابیہ تھی، تو آجکل کی عورتوں کا کیا حال ہوگا جن کی اکثریت کا ایمان کہیں کمزور ہو چکا ہے۔

کسی چیز پر حکم اس کے تصور کی شاخ ہوتا ہے اور سنی سنائی بات مشاہدہ کی طرح نہیں ہوتی اور نہ ہی دیکھنے والا سننے والے کی طرح ہوتا ہے۔ چنانچہ جن ممالک میں جہاں عورتوں کو زیارت (قبور) سے منع نہیں کیا جاتا اگر وہاں کوئی عورتوں کو دیکھے تو مشاہدہ کرے گا کہ کس قدر عریانی، مرد وزن کا اختلاط اور ارتکاب محرمات ہے اور یقین کرلے گا کہ ان میں کچھ بھی اللہ تعالیٰ کے دین میں سے نہیں لہذا دروازہ کو بند کرنا اس کو کھولنے سے بہتر ہے۔ اور عورتوں کے معاملات جن کے سپرد ہیں انہیں چاہیے کہ انہیں قبروں کی طرف جانے سے روکیں، خواہ ان (کے عزیز) کی میت ہی کیوں نہ ہو، (اور ان کی میت ہو تو) جب اسے تیار کرنا منع ہے تو زیارت بالاولیٰ منع ہوگی جیسا کہ شیخ الاسلامؒ فرماتے ہیں۔ مطلق جنازوں کے ساتھ جانا زیارت میں مصلحت سے بڑا ہے کیونکہ اس میں نماز جنازہ ہے جو صرف دعا سے بہتر ہے اور یہ کہ جنازہ کے ساتھ جانے کا مقصد تو میت کو اٹھانا اور دفنانا ہوتا ہے اور نماز جنازہ فرض کفایہ ہے جبکہ زیارت میں کچھ بھی فرض کفایہ نہیں اور پھر اس فرض میں مرد وزن سبھی شریک ہیں یعنی بالفرض کوئی آدمی فوت ہو جائے اور وہاں عورتوں کے علاوہ کوئی نہ ہو تو عورتوں پر اس کو اٹھا کر دفنانا اور نماز پڑھنا فرض ہوتا ہے البتہ اسے نہلانے پر اختلاف بھی ہے اور تفصیل بھی، اور اسی طرح جب میت کو غسل دینا ممکن نہ ہو تو کیا تیمم کرایا جائے؟ اس میں بھی اختلاف مشہور ہے اور امام احمد اور دوسروں کے مذہب میں دو قول ہیں۔ بہر حال جب عورتوں کو فرض کفایہ جیسے عمل سے روک دیا گیا ہے اور اس کے مردوں کی ادائیگی میں مصلحت بھی زیادہ ہے تو جو کسی پر بھی فرض نہیں وہ تو بالاولیٰ منع ہوگا۔ (1)

الغرض حرمت کی حکمت واضح اور بالکل جلی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اتباع کی توفیق دے اور بدعت سے بچائے۔ واللہ اعلم۔

---

(1)۔ مجموع الفتاوی ، 347 ج 24

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری بحث

قبروں کی زیارت کیلئے سفر کرنا

سابقہ بحث میں یہ واضح ہو چکا ہے کہ مردوں کیلئے زیارت قبور مستحب ہے جبکہ وہ شرعی ہدایات اور تقاضوں کے مطابق ہو، اور ہر قسم کی ممنوعات ومنہیات سے پاک ہو، اسی طرح یہ بھی واضح ہو چکا ہے کہ عورت کیلئے قبر کی زیارت جائز نہیں تو پھر بالا ولیٰ قبروں کی زیارت کو قصدا سفر کرنا جائز نہ ہوا لیکن مردوں کا زیارت قبور کیلئے سفر کا کیا حکم ہے؟ یہ ایسے مسائل میں سے ہے جن میں بڑا اختلاف ہے اور طویل بحث ومباحثہ ہوتا ہے اسی وجہ سے میں اس بحث میں تفصیلی روشنی ڈالوں گا تا کہ ذمہ داری سے بری ہو سکوں، اور امت کیلئے اس میں نصیحت ہو، اللہ تعالیٰ اس پر میری مدد فرمائے اور توفیق دے کہ ہر قسم کا حکم اور خیر وبرکت اس کے ہاتھ میں ہے۔

دراصل اس مسئلہ میں زیارت قبور اور زیارتِ قبور کیلئے خصوصی سفر ان دونوں میں خلط ملط زور دیا جاتا ہے جبکہ زیارت قبور تو مستحب ہے لیکن ان کی طرف قصدا سفر کی نوعیت الگ ہے اور آپ دیکھیں گے جو لوگ مخالفت کرتے ہیں وہ زیارت قبور اور قصداً سفر میں فرق نہیں کرتے جس کی بنا پر وہ اپنے مخالفین پر طعن وتنقید کرتے ہیں۔ اس کا فیصلہ تو قارئین کو کرنا ہوگا تاہم اکثر علماء کا موقف یہی ہے کہ زیارت قبور کیلئے قصدا سفر جائز نہیں، شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ شافعیوں اور امام احمد کے زیارت قبور پر دو قول ہیں۔ حرمت اور اباحت، ان کے قدیم علماء اور ائمہ نے تو حرام کہا ہے۔

اور مالکیوں وغیرہ کا بھی یہی خیال ہے البتہ متاخرین اور بعد میں آنے والوں میں اختلاف پیدا ہو گیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لا تشد والرحال الا لثلاثة مساجد، المسجد الحرام و مسجد الرسول ﷺ والمسجد الأقصیٰ" (1)

یعنی تین مسجدوں کے علاوہ کسی طرف بھی قصدا سفر نہ کیا جائے، مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ، اس حدیث میں صیغہ خبر نہی کے معنی میں ہے تو یہ حرام ہوگا (2)

---

(1)۔ البخاری، کتاب فضل الصلوۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ حدیث 1189، مسلم حدیث 1397۔

(2)۔ الجواب الباہر ص : 182۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے "لاتشد الرحال" تاء کے ضمہ سے نفی کا لفظ ہے جس سے مراد ان (مساجد) کے علاوہ کسی اور طرف سفر سے نہی اور ممانعت ہے، الطیبیؒ نے فرمایا ہے: یہ صریح نہی سے بھی زیادہ بلیغ اور واضح ہے گویا کہ آپ ﷺ یہ فرما رہے ہیں: ان مقامات کو جو خصوصیت حاصل ہے اس کی بنا پر ان کے علاوہ کسی اور طرف کا قصدا سفر درست نہیں۔ اور "الرحال" جمع ہے رحل کی، اور یہ وہ کجاوا ہوتا ہے جو گھوڑے کی طرح اونٹ پر رکھا جاتا ہے چنانچہ شد رحال کنایہ ہے سفر سے، کیونکہ وہ سفر کا لازمہ ہے اور مسافر عموما سواری میں اس کو استعمال کرتا ہے تو اس کثرت استعمال کی بنا پر یہ کنایہ استعمال ہوا ورنہ تو گھوڑے خچر، گدھے بلکہ پیدل چلنے وغیرہ میں کوئی فرق نہیں۔ (1)

لہذا جب آپ کو اس حدیث پاک کا پس منظر معلوم ہوگا تو اس مسئلہ میں جس قسم کے شبہات یا مغالطہ پیدا کئے ہیں وہ بڑی حد تک دور ہو جائیں گے کیونکہ یہ حدیث اس واقعہ سے متعلق ہے کہ حضرت ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ کی ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: کوہ طور سے آ رہا ہوں میں نے وہاں نماز پڑھی ہے تو ابو بصرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر آپ مجھے وہاں جانے سے پہلے ملتے تو قطعا نہ جاتے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ: تین مساجد (مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصی) کے علاوہ کسی کی طرف قصدا سفر نہ کیا جائے۔ (2)

مشہور تابعی قزعہ بن یحیی بصری کہتے ہیں: میں نے کوہ طور (کی زیارت) کو جانے کا ارادہ کیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا، جس پر آپ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے تین مساجد (مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصی) کے علاوہ کسی اور طرف قصدا سفر سے روکا ہے آپ چھوڑیے، طور مت جائیے" (3)

یہیں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سمجھا کہ عبادت کی غرض سے ان مساجد کے علاوہ دیگر مقامات کا سفر کرنا حرام ہے چنانچہ کوہ طور جہاں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی زیارت کی اجازت نہیں دی بلکہ منع کیا ہے البتہ اگر تجارت وغیرہ کیلئے کسی جگہ کا سفر ہو تو حرام نہیں، شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں! ان سفروں کا مقصد چونکہ عبادت نہیں ہوتا بلکہ دنیاوی جائز مصلحت کا حصول ہوتا ہے جبکہ قبروں کی طرف

---

(1)۔ فتح الباری ص:76 ج 3۔ (2)۔ مسند احمد حدیث 23850 مجمع الزوائد ص 3، ج4 وقال: رواہ احمد والبزار والطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجال احمد ثقات اثبات وقال الالبانی: اسنادہ صحیح، احکام الجنائز ص 287

(3)۔ علامہ البانیؒ فرماتے ہیں: ازرقی نے اخبار مکہ ص 304 پر یہ روایت صحیح سند سے نقل کی ہے احکام الجنائز ص 287، امام ہیثمی نے حدیث کے آخری حصہ کے متعلق کہا ہے اسے طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط میں روایت کیا ہے اور "رجالہ ثقات" مجمع الزوائد ص 4 ج 4

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفر کا مقصد عبادت ہوتا ہے اور عبادت واجب ہوتی ہے یا مستحب، اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ قبروں کی طرف سفر واجب ہے نہ مستحب، تو اس کا عبادت کے نقطہ نظر سے سفر کرنا بدعت ہوگا جو اجماع کے بھی خلاف ہے، اور بدعت کو عبادت کے طور پر اپنانا ناجائز نہیں تاہم جسے ان کا بدعت ہونا معلوم نہ ہو تو وہ معذور ہوگا اور جب اس پر سنت واضح ہو جائے تو پھر نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی مخالفت جائز نہیں اور نہ جس چیز سے روک دیا گیا اس کی عبادت جائز ہے" (1)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: اس حدیث کو روایت کرنے والے صحابی رضی اللہ عنہ یہی سمجھے ہیں کہ کوہ طور جیسے مقامات انبیاء علیہم السلام اس عموم میں داخل ہیں اور ان کی طرف سفر جائز نہیں جیسا کہ ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور کی طرف سفر جائز نہیں تو بندوں کے گھروں کی طرف سفر تو بالا ولیٰ ناجائز ہوگا" (2) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں! مساجد کے علاوہ کسی نیک آدمی یا اپنے قریبی عزیز اور ساتھی کی زیارت کو یا تجارت و سیاحت وغیرہ کا سفر اس ممانعت میں داخل نہیں۔ (3)۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں! بعض متاخرین نے قبروں کی زیارت کے سفر کی اجازت دی ہے جیسا کہ ابو حامد اور ابو محمد المقدسی (4) وغیرہ کا خیال ہے لیکن میرے علم میں متقدمین سے کسی کا یہ موقف نہیں ۔ کہ اس حدیث میں نہی ان اقسام کے سفر کو شامل نہیں جیسا کہ یہ نہی ان مقامات کے سفر کو بھی شامل نہیں جہاں اپنے والدین ہوں یا علماء و مشائخ ہوں یا کہ بھائی رہتے ہوں اور دیگر بعض مقاصد اور دنیاوی جائز کاموں کیلئے جانا ہو۔ (5)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شافعیوں میں سے امام الحرمین وغیرہ کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ایسا سفر حرام نہیں ہے" (6)

اجازت دینے والوں کے شبہات کا جواب.

پہلا شبہ: جو لوگ ان تینوں مساجد کے علاوہ دیگر مقامات کی طرف قصداً سفر کی اجازت کے قائل ہیں ان کا

(1)۔ الجواب الباہر ص 183۔

(2)۔ اقتضاء الصراط المستقیم ص 671 ج 2۔ (3)۔ فتح الباری ص 79 ج 3۔

(4) محمد بن محمد ابو حامد الغزالی کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں احیاء العلوم اور المستصفیٰ زیادہ مشہور ہیں۔ اگر آپ فلسفہ و تصوف کی بجائے کتاب و سنت کی خدمت کرتے تو ان کا مقام ہی الگ ہوتا۔ آپ 505ھ میں فوت ہوئے۔ جبکہ عبد الغنی بن عبد الواحد المقدسی مشہور حنبلی فقیہ تھے، عمدۃ الاحکام اور الکمال جیسی عظیم کتابیں تصنیف کیں 600ھ میں فوت ہوئے۔ (وفیات الاعیان، ج4 ص210، ذیل طبقات حنابلہ، ج2 ص29۔)

(5)۔ اقتضاء الصراط المستقیم ص 672 ج 2 (بتصرف یسیر)

(6)۔ فتح الباری ص: 78 ج 3

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہنا ہے کہ ان مساجد کی طرف قصداً سفر کرنے میں مکمل فضیلت مراد ہے جب کہ ان کے علاوہ مقامات کی طرف سفر (میں وہ فضیلت تو نہیں) البتہ جائز ہے۔ جس کی تائید مسند احمد کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے " لا ینبغی للمطی ان تعمل" (1) یہ مناسب نہیں کہ سواری کو استعمال کیا جائے۔

جواب: مگر اس شبہ کا درج ذیل وجوہ سے رد کیا گیا ہے۔

اول: اس اضافہ کے ساتھ یہ حدیث ضعیف ہے لہذا ضعیف حدیث سے استدلال درست نہیں۔

دوم: شیخ ابن باز رحمہ اللہ ان الفاظ "لا ینبغی للمطی" پر حافظ ابن حجر کے اس قول کہ "یہ حرمت پر واضح دلالت نہیں کرتے" پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: دراصل بات اس طرح نہیں جیسا کہ ابن حجر نے کہا ہے بلکہ یہ لفظ حرمت و ممانعت میں واضح ہے۔ اور اس لفظ کی شارع کے عرف میں بڑی اہمیت ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے " وَمَا يَنۢبَغِي لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا " کہ اللہ تعالیٰ کی شان نہیں کہ اولاد بنائے اور فرمایا ہے قالوا سبحانک ما کان ینبغی لنا أن نتخذ من دونک من أولیاء (وہ کہتے ہیں تو پاک ہے یہ جائز نہیں کہ تیرے علاوہ ہم کسی اور کو اپنا کارساز و دوست بنائیں) (گویا یہاں ینبغی) کا لفظ حرمت و ممانعت کیلئے آیا ہے جیسا کہ حدیث میں بھی یہ لفظ حرمت ہی کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

" لا ینبغی لعبد أن یقول أنا خیر من یونس بن متی" (2)

کسی آدمی کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ کہے میں (آپ ﷺ) حضرت یونس علیہ السلام سے بہتر ہیں۔

لہذا یہ شبہ جس کو پیش کیا گیا ہے اپنے قائل کا سہارا نہیں بنتا اور نہ ہی زیارت قبور کو سفر کی اجازت دینے والوں کیلئے اس میں کوئی دلیل ہے۔ واللہ اعلم

دوسرا شبہ: حدیث " لاتشد الرحال.... " کی شرح میں امام ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں سواری کے استعمال کی ممانعت ہے اور علماء کے نزدیک یہ ایسے شخص کے متعلق ہے جس نے ان تین مذکورہ مساجد کے علاوہ دوسری مساجد میں نماز پڑھنے کی نذر مانی ہو۔ (3)

---

(1)۔ مسند احمد ص :52 ج 8 حدیث 11609، علامہ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے، احکام الجنائز ص 286۔

(2)۔ بخاری، کتاب الانبیاء، باب قولہ تعالیٰ "کلم اللہ موسیٰ تکلیما" نمبر 3395۔

(3)۔ شرح صحیح البخاری ص 178 ج 3۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: لیکن اس شبہ کا رد بھی درج ذیل صورت میں کیا گیا ہے کہ اس حدیث کے کسی بھی طریق میں ''نذر'' کا لفظ نہیں اور نہ ہی نذر کی قید کا ذکر ہے لہٰذا کوئی بھی دور یا نزدیک کی دلیل ایسی نہیں جو اس بات کی تخصیص کرتی ہو کہ یہ نذر ماننے والے سے متعلق ہے چنانچہ جب تخصیص کی کوئی دلیل نہیں تو اس (حدیث) کو اس کے عموم پر محمول کرنا ضروری ہے۔

نیز یہ بھی کہ حضرت ابو بصرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم جو اس حدیث کو بیان کرنے والے ہیں انہوں نے یہی سمجھا ہے کہ یہ حدیث اپنے عموم پر ہے جس کی تخصیص جائز نہیں بلکہ یہ بھی دیکھیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر جب یہ مسئلہ مخفی رہا تو حضرت ابو بصرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو کوہ طور کی طرف جانے سے روکتے ہوئے حدیث ''لا تشد الرحال'' سے استدلال کیا تو ان پر مسئلہ واضح ہو گیا اور اس حدیث کا مفہوم دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح یہی سمجھے کہ حدیث ان تمام مقامات کو شامل ہے جن کا سفر لوگ حصول تبرک کے کیلئے کرتے ہیں بلکہ آپ رضی اللہ عنہ اس کے بعد اس حدیث کو بیان بھی کرتے اور لوگوں کو ایسا کرنے سے روکتے بھی۔ (1)

اگر یہ ممانعت نذر ماننے والے سے خاص ہوتی تو مدینہ سے باہر کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے شاگرد تو ضرور ایسے ملتے جو کم از کم مسجد قباء کی زیارت کو تو جاتے جس کی فضیلت بھی واضح ہے کہ وہ پہلی مسجد ہے جو تقوی پر تعمیر ہوئی۔ مگر ایسا نہ ہونا دلیل ہے کہ یہ دلیل عام ہے خاص نہیں۔

تیسرا شبہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم صرف مساجد کے ساتھ خاص ہے یعنی ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے سفر کرنا جائز نہیں البتہ مساجد کے علاوہ کسی بزرگ، رشتہ دار ساتھی کی زیارت یا طالب علم اور تجارت و سیاحت کا سفر اس ممانعت میں داخل نہیں جس کی تائید مسند احمد کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ جب حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کے پاس کوہ طور میں نماز کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

" لا ينبغي للمصلى ان يشد رحاله الى مسجد تبتغى فيه الصلاة غير المسجد الحرام و المسجد الاقصیٰ و مسجدی " (2)

کسی نمازی کیلئے جائز نہیں کہ وہ ان تین مساجد مسجد حرام مسجد اقصی، مسجد نبوی کے علاوہ کسی مسجد کا سفر اس میں

(1)۔ مسند احمد ص 116 ج 12 حدیث 7191 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے شد الرحال کی ممانعت بھی منقول ہے۔

(2)۔ فتح الباری ص 79، ج 3

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز پڑھنے کے لیے کرے“

اس روایت کی سند میں راوی شہر بن حوشب قدرے ضعیف ہونے کے باوجود حسن الحدیث ہیں۔

جواب: اس شبہ کا جواب درج ذیل صورتوں سے دیا جاتا ہے:

اولاً: یہ کہ محل اختلاف یہ نہیں کہ طلب علم یا علاج کو، سیاحت وتجارت یا کسی عزیز کی زیارت کو جانا اس حدیث میں نہیں کیونکہ یہ تو محض دنیاوی زیارت ہے جیسے تجارت وغیرہ یا پھر ایسی دینی زیارت جس میں کسی مکان ومحل کا ارادہ نہیں ہوتا بلکہ بذاتہ کسی شخص کی زیارت مقصود ہوتی ہے اور اس میں کوئی حرج یا جرم نہیں کیونکہ زندہ نیک لوگوں کی زیارت میں کوئی حرج نہیں اور یہ متنازع مسئلہ نہیں، بلکہ محل نزاع تو وہ قدیم مقامات اور نشانات کی تقرب و عبادت کے خیال سے زیارت ہے اور یہ کہ ایسی زیارت حرام ہے۔

ثانیاً: جس حدیث کو مساجد کے ساتھ مقید کیا گیا ہے وہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے بھی تھی مگر انہوں نے اس حدیث کو دوسروں کی طرح مقید نہیں کیا۔ جس کی دلیل حضرت ابو بصرہ رضی اللہ عنہ کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ملامت کرنا ہے حالانکہ وہ کسی مسجد کی طرف تو نہ گئے تھے بلکہ کوہ طور گئے تھے جو ایک پہاڑ ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ملامت کرنے والے کو یہ بھی نہیں کہا کہ میں کسی مسجد کی زیارت کو تو نہیں گیا تھا۔ کیونکہ یہ حدیث تو مسجدوں کے ساتھ خاص ہے بلکہ یہ حدیث آپ رضی اللہ عنہ کے علم میں نہ تھی جب معلوم ہوا تو جانے سے رک گئے اور پھر خود یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے چنانچہ جو چیز صحابہ رضی اللہ عنہ کو کافی تھی وہ ہمیں کافی نہیں؟

ثالثاً: اگر صحابہ رضی اللہ عنہم سمجھتے کہ یہ حدیث مساجد کے ساتھ خاص ہے تو ہمیں ملتا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم قبروں اور مزاروں کی زیارت کو جاتے۔ لیکن ہمیں تو کوئی ایک صحابی رضی اللہ عنہ بھی ایسا نہیں ملتا جو حضرت خلیل علیہ السلام یا حضرت ہود علیہ السلام سے منسوب قبر کی زیارت کو ایک مرتبہ بھی گیا ہو حالانکہ وہ ہم سے زیادہ ہدایت کو جاننے والے، بھلائی میں ہم سے زیادہ سبقت کرنے والے تھے اگر یہ نیکی اور بھلائی ہوتی تو یقیناً وہ ہم سے پہلے اس کو حاصل کرتے۔

رابعاً: یہ حدیث بایں الفاظ ضعیف ہے جیسا کہ علامہ البانی کی تضعیف سے واضح کیا جا چکا ہے بلکہ حافظ ابن حجر نے تقریب میں اس کے راوی سے متعلق کہا ہے: وہ کثیر الاوہام ہے اور فتح الباری میں اس حدیث کے متعلق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھا ہے: اس میں قدر سے ضعف ہے لہذا ضعیف ہونے کی وجہ سے اس حدیث سے استدلال درست نہیں، اگر صحیح بھی ہوتو اس شبہ کے جواب میں ہم نے جو کچھ کہا ہے اس حدیث سے استدلال میں ضعف کیلئے وہی کافی ہے۔

چوتھا شبہ: بزرگوں کی قبروں کی زیارت کو جائز سمجھنے والے اس سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ خود آنحضرت ﷺ مسجد قباء اور قبروں کی زیارت کیا کرتے تھے۔ (1)

جواب: اس شبہ کا جواب بھی متعدد طریقوں سے دیا گیا ہے۔

1۔ محل نزاع کسی مسجد کی دوسری مسجد سے فضیلت میں برتری نہیں بلکہ اختلاف ان تین مساجد کے علاوہ دوسری کسی مسجد، مزار یا قدیم مقام کی عبادت وتقرب کی نیت سے زیارت ہے۔

2۔ مسجد قباء کی فضیلت میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ یہ وہ مسجد ہے جو تقوی کی بنیاد پر تعمیر ہوئی بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

"الصلاۃ فی مسجد قباء کعمرۃ" (2)

مسجد قباء میں نماز پڑھنا (ثواب میں) عمرہ کے برابر ہے۔

چنانچہ آپ ﷺ مسجد قباء کی زیارت کیا کرتے تھے اور ہر ہفتہ کو سواری پر یا پیدل مسجد قُباء تشریف لیجاتے اور دو رکعت نماز ادا فرماتے (3) اس میں کوئی اختلاف نہیں اختلاف تو قصداً سفر کرنے میں ہے۔

3۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث قباء کا جواب یہ ہے کہ ممانعت والی احادیث میں "شدِ رحال" سفر سے کنایہ ہے محض شدِ رحال نہیں لہذا ایں صورت نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے قباء جانے سے کوئی اشکال نہیں ہوتا اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام مسجد قباء کی زیارت کرتے تھے تو وہ مدینہ ہی میں تھی جس میں "شدِ رحال" نہیں ہے۔ لیکن عجیب بات تو یہ ہے کہ زیارت کی اجازت دینے والے "شدِ رحال" کو مساجد کے ساتھ خاص کہتے ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں استثناء، مستثنیٰ منہ کی جنس ہوتی ہے گویا ان کے نزدیک حدیث کا مفہوم یہ ہے۔ ان تین مساجد کے علاوہ کسی مسجد یا مقام کی طرف اس کی ذاتی حیثیت کی بنا پر سفر نہ کیا جائے" (4)

---

(1)۔ اس شبہ کو حافظ ابن حجر نے فتح الباری ص 84، ج 3 پر اور بدع القبور کے مصنف نے ابو محمد المقدسی کے حوالہ سے ص 127 پر ذکر کیا ہے۔ (2)۔ ترمذی، کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی الصلوۃ فی مسجد قباء، صحیح الترمذی للالبانی ص:324 ج1

(3)۔ البخاری، کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ باب من أتی مسجد قباء کل سبت حدیث 1193، مسلم کتاب الحج باب فضل مسجد قباء حدیث 1399، ہفتہ کے دن وہاں جانے کا راز یہ تھا کہ آپ ﷺ انصار سے ملتے ان کے احوال دریافت فرماتے اور جو جمعہ میں حاضر نہ ہو سکتے ان کا حال پوچھتے، فتح الباری ص 84 ج 3 (4)۔ فتح الباری، ص: 80 ج 3

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ وہ دوسری طرف زیارت قباء والی حدیث سے ان تین مساجد کے علاوہ کسی دوسری طرف سفر پر استدلال بھی کرتے ہیں جو ان کے اضطراب وتضاد نیز ان کی دلیل کے مبہم ہونے کی دلیل ہے گویا خود بھی انہوں نے اپنے دلائل کو اپنے ہی دلائل سے ختم کر لیا ہے جیسا کہ مثل مشہور ہے۔ تیری بات ہی تیرا جواب ہے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی ایک شہر سے دوسرے شہر کا سفر کرے مثلاً کوئی دمشق سے مصر کا سفر وہاں کی مسجد کیلئے یا مصر سے دمشق کا سفر وہاں کی مسجد کی زیارت کیلئے، یا کسی دور دراز شہر سے مسجد قباء کا سفر کرتا ہے تو ائمہ اربعہ وغیرہ کا اتفاق ہے کہ یہ شرعی طور پر قطعاً جائز نہیں، اور اگر کوئی اس قسم کی نذر مان لے تو بھی شاذ قسم کے اختلاف کے باوجود ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ وہ نذر پوری نہ کرے۔ (1)

پانچواں شبہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں السبکی الکبیر نے کہا ہے: بعض لوگوں پر یہ بات غلط ہوئی ہے کہ ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور طرف سفر (شد رحال) اس ممانعت میں داخل ہے جبکہ ایسا سمجھنا غلط ہے۔ کیونکہ استثناء، مستثنیٰ منہ کی جنس سے ہوتی ہے چنانچہ حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ ان تین مساجد کے علاوہ کسی مسجد یا مقام کی طرف اس کی ذاتی حیثیت کی بنا پر قصداً سفر (شد رحال) نہ کیا جائے'' (2)

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شبہ عربی لغت کے نام پر پیدا کیا گیا ہے جبکہ عربی لغت اس سے بری الذمہ ہے۔ اور یہ ایسا سمندر ہے جسے کوئی ڈول گدلا نہیں کر سکتا اور ایسے شبہات سے وہ خود بخود محفوظ رہتا ہے۔ جیسا کہ آئندہ سطور سے واضح ہوگا۔ یعنی حدیث ''لا تشد الرحال'' مستثنیٰ مفرغ کے اسلوب میں ہے کیونکہ اس کا آغاز نفی سے ہوتا ہے اور مستثنیٰ منہ محذوف ہے گویا ''الا'' کا ماقبل، اس کے مابعد کے عمل کیلئے فارغ ہے جسے اس سے کوئی دوسری چیز مشغول نہیں کر سکتی اور ''الا'' کے بعد اسم کو کلام میں حسب موقع اعراب ملے گا گویا کہ ''الا'' تھا ہی نہیں۔

ابن مالک نے اپنے الفیہ میں لکھا ہے۔ اگر ''الا'' کا ماسبق، اس کے مابعد کیلئے فرغ ہو تو اسی طرح سمجھا جائے گا کہ ''الا'' ہے ہی نہیں، اور یوں ''الا'' حرف حصر ہو جائیگا، گویا کہ حدیث میں شد رحال اور سفر کی فضیلت صرف تین مساجد کے ساتھ ہی خاص ہے اور ان کے علاوہ جو مساجد وغیرہ ہیں ان کی طرف ایک پہلو سے اس حصر کی بنا پر سفر اور شد رحال جائز نہیں اور دوسرے پہلو سے کہ مفہوم نفی کی موافقت جو بلا اختلاف اہل لغت کے نزدیک عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ نحویوں کے اس موقف کی تائید اہل بلاغت کی طرف سے اس رد سے بھی ہوتی ہے

(1)۔ مجموع الفتاوی، ص: 333 ج 27 (2)۔ فتح الباری، ص: 80 ج 3

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ: حدیث میں استثناء کے ساتھ نفی دونوں ''قصر'' (خصوصیت حصر) کا فائدہ دیتے ہیں تو گویا یہ تینوں مساجد اس (شدر حال) کے ساتھ مقصور ومحصور ہوں گی چنانچہ ان تین مساجد کے علاوہ خواہ مسجد ہو یا کوئی اور مقام اس حکم سے تجاوز جائز نہ ہوگا۔

اس شبہ کو پیش کرنے والے سے مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ: حدیث کا مفہوم بغیر کسی محذوف ومقدر کے بڑا واضح ہے تو جب وہاں کسی چیز کا مقدر ہونا یا نہ ہونا برابر ہے تو پھر نہ ہونا ہی اولیٰ ہے اور عقلمندوں کے نزدیک بہتر ہے۔ واللہ اعلم

چھٹا شبہ: کہتے ہیں کہ ''لا تشد الرحال'' نفی استحباب پر محمول ہوگی کیونکہ ان تین مساجد کی طرف سفر مکمل فضیلت کا حامل ہے جبکہ دوسری مساجد وغیرہ کا سفر جائز ہے: (1)

جواب: اس شبہ کا جواب بھی کئی طریقوں سے دیا جاتا ہے۔ مثلاً

1۔ حالات اس بات کی نفی کرتے ہیں کیونکہ علی وجہ التسلیم استحباب کی نفی اسے مکروہ بناتی ہے اور مکروہ کوئی اچھا کام تو نہیں ہوتا اور نہ ہی اس سے تقرب ملتا ہے تو جو سفر کرتا ہے اس کی کیا خوبی باقی رہ جاتی ہے اور اس کا یہ کام برائی نہ بھی ہو تو اس کے نیکی ہونے کی امید بھی نہیں کی جاسکتی۔ تو پھر یہ سفر کیونکر ہو، اور اس قدر دور دراز یا قرب وبعید کا سفر کسی ولی یا نبی کی قبر کی طرف کیوں کیا جائے؟ اگر وہ واجب ہے نہ مستحب تو ظاہر ہے لایعنی اور فضول ہوگا جس سے وقت اور مال بھی ضائع ہوگا اور اس کے منفی اور نقصان دہ ہونے کو تو یہی کافی ہے۔

2۔ بلا شبہ جو ایسا سفر کرتے ہیں وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ زیارت اطاعت بھی ہے اور ذریعہ قربت بھی۔ جو کوئی ایسا سفر کرے جس کے استحباب کی نفی رسول ﷺ نے فرمائی ہو تو گویا اس نے اس سفر کو اطاعت و قربت کا درجہ دے کر دین میں ایسا اضافہ کیا ہے، جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی، تو اس کا یہ سفر حرام ہوگا۔ بایں وجہ نہیں کہ وہ محض سفر ہے بلکہ اس وجہ سے کہ اس نے یہ سفر اطاعت اور استحباب کے خیال سے کیا ہے، جس کے استحباب کی نفی نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمائی ہے چنانچہ اگر ان حضرات کے متعین کردہ مفہوم حدیث کو بھی لیں تو اس (سفر) کے گناہ ہونے کو تو وہی کافی ہے۔

3۔ ''لا تشد الرحال'' کو نفی استحباب پر محمول کرنا بھی قابل تسلیم نہیں، کیونکہ ''لا تشد'' کی نفی معنوی طور پر نہی ہے اور نہی کا تقاضا حرمت ہوتا ہے جب کہ کوئی ایسا قرینہ موجود نہ ہو جو اسے حرمت سے پھیر دے اور یہ بات

---

(1)۔ فتح الباری ج 3 ص 78

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماءِ اصول کے ہاں تسلیم شدہ ہے (1) اور یہاں کوئی ایسا قرینہ نہیں جو اس نہی کو حرمت سے کراہت میں بدل دے، بلکہ سب قرائن تو عام تحریم کی تائید و تاکید کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال وافعال سے واضح ہو چکا ہے۔

ساتواں شبہ: کہتے ہیں کہ حضرت ابو بصرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ان کے طور کی طرف جانے سے اس لیے منع کیا تھا کہ وہ مدینہ طیبہ کے رہنے والے تھے جن میں ان تین مساجد میں سے ایک مسجد ہے جن کی طرف سواری چلانے کا حکم دیا گیا ہے لہذا جب یہ صورت ہو تو پھر وہ مسجد بھی زیادہ حقدار ہے کہ وہاں جایا (رہا) جائے" (2)

جواب: اس شبہ کا جواب بھی یوں دیا جاتا ہے کہ (حدیث میں مذکور) نہی ان مقامات کے رہنے والوں کے ساتھ خاص اور مقید نہیں بلکہ اس سے مراد تو تمام امت مسلمہ ہے کہ ان تین مساجد کے علاوہ سفر نہ کیا جائے چنانچہ اس حدیث کو کسی ایک شہر یا ملک سے خاص کرنا بلا دلیل ہے اور یہ اللہ تعالیٰ پر علم کے بغیر کچھ کہنا ہے۔ اور یہ بھی کہ کیا نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے اس صحابی رضی اللہ عنہ سے یہ بات پوشیدہ تھی کہ انہوں نے یہ نہ کہا: تم مدینہ میں رہتے ہوئے کوہ طور کا سفر کیوں کرتے ہو؟ کیا وہ ہم سے زیادہ عربی نہ جانتے تھے؟ اور کیا وہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ارشاد کو ہم سے زیادہ جاننے والے نہ تھے؟ چنانچہ اس حدیث کو یوں محمول کرنا اس کی مرادِ حدیث کے خلاف تعبیر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور یہ شبہ پیدا کرنے والے کو معاف فرمائے۔

ترجیح: اس تجزیہ کے بعد جو نتیجہ سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ قبروں کی زیارت کیلئے سفر اور شدِ رحال جائز نہیں۔ اور یہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ارشاد " نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها " کے عموم میں بھی داخل نہیں کیونکہ محض زیارت قبور اور چیز ہے جبکہ قصداً سفر (تبرک) اور شدِ رحال دوسری چیز ہے جیسا کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حجاز سے بیت المقدس آ کر اس میں نماز پڑھتے تو باہر نکل جاتے اور وہاں سے پانی بھی نہ پیتے تا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کے حقدار بن جائیں (3) اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم اور

---

(1)۔ للتفصیل، الوجیز فی اصول الفقہ ص : 302 (2)۔ شرح صحیح بخاری لابن بطالؒ: ص 179 ج 3

(3)۔ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب سے تین دعائیں کی تھیں، مجھے ایسا ملک وحکومت ملے جو میرے بعد کسی کو نصیب نہ ہو، ایسی قوت فیصلہ جو تیرے فیصلہ کے مطابق ہو اور یہ کہ جو اس مسجد میں صرف اور صرف نماز پڑھے اسے معاف کر دے، مجموع الفتاوی ص 258 ج 27

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے بعد تابعین رحمہم اللہ بھی آتے مگر مسجد اقصیٰ کے ارد گرد کے مقامات پر نہ جاتے اور نہ ہی بستی خلیل وغیرہ میں جاتے۔ (1)

اسی طرح دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی ہم پاتے ہیں کہ انہوں نے بھی حدیث ''لا تشد الرحال'' کو کوہ طور پر محمول کیا ہے حالانکہ وہ مسجد نہیں پھر بھی انہوں نے اس کو اس نہی میں شامل سمجھا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ کسی جگہ کا حصول برکت یا تقرب الی اللہ کیلئے سفر کرنا ان تین مساجد کے علاوہ حرام ہے کیونکہ جب یہ نہی مسجد قباء کو اس کی فضیلت کے باوجود شامل ہے تو قبریں وغیرہ تو اس نہی میں بالا ولیٰ داخل ہونگی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(1)۔ مجموع الفتاوی، ص 258 ج 27

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی بحث

قبروں کو عید بنانے کا حکم

بدعات میں سے ایک بدعت قبروں کو عید بنانا یعنی وہاں جشن میلے اور عرس وغیرہ لگانا ہے مگر اس میں تو کوئی شک نہیں کہ تمام مخلوق پر اس پیغام کی تابعداری فرض ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو دیکر بھیجا اور جس کا حضرات انبیاء علیہم السلام حکم دیں یا جس سے وہ روک دیں ان کی بات کو تسلیم کرنا واجب ہے خواہ انسانوں کی طبیعت اور عادت تسلیم کرے یا نہ کرے کیونکہ دنیا وآخرت کی بہتری اور بھلائی انبیاء علیہم السلام کی اتباع ہی میں ہے۔

بہر حال جن بہت سے معاملات میں لوگ مخالفت کرتے ہیں ان میں قبروں کو عید بنانا بھی ہے جس پر ہم اس بحث میں یہاں چند مقاصد کے تحت گفتگو کرتے ہیں۔

پہلا مقصد: عید کی تعریف: لغت میں ''عید'' اس دن کو کہتے ہیں جس میں لوگ جمع ہوں یہ لفظ عاد یعود سے نکلا ہے گویا کہ وہ اس دن (ہر سال) آتے ہیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ''عادت'' سے نکلا ہے کیونکہ ایسا کرنا ان کی عادت ہوتی ہے عربی میں کہا جاتا ہے کہ ''عید المسلمون عیدھم '' یعنی مسلمانوں نے اپنی عید منائی کہ اسے عید بنایا، یہ عاد یعود سے ہوگا۔ اور عید کو عید اس لیے کہا جاتا ہے وہ (دن) ہر سال ایک نئی خوشی کے ساتھ آتا ہے۔

البتہ اصطلاح میں اس اجتماع عام کو کہا جاتا ہے جو عام عادت کے مطابق ہوتا ہے۔ خواہ سال بعد ہو یا ہفتہ بعد یا مہینے بعد وغیرہ گویا لفظ عید میں کئی امور شامل ہیں۔

1۔ کہ لوٹ کر اور بار بار آنے والا ہر دن، جیسا عید الفطر کا دن ہے یا جمعہ کا دن ہے اور یوں ہر اجتماع عام جسے لوگ اختیار کرتے اور اپناتے ہیں کسی بھی خاص وقت یا خاص مقام پر یا وقت اور جگہ بیک وقت خاص کر کے، اور اسی طرح ہر وہ یادگار، مزار اور مقام جہاں لوگوں کا آنا معمول ہو خواہ وہ پرانا ہو کہ نیا، اس پر عید کا لفظ صادق آتا ہے، یہاں سے لغوی اور اصطلاحی معنی کا آپس میں ربط و تعلق بھی ظاہر ہو جاتا ہے یہ دونوں ''عید'' کے نام پر اکٹھے ہیں کہ عید ہر اس اجتماع پر بولا جا سکتا ہے جہاں لوگوں کا اکٹھا ہونا عادت بن چکا ہو چنانچہ یہاں ہمارے زیر بحث بھی قبروں کو عید بنانے سے یہی ہے کہ لوگ وہاں جانا معمول سمجھتے ہیں اور وہاں پر حاضری ان کی عام عادت ہے

(1) الاقتضاء، ص: 442 ج1

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باوجودیکہ اس اس کے بارے میں بڑی واضح ممانعت موجود ہے۔

دوسرا مقصد: قبروں کو عید بنانے کی حرمت کے دلائل۔

جن صحیح دلائل میں واضح ممانعت اور نہی پائی جاتی ہے ان میں سے ایک روایت یہ ہے کہ:

1۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"لا تجعلوا بیوتکم قبورا، ولا تجعلوا قبری عیدا، وصلوا علیّ فان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم" (1)

تم اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ، اور میری قبر کو عید نہ بناؤ اور مجھ پر درود پڑھو، تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے خواہ میں کہاں بھی ہوں۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔۔۔۔۔۔ان مقامات میں حضرات انبیاء علیہ السلام اور نیک لوگوں کی قبریں بھی ہیں اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام نیز سلف سے ان (قبروں) کو عید بنانے کی ممانعت منقول ہے عمومی طور پر بھی اور خصوصی لحاظ سے بھی اور انہوں نے "عید" کا معنی بھی واضح کر دیا ہے۔ (2)

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ قبروں کو عید بنانا، مشرکین کی عیدوں میں سے ہے کہ وہ قبروں پر اسلام آنے سے قبل ایسا کیا کرتے تھے۔ مگر نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے سب قبروں سے افضل (اپنی) قبر کے متعلق اس عمل سے منع فرمایا تاکہ دوسروں کیلئے بھی تنبیہ ہو سکے۔ (3)

علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کا معنی (آپ ﷺ کی) قبر کی زیارت کیلئے جمع ہونے کی ممانعت ہے کہ وہ عید کی طرح یہاں اکٹھے نہ ہوں خواہ یہ (ممانعت) رفع مشقت کیلئے یا اس کراہت کیلئے کہ وہ حد تعظیم سے تجاوز نہ کریں اور یہ بھی کہا گیا کہ عید وہ ہے جس کی طرف لوٹا جائے۔ یعنی میری قبر کو عید نہ بنانا کہ جب بھی تم مجھ پر درود پڑھنا چاہو تو یہاں لوٹ کر آؤ، گویا اس آمد و رفت سے منع کیا گیا ہے اور اس ممانعت سے مطلوب اس تاثر کو زائل کرنا ہے کہ جو وہاں (قبر کے پاس) موجود نہ ہو اس کی دعا (درود) آپ ﷺ تک نہیں پہنچتا ۔۔۔۔۔ اور اس

---

(1)۔ ابوداؤد، کتاب المناسک باب زیارۃ القبور حدیث 2026 شیخ الاسلام نے اس کی سند کو حسن کہا ہے، اقتضاء الصراط المستقیم ص659 ج 2، صحیح سنن ابی داؤد للالبانی ص 571 ج 1۔

(2)۔ الاقتضاء، ص: 659، ج 2۔ (3)۔ اغاثۃ اللہفان ص: 197۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو عام لوگ کسی مخصوص دن یا سال کے مخصوص مہینے میں بزرگوں کی قبروں پر اکھٹے ہوتے ہیں اور کہتے کہ بزرگ کا یوم ولادت ہے اور اسی حوالہ سے وہاں کھاتے پیتے ہیں اور بسا اوقات رقص کرتے اور بھنگڑا ڈالتے ہیں یہ (سب کچھ) شرعی طور پر منع ہے اور شریعت کے محافظوں اور علمبرداروں کو انہیں اس سے روکتے ہوئے ان حرکات کی تردید کرنی چاہیے۔ (1)

2۔ حضرت علی بن الحسین زین العابدین رحمہم اللہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر کی کھڑکی سے اندر داخل ہو کر وہاں دعا کر رہا ہے تو آپ نے اسے بلا کر فرمایا: میں تمہیں حدیث نہ سناؤں جو میں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے سنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تتخذ وا قبری عیدا. ولا بیو تکم قبورا ، فان تسلیمکم یبلغنی أ ینما کنتم" (2)

تم میری قبر کو عید نہ بنانا اور اپنے گھروں کو قبریں نہ بنانا، تمہارا اسلام مجھے پہنچ جاتا ہے خواہ تم جہاں بھی رہو۔

3۔ حضرت سہیل بن ابی سہیل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم نے قبر مبارک کے پاس دیکھا اور وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر شام کا کھانا کھا رہے تھے۔ تو مجھے بلایا کہ کھانا کھاؤ، میں نے عرض کیا: مجھے طلب نہیں، فرمایا: کیا ہے کہ میں تمہیں قبر مبارک کے پاس دیکھ رہا ہوں، میں عرض کیا: نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر سلام عرض کر رہا ہوں انہوں نے فرمایا: جب مسجد (نبوی) میں داخل ہو تو سلام کہو، پھر بیان کیا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ہے:

" لا تتخذوا بیتی عیدا ، ولا بیو تکم مقابرا ،لعن اللہ الیھود اتخذ وا قبور أنبیا ئھم مساجدا، وصلوا علی فان صلا تکم تبلغنی حیث ما کنتم ، ما انتم و من بالا ندلس الآ سواء (3)

میرے گھر (جس میں قبر مبارک ہے) کو تم عید نہ بنانا، اور اپنے گھروں کو قبریں نہ بنانا، اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر لعنت فرمائی ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مسجدیں بنالیا، مجھ پر درود پڑھو تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے خواہ تم کہاں بھی ہو (اس سلسلہ میں) تم اور اندلس (یعنی دور اور نزدیک) والے برابر ہیں۔

---

(1)۔ فیض القدیر ص263 ج 4 ،عون المعبود، ص 33 ج 6 (2)۔ مسند ابویعلی ص 361 ج 1 ابن ابی شیبہ کتاب الصلوات، ص375 ج 2 وصححہ الالبانی فی صحیح الجامع ص 706 ج 2 تحذیر الساجد ص 95، (3)۔ اخرجہ اسماعیل بن اسحاق الجہضمی فی فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ ص 38 رقم 30، اس میں ''وما انتم ومن بالاندلس'' حضرت حسنؒ کا کلام ہے، شیخ الاسلام نے اس روایت کو سنن سعید بن منصور کی طرف منسوب کیا ہے، الاقتضاء ص 661 ج 2 جبکہ مطبوعہ نسخے میں مجھے نہیں ملی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مختلف سندوں سے یہ دونوں مرسل روایات حدیث کے ثبوت کی دلیل ہیں خصوصاً جس نے مرسل بیان کیا ہے وہ خود اس سے استدلال کرتا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایت اس کے نزدیک ثابت ہے اور اگر یہ ان مرسل روایات کے علاوہ کسی مسند طریق سے مروی نہ بھی ہو تو پہلے جو مسند طریق سے روایت ہے وہی کافی ہے۔ (1)

ان روایات سے بایں انداز استدلال کیا جاتا ہے کہ جب پوری سرزمین پر افضل ترین قبر آپ ﷺ کی قبر مبارک ہے جب اس کو عید بنانے سے منع کر دیا ہے تو پھر کسی اور کی قبر کو عید بنانا تو بالاًولیٰ منع ہے خواہ وہ قبر کسی کی بھی ہو، پھر انہوں نے اس کو آنحضرت ﷺ کے حکم "اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ" کے ساتھ ملا کر بیان کیا ہے کہ اپنے گھروں کو نماز ،دعا، قرآن پاک کی تلاوت سے خالی نہ رکھو ورنہ وہ قبروں کی طرح ہی ہوں گے گویا آپ ﷺ نے گھروں میں عبادت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور قبروں کے پاس عبادت اختیار کرنے سے روکا ہے۔ (2)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ: بعض لوگ جو تعظیم قبور کے فتنہ میں مبتلا ہیں انہوں نے اس حدیث کو ایک ایسے شبہ کی دلیل بنانے کی کوشش کی ہے جس کا کوئی رنگ ہے نہ ہی ذائقہ اور خوشبو، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی اس ممانعت کا مطلب یہ ہے کہ میری قبر کے پاس آنا جانا، وہاں بیٹھنا اور اس کی قصداً زیارت کرنا وغیرہ محض عید کی طرح نہیں ہونا چاہیے جو کہ سال بسال منائی جاتی ہے بلکہ یہاں ہر وقت آنا چاہیے اور اجتماع رہنا چاہیے۔ (3)

لیکن یہ شبہ تو محض اللہ تعالیٰ کی مخالفت بلکہ اس سے دشمنی ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا جو مطلب ومقصد ہے اس کو ختم کرنے سے مترادف ہے بلکہ یہ تو نص میں تحریف اور اس کا مذاق اڑانے والی بات ہے اور (نعوذ باللہ) نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو جہالت اور لاعلمی سے متہم کرنا اور یہ الزام دینا ہے کہ آپ ﷺ اپنے بیان وفرمان کی وضاحت کی طاقت نہ رکھتے تھے کیونکہ اگر یہی مقصد ہوتا تو آپ ﷺ اس کی ضرور وضاحت فرما دیتے کہ آپ ﷺ فصاحت وبلاغت میں سب سے زیادہ تھے۔

ان گمراہ لوگوں کے بقول اگر نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا یہی مقصد ہوتا تو آپ ﷺ حضرات انبیا علیہم السلام کی قبروں کو مسجدیں بنانے سے منع نہ کرتے اور نہ ہی ایسا کرنے والے پر لعنت فرماتے کیونکہ آپ ﷺ نے قبروں کو

---

(1)۔ الاقتضاء ص 662 ج 2۔ (2)۔ الاقتضاء ص 662 ج 2

(3)۔ اغاثۃ اللھفان ص 198

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجدیں بنانے والوں پر لعنت کی ہے حالانکہ مسجدوں میں اللہ کی عبادت ہوتی ہے تو پھر آپ ﷺ قبروں کے پاس بیٹھنے، ان کا مجاور بننے وغیرہ کا حکم کیسے دے سکتے ہیں اور اگر ان کی زیارت معمول اور عادت بن جائے اور ان کو عید نہ بنایا جائے جو سال بسال آتی ہے۔

اور اگر آپ ﷺ کا یہی مقصد ہوتا تو آپ ﷺ اپنے رب تعالیٰ سے یہ دعا نہ کرتے کہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی پوجا کی جائے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی یہ نہ فرماتیں کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا تو آپ ﷺ کی قبر مبارک کو ظاہر ہی رہنے دیا جاتا۔

اس طرح جو مفہوم ان فتنہ زدہ لوگوں نے سمجھا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے تو نہیں سمجھا اور نہ ہی یہ ثابت ہے کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے سال میں متعدد مرتبہ آپ ﷺ کی قبر کی زیارت کو معمول بنایا ہو، چہ جائیکہ وہ ان لوگوں کے بقول دن میں کم از کم بارہ مرتبہ زیارت کرے۔

جبکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ نے اس حدیث کا مفہوم بالکل نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی مراد کے مطابق سمجھا چنانچہ دیکھیے حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ تعالیٰ (زین العابدین) نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر کے پاس دعا کرنے سے ایک آدمی کو منع کرتے ہوئے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے جس کے معنی کو وہ ان گمراہوں سے زیادہ جانتے ہیں اسی طرح حضرت حسن بن حسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کا وہی مفہوم سمجھا ہے جو دیگر اہل علم وفضل نے سمجھا ہے کیونکہ انہوں نے کسی آدمی کے قبر کی طرف سفر کو مکروہ کہا ہے جبکہ وہ مسجد میں جانے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور کہا ہے کہ ایسا کرنا اس (قبر) کو عید بنانا ہے۔ (1)

دیگر دلائل اور اُن کا رد: زیارت قبور کی اجازت دینے اور اسے عید بنانے والے کئی دلائل پیش کرتے ہیں مگر ان میں کسی ایک سے بھی استدلال درست نہیں مثلاً۔

1۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے:

"من زار قبر والديه أو أحد هما يوم جمعة فقرأ (يٰس) غفر له" (2)

---

(1)۔ یہ تمام بحث اقتضاء الصراط المستقیم سے لی گئی ہے ص 198-199

(2)۔ یہ حدیث موضوع ہے، تاریخ اصبہان ص 345 ج 2 ، الکامل لابن عدی ص 260 ج 1 الضعیفہ للالبانی ص 66 ج 1

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی جمعہ کے دن زیارت کی اور (وہاں سورت) یٰس پڑھی، اسے بخش دیا جاتا ہے۔

2۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے:

من زار قبر أبويه أو أحدهما في كل جمعة غفر له و كتب برا" (1)

یعنی جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ زیارت کی اسے بخش دیا جاتا ہے اور اسے نیک (احسان کرنے والا) لکھ دیا جاتا ہے:

3۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے

اذا أعيتكم الأمور فعليكم بأصحاب القبور و في لفظ "اذا تحيرتم في الأمور فاستعينوا بأهل القبور" (2)

جب تم معاملات سے پریشان ہو جاؤ تو قبر والوں سے رجوع کر دیا کہ جب تم معاملات میں الجھ جاؤ تو اہل قبور سے مدد حاصل کرو۔

یہ تمام احادیث جن کو بنیاد بنا کر انہوں نے استدلال کیا ہے اور اس اختلاف میں جن پر اعتماد کیا ہے ان احادیث کے متعلق واضح ہو چکا ہے کہ وہ سب ضعیف، موضوع ہیں بلکہ وہ ان واضح اور صحیح احادیث کے بھی مخالف ہیں جو ان کے افعال کو حرام اور جرم قرار دیتی ہیں لیکن جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے

" فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ" (3)

بلاشبہ (ان کی) آنکھیں نہیں بلکہ وہ دل اندھے ہو چکے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں۔

اسی طرح ارشاد فرمایا:

" الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ" (4)

یعنی شیطان نے ان کے لیے (ان اعمال کو) مزین کر دیا ہے اور انہیں امید دلا رکھی ہے۔

تیسرا مقصد: قبروں کو عید بنانے کے نمونے۔

(1)۔ یہ حدیث موضوع ہے الالبانی فی الضعیفہ، ص 65 ج 1، وقال اخرجہ الطبرانی فی الصغیر ص 199 والاوسط، ص 84 ج 1 والسیوطی فی اللآلی 366 (2)۔ العجلونی فی کشف الخفاء ص 85 ج 1 حدیث نمبر 213 شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں محدثین کا اتفاق ہے کہ یہ جھوٹ ہے، فتاوی ص 293 ج 11۔ (3)۔ سورۃ الحج آیت 46 (4)۔ سورت محمد آیت 25

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔ موسمی طور پر میلاد منانا، جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں: یہ فلاں ولی کا میلاد اور عرس ہے، یا فلاں عالم کا میلاد اور عرس ہے اس کی مثال حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا میلاد بھی ہے جو قاہرہ میں من گھڑت مزار حسینی پر میں نے دیکھا اس پر سر شرمندگی سے جھکتا ہے اور توحید پرستوں کے دل چھلنی ہوتے ہیں کہ وہاں اس میلاد اور عرس کی تیاری میں مسجد کے گرد میدان میں ایک ہفتہ پہلے ہی شامیانے لگا دیئے جاتے ہیں تا کہ جو اس مزعومہ قبر کی زیارت کو باہر سے لوگ وفود کی صورت میں آتے ہیں ان کا استقبال کیا جا سکے اور اپنے اپنے سلسلہ کے صوفیاء اس پنڈال میں پھیل جاتے ہیں اور ان کے مریدان کے اردگرد ہوتے ہیں پھر ناچ گانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے حتی کہ ان پر وجد اور بیہوشی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے حتی کہ نماز فجر کی اذان ہو جاتی ہے اور یہ اذان بھی ان کو اس گمراہی سے نہیں روکتی اور نہ ہی نماز (یعنی وہ نماز بھی نہیں پڑھتے) بلکہ ان کے اس منظر سے متاثر اور اس فریب کا شکار لوگ اس مزار اور اس کے اردگرد پھینکنے کیلئے نذر و نیاز اور چڑھاوے لیکر آتے ہیں اس امید سے کہ ان کی مشکلات حل ہوں گی، اور نذر و نیاز کے اس سامان کو یہ جھوٹے مجاور اور گدی نشین سمیٹ کر ان کو امید دلا دیتے ہیں کہ تمہارے مطالبات اور ضرورتیں پوری ہوں گی اور تمہارے یہ خطوط و خواہشات اور ضرورتیں اس صاحب قبر تک پہنچ جائیں گی۔ اور یہ مشرکانہ میلاد اور عرس ہر سال ہفتہ بھر اسی طرح منعقد ہوتا ہے۔ البتہ جو ایسے میلاد اور عرس وغیرہ ہفتہ وار ہوتے ہیں ان کے ذکر میں بھی کوئی حرج نہیں چنانچہ میں طنطا میں اس بت کی عبادت ہوتے دیکھی ہے جسے سید البدوی کا مزار کہا جاتا ہے اس (مشرکانہ منظر) سے دل پھٹتا ہے جہاں ہر جمعہ کی صبح سے مصر کے شہروں، بستیوں اور مضافاتی علاقوں سے ہزاروں لوگ قافلوں کی صورت میں اس بت کی طرف آتے ہیں تا کہ وہاں قیام کریں اور طواف کریں اور اس کے در و دیوار کو (تبرک کیلئے) چھوئیں، میں نے وہاں قبر کے سامنے ایک عورت کو دیکھا جو بڑے خشوع و خضوع اور آہ و بکا سے کسی خوفزدہ اندھے کی طرح اس کا وسیلہ دیکر کسی عاجز گنہگار کی طرح اس شدت سے روتے ہوئے دعا کر رہی تھی کہ دیکھنے والوں کے دل بھی رو رہے تھے اور وہ یہ امید کر رہی تھی کہ وہ

(قبر والا) میرے غم و ہم اور رنج و الم کو دور کر دے گا۔ حالانکہ اسے معلوم نہیں کہ وہ تو ایسے (محتاج) شخص کو پکار رہی ہے اور اس سے دعا کر رہی ہے جو خود اپنے نفس کے نفع و نقصان کا مالک ہے نہ ہی اپنی زندگی اور موت کا اور نہ ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبر سے اٹھایا جانا اس کے اختیار میں ہے۔

اس قبر اور مزار پر جو کچھ ہوتا ہے اس کا حال ایک اور عینی گواہ کی زبانی سنیے جو کہتا ہے جب شیخ احمد کے میلا د اور عرس کا سب شہروں میں باقاعدہ اعلان ہو جاتا ہے تو مختلف علاقوں سے لوگ مقررہ تاریخ کو وہاں پہنچتے ہیں اس مزار کے اردگرد میدان اور پنڈال میں خیمے لگا دیئے جاتے ہیں اور یہ لوگ ان شامیانوں اور خیموں میں ٹھہرتے ہیں اور یہ میلا د اور عرس یا میلہ لگانے والے حضرات وہاں کی زمین کے مالکوں کو خیمے اور شامیانے لگانے کیلئے ان کا مطلوبہ کرایہ دیکر زمین لیتے ہیں اور پھر مزار کے اردگرد میدان میں دیہاتیوں وغیرہ کے شامیانے لگا دیئے جاتے ہیں جبکہ حکومت اور صوفیانہ سلسلوں کے مشائخ کے خیمے یا انتظامیہ کے خیمے مزار کے اندر میدان اور خالی جگہ پر لگائے جاتے ہیں اور لکڑی کا ایک بلند ستون یا منارہ کھڑا کر دیا جاتا جسے ''الصاری'' کہتے ہیں اور اندازہ ہے کہ معمول کے مطابق تقریباً پانچ ہزار خیمے لگائے جاتے ہیں اور عرس یا میلاد کے پہلے دن طنطا کا بڑا پولیس افسر جلوس کے ساتھ اس کا افتتاح کرتا ہے اور اس جلوس کو ''شاہی سواری'' کہا جاتا ہے۔

اس عرس کے موقعہ پر اس لکڑی کے ستون کے اردگرد پہلی رات ہی سے ذکر کی محفلیں شروع ہو جاتی ہیں اور یہ ستون ہر قسم کی برائی اور فساد کا مرکز سمجھنا چاہیے کہ اس کے متعلق لوگوں کے عجیب وغریب عقیدے اور تصورات ہیں بعض تو سمجھتے ہیں کہ اس لکڑی کی زیارت بذاتہ سید بدوی کی زیارت ہے جبکہ بعض کا خیال ہے کہ سید بدوی عرس کے دنوں میں اس پر خود تشریف فرما ہوتے ہیں تاکہ وہ زیارت کرنے والوں کی نگرانی بھی کر سکیں اور ان کو پہچان بھی سکیں، اور اکثر لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ سوموار کو فجر کے وقت نبی علیہ الصلاۃ والسلام اس لکڑی کی زیارت کرتے ہیں تاکہ شیخ بدوی کا جو ان پر حق ہے وہ ادا ہو سکے۔

اپنی زندگی میں شاید آپ کو اس سے بھیانک منظر دیکھنے کو نہ ملے جو اس ستون کے گرد ہوتا ہے کہ اس کے اردگرد انسانیت کا ایک مخلوط جمگھٹا ہوتا ہے جسے کوئی عقلمند بھی پسند نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی بھی دین اور مذہب سے تعلق رکھنے والا اسے پسند کرتا ہے کہ مرد وزن، چھوٹے بڑے سب آپس میں مل جل جاتے ہیں اور اس ستون کے گرد ہر قسم کے بدمعاش، پاگل، فاسق وفاجر اور بڑے بڑے مجرم اور بھنگی چرسی مختلف کیفیتوں میں جمع ہو کر حلقے بنا لیتے ہیں جن کو یہ عامی لوگ ''مجذوب'' کہتے ہیں اور ان کے متعلق یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی مرضی چلتی ہے، اور یہ لوگ اس ستون کے گرد منعقدہ مجالس ذکر میں بڑی فحاشی پھیلاتے ہیں اور یہ مجالس ان عام فحاشی پر مبنی مجالس رقص وسرور سے بڑی مشابہ ہوتی ہیں۔۔۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوراس سے قبل یہ حضرات زائرین جب بدوی کے مزار پر جاتے ہیں تو وہاں جاتے ہی اسی طرح طواف قدم کرتے ہیں جس طرح کہ لوگ بیت اللہ کے حج کو جاکر وہاں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شیخ عبدالعال کی سنت ہے جو سید بدوی کا خلیفہ تھا، اس کے علاوہ بھی اس عرس منانے میں ان کے ہاں اور بھی مختلف بدعات ہیں'' (1)

بہر حال یہ تو قبروں کو عید بنانے کی مختلف صورتوں اور نمونوں میں سے ایک نمونہ ہے اور یہ سب کچھ یہود و نصاریٰ کے فعل اور عمل کی طرح ہے جو انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام اور بزرگوں کی قبروں کو مسجدیں بنا کر کیا، کہ وہ بھی ان (قبروں) کے نزدیک عبادت کے ارادہ سے جاتے ہیں اور یہ بالکل وہی ہے جس سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے جبکہ عرس اور میلاد منانے یا میلہ کروانے والے حضرات ان مزاروں اور قبروں پر صرف جاتے ہی اس لیے ہیں کہ وہاں سے برکت و مدد طلب کی جائے اور دعا مانگی جائے، وہاں جاکر (اسی غرض سے) جانور ذبح کرتے، طواف کرتے ہیں قبر کی دیواروں سے رخسار رگڑتے ہیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی ہے، توحید کے خلاف ہے کیونکہ عبادت تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی جائز نہیں اور عبادات کی کوئی قسم (یا صورت) بھی کسی اور کیلئے کرنا کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی مخالفت کرنے کے مترادف ہے۔

اور یہ حضرات جو کچھ بھی کرتے ہیں اس کی بنیاد اولیاء کرام کے متعلق یہ عقیدہ اور تصور ہے کہ اولیاء کرام کو بھی کائنات کا نظام چلانے میں کوئی دخل ہے جیسا کہ صوفیوں کا عقیدہ ہے اور یہ کہ اولیاء کرام کے عرس اور میلاد منانا ان کی قبروں پر بیٹھنا دین کا حصہ ہے اور یہ قربت کا ذریعہ ہے اور جو لوگ اولیاء کے نام پر محفلیں سجاتے ہیں نہ ان کی قبروں کی زیارت کرتے ہیں اور نہ ہی ان کے نام نذر و نیاز دیتے ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت سے محروم ہیں بلکہ جو یہ میلاد وغیرہ نہیں کرتا اس سے ایمان چھین لیا جاتا ہے اور وہ بہت سی بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے کیونکہ وہ ان حضرات کے خیال میں اس قسم کے میلاد و عرس کا منکر ہی نہیں بلکہ اس پر تنقید بھی کرتا ہے۔

آپ یہ مت سمجھیں کہ یہ بات میلاد و عرس منانے والوں کے متعلق محض افسانہ ہے یا محض ایک خیالی چیز ہے بلکہ ان محافل کی تہہ میں یہی حقیقت ہے چنانچہ سنیئے علامہ شعرانی اپنے طبقات میں سید بدوی کے عرس میں ہر سال اپنی حاضری کا سبب بیان کرتے ہیں: بدوی کے عرس میں ہر سال میری حاضری کا سبب یہ ہے کہ میرے شیخ محمد الشناوی اپنے گھر کے سرکردہ افراد میں سے تھے۔ انہوں نے سید احمد بدوی کی طرف رخ کرنے قبہ کے پاس

(1)۔ سید بدوی اور حکومت دراویش ص 131، قاموس العادات والتقالید ص 387 بحوالہ کتاب الاعیاد ص 440

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھ سے عہد لیا اور مجھے اپنے ہاتھ سے ان (بدوی) کے سپرد کیا تو قبر سے ان کا ہاتھ مبارک نکلا جس نے میرے ہاتھ کو تھام لیا اور شناوی نے کہا میرے آقا: تمہارا دل ہمیشہ اسی پر رہنا چاہیے اور اسے ہمیشہ اپنی نظروں میں رکھنا، تو میں نے سید احمد کو قبر سے یہ کہتے ہوئے سنا: ٹھیک ہے، پھر میں نے ان (بدوی کو) ایک مرتبہ مصر میں دیکھا کہ آپ کے ساتھ شیخ عبد العال بھی تھے تو انہوں نے مجھے کہا: طظا میں ہماری زیارت کو آؤ ہم آپ کی مہمانی کو" ملوخیہ" (ایک قسم کی سبزی) پکار کھیں گے"۔ (1)

یہ وہ راز ہے جس کی بنا پر عبدالوہاب شعرانی اپنی تمام تر خرافات و وجوہات سمیت اپنے مرشد کے عرس اور میلاد میں جایا کرتے تھے کہ اس پر تعجب کرنے کی کوئی بات نہیں جو بھی خواہش پرستی کا شکار ہو اور جس کو شیطان اپنے فریب میں لے آئے اس کا یہی حال ہوتا ہے، حتی کہ وہ لکھتے ہیں ایک مرتبہ میں 948ھ کو اپنی حاضری کے پروگرام پر نہ جاسکا تو وہاں جو بعض بزرگ تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ: اس دن (حسب پروگرام تمہارے نہ آنے پر) سید احمد بدوی قبر سے بار بار پردہ ہٹاتے اور فرماتے عبدالوہاب لیٹ ہوگیا ہے ابھی پہنچا نہیں۔ (2)

اس شعرانی نے اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس کے خیال میں زندہ و مردہ سب سید بدوی کے عرس میں حاضر ہوتے ہیں حتیٰ کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام اور تمام انبیاء علیہم السلام اور سب اولیاء کرام بھی وہاں حاضر ہوتے ہیں۔ (3)

شعرانی نے جس طرح ان ہفوات وخرافات کو سید بدوی کے عرس میں حاضری کے دعویٰ میں جمع کیا ہے اس سے بڑھ کر اس میلاد یا عرس کے منکرین کی اس کے ہاں کیا حیثیت اور حکم ہے وہ ملاحظہ فرمائیں کہتا ہے: مجھے میرے شیخ شناوی نے بتایا کہ ایک شخص نے (بدوی کے) میلاد میں جانے سے انکار کیا تو اس کا ایمان چھین لیا گیا، اور اس کا ایک بال بھی دین اسلام سے نہ رہا، تو اس نے سید بدوی سے مدد طلب کی، تو انہوں نے کہا اس شرط پر کہ تم دوبارہ ایسا نہیں کرو گے، اس نے تسلیم کیا تب اس کا لباس ایمان واپس ملا تو شعرانی کے خیال میں یہ ہے نتیجہ اور انجام اس شخص کا جو بدوی کے میلاد یا عرس کا انکار کرتا ہے یا وہاں حاضری سے باز رہتا ہے البتہ جو وہاں حاضر ہوتا ہے سید بدوی اس کی حفاظت ونگہداشت کرتا ہے اور اپنی شفاعت وسفارش میں بھی شامل رکھتا ہے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں کیونکہ اس (بدوی) نے کہا ہے میرے رب کی عزت کی قسم، جس نے بھی میرے میلاد میں نافرمانی کی پھر توبہ کی تو اس کی توبہ سچی اور قبول ہوتی ہے۔ (4)

---

(1)۔ الطبقات الکبری للشعرانی: ص161 ج 1 (2)۔ ایضاً اگر انہیں علم غیب یا کوئی اختیار ہوتا تو ایسا کیوں کرتے؟ (مترجم) (3)۔ ایضاً (4)۔ الطبقات للشعرانی: ص162 ج 1

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قسم کے بکواس اور جھوٹ سے بدوی کو شہرت ملی، اور تمام درویش صوفیوں کا اپنے خیال کے مطابق ولیوں کی کرامات پھیلانے کا یہی طریقہ اور اسلوب ہے اور اس قسم کے من گھڑت اور خود ساختہ دعووں کے ذریعہ ہی وہ عقیدہ کے بیمار لوگوں کے دلوں میں بدوی کے میلاد وعرس کا احترام پیدا کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں جیسا کہ لوگوں کے دلوں میں بیت اللہ کے حج اور زیارت کا احترام ہے بلکہ یہ تو اس سے بھی زیادہ کرتے ہیں: یہاں تک کہ کہا گیا ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ بدوی کے میلاد میں شعرانی جیسے لوگوں کے بقول جب وہاں آنحضرت ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام مشرق ومغرب بلکہ سمندروں اور پہاڑوں سے بھی دنیا جمع ہوتی ہے تو کون اس (میلاد) سے پیچھے رہ سکتا ہے کہ اس کے دل میں وہاں حاضری کی خواہش نہ ہو" (1)

2۔ دوسرا نمونہ پندرہ شعبان کی رات کو زیارت قبور کو جانا اور وہاں چراغاں کرنا اور عظمت والی (بزرگوں کی) قبر سے مٹی اٹھانا اور مردوں کے سامنے اپنی شکایات رکھنا۔

شیخ الحنابلہ علامہ ابوالوفاء علی بن عقیل البغدادی نے کہا ہے: ان کاموں کی وجہ سے وہ میرے نزدیک کافر ہیں یعنی قبروں کی ایسی تعظیم واحترام کرنا جس سے شریعت نے منع کیا ہے مثلاً وہاں آگ جلانا (چراغاں کرنا) انہیں بوسہ دینا، خوشبو لگانا نیز وہاں سے تبرکاً مٹی لینا۔" (2)

3۔ قبروں کو عید منانے میں یہ بھی شامل ہے کہ عید کے دن نماز عید کے بعد زیارت قبور جانا جیسا کہ اب بعض عربی وعجمی ممالک میں پایا جاتا ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ زیارت قبور کے نام پر (یوں اجتماع) شیطانی کام اور دسیسہ کاری ہے اور یہ اسلام میں ایک اور نئی بدعت ہے بلکہ یہ شرک کا ذریعہ اور سبب ہے کیونکہ یہ کام نہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نہیں کیا جو ہر خیر اور نیکی میں سب سے زیادہ سبقت لے جانے والے تھے، اور کسی کو یہ جائز نہیں وہ یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس فضیلت کی معرفت کیلئے خاص کرلیا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اس سے محروم رہے ہیں حالانکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "**من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد**" (3) جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہمارا عمل نہیں تو وہ مردود ہے۔

جب ہم نے یہ سمجھ لیا اور معلوم کرلیا کہ بعض ممالک میں وہاں کے باشندے عید کی نماز کے بعد ہر سال جو زیارت

---

(1)۔ الأعياد وأثرها على المسلمين ص 442 (2)۔ اغاثة اللهفان: ص 201 (3)۔ بخاری، حدیث: 2697 مسلم، کتاب الأقضية، حدیث: 1718

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبور کا اہتمام کرتے ہیں وہ بدعت اور نئی ایجاد ہے جسے کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے بھی انجام نہیں دیا اور اگر یہ کام مستحب یا مندوب ہوتا تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ضرور اس میں سبقت لے جاتے، جب ایسا نہیں تو یہ بدعت ہے اور اگر یہ خیر اور بھلائی ہوتی تو صحابہ رضی اللہ عنہم ہم سے کہیں زیادہ اسے کرنے کے حقدار تھے اور زیادہ دلچسپی رکھنے والے تھے۔ واللہ اعلم (1)

قبروں کو عید بنانے کی برائیاں: (1)۔ ان کی طرف نماز پڑھنا۔ (2)۔ ان کا طواف کرنا۔

(3)۔ انہیں بوسہ دینا اور چھونا۔ (4)۔ اس کی مٹی کو رخساروں پر ملنا۔

(5)۔ قبر والوں سے مدد مانگ کر یا ان سے دنیا و آخرت کی بھلائی کا سوال کر کے ان کی عبادت کرنا۔

(6)۔ دور دراز مقامات سے ان کا قصداً سفر کرنا،

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر قبروں کو عید بنانے والے حد سے بڑھے ہوئے اور غالی حضرات کو آپ دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا ہے کہ وہ قبر کو دیکھ کر دور ہی سے سواری سے نیچے اتر آتے ہیں اور اپنی گردنیں اور جبینیں وہیں سے جھکا دیتے ہیں۔ زمین کو بوسہ دیتے ہیں اور سر ننگا کر لیتے ہیں اور رونے دھونے کی آواز بلند کرتے ہیں اور روتے روتے ان کی ہچکی بندھ جاتی ہے اور تصور کرتے ہیں کہ ہم حاجیوں سے بھی زیادہ فائدہ مند رہے ہیں اور ان سے مدد مانگتے ہیں جو نہ بنانے پر قادر ہے نہ لوٹانے پر، اور دور ہی سے ان کو پکارتے ہیں اور جب قریب آتے ہیں تو وہاں دو رکعت نماز پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بڑا ثواب کمایا ہے کہ قبلتین کیطرف نماز پڑھنے والوں سے بھی زیادہ ثواب حاصل کیا ہے اسی وجہ سے آپ دیکھیں گے کہ اس میت سے حصول برکت اور اس کی رضا کی تلاش میں کوئی قبر پر رکوع کر رہا ہے تو کوئی سجدہ، اور یوں وہ اپنے دامن کو غیر اللہ کے لئے بلکہ شیطان کے لئے آنسو بہا کر ناکامی و نقصان سے بھر رہے ہیں۔(2)

(7)۔ سنت کو ختم کرنا اور بدعت کو زندہ کرنا (8) مال وزر کا نامناسب جگہ پر خرچ کرنا۔

(9)۔ شراب پینا۔ (10)۔ زنا اور لواطت کا ارتکاب کرنا۔(11)۔ بے پردگی اور فحاشی و عریانی۔

(12)۔ اخلاقی بے راہ روی۔

علامہ مقریزیؒ، اسماعیل بن یوسف الانبابی کے میلاد اور عرس پر اس کی قبر پر جو کچھ ہوا اس کے متعلق لکھتے ہیں۔ وہاں پر ناقابل بیان برائیاں اور مفاسد تھے۔ کھیتوں میں ڈیڑھ سو شراب کے خالی مٹکے پائے گئے جو خیموں میں

---

(1)۔ بدع القبور و حکمھا، ص: 103، 104 (2) - اغاثۃ اللہفان ص 200، بتصرف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوش کی گئی، زنا اور لواطت کی داستان اس کے علاوہ ہے۔ (1)

علامہ الجبرتیؒ (2) مصر کے لوگوں کے خیال کے مطابق ایک ولی عبدالوہاب العفیفی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

لوگوں نے ہر سال ایک تقریب اور عیدان کے نام پر ایجاد کر رکھی ہے جس پر لوگوں کو بلایا جاتا ہے جن سے باغات و صحرا سب بھر جاتے ہیں پھر وہ قبروں کو روندتے ہیں وہاں چراغاں کرتے ہیں اور ان پر گندگی پھینکتے بلکہ بول و براز کرتے ہیں اور زنا اور لواطت ہوتی ہے اور کھیل تماشا نیز رقص و سرور ہوتا ہے" (3)

میں نے خود لادینیت و برائی کے (یہی مناظر) حضرت حسین کے میلاد وعرس پر دیکھے ہیں جس سے دل پھٹتا ہے۔ اور آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ اور میں سب ان لوگوں کو جن کے پاس قوت و اختیار ہے دعوت دیتا ہوں کہ ان سے مکالمہ و مذاکرات کریں اور انہیں راہ راست پر لائیں ورنہ طاقت سے روکیں۔ اور ان کو مضبوط پنجہ سے پکڑ کر سزا دیں جنہوں اسلام اور مسلمانوں کا حلیہ بگاڑ دیا ہے اور آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کو دشمنان اسلام یہود نصاریٰ کے سامنے رسوا کر دیا ہے وہ خوش ہو رہے ہیں اور دیگر ادیان باطلہ اور مذاہب فاسدہ اسلام سے نسبت رکھنے والے اہل اسلام پر ہنس رہے ہیں۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التكلان.

---

(1)۔ السلوک لمعرفۃ الملوک لتقی الدین احمد المقریزی، ص: 576 ج 3۔

(2)۔ عبدالرحمٰن بن حسن الجبرتیؒ مصر کے نامور سکالر اور مورخ تھے۔ 1168ھ میں پیدا ہوئے اور 1237ھ کو قاہرہ میں وفات پائی۔ (الاعلام، ج 3 ص 304)

(3)۔ تاریخ الجبرتی، علامہ عبدالرحمٰن بن حسن الجبرتی المصری، ص: 304 ج 1۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں بحث

نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر کی زیارت کیلئے سفر کرنا

اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت ﷺ سب انسانوں سے افضل اور بنی نوع آدم کے سردار ہیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ کو ماننے والے سب لوگوں پر آپ ﷺ کی محبت فرض ہے بلکہ اپنی جان اور اولاد کی محبت پر مقدم ہے اور آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کو وہی پہچانتا ہے جو آپ ﷺ پر ایمان لایا اور آپ ﷺ کی تابعداری کی۔ اور اہل سنت والجماعت تمام انسانوں سے زیادہ آپ ﷺ کے حقوق کو جانتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کا مقام و مرتبہ ان کے نزدیک بہت بلند و بالا ہے اور آپ ﷺ کی محبت اور اس کے تقاضوں میں سے یہ ہے کہ آپ ﷺ جو حکم دیں وہ کر گزریں اور جس سے روکیں اور سرزنش فرمائیں اس سے اجتناب کریں اور باز رہیں۔ یہ کوئی آپ ﷺ کی محبت نہیں کہ محض خواہش پرستی میں یا من گھڑت احادیث کی بنا پر یا آپ ﷺ کی شخصیت میں غلو کرتے ہوئے آپ ﷺ کی سنت اور نمونہ کے خلاف کوئی ایسی بدعت یا نئی چیز بنالی جائے جس پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہ کی ہو۔

اس بحث میں ہم انشاء اللہ آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کیلئے سفر کرنے کو بیان کریں گے اور یہ بحث چند مقاصد پر مشتمل ہوگی لیکن اصل موضوع شروع کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ یہ سمجھ لیں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک اہلسنت والجماعت کے نزدیک روئے زمین پر افضل ترین قبر ہے جس نے اپنے پہلوؤں میں سب سے افضل ترین جسد اطہر لیا ہوا ہے جیسا کہ حضرت حسان (1) رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

فبورکت یا قبر الرسول و بورکت بلاد ثوی فیھا الرشید المسدد

وبورک لحد منک ضمن طیبا علیہ بناء من صفیح منضد (2)

اے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر تم بابرکت ہو، اور وہ شہر بھی بابرکت ہیں جہاں منبع ہدایت اور راست باز دفن ہیں آپ ﷺ سے وہ لحد بھی بابرکت بن گئی جس نے اس مجسم پاکیزگی کو اپنے دامن میں لیا جس پر چوڑے

---

(1)۔ حضرت حسان بن ثابتؓ ابوالولید الانصاری الخزرجی عظیم صحابی اور دربار رسالت کے مشہور شاعر تھے جنہیں آپ ﷺ کے دفاع کرنے پر ابوالحسام بھی کہا جاتا ہے۔ آپؓ 50ھ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کی خلافت میں ایک سو بیس سال عمر پا کر فوت ہوئے۔ (اسد الغابۃ، ج2ص5)

(2) دیوان حسان مع شرح البرقوقی ص 144

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پتھروں کی مضبوط عمارت ہے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں!روئے زمین پر افضل ترین قبر،قبرِ رسول ﷺ ہے نیز فرمایا: حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور نیک لوگوں کی قبروں پر جو اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت ہے جو ان کا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام و مرتبہ اور حرمت و منزلت ہے وہ اکثر مخلوق کے تصور سے بھی زیادہ ہے'' (1)

اور ہمارے نزدیک اس میں کوئی اختلاف نہیں اور نہ ہی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی افضیلت و برتری یا آپ ﷺ کی قبر مبارک کی افضیلت پر بحث کرنے کی کوئی گنجائش ہے اسی طرح اس پر بھی بحث کی ضرورت نہیں کہ آپ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت مستحب ہے البتہ اصل مباحثہ و مناقشہ تو اس پر ہے کہ قصداً آپ ﷺ کی قبر کی زیارت کو سفر کرنا کیسا ہے؟

پہلا مقصد: نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک کی زیارت کا حکم۔

اہل علم کے اس اختلافی مسئلہ میں کئی اقوال ہیں۔

پہلا قول: یہ کہ زیارت قبر رسول ﷺ سنت ہے اور اس پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے،قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت ایسی سنتوں میں سے ایک سنت ہے جن پر مسلمانوں کا اجماع ہے اور اس کی فضیلت میں بھی ترغیب ہے۔ (2)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ(زیارت)افضل اعمال میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں تقرب کا سب سے عظیم ذریعہ ہے اور اس کا شرعاً جائز ہونا بلا اختلاف اجماعی مسئلہ ہے اللہ ہی سیدھے راستہ کی ہدایت دینے والا ہے'' (3)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک کی زیارت مستحب ہے'' (4)

دوسرا قول: سنت موکدہ ہے جو واجب کے قریب قریب ہے، یہ احناف کا قول ہے جیسا کہ شرح المختار میں لکھا ہے: یہ(زیارت)سب مندوبات و مستحبات سے افضل ہے بلکہ واجب کے درجہ کے قریب ہے کیونکہ اس میں عظیم فضیلت بیان ہوئی ہے۔ (5)

---

(1)۔ اقتضاء الصراط المستقیم ص:662 ج 2 (2)۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ص:83 ج 2

(3)۔ فتح الباری ص: 80 ج 3 (4)۔ مختصر المجموع،شرح المھذب،اختصار سالم الرافعی ص: 99 ج 7

(5)۔ الاختیار لتعلیل المختار، ص: 175 ج 1

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا قول: نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک کی زیارت واجب ہے (1) یہ کہنے والے اس ارشاد باری تعالٰی سے استدلال کرتے ہیں:

" وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا " (2)

اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپ کے پاس آجاتے اور اللہ تعالٰی سے معافی مانگتے اور رسول (آپ) بھی ان کیلئے معافی مانگتے تو یقیناً وہ اللہ تعالٰی کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے:

تجزیہ:

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان تینوں اقوال سے کم از کم قبر مبارک کی زیارت مستحب واضح ہوتی ہے اور یہ سب سے درمیانہ اور مناسب قول ہے کیونکہ جب عام قبروں کی زیارت مستحب ہے تو نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک کی زیارت تو بالاَ ولی مستحب ہوگی لیکن اس شرط کے ساتھ کہ قصداً آپ ﷺ کی قبر کا سفر نہ کیا جائے بلکہ ارادہ مسجد نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والسلام کی زیارت کا ہو، تو اس ضمن میں قبر مبارک کی زیارت بھی ہو جائیگی اور یہ کہ یہ زیارت شرعی احکام وآداب کے مطابق ہو جن کا ذکر آگے ہوگا، البتہ اس زیارت کو واجب کے قریب سنت موکدہ کہنا اس کی قرآن وحدیث سے کوئی دلیل نہیں اور مذکورہ آیت کی بنا پر اس کو واجب کہنا، تو یہ آیت آپ ﷺ کی زندگی مبارک کے ساتھ خاص ہے نہ کہ آپ ﷺ کی قبر مبارک پر آنے سے متعلق ہے: عظیم مفسر ومحدث امام ابن جریر طبریؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اگر یہ منافقین جن کی صفت ان دو آیتوں میں بیان ہوئی ہے کہ جب ان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ تعمیل نہیں کرتے۔۔ اور اس سے مراد وہ یہودی اور مسلمان ہے جو اپنے فیصلہ کو کعب بن اشرف کے پاس لیکر گئے تھے‘‘(3)

امام ابو المظفر السمعانیؒ فرماتے ہیں: یعنی اگر یہ منافقین باطل وطاغوت کے پاس اپنا فیصلہ لیجا کر اپنے آپ پر ظلم کر لیتے ہیں اور بخشش ومعافی کیلئے آتے ہیں تو یہ جھوٹے بہانے لیکر آتے ہیں: (4) علامہ نواب صدیق حسن خانؒ فرماتے ہیں: یہ آنا آنحضرت ﷺ کی حیات پاک کے زمانہ کے ساتھ خاص ہے (یہ مراد نہیں کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی قبر مبارک پر آیا جائے) اور آیت اسی پر دلالت کرتی ہے الصارم المنکی میں اسی بات کو ثابت کیا گیا ہے اور اسی وجہ سے سلف صالحین میں سے کسی نے بھی دور دراز سے آنے کے لیے اس کا اہتمام نہیں

(1)۔ ہدایۃ السالک لابن جماعہ ص 1371 ج 3 (2) سورۃ النساء آیت 64

(3)۔ تفسیر الطبری ص 160 ج 4 (4) تفسیر السمعانی، ص 433 ج 1

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا نہ کسی امام نے اور نہ ہی کسی صحابی اور تابعی یا تبع تابعین وغیرہ نے۔ (1)

اور آپ یہ بھی ملاحظہ کر رہے ہیں کہ جس دلیل پر اس مسئلہ میں اعتماد کیا گیا ہے تو اس سے (زیارت کے) واجب ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں کہ وہ آیت مبارکہ تو آنحضرت ﷺ کی زندگی کے ساتھ خاص ہے گویا یہ آیت ندب واستحباب اور محض توجیہ وارشاد کے طور پر ہے وجوب اور ضروری ہونے پر دلالت نہیں کرتی اور یہی ظاہر ہوتا ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک کی زیارت مستحب سنت ہے جیسا کہ عام اہل علم کا خیال ہے اور قاضی عیاض نے یہی نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

دوسرا مقصد: نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے خصوصی طور پر سفر کرنا۔

بعض اہل علم نے آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے خصوصی سفر کو جائز کہا ہے بلکہ اسے حج کو مکمل کرنے والے احکام اور اس کے مندوب احکام سے قرار دیا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جو بھی حج کرے اسے آنحضرت ﷺ کی زیارت کو جانا چاہیے خواہ وہ (آپ ﷺ کی قبر) راستہ میں ہو یا نہ ہو، کیونکہ آپ ﷺ کی زیارت قربت کا اہم ترین ذریعہ ہے اور (اس سلسلہ میں) بہترین کوشش اور افضل ترین مقصد ہے چنانچہ جب آپ ﷺ کی زیارت کو جائے تو راستہ میں آپ ﷺ پر بہت زیادہ درود وسلام پڑھے۔ (2)

ہدایۃ السالک میں لکھا ہے: جب حج اور عمرہ کرنے والے مکہ مکرمہ سے واپس ہوں تو ان کیلئے استحباب کے طور پر بہت ضروری ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت سے کامیاب ہونے کیلئے آپ ﷺ کے شہر (مدینہ طیبہ) کا رخ کریں کیونکہ یہ زیارت اہم ترین ذریعہ تقرب اور نیکی نیز کامیاب ترین کوشش ہے۔ (3)

بلکہ علامہ تقی الدین السبکی نے ایک رسالہ "شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام" لکھا ہے جو اس عنوان سے معروف ہے "شن الغارۃ علی من انکر الزیارۃ" اس رسالہ میں انہوں نے شیخ الاسلام کے اس فتوی کا جواب دیا ہے جس میں انہوں نے قبر مبارک کی زیارت کو حرام قرار دیا ہے۔

مگر انہوں (سبکی) نے اس میں بہت زیادتی کی ہے اور امام محمد بن احمد بن عبد الہادی نے اس کا رد کرتے ہوئے شیخ الاسلام کی برأت ثابت کی ہے اور اپنی اس عظیم الشان کتاب کا نام "الصارم المنکی فی الرد علی

---

(1)۔ فتح البیان ص 166 ج 3 (2)۔ الاذکار ص 216 (3)۔ ہدایۃ السالک ص: 1396، ج 3 اثارۃ الترغیب والتشویق ص 329، ج 2 [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السبکی " رکھا ہے۔اور یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک منفرد شاہکار ہے جس کے مطالعہ سے کوئی طالب علم اور اس بحث کی تحقیق کرنے والا بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

اس زیارت کے ارادہ سے سفر کی جن لوگوں نے اجازت دی اور اسے جائز کہا ہے وہ تمام دلائل ضعیف و کمزور ہیں یا موضوع اور من گھڑت، جن میں کوئی دلیل و حجت نہیں۔ ہم ان بعض دلائل کو ان کے جواب اور تردید کے ساتھ نقل کرتے ہیں:

پہلی حدیث: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" من زَارَ قبرِیْ وَ جَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ " (1)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

اس حدیث کا کئی وجہ سے جواب دیا گیا ہے

1۔ یہ حدیث ضعیف ہے جس سے استدلال کرنا جائز نہیں۔

2۔ اگر اس حدیث کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تو اسے اس متنازع مسئلہ میں دلیل نہیں بنایا جا سکتا کہ ہم نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک کی زیارت کے مشروع اور مستحب ہونے کا انکار نہیں کرتے بلکہ اختلاف تو زیارت قبر کے ارادہ سے سفر کرنے میں ہے جبکہ اس حدیث سے زیارت قبر کی فضیلت تو تاکید کے ساتھ ثابت ہوتی ہے لیکن قصداً سفر کرنے کا ذکر ہے نہ اسکی تاکید، لہذا یہ اس متنازع مسئلہ میں کوئی فیصلہ کن دلیل نہیں۔

دوسری حدیث: نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

" مَنْ زَارَ قَبرِی حَلَّت لَه شَفَاعَتِی . (2)

---

(1)۔ الدارقطنی ص 278 ج 2، ابن عبدالہادی فرماتے ہیں: یہ حدیث ائمہ فن کے نزدیک منکر اور ضعیف الاسناد ہے جس سے علمی طور پر کمزور لوگ ہی استدلال کرتے ہیں ورنہ اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا دیگر علماء نے بھی اس حدیث کے ضعف کو بیان کیا ہے چنانچہ الاحادیث الواردۃ فی فضائل المدینۃ ص 583 کتاب ہدم المنارہ لمن صحح احادیث التوسل والزیارۃ ص : 230-263 دیکھی جاسکتی ہیں۔

(2)۔کشف الاستار حدیث 1198 ، ابن عبدالہادی نے اسے ضعیف و منکر کہا ہے۔الصارم المنکی ص 37,33 ہدم المنارۃ ص 305 پر اسے موضوع کہا گیا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت ثابت ہوگئی۔

اس حدیث کا جواب بھی دو طرح دیا گیا ہے۔

1۔ یہ حدیث اگر چہ موضوع نہیں مگر اس قدر ضعیف ہے کہ اس سے استدلال کرنا جائز نہیں۔

2۔اگر اس حدیث کی صحت تسلیم کر لی جائے تو بھی اس سے استدلال درست نہیں کہ اس کا تعلق مسئلہ کے متنازع پہلو سے نہیں اس حدیث سے زیارت قبر مبارک تو ثابت ہوتی ہے لیکن شرعاً زیارت قبر کیلئے سفر ثابت نہیں ہوتا۔

تیسری حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ جَاءَنِي زَائِراً لَا تَعْمَلُهُ حَاجَةٌ إِلَىٰ زِيَارَتِي ، كَانَ حَقّاً عَلَيَّ أَنْ أَكُونَ لَهُ شَفِيعاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (1)

یعنی جو میرے پاس کسی اور ضرورت کے بغیر صرف اور صرف میری زیارت کو آئے تو مجھ پر ضروری ہے کہ قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں۔

اس حدیث کا جواب درج ذیل صورتوں میں دیا جاتا ہے۔

1۔ یہ حدیث ضعیف ہے جس سے استدلال جائز نہیں۔

2۔ اگر اس حدیث کی صحت تسلیم کر بھی لیں تو ضروری ہے کہ اسے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک کی طرف ارادۂ سفر پر محمول نہ کیا جائے کیونکہ اس میں قبر کا لفظ نہیں آیا اور نہ ہی کوئی ایسا اشارہ ہے کہ: زیارت قبر کا ذکر ہے اور نہ ہی وفات کے بعد زیارت کا ذکر ہے۔ (2)

چوتھی حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

(1)۔ الطبرانی فی الکبیر (13149)، مجمع الزوائد ص 2 ج 4، وقال فیہ مسلمۃ بن سالم وھو ضعیف ابن عبدالہادی نے الصارم المنکی ص 41-54 پر اسے ضعیف الاسناد اور منکر المتن کہا ہے الاحادیث الوارۃ فی فضائل المدینہ ص 585 پر بھی اس کو ضعیف کہا گیا ہے

(2)۔ الصارم المنکی ص: 41

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ" . (1)

جس نے حج کیا اور پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی یہ حدیث قطعاً باطل اور من گھڑت ہے جس سے استدلال درست نہیں، اور جیسا کہ ابن عبدالہادی نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور مسلمانوں کے اتفاق سے یہ ثابت ہے کہ جہاد اور حج وغیرہ آپ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت سے افضل ہیں اور جہاد و حج ادا کرنے والا آپ ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کی طرف سفر کر کے زیارت کرنے والے کی طرح نہیں ہو سکتا۔ (2)

پانچویں حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

" مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ " (3)

جس نے بیت اللہ کا حج کیا لیکن میری زیارت نہ کی تو اس نے مجھ پر زیادتی کی۔

اس حدیث کا بھی دو طرح سے جواب دیا گیا ہے۔

1: یہ حدیث اگر موضوع نہ بھی ہو تو ضعیف ہے جس سے استدلال جائز نہیں۔

2: اگر اس کی صحت ثابت بھی ہو جائے تو اس کا مطلب تو یہ ہو گا کہ قبر مبارک کی زیارت نہ کرنا اگر چہ واضح

---

(1)۔ الطبرانی فی الکبیر (13497) البیھقی فی السنن الکبری (10274) وشعب الایمان (3858) ابن عبدالہادی نے مختلف الفاظ حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ حدیث منکر المتن اور ساقط الاسناد ہے جسے کسی بھی امام نے صحیح کہا نہ اس سے استدلال کیا بلکہ بعض نے تو اسے موضوع کہا ہے، الصارم المنکی ص 55، علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے موضوع کہا ہے سلسلۃ الضعیفہ حدیث 47، الاحادیث الواردۃ فی فضائل المدینۃ ص 586۔

(2)۔ الصارم المنکی، ص: 67

(3)۔ ابن حبانؒ فی المجروحین، ص 73 ج 3 امام ابن تیمیہؒ نے ان تمام احادیث کو جھوٹی اور موضوع کہا ہے، الاقتضاء، ص 773 ج 2، ابن عبدالہادی نے بھی اس کو بے اصل اور منکر بلکہ موضوع کہا ہے، الصارم المنکی ص: 79، علامہ البانی نے بھی اسے موضوع کہا ہے، الضعیفہ ص: 61 ج 1 رقم: 45 الاحادیث الواردۃ فی فضائل المدینۃ ص: 588، ہدم المنارۃ، ص 303

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفر نہیں لیکن کبیرہ گناہوں میں سے ہوگا۔ جیسا کہ علامہ البانی" فرماتے ہیں: اس حدیث کے موضوع ہونے کی دلیل یہ بھی ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر ظلم اور زیادتی اگر چہ کفر نہیں مگر کبیرہ گناہ ہے چنانچہ جو زیارت چھوڑ دے اس نے بڑے گناہ کا ارتکاب کیا گویا یہ زیارت بھی حج کی طرح ضروری ہے اور اس بات کا کوئی مسلمان بھی قائل نہیں کیونکہ آپ ﷺ کی زیارت اگر چہ نیکی ہے مگر علماء کے نزدیک وہ مستحب حدود سے متجاوز نہیں ہونی چاہیے تو اس کو چھوڑنے والا نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر ظلم کرنے والا یا آپ ﷺ سے روگردانی کرنے والا کیسے ہوا؟ (1)

چھٹی حدیث: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ زَارَ قَبْرِي بَعْدَ مَوْتِي فَكَأَنَّمَا زَارَنِي فِي حَيَاتِي وَمَنْ لَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي" (2)

جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی اس نے گویا میری زندگی میں زیارت کی اور جس نے میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر زیادتی کی۔

اس حدیث کا جواب بھی وہی ہے جو گذشتہ احادیث کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

ساتویں حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ حَجَّ حَجَّةَ الإِسْلَامِ وَزَارَ قَبْرِي وَصَلَّى فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ يَسْأَلْهُ اللَّهُ فِيمَا افْتَرَضَ عَلَيْهِ" (3)

جس نے اسلام کا حج (فرضی حج) کیا اور میری قبر کی زیارت کی اور بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) میں نماز پڑھی اللہ تعالیٰ اس سے فرض کردہ چیزوں کے متعلق سوال نہیں کریگا۔

اس حدیث سے استدلال جائز نہیں کہ یہ حدیث باطل اور موضوع ہے۔ جس کا موضوع اور من گھڑت ہونا اس کی سند سے واضح ہے اور اس کے متن سے تصوف کی بو اٹھتی ہے کیونکہ اس میں انسانوں سے اعمال کو گرانے کا اشارہ

---

(1)۔ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ حدیث 45 ص:61 ج 1 (2)۔ شفاء السقام ص 49 بحوالہ اخبار المدینۃ، ابن عبدالہادی" فرماتے ہیں: یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ کی طرف منسوب جھوٹی اور من گھڑت روایات میں سے ہے الصارم المنکی ص 171، الاحادیث الواردۃ فی فضائل المدینہ ص 585۔

(3)۔ القول البدیع للسخاوی ص:102 میزان الاعتدال ص 7 ج 2، والازدی فی فوائدہ ص 7 ج 2، ابن عبدالہادی" نے لکھا ہے کہ: محدثین کے نزدیک بلاشک وشبہ یہ حدیث موضوع اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر جھوٹ ہے الصارم المنکی ص 156، سلسلۃ الضعیفہ للالبانی، ص 242 ج1، رقم 204 الاحادیث الواردۃ فی فضائل المدینہ ص 590، ہدم المنارۃ ص:300

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے (یعنی انہیں اعمال سے بے نیاز کرنے کا عندیہ ہے اور یہ تصوف کی کارستانی ہے) چنانچہ یہ حدیث بتاتی ہے کہ جو شخص بھی ایسے کام کرلے جن میں قبر مبارک کی زیارت ہو تو اسے اور کوئی کام کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ دیگر کام ترک کردے کیونکہ اب اللہ تعالیٰ اس سے فرض کردہ کاموں کے متعلق نہیں پوچھے گا، حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل.

آٹھویں حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعا بیان کرتے ہیں:

مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَأَنَّمَا زَارَنِیْ وَأَنَا حَیٌّ (1)

جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میرے زندہ ہونے میں میری زیارت کی۔

اس حدیث کا جواب درج ذیل طریقوں سے ہے۔

1۔ یہ حدیث باطل ہے، اس سے استدلال جائز نہیں۔

2۔ بالفرض اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اس سے محل نزاع پر کوئی دلیل نہیں ملتی کیونکہ حدیث قبر مبارک کی زیارت کرنے والے کا اجر و ثواب بتاتی ہے اور اس سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں اور نہ ہی قبر مبارک کی زیارت کے مستحب ہونے کا انکار ہے اختلاف تو آپ ﷺ کی قبر مبارک کی طرف قصدا سفر کرنے میں ہے اور اس کی یہ حدیث تائید نہیں کرتی اور نہ ہی کوئی اس میں دلیل ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ مطلق زیارت کا مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے نہ کہ قصدا سفر سے زیارت کا جواز۔

نویں حدیث:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سنا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ .... أَوْقَالَ: مَنْ زَارَنِیْ ...... کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعاً أَوْشَھِیْداً وَمَنْ مَاتَ فِیْ أَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بَعَثَہُ اللّٰہُ مِنَ الآمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ" (2)

جس نے میری قبر کی۔۔۔۔یا میری۔۔۔۔زیارت کی میں اس کا سفارشی اور گواہ ہوں گا اور جو حرمین (مکہ و مدینہ) میں سے کسی جگہ وفات پا جائے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن امن والوں میں اٹھائے گا۔

---

(1)۔ ابن عبد الھادی نے ابو الفتوح یعقوبی کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور اسے موضوع، منکر اور بے بنیاد کہا ہے، الصارم المنکی، ص 158

(2)۔ مسند ابوداؤد الطیالسیؒ، ص: 66 ج 1 رقم: 65، ابن عبد الھادی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں انقطاع بھی ہے اور جہالت بھی نیز اضطراب بھی ہے، الصارم المنکی ص: 89، مسند طیالسی کے محقق نے اس کی سند کو بہت کمزور کہا ہے، ہدم المنارہ، ص: 292۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے درج ذیل وجوہ سے استدلال درست نہیں۔

1۔ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس سے استدلال جائز نہیں اور ایسی حدیث سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہوتا

2۔ اگر اس حدیث کی صحت تسلیم کی بھی جائے تو مسئلہ کے اس اختلافی پہلو میں اس سے استدلال درست نہیں کیونکہ اس حدیث سے تو محض زیارت قبر کی فضیلت معلوم ہوتی ہے اور یہ ہمارے زیر بحث نہیں۔ بلکہ ہم تو اس کے استحباب کے قائل ہیں۔ جبکہ یہ حدیث سید البشر ﷺ کی قبر کے قصداً سفر کرنے پر خاموش ہے۔

دسویں حدیث: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ زَارَنِي مُتَعَمِّداً كَانَ فِي جِوَارِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ" (1)

جس نے قصداً میری زیارت (قبر) کی وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔

اس حدیث پر بھی سابقہ حدیث جیسی بحث اور کلام ہی ہے کہ اس جیسی ضعیف حدیث سے استدلال نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی محل نزاع مسئلہ پر اس سے استشہاد ہو سکتا ہے۔

گیارہویں حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَا مِنْ عَبْدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي إِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ بِهِ مَلَكاً يُبَلِّغُنِي وَكُفِيَ أَمْرَ آخِرَتِهِ وَدُنْيَاهُ، وَكُنْتُ لَهُ شَهِيْداً وَشَفِيْعاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ" (2)

جو آدمی بھی میری قبر کے پاس آ کر مجھ پر سلام پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو (اس کا سلام) مجھے پہنچاتا ہے اور اس کی دنیا و آخرت کے ہر معاملہ کیلئے اللہ کافی ہوتے ہیں اور میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور سفارشی ہوں گا۔

یہ حدیث بھی ضعیف ہے جس سے استدلال ممکن نہیں، اگر بالفرض صحیح بھی ہو تو اس میں قبر مبارک کے پاس آپ ﷺ پر سلام کہنے والے کی فضیلت کا ذکر ہے اور زیارت قبر کے استحباب کا تو کوئی بھی انکار نہیں کرتا۔ کیونکہ اختلاف قبر مبارک کا قصداً سفر کرنے میں ہے اور جن لوگوں نے یہ حدیث پیش کی ہے وہ تو اسی مقصد کیلئے ہے کہ

---

(1)۔ بیہقی فی شعب الایمان، ص 91 ج 8 (3856) ابن عبدالھادی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ومضطرب اور مجھول الاسناد ہے اور انتہائی کمزور مرسل روایت ہے، الصارم المنکی ص 94، الاحادیث الواردۃ فی فضائل المدینہ ص 594۔

(2)۔ البیہقی فی شعب الایمان ص: 94 ج 8 (3859) کتاب کے محقق نے اس کی سند کو نا قابل اعتبار کہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ قبر مبارک کی طرف قصداً سفر کو جائز ثابت کرسکیں مگر یہ حدیث اس موقف کی دلیل تو نہیں لہذا اس سے استدلال باطل ہے۔

بارہویں حدیث: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَيَّ رُوحِی حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ (1)

مجھ پر سلام کہنے والا کوئی بھی ایسا نہیں مگر کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

یہ حدیث سابقہ حدیث سے زیادہ صحیح ہے مگر اس میں قبر کا لفظ نہیں لہذا زیارت قبر کیلئے قصداً سفر کو اس حدیث سے ثابت کرنے والوں کا استدلال ختم ہو جاتا ہے۔(2)

تیرھویں حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ زَارَنِی بِالْمَدِیْنَۃِ مُحْتَسِباً کُنْتُ لَہٗ شَھِیْدًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ" (3)

جس نے مدینہ میں میری (قبر کی) ثواب کی نیت سے زیارت کی قیامت کے دن میں اس کا گواہ ہوں گا۔

اس حدیث سے بھی استدلال کئی وجوہ سے درست نہیں۔

1۔ یہ حدیث ضعیف ہے چنانچہ اس سے استدلال جائز نہیں۔

2۔ اگر اس کی صحت تسلیم کرلی جائے تو بھی اس سے استدلال درست نہیں کیونکہ حدیث ان کے دعووں پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ وہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی زیارت کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ جبکہ حدیث مطلق ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے مقصد آپ ﷺ کی زندگی میں زیارت ہے چنانچہ حدیث کی صحت فرض کرلینے کے باوجود بھی (حالانکہ یہ ثابت نہیں) حدیث قبر یا اس کی طرف قصداً سفر پر دلالت نہیں کرتی۔

جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حدیث صحیح نہیں بلکہ ضعیف ہے تو اس سے استدلال بھی کمزور ہوگا لہذا اس سے حجت

---

(1)۔ مسند احمد ص 527 ج 2 ،ابوداؤد، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور (204) ابن القیم جلاء الافہام ص 108 وقال: صح اسناد ہذا الحدیث، بیہقی شعب الایمان ص 211 ج 4 (1479) محقق کتاب نے اس حدیث کی سند کو حسن کہا ہے البانی نے بھی اس کی سند کو حسن کہا ہے۔ (2) الصارم المنکی، ص:107 (3)۔ البیہقی فی شعب الایمان ص 94، ج 8 (386) ابن عبدالہادی فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح نہیں بلکہ ضعیف و منقطع ہے الصارم المنکی ص 163، علامہ البانی نے بھی اسے ضعیف کہا ہے ضعیف الجامع (5609) الاحادیث الواردۃ فی فضائل المدینۃ ص 275، ہدم المنارۃ ص 275۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پکڑنا جائز نہیں۔ واللہ اعلم

چودھویں حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ زَارَنِی مَیْتاً فَکَانَّمَا زَارَنِي حَیاً وَمَنْ زَارَ قَبْرِی وَجَبَتْ لَه شَفَاعَتِی یَومَ القِیَامَةِ ' وَمَا مِن اَحَدٍ مِن اُمَّتِي لَه' سَعَة' ثُم لَم یَزُرْنِی فَلَیسَ لَه' عُذر' " (1)

یعنی جس نے وفات کے بعد میری زیارت کی گویا کہ اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی، اور جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہوگئی اور جس نے میری امت میں سے وسعت ہونے کے باوجود میری (قبر کی) زیارت نہ کی اس کا کوئی عذر (قبول) نہ ہوگا۔

اس حدیث سے استدلال دو وجہ سے درست نہیں۔

1۔ یہ حدیث ضعیف بلکہ موضوع ہے۔

2۔ اس میں قبر مبارک کی زیارت کے کیلئے قصداً سفر پر کوئی واضح دلیل نہیں، اور اس میں بفرض صحت زیادہ سے زیادہ زیارتِ قبر کا استحباب ہے جس پر ہم میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ اس حد تک ہم ان کے موافق ہیں اختلاف تو قبر مبارک کی زیارت کیلئے قصداً سفر کرنے پر ہے۔

پندرھویں حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

: مَنْ زَارَنِی فِی مَمَاتِی کَانَ کَمَنْ زَارَنِي فِی حَیَاتِی وَمَنْ زَارَنِی حَتّٰی یَنْتَهِی اِلٰی قَبْرِی کُنْتُ لَه' شَهِیدًا یَوْمَ القِیَامَةِ " (2)

جس نے میری زیارت میرے مرنے کے بعد کی گویا اس نے میری زیارت میری زندگی میں کی، اور جو میری زیارت کیلئے میری قبر تک آیا میں قیامت کے دن اس کا گواہ ہوں گا۔

اس حدیث سے بھی استدلال درست اور جائز نہیں کیونکہ یہ موضوع اور من گھڑت ہے۔

---

(1)۔ الدرۃ الثمینۃ فی اخبار المدینۃ ص 344 ، ابن الهادی کہتے ہیں۔ یہ حدیث موضوع اور جھوٹی ہے۔ الصارم المنکی ص 165 الاحادیث الواردۃ ص 591

(2) ۔ العقیلی فی الضعفاء ص : 457 ج 3، میزان الاعتدال، ص : 422 ج 5، وقال: موضوع علی ابن جریج، ابن الهادی نے لکھا ہے: یہ حدیث سخت منکر ہے بلکہ موضوع ہے، الصارم المنکی: ص:169

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سولھویں حدیث: مَنْ زَارَنِیْ وَزَارَ اَبِیْ اِبْرَاهِیْم فِیْ عَامٍ وَّاحِدٍ ضَمِنْتُ لَهُ الْجَنَّة" (1)

جس نے ایک ہی سال میں میری اور میرے باپ ابراہیم کی زیارت کی میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ یہ حدیث باطل اور موضوع ہے جس سے استدلال صحیح نہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو خواہشات کے بھڑ کتے شر اور فتنہ سے بچائے۔

سترھویں حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ "أَنَّ رَجُلاً زَارَ اَخاً لَهُ فِی قَرْيَةٍ أُخْرَىٰ فَارْصَدَ اللّٰهُ لَهُ عَلٰى مَدْرَجَتِهِ مَلَكاً فَلَمَّا أَتَىٰ عَلَيْهِ، قَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ: أُرِيْدُ اَخاً لِيْ فِیْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ، قَالَ هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟ قَالَ: لَا غَيْرَ اَنِّیْ أُحِبُّهُ فِی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكَ، بِأَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهُ فِيْهِ" (2)

کوئی شخص کسی دوسری بستی میں اپنے (دینی) بھائی کی ملاقات کو گیا تو اس کے راستے میں اس کے انتظار میں اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کر دیا جب وہ آدمی وہاں پہنچا تو اس (فرشتے) نے پوچھا، آپ کدھر آئے ہیں تو اس آدمی نے کہا کہ اس بستی میں اپنے ایک بھائی کی زیارت کو آیا ہوں فرشتے نے کہا کیا تمہارا کوئی اس سے احسان مندی کا تعلق ہے جسے پروان چڑھانے آئے ہو اس آدمی نے کہا، ایسا کوئی کام نہیں صرف میں اس سے اللہ تعالیٰ کیلئے محبت رکھتا ہوں اور اسی تعلق سے آیا ہوں تو فرشتے نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کا تیری طرف پیغام لیکر آیا ہوں کہ جس طرح تو اس سے اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محبت رکھتا ہے۔

اس حدیث سے یوں استدلال کیا جاتا ہے کہ جب اپنے بھائیوں کی ملاقات کی اس قدر فضیلت ہے تو جو ذات پاک دونوں جہانوں میں زندہ ہیں، جن وانس کے امام ہیں جن کی حرمت مرنے کے بعد بھی زندگی جیسی ہی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام عمدہ واعلیٰ صفات و خصائل سے مشرف فرمایا ہے، ان کی برکت سے ہمیں جادہ مستقیم نصیب ہوا، ان ہی کی وجہ سے ہم شیطان سے محفوظ ہوئے وہی ہمیں پکڑ کر جہنم میں گرنے سے بچانے والے ہیں

---

(1)۔ امام نوویؒ نے المجموع ص 209، ج 8 پر کہا ہے: یہ حدیث باطل وموضوع ہے جو کسی بھی کتاب میں آپ ﷺ سے صحیح یا ضعیف سند سے مروی نہیں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ" فرماتے ہیں: یہ حدیث کسی کتاب میں موضوع اور غیر موضوع سند سے مروی نہیں بلکہ اسے بعض فاجر لوگوں نے گھڑا ہے حتیٰ کہ صلاح الدین ایوبی کے دور سے قبل سنی بھی نہیں گئی مجموع الفتاوی، ص 217 ج 27، الاقتضاء ص: 272 ج 2 اور بھی بہت سے علماء نے اسے موضوع کہا ہے۔

(2)۔ مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فضل الحب فی اللہ حدیث : 2567

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو اہل ایمان کے ساتھ نہایت شفیق ومہربان ہیں۔تو ان کی زیارت کا کیا درجہ ہوگا؟ اس حدیث کو بیان کر کے یہ استدلال تقی الدین محمد بن ابی بکر المصری الاخنائی المالکی نے شیخ الاسلام پر اپنے رد اور جواب میں لکھا ہے مگر شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اس کا مفصل جواب بھی تحریر فرمایا ہے چونکہ یہ جواب بہت مفید ہے۔لہذا ہم اسے نہایت اختصار سے چند نکات کی شکل میں پیش کرتے ہیں۔

1۔ اس میں زیارت قبر کو زندہ کی زیارت پر قیاس کیا گیا ہے حالانکہ کسی مسلمان عالم نے ایسا قیاس نہیں کیا ،اور نہ ہی ہمارے علم میں زیارت قبر کے قائلین میں سے کسی نے اپنے دینی بھائی کی ذات الٰہی میں زیارت کرنے پر قیاس کرتے ہوئے زیارت قبر مبارک پر استدلال کیا ہے چنانچہ یہ بدترین قیاس فاسد ہے۔

2۔ یہ کہ زندہ کی زیارت کرنے والے کو اس کے دیکھنے سے بات سننے،سوال وجواب کرنے وغیرہ سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ کسی ایسے آدمی کو حاصل نہیں ہوسکتا جس نے اسے دیکھا ہو نہ اس کی گفتگو سنی ہو،

3۔محض آپ ﷺ کی قبر مبارک کو دیکھنا یا گھر پر جو دیوار بنائی گئی ہے اس کو دیکھ لینا آپ ﷺ کو براہ راست دیکھنے، آپ کا دیدار کرنے اور آپ ﷺ کی مجلس میں حاضری دیگر گفتگو سننے جیسا تو نہیں ہوسکتا اگر یہ دونوں چیزیں برابر ہوں تو پھر جو قبر دیکھ لے وہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی طرح ہوا،اور واضح ہے یہ تو سب سے بڑا باطل اور غلط ہے۔

4۔ یہ کہ آپ ﷺ کی زندگی مبارک میں آنجناب ﷺ کی طرف سفر فتح سے پہلے تک ہجرت کیلئے ہوتا تھا کہ " لا هجرة بعدالفتح " (1) اب فتح کے بعد ہجرت ختم۔۔۔یا پھر آپ ﷺ پر سلام عرض کرنے اور تعلیم کی غرض سے تھا۔لہذا جو سفر آپ ﷺ کی طرف تھا وہ صرف اسلام ودین سیکھنے آپ ﷺ کے دیدار اور حدیث سننے کیلئے ہی تھا جو سراپا بھلائی اور خیر ونیکی کا کام تھا۔لیکن جو قبروں کی زیارت کرتے ہیں وہ تو وہاں کئی قسم کی بے شمار منکرات اور برائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں جیسا کہ عیسائی اور مشرک اور بدعتی حضرات اپنے کسی بزرگ و برتر کی قبر کے پاس شرک اور فرط عقیدت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

5۔ اور اگر آپ ﷺ مسجد میں زندہ ہوتے تو آپ ﷺ کے لئے مسجد میں آنا سب عبادتوں سے افضل ہوتا۔

6۔ اس قبر کی طرف سفر کرنا جسے سجدہ گاہ بنالیا گیا ہو اس سے تو منع کیا گیا ہے اور اہل کتاب پر اسی کام کی وجہ سے لعنت کی گئی ہے۔

7۔ اور یہ بھی کہ آپ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس کوئی دینی مفاد و مصلحت تو نہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے

---

(1)۔ البخاری، کتاب الجهاد، باب فضل الجهاد والسیر، حدیث، 7/2، 3/2

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرب کا ذریعہ یا نیکی ہے۔

8۔ اور یہ بھی کہ ایسا کرنا تو تمام مقامات پر شرعاً جائز ہے تو ایسا مناسب نہیں کہ آپ ﷺ سے محبت و تعظیم کا مظاہرہ آپ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس ہی ہو ورنہ تعظیم ہی نہ سمجھی جائے گی بلکہ انسان تو ہر جگہ اس کا پابند ہے تو زندگی میں آپ ﷺ کی زیارت میں بڑی مصلحت و منفعت ہے جس میں کوئی فساد و خطرہ نہیں۔ اس کے برعکس جبکہ صرف آپ ﷺ کی قبر کی طرف سفر کرنا اپنے اندر اندیشہ فساد اور خطرہ ہی رکھتا ہے اور اس میں کوئی مفاد و مصلحت نہیں اسی طرح آپ ﷺ کی مسجد مبارک کی طرف سفر میں بھی بڑی مصلحت و منفعت ہے جہاں آپ ﷺ کے وہ سب شرعی حقوق بھی ادا کیے جاسکتے ہیں۔ جو سب مساجد میں بھی ممکن ہیں۔

9۔ کسی میت کی قبر کی شرعی زیارت کا مقصد اس کے لیے دعا اور بخشش طلب کرنا ہوتا ہے جیسا کہ نماز جنازہ ہے اور آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کیلئے شرعی حکم دعا یا طلب وسیلہ کی دعا تو عام مقامات پر شرعاً جائز ہے وہ صرف آپ ﷺ کی قبر مبارک کے ساتھ تو خاص نہیں آپ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس کسی نیک کام کے حوالہ سے یہ جگہ ممتاز نہیں بلکہ یہ نیک کام جو وہاں کرنا جائز ہے تمام مقامات پر کیا جا سکتا ہے تاہم آپ ﷺ کی مسجد دوسری عام جگہوں سے افضل ہے اور وہاں کی عبادت بھی مسجد میں ہونے کی وجہ سے فضیلت رکھتی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"اَلصَّلَاةُ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ" (1)

میری اس مسجد میں نماز دوسری جگہ نماز سے ہزار درجہ بہتر ہے ماسوائے مسجد حرام (بیت اللہ) کے چنانچہ جو عبادات اس مسجد میں آپ ﷺ کے دفن ہونے کے بعد جائز ہیں وہ پہلے بھی جائز تھیں بلکہ حجرہ مبارک کو مسجد میں شامل کرنے سے پہلے بھی شرعاً جائز تھیں۔ اور اس کے بعد آنحضرت ﷺ کے وقت میں ہونے والی ان عبادات میں کوئی اضافہ نہیں ہوا اور نہ ہی کسی ایسی چیز کا اضافہ ہوا جس کو آپ ﷺ نے اپنی امت کیلئے جائز قرار نہ دیا ہو یا اس کی ترغیب دلاتے ہوئے دعوت عمل نہ دی ہو، اور زیارت کو آنے والے کیلئے درود وسلام اور دعا یا آپ ﷺ کی مدح وثنا یہ تو آپ ﷺ کی مسجد میں آپ ﷺ کی زندگی میں بھی جائز تھی اور تمام مساجد میں بلکہ ہر اس جگہ پر جائز ہے جہاں نماز پڑھنا جائز ہے لیکن اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ عبادات میں سے زیارت قبر مسجد جیس مشروع نہیں تھی یہ تو صرف قبر مبارک کی وجہ سے جائز ہے تو ایسا سمجھنا غلط ہے کسی صحابی رضی اللہ عنہ یا تابعی رحمہ اللہ کا یہ قول نہیں (2) الغرض جتنے بھی دلائل پر یہ حضرات اعتماد کرتے یا ان سے استدلال کیا ہے وہ سب کے

(1) بخاری حدیث 1190، مسلم 1394 (2) الرد علی الاخنائی ص 361

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب ضعیف ہیں یا موضوع، شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ جو چند دلائل بیان ہوئے ہیں وہ تمام احادیث ضعیف بلکہ موضوع ہیں کسی بھی اسلامی لٹریچر (ذخیرہ حدیث) میں ان کا ذکر نہیں جس پر اعتماد کیا جا سکے اسی طرح ان کو کسی جلیل القدر امام یا ائمہ اربعہ جیسے حضرات، کسی نے بھی ان کو روایت نہیں کیا البتہ بعض کو امام بزارؒ اور دار قطنی وغیرہ نے ضعیف سندوں سے روایت کیا ہے۔

حکایت: یہ حضرات اپنے موقف پر جن دلائل کا سہارا لیتے ہیں ان میں قاضی عیاضؒ کی بیان کردہ یہ حکایت بھی ہے کہ امیر المومنین ابو جعفر المنصور نے امام مالک رحمہ اللہ سے مسجد نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والسلام میں مناظرہ کیا اور امام مالکؒ نے اسے کہا: امیر المومنین، اس مسجد میں اپنی آواز مت بلند کیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو یہ ادب سکھایا ہے کہ "لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِي" (1) اپنی آوازوں کو نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی آواز سے بلند نہ کرو اور ایک گروہ کی تعریف فرمائی: إِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (2) جو رسول اللہ کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، جبکہ اور ایک گروہ کی مذمت فرمائی کہ: إِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ (3) جو لوگ آپ ﷺ کو حجرات مبارکہ کے باہر ہی سے بلاتے ہیں یعنی جس طرح آپ ﷺ کی زندگی میں حرمت وعظمت ہے اسی طرح وفات کے بعد بھی ہے، تو منصور نے سر تسلیم خم کر دیا اور پوچھا ابو عبداللہ (امام مالکؒ کی کنیت تھی) میں قبلہ رخ ہو کر دعا کروں یا رسول اللہ ﷺ (قبر مبارک) کی طرف رخ کر کے؟ تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ کی طرف سے بے رخی نہ اختیار کریں وہ تو آپ کا وسیلہ ہیں بلکہ آپ کے والد آدم علیہ السلام کا بھی قیامت کو وسیلہ ہونگے ان کی طرف رخ کیجئے اور ان کے ذریعہ سفارش طلب کیجئے اللہ ان کی شفاعت قبول کرتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ (4) اور اگر وہ اپنے نفس پر زیادتی کرنے کے بعد آپ ﷺ کے پاس آئیں۔ (5)

اس حکایت پر وہ اپنے موقف کی تائید وحمایت میں اعتماد کرتے ہیں حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ کئی وجہ سے اس سے استدلال ممکن نہیں۔

---

(1)۔ الحجرات آیت نمبر 2 (2)۔ الحجرات آیت 3

(3)۔ الحجرات آیت نمبر 4۔ (4)۔ النساء آیت نمبر 64

(5)۔ اس حکایت کو قاضی عیاضؒ نے اپنی کتاب الشفاء ص 40 ج 2 پر نقل کیا ہے، شیخ الاسلام فرماتے ہیں: یہ روایت امام مالک رحمہ اللہ پر جھوٹ ہے، المنسک ص 94، الاقتضاء ص 764 ج 2 السلسلۃ الضعیفۃ للالبانی ص 45 رقم 25

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔ یہ حکایت ضعیف ہے۔

2۔ اگر صحیح بھی ہوتو دو وجہ سے اس سے پھر بھی استدلال صحیح نہیں: یہ کہ اس میں قبر مبارک کے قصداً سفر کرنے کا ذکر نہیں۔

3۔ یہ کہ امام مالک رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے کوئی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی مرفوع حدیث نہیں اور نہ ہی کسی صحابی رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے بلکہ امام مالک رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر دی گئی جن کا قول اس وقت تک حجت نہیں جب تک اس کے ساتھ مضبوط دلیل نہ ہو۔

بہر حال اگر آپ ﷺ کی قبر مبارک کا سفر ارادۃً قبر کی طرف ہی ہوتو جائز نہیں اور نہ ہی سلف میں سے کسی صحابی رضی اللہ عنہ یا تابعی رحمہ اللہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے صرف آپ ﷺ کی قبر کی زیارت کیلئے سفر کیا ہو، بلکہ ان سے تو ایسا کرنے کی ممانعت ثابت ہے جیسا کہ حضرت ابو بصرہ غفاری وغیرہ کی روایات گزر چکی ہیں اور یہ بھی واضح ہو چکا ہے کہ جن احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے خواہ ان سے زیارت قبر واجب معلوم ہوتی ہو یا مستحب وہ سب کی سب ضعیف ہیں کچھ موضوع ہیں اور کچھ ناقابل اعتبار۔

تیسرا مقصد: جب یہ واضح ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کی طرف قصداً سفر جائز نہیں اور یہ کہ مدینہ طیبہ میں موجود حضرات مقیم ہوں یا مسجد نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والسلام کی زیارت کو آنے والے مسافر ان کیلئے قبر مبارک کی زیارت مستحب ہے لیکن یہ زیارت شرعی آداب واحکام کے مطابق خشوع اور ادب سے ہونی چاہیئے (1) یہ آداب واحکام اگر چہ بہت ہیں لیکن ان میں سے اہم درج ذیل ہیں۔

1۔ قبر کے پاس آکر سلف صالحین کی طرح درود وسلام کہے کوئی چیخنا چلانا اور شور وغل نہیں ہونا چاہیے بلکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرح کرے کہ وہ جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے:

"السلام علیک یا رسول اللہ ، السلام علیک یا ابا بکر ، السلام علیک یا أبت." (2)

---

(1)۔ اگر اس خشوع سے مراد کیفیت ادب ہے کہ آدمی توجہ اور حضور قلب سے درود وسلام پڑھے تو ٹھیک ہے ورنہ اس سے اگر عبادت کی کیفیت مراد لی جائے جیسا وہاں کئی مشرک وبدعتی ایسے خشوع وخضوع کا مصنوعی مظاہرہ کرتے ہیں۔ کہ ان لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے سامنے قیام کے وقت بھی دیکھنے میں نہیں آتا۔ تو یہ جائز نہیں (مترجم)

(2)۔ مؤطا امام مالک، باب قصر الصلاۃ باب ماجاء فی الصلاۃ علی النبی ﷺ ص 166 ج 1 حدیث 68، شیخ الاسلام نے اسے صحیح کہا ہے الاقتضاء ص 767، مگر یہاں الفاظ کے تناظر میں اگر حاضر وناظر یا حیات جسدی اور سماع موتی وغیرہ کا عقیدہ ہو تو یہ الفاظ کہنے جائز نہیں۔ (مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کوئی (قبر پر) سلام عرض کرتے ہوئے کہے:

السلام علیک یا رسول الله ، یا نبی الله ، یا خیرة الله من خلقه ،یا أکرم الخلق علی ربه یا امام المتقین

یہ سب نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی صفات ہیں جن پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں اس طرح جب سلام کے ساتھ درود پڑھا جائے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے(1) تو نہایت خضوع وادب کی حالت میں پڑھے جیسا کہ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنے قصیدہ میں کہا ہے:

ہم مختصر حافظ ابن القیمؒ کے چند اشعار کا ترجمہ لکھتے ہیں:

1۔ پھر ہم نماز سے فارغ ہو کر سر کے بل زیارت قبر مبارک کیلئے چلے۔

2۔ ہم ظاہر و باطن کے خضوع اور انکساری سے قبر مبارک کے گرد کھڑے ہوئے۔

3۔ گویا کہ آپ ﷺ قبر میں زندہ اور گفتگو فرما رہے ہوں اور لوگ سر جھکائے کھڑے ہوں پھر آپ ﷺ وفات پانے کے بعد بھی ویسی ہی حرمت رکھتے ہیں جو زندگی میں تھی اور آپ ﷺ کا حکم آج بھی چلتا ہے۔

4۔ آنکھوں سے آنسو بہتے بہتے پانی بھی ختم ہو جاتا ہے اور مسلمان آپ ﷺ کی ہیبت اور وقار سے دم نہیں مارتے

5۔ قبر مبارک کے گرد آوازیں بلند ہوتی ہیں نہ اس پر سجدہ کرتے ہیں۔

6۔ کوئی آدمی قبر مبارک کا طواف نہیں کرتا بلکہ قبلہ رخ ہو کر دعا کرتے ہیں۔

7۔ یہ اس شخص کی زیارت ہے جو اسلام وایمان کی شریعت کا پابند ہے۔ (2)

بہر حال قبر مبارک کی زیارت کے وقت شرعی آداب ملحوظ رہنے چاہیں وہاں آواز بلند نہ کرے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ:

" یا ایُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا تَرْ فَعُوا أصوَاتَکُم فَوقَ صَوتِ النَّبِی " (3)

ایمان والو۔اپنی آوازوں کو پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی آواز سے اونچا مت کرو۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"وقال العلماء یکره رفع الصوت عند قبره کما کان یکره فی حیاته لا نه محترم حیا وفی قبره صلوات الله وسلامه علیه دائما " (4)

---

(1) المنسک ،ص:93 الاذکار،ص:216، التحقیق والایضاح،ص:20 (2)۔ القصیدۃ النونیۃ مع الشرح للخلیل ہراس، ص: 218 ج 2

(3)۔ الحجرات آیت نمبر2 , (4)۔ تفسیر ابن کثیر ص 3263 ج 7

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء نے کہا ہے کہ آپ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس آواز بلند کرنا اسی طرح مکروہ ہے جس طرح آپ ﷺ کی زندگی میں تھا کیونکہ آپ ﷺ زندہ بھی قابل احترام ہیں اور قبر میں بھی۔

3۔ جب زیارت قبر مبارک کو آئے تو اپنے لیے دعا کرتے وقت قبر مبارک کی طرف رخ نہ کرے شیخ الاسلام فرماتے ہیں: جب آپ ﷺ پر سلام پڑھے اور اپنے لیے دعا کرنا چاہے تو قبر مبارک کی طرف رخ نہ کرے، شیخ الاسلام فرماتے ہیں: جب آپ ﷺ پر سلام پڑھے اور اپنے لیے دعا کرنا چاہے تو قبر مبارک کی طرف رخ کرنے کی بجائے قبلہ کی طرف رخ کرے" (1) اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی۔

4۔ جب سلام عرض کرنا چاہے تو اکثر علماء کہتے ہیں کہ قبر مبارک کی طرف رخ کرے اور قبلہ کی طرف پشت یہی جمہور علماء کا مسلک ہے البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس وقت بھی وہ قبلہ رخ ہی رہے (2) جبکہ صحیح یہ ہے کہ سلام کے وقت قبر مبارک کی طرف رخ کرے اور قبلہ کی طرف پشت ہو اور دیگر سب قبروں کو سلام کہے۔

5۔ قبر مبارک کی بار بار زیارت کرنا مسنون نہیں۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ دیگر اہل علم نے اہل مدینہ کیلئے مکروہ قرار دیا ہے کہ جب بھی کوئی مسجد میں آئے تو قبر مبارک پر یا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر سلام کہے تاہم جب کوئی سفر سے واپس آئے یا سفر کو جائے وغیرہ تو پھر آکر سلام کہے۔ بعض نے نماز وغیرہ کیلئے مسجد میں آنے والے کو سلام کی اجازت دی لیکن ہمیشہ ہی درود وسلام کے ارادہ سے آنے کی میرے علم میں کسی نے اجازت نہیں دی کیونکہ یہ صورت تو (قبر کو) عید بنانے والی ہے۔۔۔تو امام مالکؒ وغیرہ کو یہی اندیشہ تھا کہ پھر تو ہر لحہ قبر مبارک کے پاس ایسا ہوتا رہے گا جو قبر کو عید بنانے کی ایک قسم ہے۔

اور یہ بھی کہ ایسا کرنا بدعت ہے۔ مہاجر اور انصار صحابہ رضی اللہ عنہم ابوبکر وعمر اور عثمان وعلی رضی اللہ عنہم کے دور حکومت میں مسجد کو ہر روز پانچ مرتبہ نماز پڑھنے آتے تھے مگر اس کے باوجود قبر مبارک پر سلام کہنے نہیں آتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کو ناپسند فرمایا ہے اور انہیں اس سے روکا ہے۔ (3)

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: اہل مدینہ میں سے جو بھی مسجد میں آئے یا جائے اسے قبر مبارک کے پاس

---

(1) مجموع الفتاوی، ص: 30 ج 27۔

(2) مجموع الفتاوی ص: 30ج 27، کتاب الایضاح ص 450، احیاء العلوم للغزالی، ص 386ج1۔

(3) اقتضاء الصراط المستقیم ص 723 ج 2 (مختصرا)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھڑے نہیں ہونا چاہیے یہ تو مسافروں کیلئے ہے۔۔۔۔۔البتہ سفر سے واپس آنے والے پر کوئی حرج نہیں کہ وہ قبر پر آئے اور آنحضرت ﷺ نیز ابو بکر و عمر رضی اللہ عنھما کیلئے دعا کرے" (1)

6: نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک کا طواف کرنا جائز نہیں اور اپنے پیٹ یا پیٹھ کو قبر کی دیوار سے چمٹانا اور اسے ہاتھ سے چھونا اور اسے بوسہ دینا یہ مکروہ ہے بلکہ ادب یہ ہے کہ اس سے دور رہا جائے جیسا کہ آپ ﷺ زندہ ہوں تو ان کے آنے پر دور کھڑا ہوا جاتا علماء نے یہی کہا ہے اور اسی پر انکا اتفاق ہے۔ (2)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس پر (علماء کا) اتفاق ہے کہ حجرہ مبارک کو چھوا نہ جائے اور نہ ہی اسے بوسہ دیا جائے اسی طرح اس کا طواف کیا جائے اور نہ اس کی طرف نماز پڑھی جائے" (3)

علامہ غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دیوار کو چھونا اور اسے بوسہ دینا سنت نہیں بلکہ (قبر سے) دور کھڑے ہونے میں زیادہ احترام ہے۔ (4)

یہ سلف صالحین رحمھم اللہ کا منہج اور راستہ ہے تو ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے وہ اکثر عوام کی مخالفت کی پرواہ نہ کرے اور اس دھوکہ میں نہ آئے کہ عوام کی اکثریت اس منہج کے خلاف ہے اور جاہل قسم کے علماء بھی اس کے مخالف ہیں کیونکہ اصل خوش قسمتی اور سعادت مندی تو امت کے سلف اور پہلے بزرگوں کے فعل میں ہے حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا تھا:

" ولا يصلح آخر هذه الأمة الا ما أصلح أولها " (5)

اس امت کا آخری دور بھی اس (منہج) سے صحیح ہوگا جس چیز نے اس کے پہلے دور کو صحیح کیا (یعنی قرآن وحدیث اور شریعت کی پیروی) امام فضیل رحمہ اللہ نے کہا تھا:

راہ ہدایت کی پیروی کرو، جس پر چلنے والوں کی قلت تمہیں نقصان نہیں دے گی، اور خود کو گمراہی کے راستوں سے بچاؤ کہ ہلاک ہونے والوں کی کثرت تمہیں دھوکہ نہ دے، اور جس کے دل میں خیال آئے کہ ہاتھ وغیرہ سے

(1) ۔ الشفاء ص 83 ج 2، الرد علی الاخنائی ص 355

(2) ۔ الایضاح للنووی ، ص : 456

(3)۔ المنسک لشیخ الاسلام ص 93 ، مجموع الفتاوی ص: 31 ج27

(4)۔ احیاء العلوم، ص 386 ج 1۔

(5)۔ الشفاء ص 88 ج 2

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھونا کثرت برکت کیلئے ذریعہ ہے تو یہ اس کی جہالت وغفلت کی وجہ سے ہے کیونکہ برکت تو شریعت کی موافقت اور پیروی میں ہے تو حق کی مخالفت کر کے کیسے فضل و برکت مل سکتی ہے'' (1)

چنانچہ زیارت قبر مبارک کی شرعی کیفیت یہی ہے تو مسلمان کو چاہے کہ سلف صالحین کی موافقت تلاش کرے اور اس گروہ سے ملنے کی کوشش کرے کہ شاید اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انہیں کا ساتھ نصیب فرمادے۔

(1)۔ مختصر المجموع ، شرح المہذب ،ص : 101 ج 8۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتویں فصل

قبرستان کی دعائیں اوراذکار

دعا بڑی اہم عبادات میں سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے جائز قرار دیا ہے بلکہ اس عبادت کے کرنے کا قرآن پاک میں یوں حکم ارشاد فرمایا:

"وَقَالَ رَبُّكُم ادْعُونِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِن الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْ خُلُوْنُ جَهَنَّم دَ اخِرِيْن". (1)

یعنی تمہارے رب نے فرمایا ہے، مجھے پکارو میں تمہاری پکار قبول کروں گا جولوگ میری عبادت (مجھے پکارنے اور مجھے سے دعا کرنے) سے تکبر کرتے ہیں وہ جہنم میں جائیں گے

اسی طرح ارشاد فرمایا:

" قَلْ مَا يَعْبَوا بِكم رَبِّي لَولَا دَعا ئكُمْ فَقَدْ كَذَبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونَ لِزَاما " (2)

فرما دیجیے پرواہ نہیں رکھتا میرا رب تمہاری، اگر تم اس کو نہ پکارا کرو، سوتم تو جھٹلا چکے عنقریب اس کی سزا تمہیں چمٹ جانے والی ہوگی اگر کوئی انسان اس واضح اور آسان و مطلق عبادت سے جو کسی زمان و مکان کے ساتھ مقید نہیں اس سے بھی غافل ہے تو پھر اس سے کسی خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی، اور مسلمان کو کوئی طاقت بھی اس عبادت کی ادائیگی سے نہیں روک سکتی اور نہ ہی مسلمان خواہش نفس کا مظہر شیطان بدعت علاوہ اس سے کسی کو روکتے ہیں لہذا دعا بھی دوسری عبادات کی طرح توقیفی ہے، کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ وہ منصوص اور ثابت شدہ شروط و قواعد اور آداب کے باوجود اس میں اپنی طرف سے اجتہاد کرے اور بالا ختصار یہ کہ دعا جائز بھی ہے اور نا جائز بھی۔ ہم اس فصل میں قبرستان میں جا کر پڑھی جانے والی دعاؤں اور اذکار کا بیان کریں گے جو چند مباحث پر مشتمل ہوگی۔

---

(1)۔ سورۃ غافر آیت نمبر 60۔

(2)۔ سورۃ الفرقان آیت نمبر 77۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی بحث

تلاوت قرآن پاک:

بلاشبہ قرآن کریم آسمانی کتابوں میں سب سے افضل اور عظمت والی کتاب سمجھی جاتی ہے اور اس کی تلاوت اللہ تعالیٰ کے تقرب کا بہترین ذریعہ اور نیکی ہے لیکن یہ ذریعہ تقرب اور نیکی بھی ضروری ہے کہ شرعی اصولوں کے تحت ہو جن کا جائزہ ہم اس بحث میں چند مقاصد کے تحت لیتے ہیں:

پہلا مقصد: کیا زندہ کے اعمال میت کو پہنچتے ہیں؟

چنانچہ قبرستان میں جا کر قرآن پاک پڑھنے والے کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اس کے اس عمل سے میت کو فائدہ پہنچے لہذا اس مسئلہ پر بحث ان اہم مسائل میں سے ہے جو قبر پر یا قبرستان میں تلاوت قرآن کے مسئلہ کی بنیاد ہیں۔ یعنی دیکھنا یہ ہے کہ کسی کام کرنے والے کا کوئی عمل میت تک پہنچتا ہے یا نہیں؟ اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ میت کو زندہ لوگوں کی عملی کوشش کا فائدہ دو اعتبار سے پہنچتا ہے۔

اول: ایسا عمل جس کا سبب خود میت اپنی زندگی میں بنی ہو جیسے صدقہ جاریہ، علم نافع اور نیک اولاد، جس کی دلیل آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان ہے۔

''جب انسان مر جاتا ہے تو تین کے علاوہ اس کے تمام عمل منقطع ہو جاتے ہیں صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہو، نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرے'' (1)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علماء نے کہا ہے، اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ میت کا عمل اس کی وفات کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے اور اسکے اجر وثواب کا تسلسل بھی رک جاتا ہے مگر تین عمل ایسے ہیں کہ ان کے اجر وثواب کا تسلسل باقی رہتا ہے اس لیے کہ میت خود ان کا سبب ہوتی ہے۔ یعنی اولاد اس کی کمائی ہوتی ہے اسی طرح تعلیم و تصنیف کے ذریعہ اس نے جو علم چھوڑا ہے اسی طرح صدقہ جاریہ ہے کہ کوئی چیز وقف کر دی جائے اس (حدیث) میں نیک اولاد کے حصول کی خاطر شادی کی فضیلت بھی ہے۔ (2)

---

(1)۔ مسلم، کتاب الوصیۃ، باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ، حدیث: 1631۔

(2)۔ المنہاج شرح مسلم، ص: 1038۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں! تمام اعمال سے ان تین کاموں کی استثناء دلالت کرتی ہے کہ یہ کام خود اسی (میت) کی طرف سے ہیں یعنی وہی ان کا سبب بنا ہے۔ (1)

دوم: مسلمانوں کی اس کیلئے بخشش کی دعا کرنا۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ میت کی طرف سے صدقہ بالا تفاق میت کو فائدہ دیتا ہے اور اس مسئلہ میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی صحیح احادیث بھی موجود ہیں جن سے ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت ہے کہ ایک آدمی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا، عرض کیا۔ میری والدہ کی اچانک موت ہوئی ہے اور کوئی وصیت (صدقہ) نہیں کی۔ مجھے یقین ہے اگر وہ (مرتے وقت) بات کرتی تو صدقہ کرتی تو کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اس کو اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں" (2)

اسی طرح (میت کی طرف سے) حج، قربانی، غلام کو آزاد کرنے، دعا کرنے اس کیلئے استغفار کرنے کا اجر بھی بلا اختلاف امت اسے ملے گا" (3)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں میت کی طرف سے صدقہ کرنے کا جواز اور استحباب معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ اس کا اجر وثواب اور نفع بھی اسے ملتا ہے اور صدقہ کرنے والے کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔ اور ان سب مسائل پر مسلمانوں کا اجماع ہے" (4)

اور دعا اس لیے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ" (5)

اور جو ان کے بعد آئے وہ دعا کرتے ہیں ہمارے پروردگار ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو معاف فرمادے جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے۔

علامہ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں! یہ ارشاد باری تعالیٰ کہ" جو ان کے بعد آئے ہیں"۔ تابعین سے متعلق ہے کہ وہی ہیں جو مہاجرین وانصار صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد قیامت تک آتے ہیں پھر فرمایا وہ اپنے لیے اور ایمان کے ساتھ سبقت لے جانے والوں کیلئے دعا کرتے ہیں اور بخشش مانگتے ہیں۔ (6)

---

(1)۔ الروح، ص: 298۔ (2)۔ بخاری، حدیث نمبر 2760، مسلم حدیث نمبر 1004

(3)۔ مجموع الفتاوی ص: 315 ج 24

(4)۔ المنہاج شرح مسلم ص: 1038 (5)۔ سورۃ الحشر آیت نمبر 10۔

(6)۔ معالم التنزیل، ص: 79 ج 8

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے! یہ بھی ممکن ہے کہ کہا جائے انہیں اس استغفار کا بایں وجہ بھی فائدہ پہنچتا ہے کہ انہوں نے ایمان میں سبقت کے ذریعہ ان (بعد میں آنے والوں کیلئے) ایمان لانے کی سنت جاری کی ہے تو جب اس میں انہوں نے ان کی پیروی کی تو ایمان کے حصول میں گویا یہ ان کے نقش قدم پر چلنے والے ٹھہرے لیکن دعا سے میت کو فائدہ پہنچنے پر تو امت کا اجماع ہے کہ نماز جنازہ میں میت کیلئے ہی دعا کی جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"اِذا صَلَّيتُم عَلَى المَيتِ فَا خلِصُوا لَه الدُعَاءَ" (1)

جب میت کی نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لیے خلوص سے دعا کرو۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی تو میں نے آپ ﷺ کی دعا یاد کر لی، آپ ﷺ نے فرمایا:

" اَللّٰهُمَ اغفِرلَه وَار حَمهُ وَعَا فِهِ وَا عفُ عَنهُ وَاكرِم نُزُلَه وَ وَسِع مُد خَلَه وَاغسِله بِا لمَا ءِ وَ الثلج وَالبَرد وَنَقِّهِ مِنَ الخطَايَا كَمانَقيتَ الثَّوبَ الابيَضَ مِنَ الدَّ نسِ وَاَبدِله دارًا خيرًا مِنَ دَارِهِ وَاَ هلاً خيرًا مِن ا هلِه وَزَوجا خيرًا مِن زَوجِهِ وَاَد خِله الجَنَّةَ وَاَ عذه مِن عَذاب اَلقبر وَعذَابِ النَّارِ" (2)

اے میرے پروردگار اسے معاف فرما دے اور اس پر رحمت فرما اور اسے عافیت دے اور اس سے درگزر فرما۔ اس کی اچھی ضیافت فرما اس کے گھر کو کشادہ فرما اسے پانی، برف اور اولوں سے غسل دے۔ اسے غلطیوں سے ایسے صاف اور پاک کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا ہے اور یہاں کے بدلے اچھا گھر، پہلے سے اچھے اہل خانہ اور پہلے سے اچھا جوڑا عطا فرما اور اسے جنت میں داخل فرما اور قبر کے عذاب نیز آگ کے عذاب سے اسے پناہ دے"

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سنا نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک آدمی کے جنازہ میں دعا پڑھی:

اَللّٰهُمَ اِنَّ فُلا نَاَابنَ فُلا نٍ فِي ذِمَّتِکَ وَ حَبلِ جَوَارِکَ فَقِه مِن فِتنَةِ القَبرِ و عَذابِ النَارِ ، وَ اَنتَ اَهلُ الوَفاءِ والحقِ ، فَاغفِرلَه وَار حَمهُ ، اِنکَ اَنتَ الغفُور الرَحِيمُ.(3)

(1)۔ ابوداؤد، کتاب الجنائز باب الدعاء للمیت حدیث (3199) منذری نے اس کی سند کو حسن کہا ہے البانی نے بھی صحیح ابوداؤد میں ذکر کیا ہے، ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی الدعاء فی الصلاۃ علی الجنازۃ حدیث (1497)

(2)۔ مسلم، کتاب الجنائز باب الدعا للمیت فی الصلاۃ حدیث (963)

(3) ابوداؤد کتاب الجنائز، حدیث 3199 صححہ الالبانی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے پروردگار، فلان بن فلان تیرے سپرد اور تیرے پڑوس میں ہے تو اسے قبر کی آزمائش وفتنہ سے بچا اور آگ کے عذاب سے بچا، تو ہی سچی وفا والا ہے تو اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے"

ایسی بہت سی دُعائیں احادیث میں موجود ہیں اور یہی دعائیں ہی میت پر نماز پڑھنے کا مقصد ہوتی ہیں۔

اسی طرح میت کیلئے وفات کے بعد دفن کرکے دعا کرنا بھی ثابت ہے چنانچہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوجاتے تو اس (قبر) پر کھڑے ہو کر فرماتے اپنے بھائی کیلئے ثابت قدمی کا سوال کرو کیونکہ اب اس سے (منکر نکیر کی طرف سے) سوال کیا جائے گا (1)

اس میں واضح دلیل ہے کہ میت زندہ کی دعا اور صدقہ سے فائدہ اٹھاتی ہے اسی طرح ائمہ کے نزدیک اس (میت) کی طرف سے حج قربانی اور غلام آزاد کرنا بلا اختلاف جائز ہے جیسا کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے لکھا ہے" (2)

دوسرا مقصد: میت کیلئے تلاوت قرآن پاک کا ثواب ہدیہ کرنا۔

اگر انسان قرآن پاک پڑھے اور اسے میت کے نام ہدیہ کرے تو میت تک اس کے پہنچنے میں اختلاف ہے کہ وہ پہنچتا ہے کہ نہیں؟ اور کیا اس سے میت کو حج، دعا، صدقہ اور روزہ کی طرح فائدہ ہوتا ہے کہ نہیں؟ یہ اختلافی مسائل ہیں، شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے کہا ہے: میت کی طرف سے روزہ، نفلی نماز اور اس کی طرف سے تلاوت قرآن پاک کرنا اس میں علماء کے دو قول ہیں:

1۔ کہ میت کو اس کا فائدہ پہنچتا ہے اور یہ مذہب امام احمد، امام ابوحنیفہ رحمھما اللہ وغیرہ کا ہے جبکہ بعض شافعی وغیرہ بھی اس کے قائل ہیں۔

2۔ کہ میت کو یہ چیز نہیں پہنچتی، امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ سے یہی مشہور ہے ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: میت تک اس کے اہل خانہ کی قرات، تسبیح وتکبیر بلکہ تمام ذکر الٰہی تک پہنچتا ہے جب وہ میت کو ہدیہ کرے تو پہنچتا ہے۔ واللہ اعلم (3)

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اجرت لیے بغیر ثواب کی خاطر قرآن پاک کی تلاوت کرکے اسے ہدیہ کی جائے تو یہ اسی طرح پہنچتی ہے جس طرح روزے اور حج کا ثواب پہنچتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ سلف صالحین میں تو مشہور نہ

---

(1)۔ ابوداؤد کتاب الجنائز باب الاستغفار للمیت فی وقت الانصراف علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے ص305 رقم 3221

(2)۔ مجموع الفتاوی، ص 315 ج 24 ،شرح العقیدۃ الطحاویہ ص644 ج 2، الروح ص 297

(3)۔ مجموع الفتاوی، ص 316-324 ج 24

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا اور نیکی میں رغبت کے باوجود ان میں سے کسی سے بھی ایسا کرنا منقول نہیں اور نہ ہی نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اس طرف انہیں راہنمائی فرمائی۔ جبکہ دعا واستغفار اور صدقہ، حج نیز روزہ وغیرہ کا ارشاد فرمایا ہے چنانچہ اگر اس میں بھیا جرو ثواب ہوتا تو آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو ضرور آگاہ فرماتے اور وہ اس پر عمل بھی کرتے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ سوال کرنے والا اگر حج، روزہ اور دعا و استغفار کے ثواب پہنچنے کا قائل ہے تو اسے کہا جائے گا کہ وہ کونسی خصوصیت ہے جس کی بنا پر تلاوت قرآن پاک کا ثواب نہیں پہنچتا اور دوسرے اعمال کا ثواب پہنچ جاتا ہے؟ کیا یہ ہم مثل چیزوں میں فرق کرنا نہیں؟ اور اگر وہ ان اعمال کے ثواب پہنچنے کا قائل نہ ہو تو پھر کتاب وسنت اور اجماع یا دیگر شرعی قواعد واصول اس کے خلاف حجت ہیں۔

البتہ سلف میں اس عمل کا نہ پایا جانا، اس وجہ سے تھا کہ اس وقت اس قسم کے اوقاف نہ تھے کہ وہاں پڑھ کر میت کو ہدیہ کیا جاتا ہو۔ اور نہ ہی وہ قطعاً اس کو جانتے تھے اور نہ ہی وہ قبر پر تلاوت قران پاک کیلئے جاتے تھے جیسا کہ آجکل لوگ کرتے ہیں۔ اور نہ وہ قرآن خوانی جیسی مروجہ مجالس میں حاضر ہوتے تھے بلکہ وہ تو صدقہ اور روزہ کے ثواب کا عمل بھی نہ کرتے تھے، پھر ایسا سوال کرنے والے سے یہ بھی کہا جائے گا اگر تمہیں پابند کیا جائے کہ سلف میں کسی سے بھی یہ ثابت کرو کہ اس نے کہا ہو، یا اللہ۔ اس روزے کا ثواب فلاں کو پہنچے، تو وہ یقیناً ایسا ثابت کرنے سے عاجز رہے گا کیونکہ وہ لوگ نیکی کے کام کو چھپانے میں بہت دلچسپی رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے مردوں تک ثواب پہنچانے پر گواہ نہ بناتے تھے۔

اور اگر یہ سوال ہو کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے جب صحابہ رضی اللہ عنہم کو روزہ، صدقہ اور حج کی بابت فرمایا تو تلاوت قرآن پاک کے متعلق راہنمائی کیوں نہ فرمائی؟

تو جواب میں کہا جائے گا کہ آنحضرت ﷺ نے ان اعمال پر توجہ ابتداءً نہیں دلائی بلکہ جب اس ضمن میں کوئی سوال ہوا تو جواب میں ارشاد فرمایا چنانچہ جس نے اپنی میت کے متعلق حج کا پوچھا، آپ ﷺ نے اسے حج کی اجازت دیدی، دوسرے نے روزے کا پوچھا تو آپ ﷺ نے اسے روزے کی اجازت دے دی، جس نے صدقہ کا پوچھا اس کو صدقہ کی اجازت مل گئی اور باقی چیزوں سے منع نہیں فرمایا، تو پھر روزہ جو محض نیت اور کھانے پینے وغیرہ سے رک جانے کا نام ہے اس کا ثواب پہنچ جانے اور تلاوت وذکر کا ثواب نہ پہنچنے کا فرق کیا ہے؟ (1)

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے والدین کو تلاوت قرآن پاک کا ثواب پہنچانے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ

(1)۔ الروح ص 345، شرح عقیدہ طحاویہ ص 485، حاشیہ ابن عابدین ص: 180 ج 3

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس مسئلہ پر اہل علم کے اختلاف کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: بہتر یہ ہے کہ ایسا نہ کیا جائے بلکہ وہ ثواب خود اپنے لیے کرے کیونکہ قرآن کا ثواب دوسرے کو پہنچانا نبی علیہ الصلاۃ والسلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ،ایک اور جگہ آپ نے فرمایا" راجح یہ ہے کہ (تلاوت کا ثواب (میت کو) نہیں پہنچتا، کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اپنے مرنے والے مسلمانوں کیلئے ایسا نہیں کیا، جیسا کہ آپ ﷺ کی بیٹیاں آپ ﷺ کی زندگی میں فوت ہوئیں (1)

ترجیح: جو چیز ظاہراً معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جس نے ان نیکیوں کے ایصال وہدیہ کرنے کی اجازت دی ہے وہ قیاس کی بنا پر ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ شرعاً قیاس کو معتبر سمجھا گیا ہے لیکن اس مسئلہ میں قیاس محل نظر ہے، کیونکہ عبادات میں قیاس صحیح نہیں اور اس قیاس کے صحیح نہ ہونے کی تائید اور تاکید اس سے بھی ہوتی ہے کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ یا تابعین رحمہم اللہ سے یہ ثابت نہیں، البتہ عام لوگوں کا عمل، اس کے جواز کیلئے کافی نہیں کیونکہ عبادات میں اصل چیز ممانعت و پرہیز ہے جب تک کہ اس کے ثبوت میں کوئی دلیل نہ ہو، بنا بریں راجح بات تلاوت کا میت کیلئے ہدیہ نہ کرنا ہے کہ اس پر کوئی دلیل نہیں اور قیاس بھی درست نہیں نیز اس قسم کے مسائل میں لوگوں کی فراخی و وسعت نے بدعات کے دروازے کھول دیے ہیں جیسا کہ بہت سے ممالک میں یہ شروع ہو گیا ہے میت کے رشتہ دار اور دوست مسجد میں یا کسی ایک کے گھر جمع ہو کر اس تلاوت کا ثواب میت کو پہنچاتے ہیں یا پھر قاری حضرات اور قرآن پاک پڑھنے والوں کو اجرت دیکر بلاتے ہیں کہ چند سورتیں یا مکمل قرآن پاک پڑھیں اور پھر جو اجرت دیتا ہے کہ وہ میت کو ثواب کا ہدیہ کرتا ہے، شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اس قرأت وتلاوت اور اسے ہدیہ کرنے کی اجرت کے ناجائز ہونے پر نص بیان کی ہے۔ (2) اسی طرح شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے نص کی روشنی میں اس فعل کی حرمت کا کہا ہے: جو تلاوت قرآن پاک پر اجرت لیتا ہے وہ گناہ گار ہے اور ثواب سے بھی محروم (3) خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس فعل پر دلیل نہ ہونے کے باوجود اجازت نے بدعات کے بند دروازے کھول دیئے ہیں اور راجح یہی ہے کہ اس قسم کا فعل صحیح نہیں، واللہ اعلم واحکم۔

تیسرا مقصد: کیا میت کو قرآن سننے کا فائدہ ہوتا ہے؟

---

(1)۔ مجموع افتاوی ابن باز ص 374 ج ۴۔

(2)۔ مجموع الفتاوی ص 315 ج 24

(3)۔ من بدع الناس فی القرآن، ص 33

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات تو معروف ہے کہ زندہ انسان قرآن پاک پڑھنے اور سننے پر اجر پاتا ہے لیکن اگر قرآن پاک قبرستان میں پڑھا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور اس نیت سے تلاوت ہو کہ میت کو قرآن پاک سننے کا اجر پہنچے تو کیا یہ اجر پہنچتا ہے کہ نہیں؟

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص کہتا ہے کہ میت کو تلاوت قرآن کے سماع کا فائدہ ہوتا ہے اور اسے اس کا اجر بھی ملتا ہے تو غلط ہے، کیونکہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ''انسان جب فوت ہو جاتا ہے تو اس سے عمل کا سلسلہ کٹ جاتا ہے صرف تین عمل باقی رہتے ہیں صدقہ جاریہ، نفع بخش علم اور نیک اولاد جو اس کے لیئے دعا کرے، لہذا میت فوت ہو جانے کے بعد سماع (تلاوت) کا اجر نہیں پاتا نہ کسی اور چیز کا۔ اگرچہ میت لوگوں کے جوتوں کی آہٹ سنتی ہے اور سلام کہنے والے کا سلام وغیرہ بھی سنتی ہے لیکن استثنائی اعمال کے علاوہ کوئی اس کیلئے باقی نہیں رہتا'' (1)

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: بنیادی طور پر میت زندہ کی بات سنتی ہے مگر ضروری نہیں کہ یہ سننا ہمیشہ ہی ہو بلکہ کبھی سنتی ہے اور کبھی نہیں جیسا کہ زندہ کے ساتھ بھی ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے مخاطب کی بات کو سنتا ہے اور کبھی کسی رکاوٹ کی وجہ سے نہیں سنتا، اور یہ سماعت، ادراک کے نقطہ نظر سے ہے، جس پر جزا مرتب نہیں ہوتی اور نہ ہی یہ سماعت وہ سماعت ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد میں نفی کی ہے کہ '' اِنَّکَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰی '' (2) تم مردوں کو نہیں سنا سکتے، بلکہ یہاں وہ سماعت مراد ہے جس پر قبول و اطاعت کا حکم مرتب ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو میت کی طرح کہا ہے جو اپنے پکارنے والے کی آواز پر لبیک نہیں کہہ سکتا، اور ان جانوروں کی طرح جو آواز تو سنتے ہیں مگر معنی نہیں سمجھ سکتے اور اگر کلام سن بھی لے اور معنی بھی سمجھ لے مگر یہ ممکن نہیں کہ وہ پکارنے والے کی آواز پر لبیک کہہ سکے اور نہ ہی اس کے حکم کی تعمیل کر سکتے نہ کسی نہی پر رک سکتے ہیں اور اسی طرح کسی امر یا نہی سے فائدہ بھی نہیں اٹھا سکتے، اسی طرح کافر ہے جو سننے کے باوجود کسی امر یا نہی سے فائدہ نہیں اٹھاتا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَلَوۡ عَلِمَ اللّٰہُ فِیۡہِمۡ خَیۡرًا لَّاَسۡمَعَہُمۡ (3) اللہ تعالیٰ اگر ان میں کوئی خیر محسوس کرتا تو ضرور انہیں سنا دیتا۔۔۔ چنانچہ میت کا تلاوت وغیرہ جیسی آوازوں کو سننا برحق ہے۔ لیکن میت کو مرنے کے بعد

---

(1)۔ مجموع الفتاوی، ص 317 ج 24 (2)۔ سورۃ النمل آیت 8

(3)۔ سورہ الانفال آیت نمبر 23

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سماع تلاوت وغیرہ پر ثواب نہیں ملتا کہ یہ اس کا عمل مابعد الموت ہے۔البتہ جو کچھ اس نے خود کیا اس پر جزاء و سزا ہوتی ہے یا جو اس کے مرنے کے بعد اسکے نقش قدم پر کیا جاتا ہے۔ (1)

آپ مزید فرماتے ہیں: کسی بھی قابل اعتبار امام نے یہ نہیں کہا کہ میت کو اس کے قرآن پاک سننے پر اجر ملتا ہے اور جس نے کہا ہے کہ وہ سماع تلاوت سے نفع پاتی ہے اس کی بات باطل اور اجماع کے خلاف ہے (2)،ابن ابی العز نے شرح عقیدۃ الطحاویہ میں لکھا ہے ''میت کو قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کے لحاظ سے اس کے پاس تلاوت کا فائدہ پہنچتا ہے تو ایسا کسی بھی مشہور امام سے صحیح ثابت نہیں۔ کیونکہ سماع کا ثواب زندگی کے ساتھ مشروط ہے کہ وہ اختیاری عمل ہے جو اس کی موت کے ساتھ منقطع ہو گیا۔ بلکہ وہ بسا اوقات اذیت اور تکلیف محسوس کرتا ہے کہ اس نے قرآن پاک کے اوامر و نواہی پر عمل نہیں کیا یا کہ اس نے نیکی اور خیر میں اضافہ نہیں کیا'' (3)

اور شاید کہ جو لوگ سماع قرآن پاک سے فائدہ کے قائل ہیں انہوں نے علماء کے ہاں اس اختلافی مسئلہ کو سامنے رکھا ہو کہ میت کو تلقین کرنی چاہیے کیونکہ مرفوعاً آنحضرت ﷺ کے متعلق آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارا کوئی بھائی فوت ہو جائے اور تم (اسے دفنا کر) مٹی برابر کر دو تو کوئی ایک اس کی قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر کہے: اے فلاں بن فلان تو وہ سنتا ہے مگر جواب نہیں دیتا، پھر کہے: اے فلان بن فلانة، تو وہ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے، پھر کہے فلان بن فلان، تو وہ کہتا ہے: تم پر اللہ رحم کرے ہماری راہنمائی کرو۔ مگر تم سمجھ نہیں سکتے، پھر کہے: وہ یاد کرو جس پر تم دنیا سے گئے ہو یعنی شہادۃ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ'' اور یہ کہ ''رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيناً وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًا وَ بِالقُرآنِ اِمَامًا'' میں اللہ تعالیٰ کے رب اور اسلام کے دین اور محمد ﷺ کے رسول اور قرآن کے امام ہونے پر راضی ہوں، تو (یہ سن کر) منکر نکیر (فرشتے) ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر کہتے ہیں: چلیے ہم ایسے آدمی کے ساتھ نہیں ٹھہریں گے؟ جس کی دلیل و حجت واضح ہو گئی ہے تو کسی آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اگر ہمیں اس کی والدہ کا علم نہ ہو؟ تو فرمایا: اسے اماں حوا کی طرف منسوب کرلو: یافلان بن حواء (4)

---

(1)۔ الاقتضاء ص 742 ج 2 (2)۔ الاخبار العلمیہ ص 136

(3)۔ شرح عقیدہ طحاویہ ص 674 (4)۔ الطبرانی فی الکبیر حدیث (7979) مجمع الزوائد ص 45 ج 3، وقال فی اسنادہ جماعۃ لم اعرفھم یعنی اس کی سند میں مجہول راوی ہیں، امام نووی نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے، ابن حجر نے اس کی سند کو صالح کہا ہے التلخیص ص 135 ج 2، لیکن علامہ البانی نے اس کا رد کرتے ہوئے ضعیف قرار دیا ہے سلسلۃ الضعیفۃ ص 64 ج 2 حدیث 599 مختصر المجموع للنووی ص 170 ، ج 5

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میت کو تلقین کے متعلق اقوال: علماء کرام کے اس مسئلہ میں تین مختلف قول ہیں۔

پہلا قول: میت کو دفن کرنے کے بعد یہ تلقین مستحب ہے، ابن الصلاح رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ''ہم اس تلقین کو اختیار کرتے ہیں اور اس پر عمل پیرا ہیں'' اس سلسلہ میں ہمیں ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث بھی روایت ہوئی ہے جس کی سند تو اگرچہ مضبوط نہیں لیکن دیگر شواہد اس کو تقویت دیتے ہیں اور اہل شام کا پرانا عمل بھی اسے تقویت دیتا ہے۔ (1)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میت کو تلقین خراسان سے بعض شافعیوں نے ذکر کی ہے اور اسے مستحسن (مستحب) سمجھا ہے اور کہا ہے کہ: بعض صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ایسا کرتے تھے جیسا کہ حضرت ابو امامہ الباہلی اور حضرت واثلہ بن اسقع وغیرہما سے منقول ہے اور بعض حنابلہ نے بھی اسے مستحب کہا ہے اور درست بات یہی ہے کہ یہ جائز ہے کوئی سنت موکدہ نہیں واللہ اعلم'' (2)

ابن مفلح ؒ فرماتے ہیں: ہمارے شیخ نے فرمایا ہے، میت کو دفن کرنے کے بعد تلقین امام احمد اور بعض ہمارے ساتھیوں کے نزدیک مباح ہے۔ اسی کو ہمارے شیخ نے اختیار کیا اور اسے مکروہ نہیں سمجھا'' (3)

دوسرا قول: شیخ الاسلام فرماتے ہیں: مرنے کے بعد اسے تلقین کرنا بالا جماع واجب نہیں اور نہ ہی نبی علیہ الصلاۃ والسلام اور آپ ﷺ کے خلفاء رضی اللہ عنہم کے دور میں مسلمانوں کے مشہور اعمال میں سے یہ ہے بلکہ یہ حضرت ابو امامہ اور حضرت واثلہ جیسے چند صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے اور ائمہ کرام میں سے امام احمدؒ وغیرہ نے اس کی اجازت دی ہے جبکہ بعض حنابلہ اور شوافع نے اسے مستحب کہا ہے بعض دیگر علماء نے اسے بدعت ہونے کی وجہ سے مکروہ کہا ہے۔ الغرض اس میں تین اقوال ہیں۔ مستحب ہے، مکروہ ہے اور مباح ہے یہ قول سب سے مناسب ہے'' (4)

تیسرا قول: یہ تلقین حرام ہے بعض علماء نے اس حرمت کو کراہت سے تعبیر کیا ہے یعنی کراہت تحریمی، امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دفن کے بعد تلقین کے مسئلہ میں مجھے امام احمد سے کچھ بھی (قول) نہیں ملا اور نہ ہی میرے علم میں دوسرے ائمہ سے کچھ منقول ہے الا یہ کہ جو کچھ امام اثرم نے روایت کیا ہے میں

---

(1)۔ مختصر المجموع ص: 169 ج 5۔ (2)۔ مجموع الفتاوی ص 299 ج 24۔
(3)۔ الفروع لابن مفلح، ص 276 ج 2۔ (4)۔ مجموع الفتاوی ص: 298 ج 24۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ابوعبداللہ (امام احمد) سے کہا: یہ جو لوگ میت دفن کرنے کے بعد کرتے ہیں کہ ایک آدمی کھڑے ہو کر کہتا ہے۔ اے فلاں بن فلانہ۔۔۔۔ الخ یہ کیا ہے؟

تو انہوں نے فرمایا: میں نے اہل شام کے علاوہ کسی کو ایسا کرتے نہیں دیکھا (1) اور ابن مفلح نے حدیث" لقنوا موتاکم لا الہ الا اللہ " (2) اپنے مرنے والوں کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی تلقین کیا کرو) ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس حدیث سے بعض فقہاء نے اس موقع پر استدلال کیا ہے اگرچہ اس (حدیث) کے لفظ تو اس کو شامل ہیں مگر اس (حدیث) سے یہ مراد نہیں، ورنہ سلف سے بعد میں آنے والے اسے ضرور نقل کرتے اور یہ (عمل) مشہور بھی ہوتا۔ (3) شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہے کہ: بعض علماء نے اس کے بدعت ہونے کی وجہ سے مکروہ کہا ہے۔ (4) علامہ صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اصحاب تحقیق علماء کے کلام سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس پر عمل بدعت ہے لہذا اس فعل کو اکثریت کے کرنے سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے" (5) دور حاضر کے بعض علماء نے بھی اس کے بدعت ہونے کی نصاً صراحت کی ہے ان میں سے علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مرنے کے بعد میت کو تلقین کرنا اس کے بدعت ہونے کے ساتھ، سنت میں اس کا کوئی ذکر نہیں اور اس کا کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ اب وہ (میت) عمل کی زندگی سے نکل کر اجر و جزاء کی زندگی میں چلا گیا ہے اور وہ اب نصیحت کے قابل نہیں رہا، ارشاد باری تعالیٰ ہے "لینذر من کان حیا" (6) (تاکہ وہ زندہ کو ڈرائیں) (7) سعودی عرب کی فتوی کمیٹی سے اس کے حکم کا سوال کیا گیا تو اس کمیٹی نے جواب دیا: علماء کے اقوال میں سے صحیح یہ ہے کہ مرنے کے بعد تلقین غیر شرعی بلکہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہوتی ہے۔ پھر اس حدیث کے ضعف کی وضاحت کرتے ہوئے کہا: امام شافعی جیسے ائمہ اربعہ وغیرہ میں سے کسی امام کا مذہب بھی کسی حکم کے ثبوت میں شرعی دلیل نہیں بلکہ دلیل تو قرآن پاک اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی صحیح سنت ہے یا پھر امت کے سلف صالحین کا اجماع، جبکہ مرنے کے بعد تلقین کے سلسلہ میں ایسا کچھ بھی ثابت نہیں تو یہ سب کچھ مردود ہے" (8)

سعودیہ کے معروف عالم اور فتوی کمیٹی کے رکن شیخ بکر ابوزید حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

---

(1)۔ المغنی، ص: 437 ج 3
(2)۔ مسلم، کتاب الجنائز باب تلقین الموتی، حدیث (916)
(3)۔ کتاب الفروع، ص: 276 ج 2
(4)۔ مجموع الفتاوی، ص: 298 ج 24
(5)۔ سبل السلام، ص 773 ج 2
(6)۔ سورۃ یٰسین آیت 70
(7)۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، ص: 759 ج 1
(8)۔ فتاوی ص 93 ج 9 فتوی 3150

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفن کرنے کے بعد کی بدعات میں سے میت کو اس کی قبر میں اسے فلان بن فلان ۔۔۔۔ کی تلقین بھی ہے۔

اور اس پر حدیث پاک سے کوئی ثبوت نہ ہونے کی بنا پر یہ بدعت ہے (1)

ترجیح: ان سب اقوال اور ان کے دلائل پر نظر دوڑانے سے ہمیں یہ نتیجہ ملتا ہے کہ اس تلقین کو مستحب کہنے والوں نے اس کی بنیاد اپنے ہاں اس ثابت شدہ مرفوع عمل یا جو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب ہے پر رکھی ہے اور ان کی اس دلیل کا ضعف اور کمزوری واضح ہو چکی ہے اور جو شواہد اس حدیث کو تقویت دیتے ہیں وہ بھی اس حدیث کی تقویت کا سبب نہیں بنتے اور نہ ہی اس پر عمل کا جواز فراہم کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث " فاسلوا اللہ التثبیت " گزری ہے تو اس سے (اس حدیث کو) تقویت دینا درست نہیں کیونکہ اس حدیث عثمان رضی اللہ عنہ میں میت کیلئے دعا کا ذکر ہے اور عمل شرعاً جائز ہے جس پر بحث کی ضرورت نہیں۔

اسی طرح ان کا بعض غیر صحیح آثار سے تقویت لینا ہے اور اگر وہ صحیح ہوں بھی تو وہ ان کی دلیل و حجت نہیں بنتے، اسی طرح ان کا بعض لوگوں کے عمل یا عادت سے استدلال کی حالت ہے کہ وہ کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے استدلال کیا جا سکے کیونکہ دلیل اور حجت تو نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا فعل مبارک ہے یا پھر آپ ﷺ کے بعد رشدو ہدایت کے منارہ نور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا فعل ہے۔

الغرض اس مسئلہ میں کراہت یعنی کراہت تحریمی کا جو قول ہے دل اس پر سکون واطمینان پاتا ہے اور اسی سے ذمہ داری ادا ہوتی ہے کیونکہ یہ (تلقین) نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے ثابت ہے نہ آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے باوجودیکہ انہوں نے کم از کم ہزار ہا افراد کو دفن کیا ہے مگر کسی سے بھی یہ فعل منقول نہیں، اور اس فعل کے غیر شرعی اور بدعت ہونے کیلئے صرف اکیلی یہی دلیل کافی ہے۔ واللہ اعلم واحکم۔

چوتھا مقصد: قبرستان میں تلاوت قرآن پاک۔ اور علماء کے اقوال۔

اس بحث کا تجزیہ ہم درج ذیل نکات کی صورت میں کرتے ہیں:

1۔ دفن کے وقت تلاوت قرآن کا جواز: کیونکہ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ جائز ہے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول اس حدیث رسول ﷺ سے استدلال کیا ہے کہ:

إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوهُ، أَسْرِعُوا بِهِ إِلَى قَبْرِهِ وَلْيَقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَعِنْدَ

---

(1) ۔ صحیح الدلائل و البراہین ص 498

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رِجْلَیْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ فِیْ قَبْرِہٖ" (1)

جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اسے روکو مت (بلکہ) اسے جلد قبر کی طرف لے جاؤ، (دفن کے بعد) اس کی قبر کے سرہانے سورہ فاتحہ اور پاؤں کی طرف سورۃ بقرہ کی آخری آیات پڑھو۔

اور اسی طرح حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کو قبر میں رکھا گیا تو رسول ﷺ نے پڑھا: مِنْهَا خَلَقْنَاکُمْ وَ فِیْهَا نُعِیْدُکُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی " (2)

(ہم نے اسی (زمین) سے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور پھر ایک مرتبہ اسی سے تمہیں نکالیں گے) (3)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ یہ اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: تیسرا (مسئلہ) کہ دفن کے وقت تلاوت میں کوئی حرج نہیں ۔۔۔۔ اور یہ روایت شاید دوسری روایت سے زیادہ قوی ہے کیونکہ اس میں دلائل کے درمیان تطبیق و توفیق کا پہلو ہے۔ (4)

نمبر 2۔ تلاوت مطلقاً جائز ہے، یہ قول امام احمد رحمہ اللہ سے مروی ہے اور بعض احناف وغیرہ کا بھی یہی قول ہے مشہور حنبلی فقیہ امام ابو بکر احمد بن محمد الخلال اور ان کے شاگرد ابو بکر عبدالعزیز غلام الخلال حنبلی کا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبرستان کی زیارت کو آنے والے کیلئے مستحب ہے کہ وہ زیادہ تلاوت اور ذکر کرے۔ (5)

یہ موقف رکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام احمد رحمہ اللہ پہلے قبر پر تلاوت قرآن کو جائز نہیں سمجھتے تھے پھر

---

(1)۔ الطبرانی فی الکبیر حدیث 13613، ابن حجر نے اس کی سند کو حسن کہا ہے الفتح ص 219 ج 3، علامہ الہیثمی نے کہا ہے کہ اس کی سند میں یحییٰ بن عبداللہ البابلتی ضعیف ہے مجمع الزوائد ص 44 ج 3، علامہ البانی نے بھی اسے دو وجہ سے ضعیف کہا ہے احکام الجنائز ص 23 شیخ بکر ابوزید نے بھی ضعیف کہا ہے تصحیح الدعاء ص:501

(2) سورت طٰہٰ آیت 55 (3)۔ مسند احمد ص 524 ج 36 حدیث 22187، محقق مسند نے اسے ضعیف کہا ہے، الحاکم فی المستدرک ص 411 ج 2 ذہبی نے اسے ضعیف کہا ہے اسی طرح ہیثمی نے مجمع الزوائد ص 43 ج 3، ابن نے حجر نے تلخیص ص 261 ج 2 علامہ البانی نے احکام الجنائز ص 194 شیخ بکر ابوزید نے تصحیح الدعاء ص 501 پر راوی حدیث علی بن یزید اور عبداللہ بن زحر جیسے متروک و سخت ضعیف بلکہ من وجہ وضاع کے سبب سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (4)۔ الا قتضاء ص 244 ج 2، کتاب الفروع ص 304 ج 2، ص: 145 ج 4، (5)۔ الاذکار ص 179

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے رجوع کر کے اپنی طرف سے اس کا اعلان کر دیا، اسی وجہ سے امام احمدؒ سے ایک گروہ روایت کرتا ہے کہ آپ نے ایک نابینا شخص کو قبر پر تلاوت سے منع کرتے ہوئے کہا: قبر کے پاس تلاوت بدعت ہے تو (اس وقت) محمد بن قدامہ الجوہری نے آپؒ سے کہا: ابو عبداللہ، مبشر الحلبی کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ نے کہا: وہ ثقہ ہے تو الجوہری نے کہا: اس نے مجھے اپنے والد کے متعلق بتایا ہے کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ جب مجھے دفن کیا جائے تو میرے پاس (قبر پر) سورۃ بقرہ کا ابتدائی اور آخری حصہ تلاوت کیا جائے اور ساتھ ہی کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اس کی وصیت فرماتے سنا ہے امام احمد نے کہا پھر جاؤ اس آدمی سے کہو کہ پڑھے (1) اس کی تائید امام احمد رحمہ اللہ کے صاحبزادے عبداللہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ میں نے اپنے والد کو سنا، ان سے ایسے آدمی کے متعلق سوال ہوا جو قبر کے پاس میت پر تلاوت کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا: مجھے امید ہے اس میں کوئی حرج نہیں، (2) امام ابن قیم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حسن بن صباح الزعفرانی نے امام شافعی رحمہ اللہ سے قبر پر تلاوت کے متعلق پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں، (3)

پہلی دلیل: یہ موقف رکھنے والوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وصیت سے استدلال کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی میری قبر پر سورۃ بقرہ کی پہلی اور آخری آیات تلاوت کی جائیں۔ (4)

دوسری دلیل: اسی طرح یہ کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ہے: سورۃ بقرہ قرآن پاک کی کوہان (عظمت) ہے اس کی ہر آیت کے ساتھ اسی (80 فرشتے نازل ہوئے اور آیت الکرسی عرش کے نیچے سے نکلی ہے جسے سورۃ بقرہ کے ساتھ ملا دیا گیا جبکہ سورۃ یٰسین قرآن پاک کا دل ہے جو شخص اسے اللہ تعالیٰ اور آخرت کیلئے پڑھتا ہے اسے بخش دیا جاتا ہے اور تم اسے اپنے مرنے والوں پر پڑھا کرو" (5)

---

(1)۔ المغنی ص 518 ص 3، الروح ص 65 علامہ البانی رحمہ اللہ نے احکام الجنائز ص 243 میں یہ قصہ لکھنے کے بعد فرمایا ہے کہ امام احمد کی طرف اس کی نسبت دو وجہ سے درست نہیں ایک تو یہ کہ الخلال کے استاد حسن بن احمد مجہول ہیں اسی طرح اس کا استاد علی بن موسیٰ الحداد بھی مجہول ہے دوم یہ کہ اگر یہ قصہ ثابت بھی ہو تو امام احمد سے جو روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے اس سے یہ زیادہ خاص ہے جس میں تطبیق یہ ہے کہ امام احمد کے نزدیک دفن کے علاوہ قبر پر قرات وتلاوت مکروہ ہے (2)۔ مسائل امام احمد ص 145 (3)۔ کتاب الروح ص 66۔

(4)۔ تخریج اوپر اسی حاشیہ میں دیکھیں (5)۔ مسند احمد ص 417 ج 33 حدیث (20300) محقق شعیب نے کہا ہے اس سند میں ایک راوی اور اس کے والد کے مجہول ہونے کی وجہ سے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔ الطبرانی ص 511 ج 20، ص 541 ج 20، سنن ابو داؤد کتاب الجنائز باب القراۃ علی المیت حدیث 3121 علامہ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری دلیل یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تم اس (یٰس) کو اپنے مرنے والوں پر پڑھا کرو" (1)
چوتھی دلیل آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث ہے:

مَنْ مَرَّ بِالْمَقَابِرِ وَ قَرَأَ اِحْدٰی عَشَرَةَ مَرَّةً قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثُمَّ وَهَبَ اَجْرَهٗ الْاَمْوَاتَ اُعْطِيَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ" (2)

جو قبرستان سے گزرے اور گیارہ مرتبہ سورت اخلاص پڑھ کر وہاں کے مردوں کو ہدیہ کر دے تو اسے ان مُردوں کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا۔

پانچویں دلیل یہ دی جاتی ہے کہ انصاریوں میں جب کوئی فوت ہو جاتا تو وہ اس کی قبر پر جاتے اور وہاں قرآن خوانی کرتے۔ (3)

نمبر3۔ تیسرا قول یہ ہے کہ قبر کے پاس قرآن خوانی اور تلاوت مطلق حرام ہے۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبروں پر ہمیشہ کی قرآن خوانی سلف کے ہاں معروف نہیں تھی البتہ قبر پر تلاوت قرآن میں لوگوں کا اختلاف ہے امام ابو حنیفہ، امام مالک اور اکثر روایات کے مطابق امام احمد رحمھم اللہ نے اسے مکروہ کہا ہے۔ (4) امام احمد کے صاحبزادے عبداللہ بیان کرتے ہیں میں نے اپنے والد سے ایسے آدمی کے متعلق پوچھا جو اپنے ساتھ قرآن مجید لیجا کر قبر پر پڑھتا ہے تو انہوں نے فرمایا: یہ بدعت ہے، میں نے اپنے والد سے عرض کیا: خواہ وہ حافظ قرآن ہو، تو فرمایا: پھر بھی نہیں، ہاں وہاں جائے اور سلام کہے، دعا کرے اور واپس آ جائے، (کیونکہ) نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے کچھ عرصہ بعد زیارت (قبور) کی

---

(1)۔ مسند احمد ص 417 ج 33 محقق نے اسے ضعیف کہا ہے ابن حجر نے التلخیص ص 104 ج 2 میں امام دارقطنی کے حوالہ سے اسے ضعیف کہا ہے اس موضوع میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ الطبرانی ص 510 ج 20، مستدرک حاکم ص 565 ج 1، الطیالسی حدیث 931، فضائل القرآن لابی عبید ص 252، ابن ابی شیبہ ص 273 ج 3، ابوداؤد حدیث 3121 ابن ماجہ حدیث 1448، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی حدیث 1074، ابن حبان حدیث 3002، البیہقی۔ ص 383 ج 3، البغوی حدیث نمبر 1464، سعودیہ کی فتوی کمیٹی نے اسے ضعیف کہا ہے (فتاوی کمیٹی ص 42 ج 9)

(2)۔ کشف الخفاء و مذیل الالباس ص 371 ج 2 (2630) علامہ البانیؒ نے اسے موضوع کہا ہے۔ السلسلۃ الضعیفۃ ص 452 ج 3، شیخ بکر ابوزید نے بھی اسے موضوع کہا ہے۔ تصحیح الدعاء ص 502 (3)۔ الروح ص 66، البانی نے کہا ہے اس روایت کا امام شعبی سے ہونا مشکوک ہے اور سیوطی نے شرح الصدور ص 15 پر اسے "عندالمیت" کے لفظ سے بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ ابن ابی شیبۃ: ص 74 ج 4، نے اسے مرض الموت کے وقت تلاوت میں بیان کیا، احکام الجنائز ص: 244 (4)۔ مجموع الفتاوی ص 301/317 ج 24، الاقتضاء ص 323 ج 2، الفروع ص 304 ج 2 شرح عقیدۃ الطحاویۃ : ص 458،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجازت دے دی تھی،(سلف)یہی کہتے ہیں" (1)

مغنی میں امام احمدؒ سے ہے کہ انہوں نے فرمایا: قبر پر تلاوت بدعت ہے۔ (2) ابوداؤد کہتے ہیں۔ امام احمدؒ سے قبر کے پاس تلاوت کا پوچھا گیا تو فرمایا: نہیں (3)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ کوئی ایسا کرتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ تو ایسا نہیں کرتے تھے۔ (4) ابن الحاجؒ نے کہا ہے: میت کی قبر کے پاس تلاوت نہ کی جائے کیونکہ اس نے اپنا جو عمل آگے بھیج دیا وہ تو اس میں مشغول ہے جبکہ تلاوت قرآن پاک تو تلاوت کرنے (اور سننے) والے سے حاضر دماغی اور غور وفکر کی محتاج ومتقاضی ہے۔ لہٰذا ایک ہی جگہ ایک ہی دل میں دو قسم کی سوچ اور خیال نہیں ہو سکتے، اگر کوئی کہے کہ میں ایک وقت میں اس سے عبرت لیتا ہوں دوسرے وقت میں اُسے پڑھتا ہوں اور جب قرات وتلاوت ہوتی ہے تو اس وقت رحمت نازل ہوتی ہے تو شاید میت کو بھی یہ رحمت نصیب ہو اور اسے بھی فائدہ پہنچ جائے۔ لیکن اس کا کئی صورتوں میں جواب دیا جاتا ہے۔

نمبر1: سنت مطہرہ میں ایسی کوئی چیز ثابت نہیں، اور یہی (سنت) کافی ہے

نمبر2: موت کے وقت اپنی فکر اور اعتبار میں اس کا مشغول ہونا اور فرشتوں کا سوال وغیرہ اس کا محل صرف یہی وقت ہے اور وہ ایک عبادت سے دوسری عبادت کی طرف نہیں نکل سکتا خصوصاً کسی دوسرے کیلئے۔

نمبر3۔ اگر وہ اپنے گھر میں پڑھ کر اس کے لیے ہدیہ کر دے تو پہنچ جائے گا مگر اس کے پہنچنے کی کیفیت یہ ہے کہ: جب وہ تلاوت سے فارغ ہو تو اس (میت) کیلئے ثواب ہدیہ کر دے اور کہے کہ: اے اللہ اس (تلاوت) کا ثواب اسے عنایت فرما دے، تو یہ ثواب کی دعا ہے جو اس کے بھائی تک پہنچ جاتی ہے اور دعا بلا اختلاف پہنچ جاتی ہے چنانچہ جب ایسا ہے تو پھر قبر پر پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی، یہ ان کے نزدیک ہے جن کے نزدیک تلاوت ہدیہ کرنا جائز ہے،

نمبر4۔ یہ بھی ہے کہ بسا اوقات قبر پر تلاوت اس کے عذاب کا سبب بن جائے یا عذاب میں اضافہ کا ذریعہ کیونکہ جب بھی کوئی ایسی آیت آئے گی جس پر اس کا عمل نہ تھا تو اسے کہا جائے گا، کیا تو نے اس آیت کو پڑھا نہیں ؟یا سنا نہیں؟ تو اسے اس مخالفت کی وجہ سے عذاب ملے گا یا عذاب میں اضافہ ہوگا ایسے ہی بعض لوگوں کے متعلق

(1)۔ مسائل امام احمد ص145 (2)۔ المغنی ص518ج3 ،

(3)۔ مسائل امام احمد لابی داوٗد ص 158 (4)۔ الاقتضاء ص 744 ج 2

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ بدعت ہے، اور مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ جب وہ قبروں کی زیارت کرے تو نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی سنت اور نمونہ کو اپنے سامنے رکھے جنہوں نے امت کی راہنمائی فرمائی ہے کہ وہ زیارت قبور کے وقت کیا کہیں۔ اور قبروں کی زیارت کے تمام آداب اور دعائیں بھی سکھائی ہیں مگر اس میں آپ ﷺ نے قرآن خوانی کے استحباب یا مندوب ہونے کا ذکر نہیں فرمایا۔ اور دل اسی طرف مائل ہوتا ہے کہ (قبرستان میں) قرآن خوانی بدعت ہے اور ایسا کرنا حرام ہے خصوصاً اس کیفیت میں کہ لوگوں نے اس (بدعت) میں بڑی وسعت پیدا کر لی مثلاً۔

1۔ کسی گروہ کو قرآن خوانی کیلئے کرایہ پر حاصل کر لیا جاتا ہے جسے وہ میت کو ہدیہ کرتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کام بدعت ہے بایں صورت کہ کسی قاری سے قرآن پڑھنے کا معاوضہ طے ہو جاتا ہے تو جب اپنے کرایہ کے عمل کو مکمل کرتا ہے تو معاوضہ تلاوت اسے دے دیا جاتا ہے جس کے بدلے وہ میت کو اس تلاوت کا اجر و ثواب ہدیہ کرتا ہے مگر یہ تلاوت میت کو نہیں پہنچتی، جیسا کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علماء میں سے کسی نے اسے مستحب نہیں سمجھا ہے کیونکہ اسی تلاوت قرآن کا اجر و ثواب ملتا ہے جو اللہ تعالیٰ کیلئے کی جائے اور جب اللہ تعالیٰ کیلئے تلاوت کرنے کی نیت سے اجرت پر لیا جائے اور اجرت پر لانے والا میت کی طرف سے صدقہ نہ کرے بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے اجرت دیتا ہے تو یہ (تلاوت) میت کو نہیں پہنچتی" (1)

ابن ابی العز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی گروہ کو کرایہ پر لینا جو قرآن پڑھیں اور اسے میت کیلئے ہدیہ کریں، ایسا سلف صالحین میں سے کسی نے نہیں کیا اور نہ ہی ائمہ دین میں سے کسی نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے نہ اجازت۔۔ اور تلاوت پر اجرت لینا بلا اختلاف ناجائز ہے البتہ تعلیم وغیرہ پر اجرت لینے میں (علماء نے) اختلاف کیا ہے جس کی منفعت دوسروں کو ملتی ہے اور جب عمل اللہ تعالیٰ کیلئے خالص نہ ہو تو اس کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا لیکن یہ عمل (اجرت پر قرآن خوانی) تو خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں تو اس کا ثواب میت کو ہدیہ نہیں کیا جا سکتا" (2) اور سب اہل علم نے اجرت پر (قرآن خوانی) کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے۔ (3)

2۔ قبرستان میں قرآن پاک کے نسخے رکھنا۔ چنانچہ بعض ممالک میں قرآن پاک کے نسخے تلاوت کی غرض سے قبرستان میں رکھنے کا رواج پڑ گیا ہے تاکہ مردوں کو فائدہ پہنچے خواہ تلاوت کا ہدیہ کرنے سے، یا سننے کے

(1)۔ مجموع الفتاوی، ص: 300 ج 24 (2)۔ شرح عقیدۃ الطحاویہ: ص672 ج 2

(3)۔ المجموع ص 278 ج 15، الاختیار فی تعلیل المختار ص101 ج 5، فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ص40 ج 9

شرح الصدور [illegible] ص 66

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثواب سے شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبروں کے پاس قرآن پاک کو رکھنا اور وہاں پر چراغاں کرنا یا شمعیں جلانا مکروہ ہے اور اس سے روکا گیا ہے خواہ یہ وہاں تلاوت کیلئے ہی ہوں تو جب وہاں پڑھا ہی نہ جائے تو پھر کیا حکم ہوگا؟ (1) بلکہ امام احمد رحمہ اللہ نے قبروں میں قرآن پاک رکھنے کے بدعت ہونے کی وضاحت و صراحت کی ہے (2) مشہور سکالر علامہ محمد رشید رضا مصریؒ فرماتے ہیں: قرآن خوانی اور ذکر واذکار کے ثواب کا میت کو پہنچانا، قاریوں کو کرایہ پر لینا اور اس کیلئے اوقاف کا تقرر وغیرہ جو عادت اور رواج چل نکلا ہے یہ سب کچھ غیر شرعی اور بدعت ہے اور اسی طرح جس کا نام (حیلہ) اسقاط صلاۃ (نماز کی فرضیت ختم کرنے کا بہانہ) رکھتے ہیں اگر ان کا کوئی ثبوت ہوتا تو سلف صالحین اس سے غافل نہ رہتے اور اگر انہیں علم ہو جاتا تو وہ اس پر عمل کو ترک نہ کرتے" (3)

اور اسی طرح ہر بدعت سے دوسری بدعت پیدا ہوتی ہے اور یوں بدعات زندہ اور بڑھتی رہتی ہیں لیکن بڑھتی اور سنتیں ختم ہو جاتی ہیں بہرحال سابقہ بحث سے ہم اس نتیجہ تک پہنچتے ہیں کہ (قبرستان میں) قرآن خوانی مطلق حرام ہے اور یہ عہد نبوت کے بعد پیدا ہونے والی بدعت ہے جو اس بات کی متقاضی ہے کہ ان تمام ذرائع کو بھی حرام قرار دیا جائے جو اس کے ارتکاب کا موجب ہیں مثلاً قبرستان میں قرآن پاک رکھنا قاریوں کو کرایہ پر حاصل کرنا وغیرہ۔

واللہ اعلم واحکم

---

(1)۔ مجموع الفتاوی ص: 300 ج 24 ، الفروع ص 305 ج 2 ،

(2)۔ مسائل امام احمد لابنہ، مسئلہ 544۔

(3)۔ تفسیر المنار، ص: 249 ج 8

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بازووں سے اور بازووں کو شانوں سے الگ کر دیا ہے، اسی طرح سرینوں کو رانوں سے اور رانوں کو گھٹنوں سے اور گھٹنوں کو پنڈلیوں سے اور پنڈلیوں کو پاؤں سے الگ الگ کر دیا ہے پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ رو پڑے اور فرمایا: خبردار دنیا کی بقا بہت قلیل ہے، اس کا معزز ذلیل ہے، اس کا غنی فقیر ہے۔ اس کا جوان بوڑھا ہو جاتا ہے اور اس کا خوبصورت مر جاتا ہے لہذا اس کا آنا اس کے جلد جانے سے تمہیں غافل نہ کر دے اور دھوکہ میں نہ رکھے ،فریب خوردہ وہی ہے جو اس سے دھوکہ کھا گیا، اس کے وہ رہائشی کہاں ہیں جنہوں نے اس پر باغات سجائے، نہریں کھودیں اور درخت لگائے ------ (1)

الغرض قبر کے پاس وعظ ونصیحت کا سنت ہونا عام اہل علم کا قول ہے بلکہ مجھے معلوم نہیں کہ متقدمین میں سے کسی نے بھی اس کے سنت ہونے پر بحث کی ہو، علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ بھی اس کو سنت کہنے والوں میں تھے وہ اپنے اکثر وعظ ودرس میں اس کا اظہار فرماتے تھے۔

دوسرا قول: قبر کے پاس وعظ جائز ہے، علامہ البانی رحمہ اللہ ان حضرات میں سے ہیں جو اس کو جائز کہتے ہیں اور انہوں نے حدیث براء رضی اللہ عنہ سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے: دفن کرتے وقت یا اس کے بعد وعظ ونصیحت کی غرض سے (قبر کے پاس) بیٹھنا جائز ہے۔ (2)

تیسرا قول: قبر کے پاس وعظ ونصیحت سنت نہیں، اور جواز بھی اسی کیفیت میں ہے جب اس میں خطابت کا عنصر نہ ہو کیونکہ جو کچھ بھی اس سلسلہ میں منقول ہے وہ مجالس کی صورت میں ہی ہے یہ رائے محمد صالح العثیمین رحمہ اللہ کی ہے جس کا اظہار انہوں نے امام نووی کی کتاب ریاض الصالحین میں مذکورۃ الصدر حدیث علی رضی اللہ عنہ پر حاشیہ میں کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: قبر کے پاس اس وعظ ونصیحت کی ایک صورت تو یہ ہے کہ کوئی آدمی قبر کے پاس کھڑے ہو کر خطابت کے انداز میں تقریر کرے تو ایسا نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی سنت سے ثابت نہیں اور نہ ہی آنحضرت ﷺ کا یہ انداز تھا کہ آدمی لوگوں میں کھڑے ہو کر خطابت کی صورت میں گفتگو کرے، یہ سنت نہیں سنت یہ ہے کہ آپ صرف اسی طرح کریں جیسے نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے کیا، کہ دفن سے قبل جب لوگ انتظار میں بیٹھے ہوں تو عام مجلس کی طرح گفتگو کریں ،بعض لوگوں نے امام نووی کے ترجمۃ الباب (عنوان حدیث) اور ان سے پہلے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الصحیح'' میں باب الموعظۃ عند القبر ''(قبر کے پاس نصیحت کرنا) سے یہ سمجھا ہے کہ آدمی بطور خطیب کھڑا ہو کر بلند آواز سے مخاطب ہوا اللہ کے

---

(1)۔ حلیۃ الأولیاء ص 261 ج 5 (2)۔ احکام الجنائز ص 198

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندو! جیسے۔۔۔اس قسم کے کلمات (اور انداز) جو عام خطبوں اور تقریروں میں اپنایا جاتا ہے وہ اختیار کرے، یہ غلط فہمی ہے جو صحیح نہیں بلکہ قبر کے پاس وعظ و نصیحت صرف سنت کے ساتھ مشروط و مقید ہے تاکہ قبروں کو منبر نہ بنالیا جائے، وعظ تو ہوتی ہی یہ ہے کہ لوگوں کو نرمی کے ساتھ بیٹھ کر سمجھایا جائے نہ یہ کہ (خطیبانہ طور پر) کہا جائے صبح ہو جائے گا، شام یہ ہو جائے گا۔ لیکن یہ (سوچ) اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے عنایت کرتا ہے چنانچہ بعض لوگ واضح دلائل سے بھی وہ کچھ سمجھ لیتے ہیں جو حقیقتاً مراد نہیں ہوتا اور اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ (1)

ترجیح: ان اقوال پر غور کرنے والا سمجھ لے گا کہ یہ سب (علماء) قبر کے پاس وعظ و نصیحت پر متفق ہیں اختلاف صرف اس کے سنت ثابتہ ہونے یا اس کی ضرورت ہونے اور انداز خطابت اختیار نہ کرنے پر ہے، گویا عام مؤثر اسلوب میں وعظ و نصیحت کی جاسکتی ہے تاہم درست موقف یہ ہے کہ وعظ کرنا سنت ہے اور رسول ﷺ سے اس کے ثابت ہونے میں بھی کوئی اختلاف نہیں اور آپ ﷺ سے فعل خواہ ایک مرتبہ بھی ثابت ہو اور اس کی مخالفت ثابت نہ ہو تو اس (فعل) پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے اگر وہ فعل واجب ہو تو عمل بھی واجب ہوگا سنت ہو تو عمل بھی سنت ہی ہوگا۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس پر عمل کا ثابت نہ ہونا اس کے سنت ہونے کو ختم نہیں کرسکتا کیونکہ اصل دلیل تو آپ ﷺ کا عمل اور قول مبارک ہے اور عدم ثبوت نقل اس کے عدم وجود پر دلیل نہیں نیز یہ وعظ سلف صالحین کا طریقہ اور اہل ایمان کا معمول ہے لیکن وعظ تکلف سے دور ہونا چاہیے اور قبر کے پاس وعظ میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی سنت اور طریقہ کو اختیار کیا جائے اور قبرستان کا لحاظ ہو، دلوں کو متوجہ کیا جائے تو یوں یہ تمام اقوال جمع ہو جاتے ہیں۔ واللہ اعلم

دوسرا مقصد: قبر کے پاس اذان اور اقامت کہنا۔

نئی بدعات میں اکثر جاہل لوگوں کا قبر کے پاس اذان اور اقامت کہنا بھی ہے اس خیال سے کہ یہ عمل قبر والے کو کوئی فائدہ دیتا ہے، اگر یہ لوگ اذان کا سبب اور اس کا معنی ہی سمجھ لیں اور ان میں سنت کی تابعداری کا جذبہ ہو تو ہرگز ایسا نہ کریں کیونکہ اذان تو نماز کا وقت شروع ہونے کا اعلان ہے امام ابن الملقنؒ فرماتے ہیں: یہ (اذان) مخصوص ذکر ہے جو فرض نماز کے وقت کے شروع ہونے کی اطلاع و اعلان کیلئے شرعاً قرار دیا گیا ہے۔ (2)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: یہ (اذان) نماز کے وقت کا مخصوص الفاظ میں اعلان ہے۔ (3)

---

(1)۔ شرح ریاض الصالحین، ص 210 ج 3 (2)۔ الاعلام بفوائد عمدۃ الاحکام، ص: 419 ج 2

(3)۔ فتح الباری، ص 92 ج 2

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ عثیمینؒ نے لکھا ہے: "یہ (اذان) بطور اللہ کی عبادت کے نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد اس کی اطلاع مخصوص ذکر کے ساتھ دینے کا نام اذان ہے" (1) یعنی اذان نماز کا وقت کے شروع ہونے کا اعلان اور لوگوں کو نماز کی دعوت ہے اور یوں ایسا ذکر ہے جس کا خاص وقت اور خصوصیت ہے اس کی تائید امام بخاری رحمہ اللہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ: مسلمان جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اکھٹے ہوکر نماز کا وقت طے کرتے مگر نماز کیلئے کوئی آواز نہ دی جاتی تھی ایک دن انہوں نے اس سلسلہ میں گفتگو کی تو بعض نے کہا عیسائیوں کی طرح ناقوس استعمال کیا جائے بعض نے کہا یہود کی طرح سینگ نما بگل استعمال کرلیا جائے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کسی آدمی کو بھیج دیا کریں جو نماز کا اعلان کردیا کرے، تو آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا: اٹھو نماز کیلئے آواز لگاؤ۔(2)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان نماز کیلئے شرعاً اختیار کی گئی ہے تاکہ نماز کا وقت شروع ہونے کا اعلان ہوسکے، اور لوگوں کو (مسجد میں) نماز کیلئے حاضر ہونے پر ترغیب دی جاسکے، اور یہ (اذان) قبروں، عرسوں، میلاد، ماتم وغیرہ پر جائز نہیں بلکہ صرف فرضی نمازوں کیلئے ہی جائز ہے چنانچہ نماز عید، نماز کسوف وخسوف (چاند، سورج گرہن ہونے کی نماز) بارش کیلئے نماز، یا نماز جنازہ کیلئے اذان دینا جائز نہیں حالانکہ ان نمازوں کو اللہ تعالیٰ نے شریعت میں رکھا ہے تو اس کے باوجود بھی دلیل کا ساتھ دیتے ہوئے ان کیلئے اذان کے ذریعہ اعلان جائز نہیں حاصل کلام یہ ہے کہ میت کو قبر میں داخل کرتے وقت اذان کہنا نئی بدعت ہے اور اس کے بدعت ہونے پر شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے ایک سوال کے جواب میں نص بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: اس میں کوئی شک نہیں کہ بدعت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں اتاری، اور اس لیے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے بھی یہ منقول نہیں اور نہ ہی آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے حالانکہ خیر اور نیکی ان کی اتباع اور ان کے نقش قدم پر چلنے میں ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ" (3)

(1)۔ شرح الممتع، ص: 47، ج 2۔
(2)۔ بخاری، حدیث (604) مسلم حدیث (377)
(3)۔ سورۃ التوبہ آیت 100۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے پہلے (ایمان میں) سبقت لیجانے والے انصار و مہاجرین اور وہ جنہوں نے احسان کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس (اللہ) سے راضی ہو گئے، (1)

امام البانی، شیخ محمد بن عثیمین کا بھی یہی خیال ہے (2) اور شیخ بکر ابوزید نے کہا ہے: میت کے کان میں اذان کہنا، اور اس (میت) کیلیے اذان کہنا اور میت کو قبر میں اتارتے وقت اذان و اقامت کہنا، اور اس کی قبر پر اذان کہنا یہ چار بدعات ہیں جن میں سے کسی کی بھی کوئی بنیاد (دلیل) نہیں (3) ایسے ہی سعودی عرب کی کمیٹی برائے فتاوی نے اس کے بدعت ہونے کا فتوی دیا ہے اور کہا ہے: نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے ثابت نہیں کہ آپ ﷺ کسی جنازہ کے ساتھ ہوں اور "لا الہ الا اللہ" کا ذکر کیا گیا ہو، میت کو لحد میں اتارنے کے بعد اذان اور اقامت کہی ہو، اور ہمارے علم میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی یہ ثابت نہیں تو یہ نئی بدعت ہی ہوگی جو مردود ہے۔ (4) اس سے ہم پر اس فعل کا بدعت اور ناجائز ہونا واضح ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہ جنازوں کو تیار کرتے وقت ایسا کرنا نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے اسوہ حسنہ اور سنت کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم و احکم۔

---

(1)۔ مجموع فتاوی شیخ ابن باز، ص 757 ج 2۔

(2)۔ احکام الجنائز للالبانی ص : 317، فتاوی التعزیہ، ص : 9۔

(3)۔ تصحیح الدعاء : ص 496۔

(4) فتاوی اللجنۃ، ص:22 ج9 (32 ت)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری بحث

قبر کے پاس دعا

خیر القرون کے بعد جو کام (بدعت کے طور پر) پھیلے اور عام ہوئے ان میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ قبر والوں سے اس جاہلانہ اعتقاد کی بنا پر دعا کرنا بھی ہے کہ ان قبر والوں کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دیتا ہے چنانچہ اسی وجہ سے (لوگ) قبر والوں کو پکارتے ہیں غیر اللہ کو پکارنے میں بت پرستی کے اصول اپناتے ہیں۔ ہم اس بحث میں درج ذیل مقاصد کے تحت اس فعل کے حکم تک پہنچنے کی کوشش کریں گے۔

پہلا مقصد: کتاب وسنت کی روشنی میں دعا کے عبادت ہونے کا ثبوت۔

دعا، عظیم تر عبادات میں سے ایک اہم عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے کرنا جائز نہیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں پکارا جا سکتا جو بھی کتاب وسنت اور قرآن وحدیث کے دلائل غور سے پڑھے گا کوئی ایک آیت یا حدیث بھی ایسی نہ ملے گی جس سے (قبر والوں سے دعا کا) شرعی ہونا یا اس کا استحباب وجائز ہونا معلوم ہوتا ہو بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی ونیک بندوں کو حکم دیا ہے وہ صرف اسے ہی پکاریں اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی یہی حکم دیا ہے لہذا کسی اعلیٰ فرشتے، نبی ورسول اور ولی وغیرہ کو نہیں پکارا جا سکتا بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کو پکارا جاتا ہے جس پر بہت سے دلائل ہیں ان میں بعض درج ذیل ہیں:

نمبر 1۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ" (1)

تمہارے رب نے کہا ہے، مجھے پکارو میں قبول کروں گا، بلاشک جو میری عبادت (دعا) سے تکبر (انکار) کرتے ہیں وہ ذلت ورسوائی سے جہنم جائیں گے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے اس نے اپنے بندوں کو اسے بلانے کا کہا ہے۔ اور پھر قبولیت کی ضمانت بھی دی ہے جیسا کہ امام سفیان ثوری فرمایا کرتے تھے: اے وہ ذات جسے اپنے بندوں میں

(1)۔ سورۃ غافر، آیت 60

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو سب سے زیادہ مانگے ،اے وہ ذات جسے اپنے بندوں میں سے سب سے برا وہ لگتا ہے جو اس سے نہ مانگے ، یا اللہ تیرے سوا ایسا کوئی بھی نہیں حافظ ابن کثیرؒ نے اسی مفہوم میں کسی شعر نقل کیا ہے۔

الله يغضب ان تركت سواله ...... وبني آدم حين يسال يغضب

اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اگر اس سے مانگا نہ جائے اور انسان سے جب مانگا جائے تو وہ ناراض ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ۔''اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ'' اس میں عبادت سے مراد اس کی دعا اور توحید ہے اور '' سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ '' کا معنی ہے وہ ذلیل ورسوا ہو کر جہنم جائیں گے پھر انہوں (ابن کثیر) نے ایک آدمی کا واقعہ لکھا ہے جو کہتا ہے کہ: میں ایک دن سرزمین روم میں جلا جارہا تو میں نے پہاڑ کی چوٹی سے یہ غیبی آواز سنی ، اے اللہ مجھے حیرانی اس شخص پر ہے جو تمہیں پہنچانتا ہے پھر بھی وہ تیرے علاوہ کسی اور سے امید رکھتا ہے اے اللہ مجھے تعجب ہے ایسے شخص پر جو تمہیں جانتے ہوئے بھی کسی اور سے اپنی حاجات اور ضرورتیں مانگتا ہے۔ میں پھر گیا تو پھر بڑی مصیبت آگئی کہ دوبارہ پھر وہی آواز آئی۔اے اللہ مجھے تعجب ہے ایسے شخص پر جو تمہیں جانتے ہوئے بھی تیری ناراضگی کے بدلے کسی غیر کی خوشنودی حاصل کرتا ہے، امام وھیبؒ کہتے ہیں: یہی وہ بڑی مصیبت تھی، وہ شخص کہتا ہے میں نے اسے آواز دی: تم جن ہو یا انسان؟ اس نے کہا: میں انسان ہوں، اپنے آپ کو فضول کام کی بجائے با مقصد کام میں مشغول رکھو؟ (1)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے کہا: اکثر مفسرین اس (آیت) کا معنی کرتے ہیں: مجھے اکیلا مانو اور میری عبادت کرو میں تمہاری عبادت قبول کروں گا اور تمہیں بخش دونگا ، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ: اس سے مراد نفع کیلئے دعا کرنا یا نقصان سے بچنے کی درخواست کرنا ہے لیکن پہلے معنی کو زیادہ مناسب کہا گیا ہے۔ کیونکہ قرآن پاک میں لفظ دعا اکثر طور پر عبادت کے معنی ہی میں استعمال ہوا ہے، جبکہ میرے نزدیک دوسرا معنی زیادہ مناسب ہے کیونکہ ''دعا'' کا حقیقی اور شرعی معنی طلب کرنا ہے اگر وہ کسی دوسرے معنی میں استعمال ہوا ہے تو مجازی طور پر ہے، اس لیے کہ (دعا) اپنے حقیقی معنی کے اعتبار سے خود عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دعا کا حکم دیا ہے اور قبولیت کا وعدہ کیا ہے اور اس کا وعدہ حق ہے اس کی بات تبدیل نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ وعدہ کی مخالفت کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے صراحت بھی کی ہے کہ دعا اپنے حقیقی معنی طلب کے اعتبار سے عبادت ہے فرمایا:

(1)- تفسیر ابن کثیر سورۃ غافر آیت نمبر 60

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِ نَ الَّذِینَ یَستَکبِرُونَ عَن عِبَادَ تِی سَیَد خُلُونَ جَھَنَّمَ دَا خِرِینَ ..

یعنی میری عبادت (دعا) سے انکار کرنے والے جہنم میں ذلت ورسوائی سے داخل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ سے مانگنے اور دعا کرنے سے انحراف کرنے والے کیلئے یہ بہت بڑی وعید اور سرزنش ہے اور من وجہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں پر لطف وکرم اور احسان بھی ہے کہ اس نے اس سخت وعید کے ذریعہ اس شخص کو ڈرایا ہے جو خیر اور بھلائی طلب کرنے یا کسی برائی کو اپنے سے دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کو چھوڑتا ہے اور ایسے شخص کو سخت سزا کا کہا ہے، لہذا اے بندگان خدا۔۔۔ اپنی تمام تر حاجات، ضروریات اور دلچسپی کی چیزیں مانگنے کو اس کی طرف توجہ کرو جو تمہیں اپنی طرف توجہ کرنے کا حکم دیتا ہے اور اپنی ذات پر انحصار کا سبق دیتا ہے بلکہ ضرورت پوری کرنے اور دعا قبول کرنے کی ضمانت بھی دیتا ہے وہی کریم مطلق ہے جسے جب بھی پکارا جائے وہ ہر پکارنے والے کی پکار قبول کرتا ہے اور اس سے ناراض ہوتا ہے جو اس سے اپنے دین ودنیا کی ضروریات نہ مانگے کہ اس کا فضل عظیم اور ملک وسیع ہے۔ (1)

نمبر 2۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ" (2)

یعنی جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو میں قریب ہوں، پکارنے والا جب مجھے پکارے میں اس کی پکار سنتا ہوں، وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پاسکیں۔

امام نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو دعا کی صورت میں میری عبادت کرتا ہے میں اس کی عبادت قبول کرتا ہوں کیونکہ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے: دعا ہی عبادت ہے (3) ظاہر یہ ہے کہ "اجابت" اپنے لغوی معنی میں ہی ہے اور دعا کا عبادت ہونا اس بات کو لازم نہیں کہ "اجابت" قبولیت دعا ہے، یعنی کہ یہ عبادت قبول ہے کیونکہ اجابت ایک الگ چیز ہے اور اس عبادت کا قبول ہونا الگ چیز ہے۔ گویا اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ: اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے، جیسے چاہتا ہے اور جب چاہتا ہے قبول کرتا ہے کبھی مقصد جلد حاصل ہوجاتا ہے کبھی تاخیر سے اور بسا اوقات دعا کرنے والے سے اللہ تعالیٰ اس کی دعا کے سبب ایسی مصیبت ٹال دیتا ہے جس کا اسے علم

(1)۔ فتح القدیر، ص 617 ج 4، سورت غافر آیت 60 (2)۔ سورۃ البقرہ آیت 186

(3)۔ اس کی تخریج آگے آرہی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی نہیں ہوتا، مگر یہ مشروط ہے کہ دعا کرنے والا اپنی دعا میں حد سے تجاوز نہ کرے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْیَةً اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (1)

اپنے رب کو عاجزی اور خفیہ پکارو وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس تجاوز میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی اس چیز کی طلب کرے جس کا وہ مستحق نہ ہو اور وہ اس کے لائق نہ ہو جیسے کوئی جنت میں حضرات انبیاء علیہم السلام کے برابر مقام و مرتبہ یا ان سے بھی اعلیٰ درجہ طلب کرے" (2)

اس مسئلہ پر بہت سی آیات ہیں اور یہ مقام محض اللہ تعالیٰ سے دعا کے وجوب کو ثابت کرنے کا نہیں بلکہ ان دلائل کو ذکر کرنے کا ہے جن سے واضح ممانعت اور نہی ثابت ہوئی ہے کہ قرآن کریم میں بہت سی آیات مبارکہ ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے دعا کرنے سے ڈراتی اور روکتی ہیں اور وہ آیات دل و دماغ رکھنے والوں کو مخاطب کر کے کہتی ہیں کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں پکارنا چاہیے اور اس کے علاوہ کسی کی پناہ میں مت جاؤ ،ان دلائل میں درج ذیل (آیات) ہیں:

نمبر1۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْکُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعاً وَّخُفْیَةً لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ قُلِ اللّٰهُ یُنَجِّیْکُمْ مِّنْهَا وَمِنْ کُلِّ کَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِکُوْنَ (3)

فرما دیجئے کہ تمہیں خشکی اور سمندر کے اندھیروں سے کون نجات دیتا ہے جسے تم ظاہر و پوشیدہ پکارتے ہو کہ اگر ہمیں اس (مشکل) سے نجات دے تو ہم شکر ادا کرنے والے ہوں گے، کہیے، اللہ ہی تمہیں اس ہر قسم کی مصیبت سے نجات دیتا ہے تم پھر شرک کرتے ہو،

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر یہ احسان جتلا رہے ہیں کہ بر و بحر میں حیران و پریشان اور مجبور ہو کر جب صرف ذات باری تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور کسی کو اس کا شریک بنائے بغیر خالص اسی سے اپنی نجات کی دعا کرتے ہیں: (4)

نمبر2۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا بِکُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فَاِلَیْهِ تَجْئَرُوْنَ. ثُمَّ اِذَا کَشَفَ الضُّرَّ عَنْکُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْکُمْ بِرَبِّهِمْ یُشْرِکُوْنَ. (5)

---

(1)۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر55، (2)۔ فتح البیان ص372، ج1،
(3)۔ سورۃ الانعام آیت 64،63 (4)۔ تفسیر ابن کثیر ص 1307 ، ج 3
(5)۔ سورۃ النحل آیت نمبر 53-54

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو بھی تمہارے پاس نعمت ہے وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے پھر جب تمہیں مصیبت آتی ہے تو اسی کی طرف پناہ لیتے ہو، پھر جب وہ مصیبت ٹال دیتا ہے تو تم کا ایک گروہ اپنے رب سے شرک کرنے لگتا ہے۔

گویا کہ تم یقین سے جانتے ہو کہ مشکلات ومصائب کو دور کرنے والا اس کے علاوہ اور کوئی نہیں اسی لیے تم ضرورت کے وقت اس کی طرف رجوع کر کے پناہ مانگتے ہو اور اسی کی مدد طلب کرتے ہوئے اس سے دعا کرتے ہو (1)

یہ ہے پچھلے مشرکین کا انداز کہ جب کسی طوفان کی زد میں آتے اور کسی مشکل میں پھنس جاتے تو خالص اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" فَاِذَا رَكِبُوا فِى الْفُلْكِ دَعَوَ اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ (2)

جب وہ کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے دین کو خالص کر کے اسی سے دُعا مانگتے ہیں پس جب وہ نجات دیتا ہے خشکی کی طرف تو شرک کرتے ہیں۔

کیونکہ پہلے زمانہ کے مشرکین یہ جانتے تھے کہ خالق کون ہے جس کے سامنے اپنی ضروریات رکھی جاسکتی ہیں اور مشکلات کے حل میں اس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے چنانچہ پہلے دور کے مشرک صرف آسانی وکشادگی کے وقت ہی شرک کرتے اور فرشتوں، اولیاء یا بتوں کو پکارتے تھے مگر مشکل اور مصیبت کے وقت کیفیت یہ ہوتی تھی کہ:

" وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِى الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّا اِيَّاهُ فَلَمَّا نَجّٰكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا " (3)

اور جب سمندر میں تمہیں آفت آتی ہے تو اللہ کے علاوہ جن کو تم پکارا کرتے تھے سب بھول جاتے ہو پھر وہ جب تم کو خشکی میں بچالاتا ہے تو (اس) سے منہ پھیر لیتے ہو، انسان بڑا ناشکر گزار ہے۔

مگر آج کے مشرک تنگی وخوشحالی ہر حالت میں ہی شرک کرتے ہیں بلکہ جب ان میں سے کسی پر مصیبت آتی ہے تو زیادہ شرک کرتا ہے چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے:

کم هتفوا عند الشدائد بأسمها　　　كما يهتف المضطر بالصمد الفرد

مصیبت کے وقت انہوں نے اس (بت) کا نام لیکر کتنا پکارا ہے جیسا کہ مصیبت زدہ اس بے نیاز ویکتا کو پکارتا ہے

(1)۔ تفسیر ابن کثیر ص 1994 ج 5　(2)۔ سورۃ العنکبوت آیت 65

(3)۔ سورۃ الاسراء آیت 67

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس سلسلہ میں آج کل کے مشرکین کے بے شمار واقعات ہیں مثلاً یمن کے شیخ احمد بن محمد باشامیل نے اپنا یہ واقعہ سنایا کہ وہ ایک مرتبہ چھوٹی سی کشتی میں تقریباً دیگر اسی (80) افراد کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ سمندر میں طوفان آ گیا کشتی موجوں میں ڈولنے لگی تو قبر پرستوں کے گروہ نے اچانک چیختے چلاتے ان مردوں سے مدد مانگنا شروع کر دی جو خود اپنے لیے نفع ونقصان کے مالک نہیں اور یہ وعدہ کرنے لگے کہ اگر وہ غرق ہونے اور ڈوبنے سے بچ گئے تو ان کے نام کی نذر نیاز دیں گے اور ان کی قبروں پر چڑھاوے چڑھائیں گے گویا کہ ان کا معاملہ ان مردوں کے ہاتھ میں ہے (1)

اس قسم کے ہزار ہا واقعات آپ دیکھیں گے جو اس زمانہ کے مشرکین کے شرک کی قباحت واضح کرتے ہیں جبکہ دور جاہلیت کے مشرکین خوشحالی و آسانی میں شرک کرتے تھے اور مصیبت کے وقت خالص اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے

نمبر 3: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذاً مِنَ الظَّالِمِيْنَ . وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ. (2)

یعنی تم اللہ کے علاوہ اس کو مت پکارو جو تمہیں نفع دے سکتا ہے نہ نقصان، اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ ظالموں میں سے ہوں گے اور اگر تمہیں وہ تکلیف دے تو اس کے علاوہ اس (تکلیف) کو کوئی دور نہیں کر سکتا اور اگر وہ بھلائی دے تو اس کے فضل کو کوئی روک نہیں سکتا ہم اپنے بندوں سے جسے چاہتے ہیں (اپنا فضل) دیتا ہے۔ اور وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

نمبر 4: وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (3)

یعنی اگر اللہ تعالیٰ تکلیف دے تو اسے اس کے علاوہ کوئی دور نہیں کر سکتا اور اگر وہ تمہیں بھلائی دینا چاہے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

نمبر 5: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(1)۔ الآیات البینات فی تحریم دعاء الاموات لشیخ علی با بکر، ص 13۔

(2)۔ سورۃ یونس آیت 106-107

(3)۔ سورۃ انعام آیت نمبر 17

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" قُلْ اَفَرَاَیْتُم مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ کَاشِفَاتُ ضُرِّهِ اَوْ اَرَادَنِی بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِکَاتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ عَلَیْهِ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُونَ . (1)

فرمادیجئے کیا تمہیں معلوم ہے کہ جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف دینا چاہے تو کیا یہ اس کی (دی ہوئی) تکلیف کو دور کر سکتے ہیں؟ اور اگر وہ مجھ پر رحمت کرنا چاہیے تو یہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں؟ فرمادیجئے مجھے اللہ ہی کافی ہے توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں۔

نمبر 6: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" قُلْ اِنِّی لَا اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَداً . قُلْ اِنِّی لَنْ یُجِیْرَنِی مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَلَنْ اَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَداً . (2)

فرمادیجئے کہ میں تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں، کہہ دیجیے مجھے اللہ سے کوئی نہیں پناہ دے سکتا اور نہ ہی مجھے اس کے علاوہ کوئی پناہ گاہ ملتی ہے۔

نمبر 7۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا یَمْلِکُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِیْهِمَا مِنْ شِرْکٍ وَمَا لَهُ مِنْهُم مِنْ ظَهِیْر" (3)

کہیے بلاؤ ان کو جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ (مشکل کشا) خیال کرتے تھے وہ آسمانوں اور زمین میں کوئی ذرہ برابر کے بھی مالک نہیں اور نہ ہی ان کا ان (زمین وآسمان) میں کوئی حصہ ہے اور نہ ہی اسکے لیے ان میں سے کوئی مددگار ہے

نمبر 8: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ لَهُ الْمُلْکُ وَالَّذِیْنَ تَدْعُونَ مِنْ دُوْنِهِ لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْر . اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا یَسْمَعُوا دُعَائَکُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَکُمْ وَیَوْمَ الْقِیَامَةِ یَکْفُرُوْنَ بِشِرْکِکُمْ وَلَا یُنَبِّئُکَ مِثْلُ خَبِیْر. (4)

یہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا رب ہے جس کے لیے بادشاہی ہے اس کے علاوہ جنہیں تم پکارتے ہو وہ تو ذرہ برابر بھی ملکیت نہیں رکھتے اگر تم انہیں پکارو تو تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اگر سن لیں تو قبول نہیں کریں گے اور قیامت کے

---

(1)۔ سورۃ الزمر آیت: 38 (2)۔ سورۃ الجن آیت 21-22

(3)۔ سورۃ سبا آیت 22 (4)۔ سورۃ فاطر آیت 13-14

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن وہ تمہارے شرک کا انکار کریں گے، تمہیں باخبر (اللہ) جیسی اطلاع کوئی نہیں دے سکتا۔

نمبر 9۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَتٍ مِنْهُ بَلْ إِنْ يَعِدُ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا. (1)

فرمادیجئے کیا تم نے دیکھا ہے اپنے شریکوں کو جنہیں تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو، دکھاؤ مجھے انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے۔ یا آسمان میں ان کا کیا حصہ ہے۔ یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے جس سے کسی دلیل پر ہیں بلکہ ظالم ایک دوسرے کو دھوکہ سے وعدہ دلاتے ہیں۔

نمبر 10۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ" (2)

جنہیں تم (اللہ) کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری مدد کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ ہی وہ اپنی مدد کر سکتے ہیں۔

نمبر 11۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ" (3)

اور جنہیں وہ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ ان کی کوئی پکار بھی قبول نہیں کرتے۔

نمبر 12۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ" (4)

اور تمہارا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوست اور مددگار نہیں۔

نمبر 13۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ، أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ. (5)

---

(1)۔ سورۃ فاطر آیت 40 (2)۔ سورۃ الاعراف 197 (3)۔ سورۃ الرعد آیت 14

(4)۔ سورۃ الشوریٰ آیت 31 (5)۔ سورۃ النمل آیت: 62

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجبور کی کون سنتا ہے جب وہ اسے پکارے اور مصیبت کو کون دور کرتا ہے، اور تمہیں زمین کا خلیفہ کون بناتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی الٰہ (شریک) ہے تم بہت ہی تھوڑی نصیحت حاصل کرتے ہو،

نمبر 14۔ ارشاد باری تعالیٰ۔

" اِنَّ الَّذِیْنَ تَدعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ (1)

جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو تمہارے جیسے ہی بندے ہیں، پس انہیں پکارو وہ تمہاری پکار قبول کریں اگر تم سچے ہو۔

نمبر 15۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

" قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا (2)

فرما دیجیے کیا تم نے (اللہ) کے علاوہ دوست بنا رکھے ہیں جو اپنے نفع ونقصان کے بھی مالک نہیں۔

نمبر 16۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

" اِنْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلَّا اِنَاثًا وَاِنْ يَدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيْدًا " (3)

اس (اللہ) کے علاوہ نہیں پکارتے مگر (عورتوں) مونث کو اور نہیں پکارتے مگر شیطان مردود کو۔

نمبر 17: ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُوْنَ "(4)

اس سے بڑا گمراہ کون ہے جو اللہ کے علاوہ اس کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی پکار کو قبول نہیں کر سکتا اور وہ اس کی پکار سے غافل ہیں۔

نمبر 18۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُوْمٍ "(5)

کوئی چیز ایسی نہیں مگر ہمارے پاس اس کے خزانے ہیں اور ہم اسے معلوم اندازے کے مطابق اتارتے ہیں۔

یہ تمام آیات مبارکہ دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے دعا کرنا حرام ہے، جبکہ بہت ساری احادیث

---

(1)۔ سورۃ الاعراف آیت 194 (2)۔ سورۃ الرعد آیت 16

(3)۔ سورۃ النساء آیت 117 (4) سورۃ الاحقاف آیت نمبر 5

(5) سورت الحجر آیت نمبر 21

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبارکہ بھی (اس موقف کی) دلیل ہیں جن میں سے بعض کو ہم نقل کرتے ہیں:۔

1: جلیل القدر صحابی نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''دُعا ہی عبادت ہے'' (1)

پھر آپ ﷺ نے تلاوت فرمایا:

''اُدْعُونِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِینَ یَسْتَکْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِی''الآیہ (2)

مجھے پکارو میں تمہاری پکار قبول کرتا ہوں جو میری عبادت (دُعا) سے تکبر کرتے ہیں (وہ ذلیل ہوکر جہنم جائیں گے)

2: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:''جو اللہ تعالیٰ سے سوال نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتے ہیں (3)

3: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں: میں ایک دن نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے پیچھے (سوار) تھا آپ ﷺ نے فرمایا:'' بچے، میں تمھیں چند کلمات (باتیں) سکھاتا ہوں: تم اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو وہ تمھیں یاد رکھے (حفاظت فرمائے) گا تم اللہ کو یاد کرو تو تم اسے اپنی طرف (متوجہ) پاؤ گے، جب بھی سوال کرو اللہ سے ہی سوال کرو، جب بھی مدد مانگو، تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو، اور یقین رکھو کہ ساری امت اگر تمھیں کوئی فائدہ دینے پر اکٹھی ہوجائے تو اللہ تعالیٰ کے لکھے ہوئے بغیر ذرہ برابر بھی فائدہ نہیں دے سکتی، اور وہ سب تمھیں نقصان پہنچانے پر اکٹھے ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ کے لکھے ہوئے کے علاوہ کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ قلم اٹھائی گئی اور صحیفے خشک ہوگئے ہیں'' (4)

یہ حدیث پاک سب سے بڑی دلیل ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی اکیلے پوری کائنات میں تصرف کرنے والے ہیں بلکہ اس بات پر دلیل ہے کہ پوری مخلوق خواہ انبیاء ہوں یا فرشتے اور اولیاء ہوں کوئی بھی خود اپنے آپ کے نفع

---

(1) مسند احمد ص: 298 ج 30 حدیث نمبر 183520 حافظ ابن حجر نے اس کی سند کو جید کہا ہے، فتح الباری ص 64 ج 1، ترمذی، کتاب الدعوات باب ماجاء فی فضل الدعاء حدیث نمبر 3372، علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے

(2) سورت غافر آیت نمبر 6 (3) ترمذی، کتاب الدعوت، باب ماجاء فی فضل الدعاء احدیث نمبر 3373، علامہ البانیؒ نے اسے حسن کہا ہے، ابن ماجہ، کتاب الدعاء، باب فضل الدعاء حدیث 3827

(4) مسند احمد ص 409، ج 4، حدیث 2669، محقق مسند نے اس کی سند کو ''قوی'' کہا ہے ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ باب ماجاء فی صفۃ اوانی الحوض حدیث 2516 وقال حسن صحیح، علامہ البانی نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ونقصان کے مالک ہیں اور نہ موت اور زندگی کے، بلکہ انہیں معلوم ہی نہیں کب اٹھایا جائے اور صرف اکیلے اللہ تعالیٰ ہی نفع دینے والے اور نقصان ہٹانے والے ہیں اور غم، دکھ کو دور کرنے والے مصیبت ومشکل کو ہٹانے والے ہیں۔

4: جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں آنحضرت ﷺ نے پیدل بھیجا کہ مال غنیمت لے آئیں تو ہم غنیمت حاصل کیے بغیر واپس آگئے تو آپ ﷺ نے ہمارے چہروں سے محنت ومشقت کے آثار پڑھ لیے تو ہم میں کھڑے ہو کر فرمایا: اے ہمارے پروردگار، انہیں میرے سپرد نہ کر کہ میں ان سے کمزور پڑ جاؤں، اور نہ ہی انہیں خود ان کے نفس کے سپرد کرنا کہ وہ اس سے عاجز آ جائیں اور نہ ہی ان کو لوگوں کے سپرد کرنا کہ وہ ان پر غالب آ جائیں، پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سر یا چوٹی پر پھیرا اور فرمایا: ابن حوالہ جب تم دیکھو کہ خلافت ارض مقدس میں آ گئی ہے تو سمجھو کہ زلزلے، فتنے اور بڑے بڑے (خطرناک) کام ہوں گے تو تب قیامت لوگوں سے اس سے بھی قریب ہو گی جتنا میرا ہاتھ تیرے سر سے قریب ہے(۱)

ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جنگ کرنے کے لیے پیدل بھیجا تھا لیکن انہیں بڑی مشقت اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑا تو جب آنحضرت ﷺ نے ان کو پہنچنے والی تکلیف کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ انہیں میرے سپرد نہ کرے کیونکہ آپ ان کی مشقت دور کرنے سے عاجز تھے اور دعا فرمائی کہ ان کو خود ان کی ذات کے سپرد نہ کیا جائے جب نبی ﷺ ان سے عاجز تھے تو باقی سب جو ولایت وفضل اور تقویٰ میں آپ ﷺ سے کمزور تھے بالاولی عاجز ہوں گے بلکہ جب نبی علیہ الصلوۃ والسلام اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم زندہ ہونے کے باوجود عاجز رہے تو جو شخص قبر میں ہے اور وہ خود اللہ تعالیٰ کی رحمت کا محتاج ہے وہ کیسے دوسرے کو نفع دے سکتا ہے؟ چنانچہ یہ حدیث پاک نبی علیہ الصلاۃ والسلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے عاجز ہونے کی بڑی وضاحت کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ ان سب کی ضروریات ان کے پروردگار کے سپرد ہیں۔

5: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو کہا: ''ماشاء اللہ وماشئت'' (جو اللہ تعالیٰ چاہیں اور جو آپ ﷺ چاہیں) آپ ﷺ نے (یہ سن کر فرمایا) ''أجعلتنی واللہ عدلا؟ بل ماشاء اللہ وحدہ'' کیا تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کے برابر کر دیا، بلکہ (کہو)

(۱) ابوداؤد، کتاب الجھاد باب فی الرجل یغزو ویلتمس الأجر والغنیمۃ حدیث 2535 علامہ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے

ص 106 ج 2

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو صرف اللہ تعالیٰ چاہے(1)

یہ عظیم الشان حدیث پاک جس میں آپ ﷺ نے صحابی رضی اللہ عنہ کو منع کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کو آنحضرت ﷺ کے ارادے سے ملائے اور آپ ﷺ نے اسے واضح حکم دیا اور مکمل وضاحت کردی کہ مشیت وارادہ صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ کے خلاف کسی کا بھی ارادہ نہیں چل سکتا، علامہ البانیؒ فرماتے ہیں: اس ادب سے بہت سے عوام غافل ہیں بلکہ بہت سے خاص (پڑھے لکھے) بھی ایسے ہیں جو اپنی زبانوں سے ایسی شرکیات اگلتے ہیں جیسا کہ مشکلات میں غیر اللہ کو پکارا جاتا ہے اور فوت شدہ بزرگوں سے مدد طلب کی جاتی ہے اللہ کے علاوہ ان کے نام کی قسم اٹھائی جاتی ہے۔ (۲)

بہر حال یہ آیات اور احادیث ایسی وضاحت کرتی ہیں کہ کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ دعا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے کی جائے، اس موضوع پر اور بھی بہت سی آیات واحادیث ہیں جنہیں ہم نے خوف طوالت سے ذکر نہیں کیا۔

دوسرا مقصد: غیر اللہ سے دعا کے جواز پر قبر پرستوں کے شبہات کا ازالہ۔

قبر پرستوں نے اپنے باطل طریقہ کو ثابت کرنے کے لیے بعض ایسے شبہات کا اظہار کیا ہے جو انہیں کوئی فائدہ نہیں دیتے اور نہ ہی وہ کسی قسم کی تشنگی دور کرتے ہیں مثلاً انہوں نے بعض احادیث واخبار اور واقعات یا قیاسی دلائل سے قبر والوں سے دعا کرنے اور ان کا وسیلہ پکڑنے کو جائز کہا ہے ایسے تمام دلائل کو پیش کرنے کی یہ کتاب متحمل نہیں ہوسکتی لہذا ہم بعض شبہات کو ذکر کرتے ہیں:

پہلا شبہ: انہوں نے اپنی بیمار سمجھ کی بنا پر اس ارشاد باری سے استدلال کیا ہے کہ:

"یا یھاالذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلة" (3)

اے ایمان والو- اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔

مالکی نے کہا ہے: وسیلہ، ہر وہ چیز ہے جسے اس نے اپنے تقرب کا ذریعہ بنایا ہے اور اس سے حاجت روائی کا سبب بنایا ہو اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ جس کی طرف وسیلہ بنایا جا رہا ہے اس کے نزدیک وسیلہ کی اہمیت

---

(1) مسند احمد ص 339 ج 3 محقق مسند نے اس کی سند کو صحیح لغیرہ کہا ہے، الادب المفرد حدیث نمبر 783، علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے، السلسلة الصحیحة ص 216 ج 1 حدیث نمبر 139

(2) سلسلة الاحادیث الصحیحة ج 1 ص 217 (3) سورۃ المائدہ آیت نمبر 35

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قدر و قیمت ہو اور اس آیت میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ ''وسیلہ'' کا لفظ عام ہے جو حضرات انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگوں یا برگزیدہ ہستیوں سے ان کی زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی وسیلہ پکڑنے کو شامل ہے اور شرعی طریقہ سے نیک کاموں کے استعمال کو بھی شامل ہے جن کے وقوع کے بعد ان کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے۔(۱)

یہ شبہ جس سے انہوں نے استدلال کیا ہے بالکل باطل ہے جس کا کئی طریقوں سے رد کیا جا رہا ہے۔

1 : سب سے پہلے عرب کے ہاں وسیلہ کا معنی سمجھنا چاہیے کہ کیا یہ کسی کی ذات کا وسیلہ پکڑنا اور ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا ہے یا کہ کچھ اور؟

ابن منظور کہتے ہیں: وسیلہ، بادشاہ کے ہاں ایک مقام ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ایک درجہ ہے اور یہ بھی کہ وہ تقرب ہے اور کہتے ہیں کہ فلاں نے اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ اختیار کیا یعنی جب وہ ایسا عمل کرے جس کے ذریعہ اس کا تقرب حاصل کرے، اور ''واسل'' وسیلہ اختیار کرنے والا، اللہ تعالیٰ کی چاہت اور اس کی طرف رغبت رکھنے والے کو کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے اس کی طرف وسیلہ اختیار کیا یعنی جب وہ اس کی طرف کسی عمل سے تقرب حاصل کرے''(2)

النہایہ میں ہے: (وسیلہ) اللہ تعالیٰ کا قرب ہے اور کہا گیا ہے یہ (وسیلہ) قیامت کے دن کی شفاعت ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ وسیلہ جنت کی منزلوں میں سے ایک منزل ہے۔ (3)

یہاں سے آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ وسیلہ کا معنی لغت عرب میں وہ نہیں جو احادیث سے ان لوگوں نے سمجھا ہے جو ایسی دلیلوں کا سہارا لیتے ہیں جو مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہیں۔ چنانچہ ان کا اس آیت کریمہ کو دلیل بنانا کہ کسی کی ذات کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے بالکل اور بلاشبہ یہ توسل کے معنی کو غلط سمجھنا ہے۔

2: علماء کرام نے اس آیت کریمہ کی تفسیر سے کیا سمجھا ہے، شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: جس وسیلہ کے اختیار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور بتایا ہے اس کے فرشتے اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام بھی اسے تلاش کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ واجبات و مستحبات کے ذریعہ اس کا قرب حاصل کیا جائے، اور جو واجب یا مستحب نہیں وہ اس میں داخل نہیں خواہ حرام ہو یا مکروہ اور مباح، واجب اور مستحب وہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے شرعاً جائز قرار دیا

---

(1) مفاهيم يجب ان تصحح ص 61 حقيقة الوسيلة والتوسل على ضوء الكتاب والسنة ص 27

(2) لسان العرب، مادہ ''وسل'' (3) النھایہ فی غریب الحدیث لابن الاثیر ص 161 ج 5

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوراس کا حکم اس کے وجوب یا استحباب کا دیا ہو، اوراس کی اصل بنیاد نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان ہے، مجموعی طور پر وسیلہ جس کی تلاش کا اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم دیا ہے وہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی لائی ہوئی شریعت کی تابعداری کا وسیلہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف کسی کے لیے اس کے علاوہ کوئی وسیلہ نہیں۔(1)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے تقویٰ کا حکم دیا ہے اور تقویٰ جب اطاعت کے ساتھ ملایا جائے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ محرمات سے رک جانا اور منہیات کو چھوڑ دینا۔۔۔۔اور تقویٰ کے بعد وسیلہ کی تلاش کا حکم دیا ہے، امام قتادہ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرو۔اس کی اطاعت کے ساتھ اوراس کی پسند کا عمل کر کے اوراس میں مفسرین کا کوئی اختلاف نہیں(2)

جیسا کہ احادیث میں ''وسیلہ'' جنت کے ایک اعلیٰ درجہ کو کہا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے ہی کو نصیب ہوگا اور وہ ہیں آنحضرت ﷺ، گویا یہ جنت میں سب سے اونچی منزل کا نام ہے، نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جب تم موذن کو (اذان کہتے) سنو، تو جو وہ کہتا ہے وہی تم کہو، پھر مجھ پر درود پڑھو، جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے دس مرتبہ اس شخص پر رحمت نازل کرتا ہے پھر میرے لیے ''وسیلہ'' کا (اللہ تعالیٰ سے) سوال کرو، یہ جنت کی منزلوں میں سے ایک منزل ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک ہی کے شایان شان ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ (ایک) میں ہی ہوں گا، جس نے میرے لیے ''وسیلہ'' کا سوال کیا اس کے لیے میری شفاعت لازم ہوگی۔(3)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بلاشبہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے خود اس کی تفسیر و تفصیل بتا دی کہ یہ جنت کی ایک منزل و مقام ہے، اہل لغت نے کہا ہے کہ یہ بادشاہ کے ہاں ایک منزل و مقام ہے۔(4)

شیخ صالح آل الشیخ نے کہا ہے: ''وسیلہ مختلف قسم کی نیکیوں اور طاعات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے اوران (نیکیوں) میں سے سب سے اعلیٰ (نیکی) اللہ تعالیٰ کے لیے دین کو خالص کرنا ہے اوراس کا قرب حاصل کرنا اللہ تعالیٰ اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت کے ذریعہ، ان کے دین سے محبت اوراس کی شریعت سے محبت

---

(1) قاعدۃ جلیلۃ فی التوسل والوسیلۃ، ص54 (2) تفسیر ابن کثیر ص1165 ج3

(3) مسلم، کتاب الصلاۃ باب استحباب القول مثل قول المؤذن حدیث: 384 (4) المنہاج ص338

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذریعہ، اس طرح سلف نے اپنے مختلف اقوال میں جو کچھ فرمایا ہے وہ جمع ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد۔"وابتغوا الیه الوسیلة"۔پر یوں بھی غور کیجیے جار و مجرور (الیه) کو (وسیلہ) پر مقدم کیا گیا ہے تاکہ یہ خصوصیت پیدا ہو کہ وسیلہ صرف ذات الٰہی کے لیے جائز ہے اس میں کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں جیسے فرمایا:"ایاک نعبد و ایاک نستعین" (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) پھر علامہ محمد امین الشنقیطی رحمہ اللہ کا اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ: معلوم ہونا چاہیے کہ جمہور علماء کا خیال ہے کہ یہاں وسیلہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے اوامر کی تعمیل اور اس کی نواہی سے اجتناب، نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی شریعت کے مطابق اور اخلاص سے ہو، کیونکہ صرف یہی وہ راستہ ہے جو اللہ کی رضا و خوشنودی تک پہنچاتا ہے اور اسی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا و آخرت کی جو خیر و بھلائی ہے اسے پایا جا سکتا ہے۔۔۔وسیلہ کے معنی میں تحقیق وہی ہے جس کی طرف عام علماء گئے ہیں کہ وسیلہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اس کے لیے اخلاص ہے جو نبی الصلاۃ والسلام کی لائی ہوئی ہدایات و تعلیمات کے مطابق ہو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر بھی اس میں داخل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو پکارنا اور حاجت روائی و مشکل کشائی کے لئے اس کے سامنے آہ وزاری اور عاجزی کرنا اس کی عبادت کی سب سے عظیم قسم ہے جو اس کی رضامندی اور رحمت کے حصول کا وسیلہ اور ذریعہ ہے۔اس تحقیق سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ تصوف کے جاہل دعویداروں کی تابعداری کرنے والے جو اکثر ملحد کہتے ہیں کہ اس آیت میں وسیلہ سے مراد "شیخ" ہے جو انسان اور اس کے رب کے درمیان واسطہ بنتا ہے، تو ایسا سمجھنا محض جہالت و ضلالت اور حماقت ہی نہیں بلکہ کتاب اللہ سے کھیلنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ، واسطہ تلاش کرنا ہے جو کفار کے کفر کا ایک اصول ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق اپنے ارشاد میں وضاحت فرمائی ہے:

"مَا نَعبُدُهُم اِلَّا لِیُقَرِّبُونَا اِلَی اللّٰهِ زُلفٰی" (1)

یعنی وہ کہتے ہیں ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتے ہیں

مزید ارشاد فرمایا:۔

"وَیَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَاللّٰهِ قُل اَتُنَبِّئُونَ اللّٰهَ بِمَالَایَعلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ سُبحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّایُشرِکُونَ" (2)

---

(1) سورۃ الزمر آیت نمبر 3

(2) سورۃ یونس، آیت: 18

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں، فرمادیجیے کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی چیز بتاتے ہو جو وہ آسمانوں اور زمین میں نہیں جانتا وہ ان کے شرک سے پاک اور بلند وبالا ہے۔

چنانچہ ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی وخوشنودی اور اس کی رحمت کے حصول کا راستہ صرف اور صرف اس کے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی اطاعت واتباع ہے جو اس راستہ سے الگ ہوگا تو وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"لَیسَ بِأَمَانِیکُم وَلَاأَمَانِي أَهلِ الکِتَابِ مَنْ یَعمَلْ سُوأً یُجزَبِهِ" (1)

یعنی (دین اور صراط مستقیم) تمھاری خواہشات ہیں نہ اہل کتاب کی خواہشات، جو بھی گناہ کرے گا اس کا بدلہ پائیگا۔جس سے واضح ہوجاتا ہے کہ آیت کے مفہوم اور حدیث کے مطلب نیز کلام عرب سے ہرگز اس شخص کے لیے کوئی استدلال نہیں جو لوگوں کی ذات کے واسطہ کو جائز کہتا ہے اور یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ جو اس آیت کو اپنی دلیل سمجھتا ہے وہ اپنے مقصد سے دور اور دلیل سے محروم ہے۔

3: ہم وسیلہ کا انکار کرتے ہیں اور نہ اس کے جواز کا۔لیکن مفہوم وہ نہیں لیتے جو اہل بدعت کا ہے، چنانچہ اہل سنت وسیلہ پکڑنے کو جائز سمجھتے ہیں جیسا کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: لفظ "توسل" کے دو معانی کے صحیح ہونے پر تو مسلمانوں کا اتفاق ہے اور جو اس کا تیسرا معنی لیا جاتا ہے اس کے متعلق کوئی حدیث (سنت) نہیں، چنانچہ جن دو معانی کے صحیح ہونے پر علماء کا اتفاق ہے ان میں سے ایک ایمان اور اسلام کی بنیاد ہے اور وہ ہے رسول اللہ ﷺ پر ایمان اور ان کی اطاعت، اور دوسرا آپ ﷺ کی سفارش اور دعاء، جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے یہ دونوں مسلمانوں کے اجماع سے جائز ہیں۔(2)

وسیلہ اختیار کرنا اہل سنت کے نزدیک کبھی جائز اور کبھی ناجائز ہوتا ہے جو جائز ہے اس کی درج ذیل صورتیں ہیں:

1۔اللہ تعالیٰ کی طرف نیک اعمال کا وسیلہ، جیسا کہ ایمان، والدین سے حسن سلوک یا انسان جو نیک کام کرتا ہے اس کا وسیلہ اختیار کرنا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعنَا مُنَادِیاً یُنَادِی لِلإِیمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّکُم فَآمَنَّا،رَبَّنَا فَاغفِرْلَنَا ذُنُوبَنَا وَ کَفِّرْ عَنَّا سَیِّئَاتِنَا

---

(1) سورت المائدہ آیت نمبر 35، تفسیر أضواء البیان ص 86 ج 2

(2) قاعدۃ جلیلۃ ص 55

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تِنَا وَتَوَ فَّنَامَعَ الْاَبْرَارِ"(1)

اے ہمارے پروردگار، ہم نے ایمان کی دعوت دینے والے کو دعوت دیتے سنا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے۔ ہمارے رب، ہمارے گناہ معاف فرما اور ہم سے ہماری برائیاں ختم کردے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ فوت کرنا۔

اب اس آیت کریمہ کی روشنی میں اہل ایمان اللہ تعالیٰ کی طرف جو وسیلہ اختیار کررہے ہیں اور جس نیک کام کا واسطہ دے رہے ہیں وہ ایمان ہے گویا وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ: اے ہمارے پروردگار ہمارے ایمان کی وجہ سے اور تیرے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کا حکم ماننے کے سبب ہمارے گناہ معاف فرمادے، چنانچہ تمہارا اس رب کے متعلق کیا خیال ہے جس نے اپنے بندوں کے وسیلوں کو سنا، وہی وسیلے جن سے وہ راضی ہوتا ہے اور انہیں کا حکم دیتا ہے اور یہ تو یقیناً اس کے ایماندار اور فرمانبردار بندے ہیں تو کیا ان کی دعا سنے گا یا نہیں؟ بلاشبہ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ یقیناً ان کی دعا قبول کریگا، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے متعلق اس کے مومن بندے کا جو ظن ہے اس کے پیش نظر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَاسْتَجَابَ لَهُم رَبُّهُمَ اَنِی لَا اُضِیعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی بَعْضُکُم مِنْ بَعْضٍ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوا وَاُخْرِجُوامِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوافِی سَبِیْلِی وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَاُکَفِرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمِ وَلَاُ دْخِلَنَّهُم جَنّٰتٍ تَجْرِی مِنْ تَحْتِهَاالْاَنْهَارُ ثَوَاباً مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَه' حُسْنُ الثَّوَابِ"(2)

پس اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول کرلیا کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کرونگا، مرد ہو یا عورت، جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میرے راستہ میں تکلیف دیے گے اور انہوں نے لڑائی کی اور قتل ہوگئے میں ان کے گناہ معاف کرونگا اور انہیں ایسے باغات میں داخلہ دونگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں یہ اللہ کی طرف سے اجر ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس بہترین اجر ہے۔

عمل صالح کا شرعی طور پر جو وسیلہ اختیار کرنا جائز ہے اس کی حدیث وسنت میں مثال ان تین آدمیوں کا واقعہ ہے جو غار میں تھے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا:

"تم سے پہلے (زمانہ میں) تین آدمی نکلے (چلتے چلتے) ایک غار میں پناہ لینے کو داخل ہوگئے تو پہاڑ سے ایک پتھر

(1) سورت آل عمران آیت نمبر 193۔

(2) سورت آل عمران آیت نمبر 195 التوصل الی حقیقۃ التوسل ص 81۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرا جس نے ان پر غار کو بند کر دیا، انہوں نے کہا، اس پتھر سے تمھیں کوئی چیز نجات نہیں دلا سکتی مگر یہ کہ تم اللہ کو اپنے نیک اعمال کا واسطہ دیکر پکارو۔۔۔۔۔الحدیث (1)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان تینوں نے اللہ تعالیٰ کے تقرب کی خاطر اپنے نیک عمل کا واسطہ دیا چنانچہ پہلے نے اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے والدین سے حسن سلوک اور انکی خدمت کا واسطہ دیا جو بلاشبہ نیک کام ہے، دوسرے نے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی عفت وعصمت اور حرام کام سے بچنے کا واسطہ دیا جبکہ تیسرے نے حقدار کو حق پہنچانے کا واسطہ دیا، ان سب کے اندر خوف خدا کا جذبہ تھا جس نے انہیں یہ نیک کام کرنے پر مجبور کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مشکل اور مصیبت کو ان سے اس نیک کام کے سبب دور کر دیا۔اور بلاشبہ یہ جائز ہے اگر کوئی بھی مخلوق اپنے رب کی طرف نیک کام کا واسطہ اختیار کرے تو وہ اس قابل ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے۔

2۔اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے عمدہ ناموں اور اعلیٰ صفات کا واسطہ اختیار کرنا۔۔۔یہ وسیلہ اختیار کرنے کی تمام صورتوں میں سب سے بہترین اور امید افزا صورت ہے اور اس کی بے شمار مثالیں ہیں کیونکہ خود ذات باری تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے کہ:

"وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا" (2)

اور اللہ تعالیٰ کے خوبصورت نام ہیں تم ان کے ذریعہ اس کو پکارو۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی اس طرف راہنمائی فرمائی ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں آتا ہے آپ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے: اے میرے پروردگار میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے کا بیٹا اور تیری باندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے میرے متعلق تیرا حکم نافذ ہے، میرے متعلق تیرا فیصلہ درست ہے میں تجھ سے تیرے ہر اس نام کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں جس سے تو نے خود کو موسوم کیا، یا وہ نام جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بتایا، یا اسے تو نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا، تو نے اسے اپنے پاس خزانہ غیب میں محفوظ رکھا کہ تو قرآن عظیم کو میرے دل کی شادابی، میرے سینے کا نور، میرے حزن وملال کے علاج اور میرے غم وفکر کے ختم ہونے کا ذریعہ بنا دے (3)

(1) البخاری حدیث (2272) مسلم، کتاب الذکر والدعا باب قصۃ أصحاب الغار، حدیث (2743)

(2) سورت الاعراف، آیت نمبر 180۔

(3) مسند احمد ص 246 ج 6 (3712) محقق مسند نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے مگر علامہ احمد شاکر نے صحیح کہا ہے علامہ البانی نے بھی صحیح کہا ہے السلسلۃ الصحیحۃ ص 336 ج 1 (199)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی دوسری مثال نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا مریض کو نصیحت کرنا ہے کہ جب اسے تکلیف (مرض) لاحق ہو تو جسم کے جس حصہ میں تکلیف ہو اس پر ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ ''بسم اللہ'' کہو اور سات مرتبہ پڑھو،

"أَعُوذُ بِاللّٰهِ وَ قُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ" (1)

میں اللہ تعالیٰ اور اسکی قدرت کے ذریعہ اس (تکلیف) سے پناہ چاہتا ہوں جسے میں محسوس کر رہا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں۔ پہلی حدیث پاک میں ہمیں رسول اللہ ﷺ ہدایت فرماتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اسماء کا واسطہ دیکر سوال کریں چنانچہ آپ ﷺ نے خود فرمایا: ''اسالک بکل اسم ھو لک'' ۔اسی طرح دوسری حدیث پاک میں ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی امت کو ہدایت فرمائی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی بھی صفت کا واسطہ دیکر سوال کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی عزت کا واسطہ ہے جو وسیلہ کی جملہ قسموں میں سب سے اہم ہے اور کتاب وسنت میں بہت سی آیات واحادیث ایسا وسیلہ وواسطہ اختیار کرنے کی ترغیب دلاتی ہیں اور یہ آیات واحادیث اپنی جگہ (کتب حدیث) میں موجود ہیں۔

3۔ نیک آدمی کی دعا کا وسیلہ۔ اس کی مثال حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے تو لوگ کھڑے ہو کر کہنے لگے، یا رسول اللہ ﷺ بارش نہیں ہو رہی، درخت خشک ہو گئے ہیں مویشی ہلاک ہوئے، اللہ تعالیٰ سے دعا کریں بارش ہو جائے، تو آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا: اے اللہ ہمیں بارش عطا فرما، اللہ کی قسم آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نہ تھا مگر اسی وقت بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اور بارش شروع ہو گئی۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام منبر سے اترے اور نماز پڑھائی۔ (2)

اس طویل حدیث جس سے ہم نے صرف محل استدلال کو لیا ہے، سے پتہ چلتا ہے کہ صحابی رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس آئے اور ان سے دعا کی درخواست کی تو یہی اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی زندہ، قدرت والے نیک آدمی کی دعا کا وسیلہ اختیار کرنا ہے اور یہ بھی شرعاً جائز وسیلہ اپنانے کی ایک شکل ہے اسی لیے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس اسلوب کو اپنایا چنانچہ ایک مرتبہ جب قحط سالی کی کیفیت پیدا ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے دعا کی درخواست کی اور فرمایا: اے ہمارے پروردگار پہلے ہم تیرے سامنے تیرے پیغمبر ﷺ کا وسیلہ پکڑتے تھے تو بارش عطا کر دیتا تھا اب ہم اپنے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے چچا کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں، ہمیں بارش عطا فرما تو بارش ہو گئی۔ (3)

(1) مسلم، کتاب السلام، باب استحباب وضع یدہ علی موضع الألم حدیث (2202) (2) البخاری حدیث (1021) مسلم ،حدیث (897) (3) البخاری، کتاب الاستسقاء باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، حدیث (1010)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اس حدیث میں فقہ کا وہ سرمایہ ہے جو کسی صاحب بصیرت پر مخفی نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلک حق کو یہ کہتے ہوئے واضح کردیا ہے: ''اے ہمارے پروردگار، ہم پہلے اپنے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کا وسیلہ تیرے حضور پیش کر کے بارش مانگتے تھے اوراب اپنے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے چچا کا واسطہ دے رہے ہیں لہذا ہمیں بارش نصیب فرما'' اگر میت کا وسیلہ بنانا جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا وسیلہ لینے کے محتاج نہ ہوتے حالانکہ آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام تو ان کے درمیان مدفون تھے چنانچہ یہ واقعہ دو اہم باتوں پر دلالت کرتا ہے۔

1۔ کسی نیک زندہ آدمی کی دعا کا وسیلہ شرعاً جائز ہے۔

2۔ میت کا وسیلہ حرام ہے۔

بہر حال اس شبہ سے متعلق اس بحث سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ جب وسیلہ شرعی اصول اور ضابطوں کے مطابق ہوتو جائز ہے اور اگر میت کے واسطہ سے ہوتو حرام ہے اور یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ اس آیت سے مردوں کا وسیلہ لینے پر استدلال درست نہیں کیونکہ دلیل ان کا ساتھ نہیں دیتی اور سنت بھی ان کے منہج ومسلک کی مخالف ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق اور سیدھے راستہ کی ہدایت نصیب فرمائے۔

دوسرا شبہ: محمد بن عبداللہ العتبی (جیسے غیر معروف آدمی) کی ایک حکایت مشہور ہے کہ میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو ایک بدوی آکر کہنے لگا: السلام علیک یارسول اللہ، میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے: ''وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ'' الآیہ تو میں آپ ﷺ کی خدمت میں اپنے گناہ معاف کروانے کو حاضر ہوں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کی سفارش چاہتا ہوں، اور یہ شعر پڑھے۔ (ترجمہ)

اے ہموار زمین میں دفن ہونے والوں میں سے سب سے بہتر اور عظمت والے، ان کی خوشبو اور پاکیزگی سے بھی سب ہموار زمین اور ٹیلے معطر ومطہر ہوئے ہیں، میری جان بھی اس قبر پر فدا ہے جس میں آپ آرام فرما ہیں، اس میں عفت ہے اور جود و کرم بھی۔

پھر وہ بدوی چلا گیا، اتنے میں مجھے نیند آگئی تو میں نے خواب میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا: ''عتبی، جاؤ اس اعرابی سے مل کر اسے خوشخبری سناؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کردیا ہے۔ (1)

اس قصہ سے سبکی نے بھی استدلال کرتے ہوئے بڑی مضبوط دلیل بنایا ہے جسے مصنفین نے اپنی کتابوں میں ذکر

(1) تفسیر ابن کثیر سورۃ النساء آیت نمبر 64 ص 659ج2، المغنی ص 465 ج5، الصارم المنکی ص 246 ہذہ مفاھیمنا ص 75، ہدم المنارہ ص 49، التوصل ص 274۔ یہ حکایت اعرابی کے حوالہ سے بالکل منکر و موضوع ہے بعض نے اس جھوٹی حکایت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ تک جعلی سند بھی بنائی ہے تفصیل کے لیے مذکورہ کتابیں دیکھی جاسکتی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے(1)

اور مالکی نے اپنی کتاب ''المفاہیم'' میں بھی اسے ذکر کیا ہے بلکہ فکری دہشت گردی سے کام لیتے ہوئے یہ کہنے کی کوشش کی ہے کہ اس واقعہ کو قبول نہ کرنا ان کتابوں پر عدم اعتماد ہے جس میں یہ قصہ بیان ہوا ہے بلکہ ان کے مضمون پر بھی عدم اعتماد ہے اس کے الفاظ ہیں:

''اذا کان الامر کذلک ،فأي ثقة فیهم أو فی کُتبهم؟ سبحانک هذا بهتان عظیم'' (2)

اگر معاملہ یہی (انکار) ہے تو پھر ان مصنفین اور ان کی کتابوں پر کیا اعتماد رہ جاتا ہے؟ سبحان اللہ یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔ نیز ''حقیقۃ الوسیلۃ'' کے مصنف نے بھی اس سے استشہاد کیا ہے(3)

لیکن اس کمزور ترین اعتراض کا جواب کئی وجوہ سے ہے۔

1۔ یہ قصہ اسنادی اعتبار سے بالکل باطل اور جھوٹ ہے۔

2۔ اگر یہ قصہ ثابت بھی ہو جائے تو کیا کسی مسلمان کو جائز ہے کہ خواب پر مبنی قصہ کی بنا پر صحیح احادیث کی مخالفت کرے یعنی اس قصہ سے ان احادیث کا معارضہ کرے۔

3۔ یہ فعل ایک ایسے اعرابی کا ہے جو صحابی ہے نہ تابعی، حالانکہ کسی کا قول بھی حجت نہیں کہ اس سے صفحات سیاہ کیے جائیں اور ان سے لوگوں کو دھوکا دیا جائے اور جاہلوں پر معاملہ الجھا دیا جائے اور اس سے اس طرح استشہاد و استدلال کیا جائے گویا وہ وحی ہے جس میں نہ شک کرنا جائز ہے اور نہ اسے رد کرنا۔

4۔ جہاں تک اس قصہ کو اہل علم کے نقل کرنے کا تعلق ہے تو انہوں نے اسے بطور استشہاد ذکر کیا ہے یا محض حکایت کرتے ہوئے، تو اس سے ان پر کوئی طعن نہیں کیونکہ ہر ایک کی بات کو قبول بھی کیا جا سکتا ہے اور رد بھی کیا جا سکتا ہے، بسا اوقات کوئی امام بات نقل کرتا ہے مگر اس کی سند سے بحث بھول جاتا ہے یا اس کے متن میں غور کرنا رہ جاتا ہے اور ایسا عموماً ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کے علاوہ نہ کوئی کاتب معصوم ہے نہ کتاب۔

5۔ اس اعرابی نے جس آیت کریمہ سے استشہاد کیا ہے وہ موقع و محل کے موافق نہیں کیونکہ وہ آیت تو ان منافقین کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے خود پر ظلم کیا تھا، امام ابوالمظفر السمعانی فرماتے ہیں: یعنی وہ منافق طاغوت

(1) شفاء السقام ص 65

(2) مفاہیم یجب ان تصحح ص 96

(3) حقیقۃ الوسیلۃ ص 57

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس حکم لیجانے کا خود پر ظلم کرنے کے بعد آپ کے پاس آ کر اللہ سے معافی مانگتے، کیونکہ وہ معافی مانگنے کے لیے نہیں آئے بلکہ جھوٹے بہانے لیکر آئے ہیں۔ اگر نہوں نے اللہ تعالیٰ سے معافی کا سوال کیا ہوتا نیز نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کے لیے مغفرت کی دعا کی ہوتو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے۔(1)

یعنی یہ آیت استدلال و استشہاد کا موقعہ و محل نہیں کیونکہ اس میں تو یہ انہیں حکم ہو رہا ہے کہ اپنے لیے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے وجود گرامی کو غنیمت سمجھیں کہ وہ ان کے لیے استغفار کریں اور وہ اپنے گناہوں سے توبہ کریں، لیکن یہ آیت نصیحت یا حکم اور ترغیب نہیں کہ وہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس آپ ﷺ کی وفات کے بعد آئیں، اگر ایسا جائز ہوتا تو آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ضرور کرتے، لیکن سبحان اللہ یہ فضیلت حضرت صدیق و فاروق اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے رہ گئی خصوصاً حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جن کا سنت پر شدت اور سختی سے عمل کرنا اور اس کی حرص و طمع مشہور ہے مگر یہ اعرابی اس فضیلت کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ **سبحانک اللھم ھذا بھتان عظیم**.

تیسرا شبہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت جس میں آتا ہے کہ ایک دفعہ مدینہ طیبہ میں بڑا سخت قحط پڑ گیا تو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس شکایت لے کر آئے تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر کو دیکھو اور اس (حجرہ) سے اوپر کی طرف سوراخ کر دو تا کہ قبر مبارک اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے تو لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ جس کے بعد بارش شروع ہو گئی سبزہ پیدا ہو گیا اور اونٹ اس قدر موٹے ہو گئے کہ چربی سے پھٹنے لگے تو اس سال کا نام ہی "عام الفتق" (شادابی کا سال) پڑ گیا(2)

اس سے بکری نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا وسیلہ اختیار کرنے پر استدلال کیا ہے اور اس کی تقلید میں مالکی نے بھی لکھا ہے: یہ آپ ﷺ کی قبر مبارک کا وسیلہ تھا نہ کہ صرف قبر کا۔ یعنی اشرف المخلوقات، محبوب کبریا ﷺ کے جسد اطہر سے ملنے کی وجہ سے اس قبر کو یہ عظیم شرف اور اعزاز و منقبت ملی(3)

لیکن اس شبہ کا رد بھی درج ذیل وجوہ سے کیا جاتا ہے۔

1۔ یہ روایت ضعیف ہے جس سے استدلال نہیں ہو سکتا۔

2۔ محل نزاع پر بھی یہ روایت دلیل نہیں بنتی خواہ (وسیلہ) جائز ہو یا ناجائز، کیونکہ یہ تو آپ ﷺ کی قبر مبارک پر

---

(1) تفسیر القرآن للسمعانی ص443ج5۔

(2) دارمی، باب ما اکرم اللہ تعالیٰ بہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ حدیث (93) الاستغاثۃ فی الرد علی البکری ص145/402 ج1، ھدم المنارہ ص208، ھذہ مفاھیمنا ص73 یہ روایت محمد بن زبالہ کی وجہ سے حجت نہیں (3) مفاھیم یجب ان تصحح ص87

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارش کا نازل ہونا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنے انبیاء علیہم السلام اور اپنے نیک بندوں کی قبروں پر نازل ہوتی رہتی ہے اس میں ان کے وفات پانے کے بعد ان سے سوال کرنے کا کوئی ذکر نہیں، اور نہ ہی ان سے مدد مانگنے کا ذکر ہے بلکہ فوت شدگان یا غائب آدمی سے مدد طلب کرنا جائز نہیں خواہ وہ نبی ہو یا ولی، اور نہ ہی یہ نیک اعمال میں سے ہے اگر یہ جائز ہوتا یا اچھا کام ہوتا تو سلف صالحین اسے بہتر جانتے اور اس کو کرنے میں سبقت کرتے مگر سلف میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں کہ اس نے یہ کام کیا ہو۔

3۔ اس روایت کا جھوٹا ہونا یہاں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی تک پورے گھر پر تو چھت نہیں تھی بلکہ عہد رسالت کی طرح کچھ حصہ بلا چھت باقی تھا جہاں سے دھوپ آتی تھی۔(1)

چنانچہ آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں کہ قبر پرستوں نے اپنے باطل اور عقیدہ فاسد پر ایک ضعیف روایت سے استدلال کیا ہے جو صحیح بھی ہو تو محل نزاع اور مختلف فیہ مسئلہ پر دلیل نہیں بنتی اور زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ انہوں نے اوپر کی جانب کھڑکی کھولنے کی ہدایت فرمائی کہ شاید بارش نازل ہو۔

چوتھا شبہ: جن شبہات کو یہ لوگ پیش کرتے ہیں اور جن پر اکثر گفتگو ہوتی ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حاجات وضروریات بعض اوقات کی نسبت سے پوری ہوتی ہیں اور اسی طرح دعائیں بعض مقامات (قبروں، مزاروں) کے پاس قبول ہوتی ہیں اور یہ بڑی مضبوط دلیل ہے کہ قبروں کے پاس دعا قبول ہوتی ہے(2) یہ شبہ ان بڑے شبہات سے ہے جن سے یہ لوگ استدلال کرتے ہیں لیکن اس کا جواب درج ذیل صورتوں میں ہے۔

1۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزماتا ہے اور اس قسم کی دعاؤں کے قبول ہونے سے اپنے بندوں کی آزمائش کرتا ہے اور بسا اوقات کسی فاجر وفاسق اور بدکار آدمی کے ہاتھوں پر بھی اس قسم کے خلاف عادت واقعات رونما ہو جاتے ہیں جیسا کہ معروف ہے جب دجال آخر زمانہ میں آئے گا تو اس کے ہاتھوں عام انسانی اعمال کے برعکس خلاف عادت واقعات رونما ہوں گے، حالانکہ بالاتفاق وہ (دجال) روئے زمین کا سب سے بڑا کافر ہوگا۔

2۔ بہت سے مشرک بھی جب دعا کرتے ہیں تو قبول ہوتی ہے ان کے نیک اور اچھے ہونے کی وجہ سے نہیں اور نہ اس وجہ سے کہ وہ ایسی جگہ پر کی گئی جہاں دعا قبول ہوتی ہے بلکہ اس لیے کہ وہ دعا میں سچے ہیں اور اللہ تعالیٰ مجبور کی دعا سنتا ہے ورنہ ان کی دعا کا قبول ہونا ان سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا مظہر نہیں، البتہ اللہ تعالیٰ کفار اور گنہگاروں کو عطا کر کے ان پر اپنا عذاب سخت کرنا چاہتا ہے تو ضروری نہیں کہ جس دعا کو اللہ تعالیٰ قبول کرلے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی بھی ہو، اور نہ ہی وہ اس سے محبت کرتا اور نہ ہی اس کے کام کو پسند کرتا ہے کیونکہ وہ تو ہر نیک اور بد، مومن اور

---

(1) الاستغاثہ ص145 ج1۔ (2) مجموع الفتاویٰ ص:172 ج27، المدخل ص:184 ج1۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافر کی (دعا) قبول کرتا ہے اور بہت سے لوگ اپنی دعا میں زیادتی اور غلو کرتے ہیں یا شرط لگاتے ہیں یا جس چیز کا سوال جائز نہ ہو وہ مانگتے ہیں جو کبھی قبول ہو جاتی ہے اور کبھی اسکا کچھ حصہ مل جاتا ہے، تو وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا یہ کام نیک اور اچھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اور اس وقت وہ ایسے ہی ہوتا ہے جیسا کہ کسی کو مال و اولاد کی امید دلائی جائے اور وہ سمجھتا ہے اللہ اس کے لیے بھلائی بھی جلدی کریگا۔

جبکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ" (1)

جب وہ بھول گئے جس کی انہیں نصیحت کی گئی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے۔

چنانچہ دعا کبھی عبادت ہوتی ہے جس پر مانگنے والے کو اجر و ثواب ملتا ہے اور کبھی طلب اور درخواست ہوتی ہے تو اس کے ذریعہ اس کی وہ ضرورت پوری کر دی جاتی ہے اور یہ اس کے کیلئے نقصان دہ بھی ہوتی ہے کہ جو کچھ اسے ملتا ہے اس پر مواخذہ ہو، اور اس کے درجات میں کمی کر دی جائے، اور یہ کہ اس کی ضرورت پوری کر کے اور اس کا مواخذہ کیا جائے کہ اس کے حقوق ضائع ہونے یا حدود سے تجاوز کرنے کا جو اس سے عمل ہوا ہے۔ (2)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس سلسلہ سے متعلق جو اکثر حکایات آپ ان مجاوروں اور گدی نشینوں سے سنتے ہیں جو حرام طریقہ سے لوگوں کا مال بٹورتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکتے ہیں اور وہ ان حکایات کو بڑے اثر انگیز انداز سے بیان کرتے ہیں مثلاً یہ کہ ایک آدمی نے قبر کے پاس دعا کی تو قبول ہو گئی، اور ایسے ہی معاملات و واقعات کے ذریعے بتوں کی پوجا ہوتی تھی کہ لوگ بسا اوقات بتوں کو مخاطب کرتے ہیں اور کبھی کبھار وہاں جانے سے ان کی ضروریات پوری بھی ہو جاتی ہیں" (3)

3: مگر اکثر ایسی حکایات جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں صحیح نہیں ہوتیں اور جو ان کو بیان اور نقل کرتے ہیں وہ ثقہ اور قابل اعتماد نہیں ہوتے، یہی نہیں بلکہ دھوکہ باز اور جھوٹے مجاور ان کو پھیلاتے ہیں تاکہ جاہل عوام کو ان کے ذریعہ دھوکہ دے سکیں۔ یہی نہیں بلکہ وہ اپنے دھوکہ اور فریب کو چلانے کے لیے عجیب بہانے اور طریقے تراشتے ہیں، شیخ حافظ الحکمی رحمہ اللہ نے اس طرح کی کچھ مثالیں بیان کی ہیں آپ لکھتے ہیں: "اس مکر و فریب کی طرف بلانے میں وہ یہ طریقہ بھی اختیار کرتے ہیں کہ چند مقاصد سے متعلقہ سامان جمع کر کے قبر پر بنائے گئے قبہ کے تہ خانہ میں رکھ دیتے ہیں جب کوئی مبتلائے فتنہ جاہل اور گمراہ آ کر دربان کے پاس رکتا ہے تو اگر اس کا کوئی مخصوص مقصد نہ ہو تو وہ دربان اسے کہتا ہے یہاں ہاتھ ڈال کر نکالو، جو چیز نکلے گی اس کی نسبت تم پر رزق کا دروازہ کھل جائیگا۔ اور پھر کسی دوسرے کام کی طرف متوجہ نہ ہونا اگر مٹی نکل آئے تو کاشت کاری مراد ہوگی، اگر روئی نکلے تو

---

(1) سورت الانعام آیت نمبر 44 (2) الاغاثہ ص 221 (3) الاقتضاء ص 657 ج 2

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جولاہے کا کام مناسب رہے گا، اگر کوئلہ وغیرہ نکلے تو گویا لوہار وغیرہ بننا بہتر ہے اور اگر حجامت بنانے کا کوئی آلہ نکلے تو حجام کا کام مناسب ہوگا الغرض اس طرح جو بھی چیز ہاتھ لگے اسی نسبت سے ان خود ساختہ اصولوں کے مطابق کسب معاش حاصل ہوگا۔اور اگر کوئی مخصوص مقصد ہو تو پھر دربان پوچھتا ہے آپ شیخ (مدفون) سے کیا چاہتے ہیں؟ جب وہ بتاتا ہے تو اگر وہ چیز وہاں موجود ہو تو، دربان کہتا ہے مزار میں داخل ہو جاؤ، اور اگر وہ چیز نہ ہو تو دربان کہتا ہے اس وقت واپس چلے جاؤ، فلاں وقت حاضر ہونا، شیخ اس وقت مشغول ہے یا اسی قسم کا کوئی اور عذر اور بہانہ پیش کر دیتا ہے تو اس سائل کے دل میں شیخ اور پیر کی جو تعظیم ہوتی ہے اس کی بنا پر وہ ادب کے مارے اس دربان سے اپنی ضرورت سے متعلق تکرار مناسب نہیں سمجھتا، چنانچہ جب وہ دوسری مرتبہ حاضر ہوتا ہے تو وہ مطلوبہ چیز تیار رہوتی ہے تو وہ جب آ کر اپنا ہاتھ داخل کرتا ہے تو مطلوبہ چیز مل جاتی ہے تو وہ اس وقت پروپیگنڈہ کرتا ہے کہ، اللہ کے لیے فلاں شیخ سے چیز ملی ہے، اور جب بھی کوئی ملتا ہے تو اسے دکھاتا ہے کہ یہ فلاں شیخ اور پیر کی کرامت اور نوازش ہے تو اس مکروفریب اور دھوکہ نیز اور بے شمار قسم کی شعبدہ بازی سے وہ لوگوں کا مال ہی نہیں بٹورتے ہیں بلکہ ان کی متاع دین بھی چھین لیتے ہیں اور انہیں دائرہ اسلام سے نکال کر دائرہ کفر میں لے جاتے ہیں اور ایسا صرف ان نیک لوگوں کی قبروں ہی کے ساتھ خاص نہیں جن کی امانت و دیانت دنیا میں مشہور ہے بلکہ ہر قبر جس میں شیطانی تشبیہ ہو یا اس سے متعلق کوئی حکایت مشہور ہو، یا اس کے متعلق کوئی سچا یا جھوٹا خواب دیکھا گیا ہو تو ان کے نزدیک یہ قبر اس قابل ہے کہ اس پر قبہ بنا دیا جائے اور وہاں مجاور بنایا جائے، اس کے نام نذر و نیاز ہو، وہاں جانور ذبح ہوں، اس کے وسیلہ سے شفا حاصل کی جائے بارش مانگی جائے، مشکلات میں مدد طلب کی جائے، حاجات رفع کروائی جائیں خوف ورجا اس سے وابستہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ اسے معبود بنا لیا جائے۔اللہ تعالیٰ ان ظالموں، منکروں اور ملحدوں کی ہفوات سے بہت بلند و بالا اور پاک ہیں۔(1)

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ان حکایات میں سے جو ان قبروں سے متعلق ان کو بیان کی جاتی ہیں یہ بھی ہے کہ فلاں آدمی نے مصیبت کے وقت فلاں قبر سے مدد مانگی تو اسے نجات مل گئی، اور فلاں نے اس کو اپنی ضرورت وحاجت میں اسے پکارا اور اس کی حاجت پوری ہوگئی، فلاں پر مصیبت پڑی اس نے اس قبر والے سے امید لگائی تو اس نے اس کی مصیبت ٹال دی، ان مجاوروں اور قبر پرستوں کے پاس ایسی بہت سی حکایات ہوتی ہیں اور یہ مخلوق خدا میں سے زندوں اور مردوں پر سب سے زیادہ جھوٹ باندھنے والے ہوتے ہیں جبکہ انسانی نفس تو بہرحال اپنی ضروریات پوری کروانے کا خواہش مند ہوتا ہے اور اپنی حاجات پوری کروانے میں دلچسپی رکھتا ہے جب سنتا ہے

(1) معارج القبول ص570ج1

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلاں قبر تو مجرب علاج ہے اور شیطان تو اس دعوت کو بڑی نرمی اور شفقت سے پیش کرتا ہے چنانچہ وہ پہلے وہاں جا کر صرف دعا کرنے کا کہتا ہے تو انسان وہاں بڑے خلوص اور عاجزی وانکساری سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا اس وجہ سے قبول کر لیتا ہے کہ اس نے اپنے دل سے دعا کی ہے نہ کہ اس قبر کی وجہ سے، کیونکہ اگر وہ اس اپنے دل سے کسی قحبہ خانہ، مے کدہ، حمام اور بازار وغیرہ میں بھی دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کر لیں گے، مگر جاہل سمجھتے ہیں کہ اس دعا کے قبول ہونے میں قبر کا دخل ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ تو ہر مجبور کی دعا قبول کرتا ہے خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ كُلًّا نُمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا" (1)

یعنی ہم ان سب کو خواہ وہ ہوں یا یہ، تیرے رب کی عطا سے نوازتے ہیں اور تیرے رب کی عطاء (کسی کے لیے) ممنوع نہیں۔ اسی طرح جب حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام نے فرمایا:

"وَارْزُقْ اَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ"

کہ تو اس کے رہنے والوں کو پھلوں کا رزق عطا فرما جو ان میں سے اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان لائیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ" (2)

اور جس نے کفر کیا میں اسے بھی فائدہ دوں گا خواہ تھوڑا ہی ہو پھر اسے آگ کے عذاب کی طرف کھینچوں گا جو برا ٹھکانہ ہے (3)

4۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: "بسا اوقات مسلمان کی دعا جو اس نے قبر کے پاس کی ہوتی ہے قبول ہو جاتی ہے مگر یہ نتیجہ کیسے ہوا کہ اس دعا کی قبولیت میں قبر کا دخل ہے؟ پھر جس کسی ذریعہ سے انسان کی کوئی ضرورت پوری ہو تو ضروری نہیں کہ وہ شرعاً جائز ہو بلکہ مباح بھی نہیں ہوتا، البتہ اگر اس کی مصلحت اس کے اندیشہ وفساد پر غالب ہو تو شرعاً جائز ہوگا لیکن جب اندیشہ اور فساد غالب ہو تو وہ شرعی طور پر جائز نہ ہوگا بلکہ ممنوع ہوگا خواہ اس سے کسی قدر فائدہ بھی حاصل ہو۔ اس کی مثال جادو کی حرمت ہے باوجودیکہ اس کی تاثیر ہوتی ہے اور اس سے بعض ضرورتیں بھی پوری ہوتی ہیں (4)

5۔ بسا اوقات دعا کی قبولیت کا سبب ایسا کام ہوتا ہے جو بظاہر قبولیت کا سبب نہیں بلکہ وہ کوئی خارجی معاملہ ہوتا

---

(1) سورۃ الاسراء آیت نمبر 20 (2) سورت البقرہ آیت نمبر 126

(3) اغاثۃ اللهفان ص 221 (4) مجموع الفتاویٰ ص 176/27

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جس کی مثال یہ ہے کہ کسی کا گھوڑا شدید قبض کی وجہ سے بیمار پڑ جائے کہ وہ لید بھی نہ کر سکے، تو مالک اسے کسی کافر و فاسق وغیرہ کی قبر کے پاس لے جائے جو شدید عذاب کی وجہ سے ہولناک قسم کی چیخ و پکار کر رہا ہو جسے گھوڑا سن کر سخت خوفزدہ ہو کر لید کرنا شروع ہو جائے اور اس کی قبض ختم ہو جائے تو گھوڑے کا مالک سمجھے کہ اس قبر والے نے اس کی حاجت روائی کر دی ہے اور گھوڑا تندرست ہو گیا ہے حالانکہ گھوڑا تو اس اسہال کی وجہ سے ٹھیک ہوا ہے جو عذاب میں مبتلا قبر والے کی چیخ و پکار سن کر سخت خوفزدہ ہونے کی وجہ سے اسے لاحق ہوا۔ (1)

6۔ پوری امت میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس نے کہا ہو کہ قبروں کے پاس دعا، مسجدوں (میں دعا) سے افضل ہے اور اگر قبریں محل دعا ہوتیں تو سلف اس میں کوتاہی نہ کرتے، شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''قبروں کے پاس دعا، مسجدوں اور دیگر مقامات میں دعا سے افضل نہیں، اور سلف صالحین میں سے کسی عالم یا امام نے یہ نہیں کہا کہ دعا کے لیے قبروں کے پاس جایا جائے، خواہ وہ انبیاء علیہم السلام کی قبریں ہوں یا کسی اور کی'' (2)

مجموعی طور پر یہ شبہ اگرچہ ان کے نزدیک بڑا مضبوط اعتراض ہے مگر حقیقت میں یہ ان کی نہایت باطل دلیل اور کمزور شبہ ہے، واللہ اعلم واحکم

الغرض قبر پرستوں کے یہ چند شبہات ہیں جن میں سے چیدہ چیدہ کو ہم نے ذکر کر دیا ہے اور یہی ان کے اس موقف کی بنیاد ہیں کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک سے پناہ لینی چاہیے مگر یہ تمام شبہات واعتراضات نہایت کمزور اور لایعنی ہیں تو جب ان کے مذہب وعقیدہ کی بنیاد ہی ختم ہو گئی تو فرع از خود گر جاتی ہے، یہ کتاب ان کے تمام شبہات پر بحث کی متحمل نہیں ورنہ کئی سو صفحات درکار ہونگے مگر بحمد اللہ تعالیٰ بہت سی کتابیں خصوصی طور پر اس موضوع پر لکھی گئی ہیں مزید تحقیق وتفصیل میں دلچسپی رکھنے والے ان کی طرف رجوع کریں۔ (3)

تیسرا مقصد: جو شخص بھی کسی میت کی قبر پر جاتا ہے اور اس سے دعا کرتا ہے کہ اس کی مصیبت دور کر دے یا اس کی ضرورت پوری کر دے تو بلا شک وشبہ یہ شرک اکبر اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے علماء کرام نے اس شرکیہ معاملہ سے خبردار کرتے ہوئے اس سلسلہ میں شریعت کا موقف اور اس کا حکم بیان کیا ہے اور اس قدر وضاحت کی ہے کہ اس کے بعد مزید ضرورت باقی نہیں رہتی، شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جو کوئی کسی نبی یا ولی کی قبر پر آئے یا اس کے متعلق عقیدہ

---

(1) الشرک فی القدیم والحدیث ص 1220 ج 2۔

(2) مجموع الفتاوی ص 180 ج 27 مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، الاقتضاء ص 656 ج 2 اغاثۃ اللھفان ص 220 الشرک فی القدیم والحدیث ص 1218 ج 2 التبرک ص 408

(3) ان کتابوں میں الاستغاثۃ، الصارم المنکی، شرح کشف الشبہات، التوصل الی حقیقۃ التوسل اور مصباح الظلام فی الرد علی من کذب علی شیخ الاسلام خصوصا قابل مطالعہ ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھے کہ یہ کسی نبی یا ولی کی قبر ہے مگر حقیقت میں ایسا نہ ہو تو وہاں آ کر مدد مانگنے کے تین درجات ہیں۔

1۔ اس (قبر والے) سے اپنی ضرورت کا سوال کرے مثلاً کہے کہ: میری بیماری دور کر دو، میرے مویشیوں کی بیماری دور کر دو، میرا قرض اتار دو، میرے دشمن سے انتقام لو، یا کہ مجھے، میرے اہل خانہ اور مویشیوں کو عافیت سے رکھو، اس قسم کی دعا (جسے پورا کرنے پر صرف اللہ تعالیٰ ہی قادر ہے) واضح شرک ہے جس کے مرتکب سے توبہ کروانی چاہیے اگر وہ توبہ کرے تو ٹھیک ورنہ قتل کر دیا جائے۔ اگر وہ کہے کہ میں اس سے سوال اس لیے کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مجھ سے زیادہ قریب ہے اور ان معاملات میں وہ میری سفارش کرے گا یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف اس کا وسیلہ اختیار کر رہا ہوں جیسا کہ بادشاہ کے لیے اس کے معاونین اور خاص کارندوں کا وسیلہ اختیار کیا جاتا ہے، تو ایسا تصور اور عمل مشرکین اور عیسائیوں والا عقیدہ و فعل ہے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے پادری اور علماء سفارشی ہیں اور وہ ان سے اپنی مطلب براری کو سفارش کرواتے تھے اور مشرکین کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہی بتایا ہے کہ وہ کہتے ہیں: ''مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى'' ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے بہت قریب کر دیں، چنانچہ سارے گمراہ لوگ یہی کہتے ہیں کہ: وہ میری نسبت اللہ سے بہت نزدیک ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے دور ہوں تو یہ ممکن نہیں کہ اس واسطہ کے بغیر میں اللہ تعالیٰ کو پکار سکوں، اس قسم کی اور بھی باتیں مشرکین کرتے ہیں جس کی بنا پر ان کے متعلق یہ بتایا گیا ہے کہ وہ کہتے تھے ہم ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں۔ پھر اس مشرک سے یہ بھی کہا جانا چاہیے کہ: جب تم اس (قبر والے) کو پکارتے ہو اگر یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ تیری حالت کو (اللہ تعالیٰ سے بھی) بہتر جانتا ہے اور تجھے دینے کی زیادہ قدرت رکھتا ہے یا تم پر زیادہ رحم کرنے والا ہے تو یہ سراسر جہالت وضلالت اور گمراہی ہی نہیں بلکہ کفر ہے اور اگر تم سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ (میری حالت کو) بہتر جانتا ہے اور قدرت رکھتا ہے اور وہ زیادہ مہربان تو پھر اس سے سوال کی بجائے کسی غیر اللہ سے سوال کیوں کرتے ہو؟

2۔ تم اس (قبر والے) سے نہ کوئی کام کرواتے ہو نہ دعا کرتے ہو، لیکن یہ چاہتے ہو کہ وہ تمھارے لیے دعا کرے جیسا کہ کسی زندہ سے کہا جاتا ہے کہ میرے لیے دعا کریں، پھر شیخ الاسلام فرماتے ہیں: سب سے بڑا شرک ہی یہ ہے کہ آدمی کسی مردہ یا غائب سے مدد طلب کرے اور مصائب کے وقت اس سے مدد مانگے اور کہے: میرے فلاں آقا، گویا وہ اس سے اپنی تکلیف دور کرانا چاہتا ہے یا کوئی نفع لیتا ہے۔ اور عیسائیوں کی حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ نیز اپنے پادریوں اور علماء وصوفیا کے متعلق یہی کیفیت ہے اور یہ بات تو واضح ہے کہ سب مخلوقات سے افضل اور ان میں اللہ تعالیٰ کے ہاں مکرم ومحترم ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ ہیں اور سب لوگوں سے زیادہ ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی قدر و منزلت اور ان کے حقوق کو جاننے والے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں لیکن وہ ایسا کچھ بھی نہیں کرتے تھے نہ آنحضرت ﷺ کے غائب ہوتے وقت، نہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد، مگر یہ مشرک، شرک کے ساتھ جھوٹ بھی ملاتے ہیں اور جھوٹ ہمیشہ شرک کے ساتھ ملا ہوتا ہے اسی وجہ سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاجْتَنِبُو الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ . حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهٖ" (1)

یعنی بتوں کی پلیدگی سے بچو، اور جھوٹی بات سے بچو، صرف اللہ تعالیٰ کے لیے یک سو ہو کر اس کے ساتھ شرک نہ کرتے ہوئے۔

3۔ یہ کہ کوئی کہے: ''یا اللہ میں تیرے ہاں فلاں کے مقام و مرتبہ کا واسطہ دیتا ہوں، فلاں کی برکت کا وسیلہ پکڑتا ہوں، یا تیرے ہاں فلاں کی حرمت و تقدس کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو میرے ساتھ یہ کر، وہ کر'' ایسا اکثر لوگ کرتے ہیں مگر کسی صحابی رضی اللہ عنہ یا تابعی رحمہ اللہ اور سلف صالحین میں سے کسی کے متعلق بھی منقول نہیں کہ وہ اس طریقہ سے دعا کرتا ہو۔ (2)

اور صحابہ رضی اللہ عنہم جس طرح آنحضرت ﷺ سے دعا کرواتے تھے تو زندہ آدمی سے ایسا کہنا جائز ہے لیکن میت خواہ نبی ہوں یا نیک لوگ وغیرہم سے قطعاً جائز نہیں کہ ہم کہیں: ''ہمارے لیے دعا کر دیا ہمارے لیے اپنے رب سے سوال کرو''، کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی ایسا نہیں کیا بلکہ یہ بدعت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ مزید فرماتے ہیں: ''قبروں یا دیگر مقامات پر دعا دو قسم کی ہے''۔

اول: کسی جگہ اتفاقی طور پر ایسے ہی دعا کر لے اس جگہ کا قصد کر کے وہاں دعا نہ کرے، جیسا کہ کوئی راستہ میں چلتے ہوئے دعا پڑھ رہا ہے اس دوران قبرستان سے گذر ہوتا ہے، یا جو ان کی زیارت کو جاتا ہے تو ان پر سلام کہتا ہے اور اپنے لئے نیز فوت شدگان وغیرہ کے لیے دعا کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

دوم: قبروں کے پاس خصوصی طور پر جا کر دعا کرے اور یہ محسوس کرتے ہوئے کہ دوسری جگہ کی نسبت یہاں دعا جلد یا یقیناً قبول ہوتی ہے تو یہ قسم ناجائز اور ممنوع ہے یہ نہی تحریمی ہو یا تنزیہی، اگر خصوصی طور پر کسی بت، صلیب یا گرجا گھر کے پاس اس جگہ کو قبولیت کا مقام سمجھ کر دعا کی جائے تو یہ بہت بڑے گناہوں میں سے ہوگا۔ (3)

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شرک کی اقسام میں سے یہ بھی ہے کہ مُردوں سے حاجات پوری کروائی

---

(1) سورۃ الحج آیت نمبر 31،30

(2) مجموعہ الفتاوی ص 72 ج 27 مختصراً۔

(3) الاقتضاء ص 682 ج 2، بتصرف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں اوران سے مدد مانگی جائے یاان کی طرف متوجہ ہوا جائے اور یوں دنیا کے شرک کی یہی بنیاد ہے، جبکہ میت کا عمل تو ختم ہو چکا، اب وہ خود اپنے نفع ونقصان کا مالک نہیں چہ جائیکہ وہ اس کے نفع ونقصان کا مالک ہو جو اس سے مدد طلب کر رہا ہے یا سوال کر رہا ہے یا سفارش کروا رہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کیلئے سوال کرے، تو وہ شخص اپنی ضرورت کو پورا کروانے پر اس میت سے زیادہ قادر ہے مگر یہ اس کی جہالت ولاعلمی ہے ان کے بارے میں جو سفارش کرنے والے اور جس کے پاس سفارش کی جاتی ہے۔(1)

ابن الہادی لکھتے ہیں: ''اگر کوئی آدمی میت کی چار پائی کے پاس آکر اللہ تعالیٰ کے علاوہ اسے پکارے اور اس سے مدد طلب کرے تو تمام مسلمانوں کا اجماع اور اتفاق ہے یہ شرک اور حرام ہے''(2)

علامہ صنعانی فرماتے ہیں: جو اللہ تعالیٰ کو رات دن، اعلانیہ اور خفیہ، خوف اور امید سے پکارے اور پھر اس کے ساتھ کسی اور کو بھی پکارے تو اس نے گویا (اللہ تعالیٰ کی) عبادت میں شرک کیا، کیونکہ دعا عبادت ہے۔۔۔ یہ جو (مشرکین) اپنے اولیاء کے ساتھ کرتے ہیں بالکل وہی (شرک) ہے جو مشرکین (جاہلیت) کیا کرتے تھے وہ ایسا کرنے سے مشرک بن گئے ان کی یہ بات کوئی معنی نہیں رکھتی کہ: ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتے ، کیونکہ ان کا فعل ان کے قول کو جھٹلا رہا ہے۔ (3)

شیخ عبدالوھاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے مدد مانگنا یا اس کے علاوہ کسی کو پکارنا شرک ہے''

شیخ عبدالرحمٰن حسن لکھتے ہیں: ''دعا دو قسم کی ہے''

1۔ جو دعا بطور عبادت کی جاتی ہے 2۔ جو دعا کچھ مانگنے کے لیے کی جاتی ہے: یعنی وہ چیز طلب کرنا جو دعا کرنے والے کو فائدہ دے، خواہ کسی نفع پہنچنے کی صورت میں یا کسی مصیبت رفع ہونے کی صورت میں ہو اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا رد کیا جو اس کے علاوہ کسی ایسے کو پکارتا ہے جو نفع ونقصان کا مالک نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

''قُلْ اَنَدْعُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَ نُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۗ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۖ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ'' (4)

ان سے پوچھئے، کیا ہم اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکاریں جو نہ ہمیں نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان؟ اور جب کہ اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا چکا ہے، تو کیا اب ہم الٹے پاؤں پھر جائیں؟ کیا ہم اپنا حال اس شخص کا سا کرلیں جسے شیطانوں نے صحرا میں بھٹکا دیا ہو اور وہ حیران وسرگردان پھر رہا ہو، درانحالیکہ اس کے ساتھی اسے پکار رہے ہوں کہ ادھر آؤ،

(1) مدارج السالکین ص353 ج1 (2) الصارم المنکی ص328 (3) تطہیر الاعتقاد ص40، 41 (4) سورۃ الانعام: آیت نمبر71

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سیدھی راہ موجود ہے، کہہ دیجیے حقیقت میں صحیح راہنمائی تو صرف اللہ ہی کی رہنمائی ہے اور اس کی طرف سے ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ مالک کائنات کے آگے سر تسلیم خم کر دیں۔

پھر فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے سوا ہر چیز کے بغیر ہی اکیلا مالک و غالب اور دینے یا روکنے والا، نفع ونقصان پہنچانے والا ہے جس سے لازم آتا ہے کہ صرف وہی پکارے جانے اور عبادت کیے جانے کے لائق ہے کیونکہ عبادت، مالک اور نفع دینے والے کے علاوہ کسی کے لائق نہیں، اور اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت و ربوبیت میں بھی یکتا ہے جس پر اس نے بہت سے دلائل بیان فرمائے ہیں۔ مگر قبر پرستوں نے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے عقیدہ کے خلاف عقیدہ بنالیا ہے اور نفع لینے یا مصیبت دور کروانے کے لیے ان سے سوال کر کے اللہ تعالیٰ کے شریک بنا لیے ہیں اور خوف و رجاء میں ان کی طرف عاجزانہ التجا یا اسی قسم کی اور عبادات (جن کے وہ حقدار اور اہل نہیں) کو ان کے لیے انجام دے کر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور الوہیت میں شریک بنالیا ہے۔(1)

شیخ محمد مزید فرماتے ہیں: جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو بھی نفع لینے یا نقصان رفع کروانے کے لیے پکارتا ہے باوجود کہ نفع ونقصان پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی قادر نہیں تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاءً وَكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِيْنَ" (2)

یعنی اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اسے پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا نہیں سن سکتا، اور وہ ان کی پکار سے غافل ہیں، اور جب لوگ اکٹھے کیے جائیں گے تو (قیامت کے دن) وہ (معبودان باطلہ) ان کے دشمن ہونگے اور ان کی عبادت سے انکار کریں گے۔ مزید ارشاد ربانی ہے:

"وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ" (3)

یعنی جن کو تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تو (کھجور کی گٹھلی کے) ریشہ کے بھی مالک نہیں اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنتے اور اگر سن بھی لیں تو قبول نہیں کر سکتے اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کا انکار کریں گے اور اس باخبر جیسی آپ کو کوئی اطلاع نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ غیر اللہ سے دعا شرک ہے، جو "یا رسول اللہ، یا ابن عباس (وغیرہ)" اس نظریہ سے کہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی ضرورت پوری کرتے ہیں یا اس کے ہاں سفارش اور وسیلہ ہیں تو یہی وہ شرک ہے جو خون کو حلال کرتا ہے اور مال کو بھی جب تک کہ اس شرک سے توبہ نہ کر لی جائے۔(4)

(1) فتح المجید ص 193 ج 202 مختصراً۔ (2) سورۃ الاحقاف آیت نمبر 7,6۔

(3) سورۃ فاطر آیت نمبر 14,13۔ (4) الدرر السنیہ ص 19 ج 2۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ جب کفار کو مصیبت پہنچتی ہے اپنے سب سرداروں، لیڈروں اور بتوں کو چھوڑ دیتے ہیں کسی کو بھی نہیں پکارتے اور نہ ہی کسی سے مدد مانگتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کو خالص ہو کر (پکارتے ہیں) آپ دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں بہت سارے مشرکین ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ بعض تو سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے علم وفضل والے ہیں اور ان میں نیکی اور زہد یا زیادہ عبادت کی خوبی بھی ہوتی ہے مگر جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا دنیا کے کسی معاملہ میں پریشانی آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اولیاء سے مدد مانگنا شروع کر دیتا ہے اور سب سے بدترین اور نہایت برا اور سخت جرم بلکہ انتہائی گمراہی یہ ہے کہ وہ بتوں، مزاروں اور قبر والوں سے مدد مانگتے ہیں۔(1)

سعودی عرب کی فتاوی کمیٹی سے ان امور کے متعلق سوال کیا گیا تو اس نے جواب دیا، کسی قسم کا نفع لینے یا مصیبت دور کروانے، شفا لینے یا امن حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اولیاء اور نیک لوگوں کو پکارنا ''شرک اکبر'' ہے جو اسلام سے خارج کر دیتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا'' (2)

اور بے شک مسجدیں اللہ کی ہیں اس اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔

مزید ارشاد فرمایا:

وَلَا تَدْ عُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّ كَ فان فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِ ذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ " (3)

اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ مت پکارو جو تمہیں نفع دے نہ نقصان دے، اگر تم نے ایسا کیا تو تم پھر ظالموں سے ہو گے۔

اس کمیٹی نے ایک دوسرے سوال کے جواب میں کہا: مردوں کو یا غائب لوگوں کو پکارنا خواہ نبی ہوں یا ولی، انہیں اکیلے پکارنا یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ (بہر صورت) یہ سب سے بڑا شرک ہے خواہ وہ (مشرک) روزہ رکھے، نماز پڑھے یا زکوۃ دے۔(4)

مجموعی طور پر تمام مفسرین اور ہر جگہ دعوت توحید کے علمبرداروں کا اتفاق ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے چنانچہ اہل علم کے لیے ضروری ہے وہ لوگوں کو اس واضح کفر اور صریح شرک سے بچانے کے لیے اپنی بھرپور کوشش کریں، اور افسوس اگر وہ (پھر بھی) اپنے رب کی طرف متوجہ ہو کر توبہ نہ کریں۔ واللہ اعلم واحکم.

---

(1) الدین الخالص 133 ج1 مختصراً۔ (2) سورت الجن آیت نمبر 18۔ (3) سورت یونس آیت نمبر 106

(4) فتاوی اللجنۃ ص 140,141 ج1 سوال نمبر 5476/6009 القول المفید ص 252 ج1 اعانۃ المستفید، ص 267 ج1 الشرک فی القدیم والحدیث ص 1166 ج2 نواقض الایمان ص 131 ج 156

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آٹھویں فصل

قبروں کی تعظیم

پہلی بحث

قبر کا طواف

جو بدعات وخرافات عام ہو چکی ہیں ان میں سے قبروں کا طواف بھی ہے چنانچہ ان مزعومہ مقامات اور خود ساختہ مزارات کا مشاہدہ کرنے والا سمجھ لے گا کہ اس وقت امت مسلمہ کتنی بڑی آزمائش اور مصیبت میں مبتلا ہے لہذا ہم متعدد مقاصد کے تحت اس بحث میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔

پہلا مقصد: اس بات کا ثبوت کہ طواف عبادت ہے۔

طواف بذاتہ ایسی عبادت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے شریعت میں عبادت قرار دیا اور اسے اپنے شعائر میں داخل کیا ہے چنانچہ بیت اللہ کے طواف کو مشروع قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"وَ عَهِدْ نَا اِلٰى اِبْرَا هِيمَ وَاِسْمَاعِيلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ"(1)

اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) سے عہد لیا کہ وہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع اور سجود کرنے والوں کے لیے (شرک کی نجاست سے) پاک کردیں۔

اللہ تعالیٰ نے طواف کو اپنے گھر کے ساتھ خاص کیا ہے وہ حج کا ایک رکن ہے جو مزدلفہ کے بعد حاجی لوگ طواف افاضہ کرتے ہیں اس کے متعلق فرمایا: "وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ" اور وہ (حجاج) بیت اللہ کا طواف کریں۔

یہاں یہ طواف وہ عبادت ہے جس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا_ اور اس کے عبادت ہونے پر یہ بھی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طواف کرنے پر بہت زیادہ اجر وثواب رکھا ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ ارشاد فرماتے سنا:

"مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ، وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ" (2)

جس نے بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعتیں ادا کیں تو ایسا ہی ہے کہ ایک گردن کو آزاد کردیا۔

(1) سورۃ الحج آیت نمبر 125

(2) ابن ماجہ کتاب المناسک باب فضل الطواف حدیث (2956) علامہ بوصیری اور علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسند احمد میں یہ الفاظ ہیں: جو اس گھر کا گن کر سات چکر لگا کر طواف کرے، اسے ہر قدم کے بدلے نیکی ملے گی اور ایک گناہ ختم ہوگا، ایک درجہ بلند ہوگا، اور ایک گردن آزاد کرنے کے برابر (ثواب) ہوگا(1)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بیت اللہ کا کثرت سے طواف کرنا نیک اعمال میں سے ہے(2)

ان تصریحات سے واضح ہو جاتا ہے کہ طواف ایک مخصوص عبادت ہے جو مخصوص مکان پر ادا ہوتی ہے اور بیت اللہ پر کسی اور مقام یا مزار وغیرہ کو قیاس کرنا جائز نہیں لہذا جب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ" (اور اس قدیم گھر کا طواف کریں) تو اس گھر کے علاوہ کسی کا طواف جائز نہیں خواہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر ہو یا کسی اور کی قبر کا طواف تو بالا دلیٰ جائز نہیں۔

خلاصہ: گزشتہ بحث کو ہم خلاصہ کے طور پر یوں سمجھ سکتے ہیں کہ:

طواف ایک عظیم الشان عبادت ہے اور عبادتیں توقیف پر مبنی ہیں یعنی جو ثابت ہے وہ کریں اس کے سوا کچھ نہ کریں گے اس لئے کہ دین کی بنیاد دو عظیم اصول ہیں جیسا کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے کہا ہے: تمام دین دو چیزیں ہیں۔

ایک- یہ کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہم کسی کی عبادت نہ کریں۔

دوم- ہم اس کی عبادت اس طرح کریں جیسا کہ اس نے شریعت میں قرار دیا ہے اپنی طرف سے بدعات کی عبادت نہ کریں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔ "لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً" (کہ وہ تمہیں دیکھنا چاہتا ہے کون اچھے عمل کرتا ہے) قاضی فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے: (حسن عمل) اس (عمل) کا خالص اور درست ہونا ہے، ان سے پوچھا گیا عمل کا خالص اور درست ہونا کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جب عمل خالص تو ہو مگر درست نہ ہو تو قبول نہیں ہوتا، اسی طرح جب عمل درست تو ہو مگر خالص نہ ہو تو قبول نہیں ہوتا، تو خالص یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہو اور درست یہ ہے کہ سنت کے مطابق ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے: اے میرے پروردگار میرے تمام عمل کو نیک اور اچھا بنادے اور اسے اپنی ذات کے لیے خالص بنادے کہ اس میں کسی اور کے لیے کوئی حصہ نہ ہو۔

یہی وہ دین ہے جسے دیکر اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور اسی لیے سب کتابیں نازل کیں اور وہ یہ کہ صرف اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہو، جو اس کے سامنے نہیں جھکتا وہ اس کی عبادت سے انکار و تکبر کرتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

---

(1) مسند احمد ص 514 ج 9 حدیث (5701) محقق مسند نے اسے حسن کہا ہے۔

(2) مجموع الفتاوی ص 145 ج 26

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ" (1)
جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل ورسوا ہوکر جہنم داخل ہوں گے۔
اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کی بھی فرمانبرداری کرتا ہے تو وہ مشرک ہے(2)
اگر قبروں کے گرد طواف عبادت ہوتا جس سے اللہ تعالیٰ کا تقرب ملتا تو اللہ تعالیٰ اسے ہمارے لیے ضرور شریعت کا حصہ بناتے اور اس کے رسول ﷺ بھی ضرور بتاتے اور سلف صالحین بھی آپ ﷺ کے بعد اس پر ضرور عمل کرتے (جب ایسا نہیں تو) معلوم ہوا کہ قبروں کا طواف جائز نہیں بلکہ اس کی حرمت اور اس کا بدعت ہونا ثابت ہے۔

دوسرا مقصد: قبر کے طواف پر اہل علم کا موقف

اہل علم نے اس بدعت کا شدید انکار کیا ہے جس کے ارتکاب سے اندیشہ ہوتا ہے کہ ایسا کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج نہ ہوجائے۔ چنانچہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ بیت اللہ کے علاوہ کسی جگہ کا طواف جائز نہیں۔ لہذا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ جو کسی اور جگہ کا طواف کرتا ہے وہ گمراہ ہے جیسا کہ کوئی کسی پتھر کا طواف کرے یا نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے حجرہ مبارک کا، یا عرفات، منی میں تعمیر شدہ مساجد کا طواف کرے یا ان کے علاوہ کسی اور جگہ کا یا کسی شیخ کی قبر کا یا اہل بیت میں سے کسی کی قبر کا طواف کرے جیسا کہ اکثر جاہل مسلمان کرتے ہیں تو بیت اللہ کے علاوہ اس قسم کے طواف پر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ وہ جائز نہیں بلکہ جو اس قسم کے طواف کا عقیدہ رکھے اور اسے انجام دے جو بالاجماع ثابت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دین نہیں مگر اس کے باوجود اگر کوئی اس کو دین بنانے پر اصرار کرے تو اسے قتل کردیا جائے۔ (3)
امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک کا طواف جائز نہیں۔(4)
سعودی عرب کی کمیٹی برائے فتویٰ نے کہا ہے: جس کسی نے ان (بزرگوں، اولیاء وغیرہ) کی ذات و مرتبہ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا یا اس سے مدد طلب کی یا ان (بزرگوں) کی قبروں کا طواف کیا، خواہ اس کا عقیدہ ان کے اثر کا نہ بھی ہو مگر اس نے یہ امید تو رکھی کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا مقام و مرتبہ میری دعا کی قبولیت کا سبب ہے تو ایسا کرنے والا بدعتی اور گناہ گار ہے جس نے شرک کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ کو اختیار کیا ہے اور اندیشہ ہے کہ اس کے ذریعہ وہ شرک اکبر میں مبتلا نہ ہوجائے۔(5)

---

(1) سورت غافر آیت نمبر 60
(2) مجموع الفتاوی ص 24,23 ج 28
(3) مجموع الفتاوی ص 250,121 ج 26
(4) کتاب الایضاح فی مناسک الحج والعمرۃ ص 456
(5) فتاوی اللجنۃ ص 105 ج 1، فتویٰ نمبر 4154

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابوشامہ الشافعی الدمشقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے خبر ملی ہے کہ ان (زائرین) میں سے بعض ''قبۃ الصخراء'' کا طواف، بیت اللہ سے تشبیہ کے طور پر کرتے ہیں حالانکہ قبر کا طواف جائز نہیں (1)

شیخ علی بن محفوظ الازہری فرماتے ہیں: قبروں کا طواف بدترین بدعات میں سے ہے کیونکہ بیت اللہ کے علاوہ یہ عبادت کسی جگہ جائز نہیں اور نہ ہی حجر اسود کے علاوہ کسی چیز کا بوسہ اور چھونا جائز ہے (2)

ابن الحاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آپ دیکھیں گے کہ جو علم سے خالی (جاہل) ہیں وہ قبر مبارک کا اسی طرح طواف کرتے ہیں جیسے بیت الحرام کا طواف کیا جاتا ہے اور اسی طرح اس کو متبرک نیت سے چھوتے ہیں بوسہ دیتے ہیں اور اس پر رومال اور کپڑے پھینکتے ہیں اور یہ سب کچھ بدعت ہے۔(3)

شیخ محمد بن ابراہیم لکھتے ہیں: قبر کا طواف یا اس سے برکت کا سوال، اس کے حرام ہونے میں کسی عقلمندی کو شک نہیں ہوسکتا اور یہ کہ وہ شرک ہے، کیونکہ طواف عبادت ہے جس کا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیے کرنا شرک ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے برکت بھی طلب نہیں کی جاسکتی لہذا اللہ کے علاوہ کسی سے برکت کا مانگنا بھی شرک ہے۔(4)

تیسرا مقصد: قبروں کے طواف کو جائز سمجھنے والوں کا شبہ

جب بھی قبر پرستوں سے بحث ہوتو وہ یہ شبہ دوہراتے ہیں کہ ہم قبر کے طواف سے تقرب چاہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس قبر والے کو کچھ خصوصیات دے رکھی ہیں وہ اس کے ولیوں میں سے ایک ولی ہے تو ہم صرف اس لیے طواف کرتے ہیں کہ وہ اس کا ولی ہے اور ہم اس کام (قبر کے طواف) کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس شبہ (جو بخدا بیت عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہے) کا جواب درج ذیل وجوہ سے بڑا واضح ہے۔

1۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا تقرب اس کے مقرر کردہ طریقہ ہی سے ہوسکتا ہے اس کے علاوہ نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

''أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ'' (5)

کیا ان کے (بنائے ہوئے) شریک (ایسے) ہیں جنھوں نے ان کے لیے ایسا دین بنایا ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔

تو یہ قبر پرست نبی علیہ الصلاۃ والسلام، یا صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی تو صحیح یا ضعیف دلیل لائیں جو ان کی دلیل بنتی ہو، بلکہ کسی تابعی سے کوئی اثر یا منقطع قول ہی لے آئیں جو ان کا سہارا بنتا ہو اور اس کے ان فعل کو جواز بخشتا ہو، لیکن اللہ تعالیٰ کی قسم، وہ

(1) کتاب الباعث علی انکار البدع ص 282,120۔ (2) الابداع فی مضار الابتداع ص 174

(3) المدخل ص 189 ج 1۔ (4) فتاوی ابن ابراہیم ص 122 ج 1۔

(5) سورت الشوری آیت نمبر 21۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہزار ہا سال کتابوں کی ورق گردانی کر کے بھی کوئی ایسی چیز نہیں پاسکتے جسے وہ دلیل بنا سکیں، چنانچہ اگر انہوں نے اس عقیدہ سے توبہ نہ کی تو ہلاکت ان کا مقدر ہے۔

2۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے سلف امت کا اجماع نقل کیا ہے کہ یہ کام حرام ہے اور بلاشبہ جو اسے دین کا حصہ بناتا ہے تو اس کے متعلق نص بیان کی ہے کہ ایسا کرنا بدعات محرمہ میں سے ہیں اور یہ کہ ایسا کرنے والے کو توبہ کرنی چاہیے ورنہ اسے قتل کرنا ضروری ہوگا۔(1)

3۔ جہاں تک ان کا یہ کہنا ہے کہ ہم قبر کا طواف اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لیے کرتے ہیں تو بخدا یہ وہی بات ہے جو ان کے پہلے مشرک کہتے تھے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ“ (2)

یعنی جنہوں نے اللہ کے علاوہ دوست بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں) ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں، بے شک اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اختلافات کا فیصلہ کرے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جھوٹے منکر کو ہدایت نہیں دیتے۔

تو کیا اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر لازم کر دیا ہے اور ضروری قرار دیا ہے یا اس نے کوئی ہدایت دی ہے کہ وہ اسکے اور اپنے درمیان واسطہ بنائیں، بلکہ اس ذات پاک نے تو فرمایا ہے:

”وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ“ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ“ (3)

اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو میں قریب ہوں بلانے والے کی پکار قبول کرتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارے، پس وہ میری بات قبول کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں تاکہ وہ راست باز بن سکیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ تو نہیں کہا کہ کسی واسطہ کی پناہ حاصل کرو، کسی واسطہ کو پکارو، اس وسیلہ کی قبر کا طواف کرو تا کہ وہ میرے پاس تمہاری سفارش کرے۔

4۔ ائمہ کرام نے اس کا بڑا سخت رد کیا ہے حتیٰ کہ غزالیؒ جیسے نامور صوفیوں نے بھی لکھا ہے کہ قبر کی دیوار کا بوسہ حرام ہے اور اس کی دیوار کو نہیں چھونا چاہیے چنانچہ غزالیؒ فرماتے ہیں:

---

(1) مجموع الفتاوی ص 121,250 ج 26۔ بتصرف

(2) سورت زمر آیت نمبر 30۔ (3) سورۃ البقرۃ آیت نمبر 186

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ولیس من السنة أن یمس الجدار ولا ان یقبله بل الوقوف من بعد أقرب للاحترام" (1)

(قبر کی) دیوار کو چھونا یا اس کو بوسہ دینا سنت نہیں بلکہ احترام کے لیے تو بہتر یہ ہے کہ (قبر سے) دور کھڑا ہوا جائے۔ بلکہ عصر حاضر کے ایک بہت بڑے صوفی محمد المالکی نے لکھا ہے:

"اعلم انه ینبغی للزائر الا یقبل القبر الشریف ،ولایمسحه بید یه ولا یلصق بطنه و ظهره بجداره أو بالحاجز المستور بالکوة أوالشباک فان کل ذلک مکروه،لمافیه من استعمال خلاف الأدب فی حضرته صلی الله علیه وسلم" (2)

جان لو کہ قبر مبارک کی زیارت کرنے والے کو چاہیے کہ وہ قبر مبارک کو بوسہ نہ دے۔ اور نہ ہی اپنے ہاتھوں سے اسے چھوئے، اور نہ اپنے پیٹ یا پیٹھ کو اس کی دیوار سے لگائے، اور نہ ہی جس دیوار پر غلاف ہے اس سے یا کھڑکیوں سے ایسا کرے، یہ سب کچھ مکروہ ہے کیونکہ ایسا کرنے میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں سوءادب ہے۔

بہر حال أئمہ اہل سنت والجماعت کا واضح اجماع اور اتفاق ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک کا طواف جائز نہیں۔ باوجودیکہ آپ ﷺ بنی آدم کے سردار، اللہ تعالیٰ کے ہاں سب مخلوق سے افضل واکرم اور جنت میں سب سے اونچا مقام پانے والے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بلند رتبہ رکھنے والے ہیں تو جب ان کی قبر کا طواف جائز نہیں بلکہ بدعت ہے جس پر سخت تنقید کی گئی ہے تو کسی اور کی قبر کا طواف اس سے کہیں زیادہ منع ہوگا۔ اگرچہ جن لوگوں کا طواف کیا جاتا ہے ان میں سے بعض نیک اور اچھے لوگ بھی ہیں لیکن اکثریت فاسق و فاجر اور گندے لوگوں کی ہے۔ فللّٰہ الأمرُ مِن قبل وَ مِن بَعدُ.

خلاصہ کلام:

یہاں سے معلوم ہو جاتا ہے کہ قبروں کا طواف بہت بڑی بدعت ہے اور جب اس کے ساتھ دعا بھی ہو تو یہ شرک اکبر ہے، جو (انسان کو) ملت اسلام سے نکال دیتا ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ امت کی حالت پر رحم فرمائے اور کوئی ایسا مجدد دین پیدا فرمائے جو اس امت کو ان اندھیروں کی تاریکی سے نجات دلا سکے۔

---

(1) احیاء علوم الدین للغزالی ص386 ج1 (2) مفاهیم یجب ان تصحح ص229

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری بحث

قبروں کو چھونا اور تبرک لینا

بڑی بڑی ڈگریاں رکھنے کے باوجود جاہل مسلمان جن بڑی بڑی بدعات کے مرتکب ہیں ان میں سے قبروں کی زیارت کے وقت ایسے افعال کا ارتکاب ہے جن کی اللہ تعالیٰ نے ہرگز اجازت نہیں دی مثلاً قبروں کی دہلیز پر سجدہ کرنا، اس کی دیواروں کو چھونا، بوسہ دینا اور رخساروں کو اس امید سے رگڑنا کہ برکت حاصل ہو یا قبروں والے حضرات کو شرکیہ آواز دینا اور بت پرستی والی مدد مانگنا وغیرہ چنانچہ ہم اس بحث میں اسی قسم کے بعض مظاہر پر بحث کرتے ہیں۔

پہلا مقصد: تبرک کا مفہوم۔

تبرک کا معنی و مفہوم پہلے گذر چکا ہے کہ اضافہ اور بڑھوتی کو تبرک کہتے ہیں لہٰذا یہ تفصیلی بحث دیکھنے کے لیے سابقہ صفحات میں ''تبرک کی بحث'' کا مطالعہ کیجیے۔

دوسرا مقصد: تبرک کا حکم۔

اہل علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ تبرک جائز بھی ہے اور ناجائز و ممنوع بھی۔ ہمارا اس کتاب میں یہ موضوع نہیں کہ ان دونوں قسموں پر بحث کرتے ہوئے ممنوع اور ناجائز تبرک پر روشنی ڈالیں البتہ ہمارا مقصد قبروں سے تبرک اور اس کا حکم ہے اور یہ ممنوع اور ناجائز تبرک میں داخل ہے جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ واضح ہو جائے گا تاہم ممنوع تبرک وہ ہے جس سے شریعت نے ممانعت کی ہو اور اس کے کرنے سے ڈرایا ہو، اور جو شرعی تبرک کی حدود سے متجاوز ہو یا جس کی شریعت میں کوئی بھی بنیاد نہ ہو چنانچہ عبادات میں اصل اور بنیاد یہ ہے کہ ان میں وہی چیز جائز ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جائز قرار دیا ہو اس کے علاوہ کوئی چیز جائز نہیں خواہ عقل والے اچھا ہی سمجھتے ہوں کیونکہ عقل کو دین میں کوئی دخل نہیں۔(1)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے تقرب کے نام پر کسی ایسی چیز کی طرف بلائے اور اسے اللہ تعالیٰ کے بغیر ہی اپنے قول یا فعل سے ضروری قرار دے تو گویا اس نے ایسی شریعت سازی کی جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی، اور جو کسی ایسے آدمی کی اس مسئلہ میں پیروی کرتا ہے تو گویا اس نے اسے اللہ تعالیٰ

---

(1) التوضیح عن توحید الخلاق فی جواب اہل العراق ص252، التبرک دانواعہ واحکامہ، ص:509

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا شریک بنالیا۔(1)

قبروں سے تبرک پر غور کرنے والا سمجھ لیتا ہے کہ یہ ایسی نئی بدعت ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی اور درج ذیل دلائل کی بنا پر ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں۔

1۔ قرآن وسنت میں کوئی بھی ایسی دلیل نہیں جو اس عمل کی دعوت یا اجازت دے، تو جس کام پر کوئی دلیل نہ ہوتو وہ اسے ایجاد کرنے والے کے منہ پر مارا جائے گا۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ہے: جس نے ہمارے دین میں کوئی ایجاد کی جو اس میں نہیں تو وہ رد کر دیا جائے گا۔(2)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ" (3)

کیا ان کے شریک ہیں کہ انہوں نے ان کے لیے ایسا دین بنا رکھا جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔

2۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے قبروں پر تعمیر سے روکا ہے اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے منع فرمایا ہے جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ ان کی تعظیم نہ کی جائے اور نہ ہی ان کے پاس عبادات انجام دی جائیں نہ ہی ان سے خیر و برکت کی امید رکھی جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے گھروں (مساجد) سے امید ہوتی ہے۔

3۔ کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ سے ایسا کرنا منقول نہیں اور نہ ہی کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے اس کی دعوت دی ہے حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبر والوں سے متعلق بیس سال سے زائد عرصہ تک نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ طریقہ رہا۔ پھر خلفاء راشدین کا بھی یہی انداز رہا اور یہی طریقہ سب صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کا رہا۔ تو پوری روئے زمین پر کسی کو ہمت ہے کہ وہاں میں سے کسی ایک سے بھی صحیح، حسن یا ضعیف اور منقطع سند سے بھی کوئی ایسا قول دکھا دے کہ جب انہیں ضرورت لاحق ہوتی تھی تو وہ قبر والوں کے پاس آتے اور وہاں دعا کرتے، انہیں چھوتے یا وہاں جا کر نماز پڑھتے ہوں یا اللہ تعالیٰ سے ان اصحاب قبور کے وسیلہ سے سوال کرتے ہوں یا ان سے اپنی ضرورتیں اور حاجات پوری کرواتے ہوں، کوئی قول بلکہ ایک حرف بھی اس سلسلہ میں ہمیں دکھائیں بلکہ اب تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ان (صحابہ و تابعین) کے بعد آنے والی نسلوں سے کوئی چیز لے آئیں کیونکہ جتنا وقت گزرتا جاتا ہے اور زمانہ بیت رہا ہے تو اب بہت سی کتابیں آ چکی ہیں مگر ان میں بھی آنحضرت ﷺ کے خلفاء راشدین یا صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس بارے میں ایک حرف بھی نہیں بلکہ اس کے خلاف بہت کچھ ہے۔ اگر قبروں کے پاس

(1) اقتضاء الصراط المستقیم، ص 582 ج 2 ص 583 ج 5۔

(2) سبق تخریجہ ص 19۔

(3) سورت شوریٰ آیت نمبر 21۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعا، نماز یا وہاں سے تبرک میں کوئی فضیلت ہوتی اور ایسا کرنا سنت یا مباح ہوتا تو مہاجر وانصار صحابہ رضی اللہ عنہم اس قبر مبارک کے پاس ضرور آتے کہ انہیں اس بات کا علم تھا، وہاں آ کر دعا کرتے اور اپنے سے بعد آنے والوں کے لیے بھی یہ طریقہ چھوڑتے، لیکن وہ اپنے بعد آنے والوں سے کہیں زیادہ اللہ ورسول ﷺ اور دین کو جاننے والے تھے اسی طرح تابعین رحمہم اللہ بھی اسی راستہ پر چلے حالانکہ ان کے پاس کئی شہروں میں کئی کئی صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبریں تھیں جو وہاں کثیر تعداد میں پائے جاتے تھے لیکن کسی نے بھی کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس آ کر مدد نہیں مانگی اور نہ ہی ان کے ذریعہ مدد طلب کی، باوجود یکہ ہم بھی جانتے ہیں ایسے اسباب وعوامل موجود تھے کہ ہم تک اس چیز کو نقل کیا جاتا جبکہ اس سے بھی چھوٹی چھوٹی اور معمولی چیزیں ہم تک پہنچی ہیں۔(1)

میں کہتا ہوں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ ثابت ہے کہ وہ کسی چیز کی تعظیم نہیں کرتے تھے سوائے اس کے جس کی تعظیم کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہو۔ اس کی تائید وتصدیق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ جب انہوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا تو فرمایا:

"لَوْلَا اَنِّي رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلِم قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ" (2)

اگر میں نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تمہیں بوسہ نہ دیتا۔

گویا یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سبب اور وجہ کو بیان کر دیا جس کی بنا پر آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور وہ یہ کہ انہوں نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو ایسا کرتے دیکھا تھا یعنی اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ ایسا نہ کرتے حالانکہ حجر اسود وہ پتھر ہے جو آسمان سے نازل ہوا اور روئے زمین پر سب سے افضل ترین گھر "کعبہ" میں نصب ہے جس کا طواف کیا جاتا ہے تو (اس کے مقابلہ میں) دوسرے پتھروں کی کیا حیثیت ہے جو کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتے لہذا وہ تو کہیں زیادہ حرمت وکرامت کے حقدار ہیں اور اس سے ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ اس قسم کا تبرک حرام ہے۔

4۔ اور اس تبرک کے ناجائز اور ممنوع ہونے پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ کی قبر مبارک سے تبرک اسے سجدہ کرنے یا اس کی دیواروں کو چھونے سے حاصل کرنا شرعاً ممنوع ہے جیسا کہ آئندہ اس ضمن میں اہل علم کے اقوال ذکر ہوں گے تو جب روئے زمین پر سب سے افضل ترین قبر سے تبرک جائز نہیں بلکہ وہ ممنوع اور حرام ہے تو کسی دوسرے کی قبر کی کیا حیثیت ہے؟ جو حرمت اور ممانعت کی زیادہ حقدار ہے۔

تیسرا مقصد: نبی علیہ الصلاۃ والسلام یا کسی اور کی قبر سے تبرک کے متعلق علماء کا موقف۔

علماء کرام نے ایسے آدمی پر سخت تنقید کی ہے جو آنحضرت ﷺ کی قبر سے تبرک حاصل کرتا ہے اور اس کا سخت رد

---

(1) اغاثۃ اللھفان ص 210 باختصار (2) البخاری حدیث نمبر 1610، مسلم حدیث نمبر 1268

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ یہ بدعت اور خلافِ سنت ہے، شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسی وجہ سے ائمہ کا اتفاق ہے کہ حجر اسود سے ملنے والے بیت اللہ کے دونوں کونوں کو بوسہ دینا کسی آدمی کے لیے بھی سنت نہیں اور نہ ہی بیت اللہ کی دیواروں یا مقام ابراہیم یا بیت المقدس کے صخرۃ (مقام) اور اسی طرح کسی پیغمبر علیہ السلام یا کسی نیک آدمی کی قبر کو بوسہ دینا یا چھونا جائز ہے بلکہ فقہاء کا تو اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے منبر (جب وہ تھا) پر ہاتھ رکھنا بھی جائز ہے کہ نہیں؟ امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ نے اسے مکروہ کہا ہے کیونکہ یہ بدعت ہے۔۔۔۔اور علماء کا اتفاق ہے کہ جو نبی علیہ الصلاۃ والسلام یا کسی بھی پیغمبر علیہ السلام یا کسی بزرگ یا صحابی رضی اللہ عنہ یا اہل بیت رضی اللہ عنہم وغیرہ کی قبر کی زیارت کرے تو اسے چھوئے نہ اور نہ ہی اس کو بوسہ دے بلکہ دنیا کی تمام جمادات میں سے حجر اسود کے علاوہ کسی کو بوسہ دینا شرعا جائز نہیں۔۔۔اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر کو چھونا اور اسے بوسہ دینا تو سب نے مکروہ کہا ہے اور اس سے منع کیا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ انہیں معلوم ہے آنحضرت ﷺ کا شرک کی بیخ کنی میں کیا ارادہ تھا اور توحید کو ثابت کرنے نیز دین کو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنے میں آپ ﷺ نے کیا کوشش فرمائی۔۔۔۔۔اور کسی کی قبر کو چھونا یا اسے بوسہ دینا، اپنے رخساروں کو اس پر رگڑنا، سب مسلمانوں کے اجماع سے منع ہے خواہ ایسا انبیاء علیہم السلام کی قبروں کے ساتھ ہی کیا جائے۔ چنانچہ سلف امت میں سے کسی نے بھی ایسا نہیں کیا اور نہ کسی امام نے۔ بلکہ یہ شرک ہے۔(1)

امام ابوشامہ المقدسی الشافعی رحمہ اللہ نے اہل علم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ: انہوں نے قبر کی دیوار سے پیٹ یا پیٹھ لگانے سے منع کیا ہے اور اسی طرح قبر کو اپنے ہاتھ سے چھونے سے روکا ہے اور بتایا ہے کہ یہ بدعت ہے۔(2)

ابن الحاج رحمہ اللہ نے کہا ہے: آپ دیکھیں گے کہ جن کے پاس علم نہیں وہ قبر مبارک کا ایسے ہی طواف کرتے ہیں جیسے بیت اللہ الحرام کا طواف کیا جاتا ہے۔اور اسے (قبر کو) چھوتے ہیں، بوسہ دیتے ہیں اس پر تبرک کے لیے اپنے رومال اور کپڑے پھینکتے ہیں یہ سب کچھ بدعت ہے کیونکہ تبرک تو آپ ﷺ کی اتباع سے ہے ورنہ جاہلیت کی بت پرستی کا سبب یہی حصول تبرک ہی تھا اور اسی وجہ سے ہمارے علماء نے بیت اللہ کی دیوار یا مسجد کی چاردیواری اور قرآن پاک وغیرہ کو تبرک کی نیت سے چھونے کو مکروہ کہا ہے تا کہ اس شرک و بدعت کا یہ دروازہ بند ہو اور سنت کی مخالفت ختم ہو۔ کیونکہ تعظیم کا انداز اور طریقہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر موقوف ہے آپ ﷺ نے جس چیز کی تعظیم کی ہم بھی اس کی تعظیم کریں گے اور اس میں آپ ﷺ کی اتباع کریں گے۔(3)

شیخ محمد بن ابرہیم نے کہا ہے: قبر کا طواف کرنا، اس سے برکت طلب کرنا، ایسی چیز ہے جس کے شرک اور حرام

---

(1) مجموع الفتاویٰ ص 79،92 ج 27 (2) کتاب الباعث ص 282 (3) المدخل ص 189 ج 1

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے میں کسی عقلمند کو شک نہیں، کیونکہ طواف ایک عبادت ہے جسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لیے کرنا شرک ہے اسی طرح برکت ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے طلب نہیں کی جا سکتی لہذا اس کا غیر اللہ سے مانگنا شرک ہے(1) علامہ سمہودی نے بھی اس خیالی برکت سے ڈرایا اور خبردار کیا ہے چنانچہ آپ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر کے آداب زیارت میں لکھتے ہیں: سلام عرض کرتے وقت جھکنے سے اجتناب کرنا چاہیے اور اس سے بھی زیادہ بری حرکت قبر کی مٹی کو بوسہ دینا ہے جسے سلف میں سے کسی نے بھی نہیں کیا جبکہ ہر قسم کی خیر اور بھلائی سلف کے نقش قدم پر چلنے میں ہے اگر کوئی یہ سمجھے کہ زمین کو بوسہ دینا زیادہ حصول تبرک کا ذریعہ ہے تو یہ اس کی جہالت وغفلت ہے کیونکہ برکت اس چیز میں ہے جو شریعت کے موافق ہو اور علماء سلف کے اقوال واعمال کے مطابق ہو۔(2)

الغرض مزارات، قبروں اور دیگر قسم کے مقامات سے تبرک حاصل کرنے کے بہت سے مظاہر ہیں جن میں دیواروں کو چھونا اور ان کو بوسہ دینا، دہلیز کو بوسہ دینا، قبروں کو بوسہ دینا اور انہیں سجدہ کرنا، امام ذھبی رحمہ اللہ نے حضرت سیدہ نفیسہ بنت حسن بن زید بن حسن بن علیؓ رحمھا اللہ کے ترجمہ میں لکھا ہے: ان کے متعلق جاہل مصریوں کا اعتقاد حد سے گذرا ہوا ہے جو کہ قطعاً جائز نہیں کہ اس میں شرک ہے وہ انہیں سجدہ کرتے ہیں ان سے بخشش کی درخواست کرتے ہیں یہ سب کچھ "العبیدیہ" کے مبلغین کی دیسہ کاری اور ریشہ دوانی کا نتیجہ ہے۔(3)

شیخ صالح الفوزان فرماتے ہیں: کسی ولی کی قبر اور تربت پر سجدہ کا مقصد اگر اس تربت سے تبرک حاصل کرنا یا اس ولی کا تقرب حاصل کرنا ہے تو یہ شرک اکبر ہے اور اس سے مقصد اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا ہے اس اعتقاد کے ساتھ کہ اس تربت کی کوئی فضیلت ہے یا اس پر سجدہ کرنے کی بھی ویسی ہی فضیلت ہے جو فضیلت اللہ تعالیٰ نے مسجد حرام، مسجد نبوی یا مسجد اقصیٰ کو دے رکھی ہے تو یہ دین میں ایجاد اور اللہ تعالیٰ پر بلا علم کچھ کہنا ہے اور ایک نیا دین بنانا ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی اور یہ شرک کے اسباب و وسائل میں سے ایک وسیلہ اور ذریعہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان تین مساجد اور مشاعر مقدسہ کے علاوہ زمین کے کسی ٹکڑے میں کوئی خاصیت نہیں رکھی حتی کہ ان (تین) مساجد کی مٹی لینے کی بھی اجازت نہیں نہ اس پر سجدہ کرنے کی اجازت ہے۔۔۔۔زمین کا کوئی حصہ یا مٹی کسی دوسرے حصہ اور مٹی سے خاص نہیں، یہ ان لوگوں کا جھوٹ ہے جنہیں علم نہیں اور ایسا کہنا جاہلوں کا گمراہ کرنا ہے اور ان لوگوں کی کارستانی ہے جو دین کے ختم کرنے کو لوگوں کے لیے ایسی شریعت سازی کرتے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔(4)

---

(1) فتاوی ابن ابراہیم ص 122۔ (2) وفاء الوفاء ص 1406 ج 4 باختصار۔

(3) سیر اعلام النبلاء ص 106 ج 10۔ (4) المنتقی من فتاوی الشیخ صالح الفوزان ص 86 ج 2۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعودی عرب کی کمیٹی برائے فتویٰ نے کہا ہے: قبروں پر سجدہ کرنا، وہاں ذبح کرنا، جاہلیت کی بت پرستی اور شرک اکبر ہے کہ یہ دونوں عبادت ہیں اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہو سکتی ہے جو غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ مشرک ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ" (1)

یعنی فرما دیجیے میری نماز، قربانی، زندگی اور موت، اللہ کے لیے ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم ہوا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اِنَّا أَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ" (2)

بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا، بس تم اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

اس موضوع کی اور بھی بہت سی آیات ہیں جو دلیل ہیں کہ سجدہ اور ذبح عبادت ہیں اور ان کا غیر اللہ کے لیے انجام دینا شرک اکبر ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کا قبروں پر سجدہ کی غرض سے جانا یا وہاں ذبح کے لیے آنا، سجدہ کے ذریعہ ان کی تعظیم یا جانور کی قربانی سے ان کی تعظیم ہی کے لیے ہوتا ہے۔(3)

اس تبرک کے شرمناک مظاہر میں سے ایک حکایت یہ بھی ہے کہ: حلاج کے معتقدین نے اس سے تبرک میں اس قدر غلو اور زیادتی کی کہ اس کے پیشاب سے تبرک حاصل کرتے اور اس کے پاخانہ کو بطور خوشبو استعمال کرتے، بلا شبہ یہ ان کی انتہائی حماقت اور برے اعتقاد کی وجہ سے تھا۔(4)

بلکہ قبر پرست تو سمجھتے ہیں کہ ان قبروں میں شفا ہے چنانچہ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ: کچھ ایسی عادات جو خاص طور پر عورتوں میں پائی جاتی ہے کہ وہ ولی اور بزرگ کی قبر پر رومال اور کپڑے پھینک کر پھر انہیں اپنے سروں پر یا بیٹوں کے سروں پر رکھتی ہیں اور ان رومالوں کو دھوئے بغیر بڑا سنبھال کر رکھتی ہیں تاکہ خاندان کے باقی افراد بھی اس کو چھو کر (تبرک حاصل کریں) جو کہ وہاں زیارت کو نہیں جا سکے کیونکہ ان کے ہاں بزرگی سے متعلق یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ برکت ولی سے منتقل ہو کر اس قبر (کی مٹی) میں آ جاتی ہے پھر وہاں سے ان رومالوں اور کپڑوں میں منتقل ہو جاتی ہے جو اس قبر پر پھینکے جاتے ہیں بلکہ اس سے بھی عجیب اور حیرت انگیز بات تو یہ ہے کہ جب قبر کا غلاف

---

(1) سورت الانعام آیت نمبر 163,162۔ (2) سورت الکوثر آیت نمبر 2,1۔

(3) فتاویٰ اللجنہ ص:91ج1(2450) (4) الابداع ص:177۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبدیل کیا جاتا ہے تو تمام (معتقدین) ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اس غلاف کا ٹکڑا تبرک کے لیے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔(1)

خلاصہ کلام:

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ تبرک بہت بڑی بدعت ہے اور اس کے ساتھ اگر (غلط) اعتقاد بھی ہو تو یہ ایسا شرک اکبر ہے جو انسان کو ملت اسلامیہ نے نکال دیتا ہے ورنہ وہ بڑی بدعت تو ہے ہی، جس کے مرتکب پر بھی (عذاب وہلاکت کا) خطرہ ہے۔ واللہ الموفق۔

(1) کتاب التبرک، ص: 399

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری بحث

بزرگوں کی قبر کا مجاور بننا

جن بدعات میں امت مبتلا ہے ان میں سے یہ بھی ہے کہ قبر پرست چاہتے ہیں کہ جو عبادات اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور ان کا کیا جانا اللہ تعالیٰ کے گھروں کے علاوہ کہیں جائز نہیں ان عبادات کو غیر اللہ کی طرف پھیر دیا جائے اور اپنے معبودان باطلہ اور خود ساختہ خداؤں کے ساتھ جوڑ دیا جائے جب ہم یہ معلوم کر چکے ہیں کہ وہ قبر والوں کو پکارتے ہیں ان کی دہلیزوں کو بوسہ دیتے ہیں کھڑکیوں اور دروازوں کو چھوتے ہیں بلکہ وہ سب کچھ کرتے ہیں جس کا کرنا اللہ تعالیٰ کے گھروں میں بھی جائز نہیں مثلاً برکت کی امید سے اس کی دیواروں کو چھونا وہاں کی زمین کو بوسہ دینا بلکہ یہ قبر پرست تو ایک رکن (اسلام) علامت کی طرح اس کی دعوت دیتے ہیں اور ترغیب دیتے ہیں کہ ان بتوں کے لیے پیش کیے جائیں اور یہ علامت اعتکاف یا مجاور بننا ہے جو یہ اپنے بزرگوں کی قبر یا بتوں اور مورتیوں کا مجاور بننے کو سمجھتے ہیں ہم اس بحث میں اسی مسئلہ کو چند مقاصد کے تحت بیان کرتے ہیں۔

پہلا مقصد: مجاور اور اعتکاف کی تعریف

مجاور۔ مجاورت، مسجد میں اعتکاف کو کہتے ہیں جبکہ مکہ اور مدینہ میں مجاورت سے وہاں ٹھہرنا مراد ہے جسمیں شرعی اعتکاف کی شرطیں لازم نہیں ہوتیں۔(1)

لغت عرب اس کی وضاحت کرتی ہے کہ مجاورت مسجد میں اعتکاف اور بیٹھنے کو کہتے ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول بھی تائید کرتا ہے کہ اعتکاف کو مجاورت بھی کہتے ہیں آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

"كان رسول الله ﷺ يصغي الي رأسه وهو مجاور في المسجد فارجله وأنا حائض" (2)

آنحضرت ﷺ میری طرف اپنا سر مبارک جھکا دیتے اندریں حال کہ آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما (معتکف) ہوتے میں آپ ﷺ کو کنگھی کرتی باوجود کہ میں ایام مخصوصہ میں ہوتی۔

اسی طرح آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"اني كنتِ أجاور هذه العشر ثم بدا لي أن اجاور العشر الأواخر" (3)

یعنی میں یہ دس دن اعتکاف کرتا تھا اب مجھے محسوس ہوا ہے کہ میں آخری عشرہ اعتکاف بیٹھوں۔

---

(1) لسان العرب مادہ "جوز"

(2) بخاری حدیث نمبر 2028، مسلم کتاب الحیض باب جواز غسل الحائض رأس زوجها و ترجیلہ، حدیث نمبر 297

(3) بخاری حدیث 2018، مسلم کتاب الصیام باب فضل لیلۃ القدر 1167

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ فقہاء نے صراحت کی ہے کہ اعتکاف کا اطلاق مجاورت پر بھی ہوتا ہے گویا کہ علماء لغت کے نزدیک مجاورت اعتکاف کے معنی میں بھی آتا ہے اور اس کا معنی ہے کہ مسجد میں قیام کرنا۔

جبکہ شریعت میں اعتکاف کی کئی تعریفات ہیں جن میں سے جامع تعریف یہ ہے کہ: کسی مخصوص شخص کا مخصوص کیفیت وصفت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے مسجد کو لازم پکڑنا۔(1)

شرعی اور لغوی تعریفات اس بات پر متفق ہیں کہ اعتکاف مسجد کے ساتھ خاص ہے اس لیے کہ وہ عبادات میں سے ایک عبادت ہے اور دوسرے مقصد میں ہم بحث کرتے ہیں کہ اعتکاف عبادت ہے۔

دوسرا مقصد: اس بات کا ثبوت کہ اعتکاف عبادت ہے

اعتکاف بھی عبادات میں سے ایک عبادت ہے جس کا غیر اللہ کے لیے کرنا جائز نہیں بلکہ یہ ایسی عبادت ہے جو مسجدوں کے علاوہ بھی درست نہیں، اسی لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"وَعَهِدْ نَا اِلٰی اِبراهيمَ وَ اسماعِيلَ اَنْ طَهِّرَا بَيتِی لِلطَّائِفِين وَالعَاكِفِيْنَ وَالرُّكعِ السُّجُود (2)

اور ہم نے حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام سے عہد لیا کہ وہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لیے پاک کریں۔اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:!

"وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُم عَاكِفُونَ فِی الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُم يَتَّقُونَ"

اور تم مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں ان سے مباشرت نہ کرو، یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے قریب نہ جاؤ، اللہ تعالیٰ اسی طرح لوگوں کے لیے اپنی آیات (احکام) بیان کرتا ہے تاکہ وہ ڈر جائیں۔

امام بغویؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: (عورت سے مباشرت اسی وقت سے منع ہے جب) تم نے مسجد میں اعتکاف کی نیت کرلی نہ یہ کہ مسجدوں میں مباشرت مراد ہے کیونکہ وہ تو اعتکاف کے بغیر بھی منع ہے، اور "عکوف" کا معنی ہے کسی چیز پر کھڑے ہونا اور شریعت میں اعتکاف کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے مسجد میں اقامت کرنا اور یہ سنت ہے جو مسجد کے علاوہ جائز نہیں البتہ سب مساجد میں جائز ہے"(3)

اعتکاف کے عبادت ہونے پر یہ بھی دلیل ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی علیہ الصلاۃ والسلام رمضان کے آخری عشرہ میں اپنی وفات تک اعتکاف بیٹھتے رہے پھر آپ ﷺ کے بعد ازواج مطہرات اعتکاف

---

(1) الاعلام ص427 ج5 لسان العرب مادہ "عکف" فقہ الاعتکاف ص25۔

(2) سورۃ البقرہ آیت 152 (3) سورۃ البقرہ آیت نمبر 187 تفسیر البغوی ص209 ج1

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹھیں۔(1)

بلکہ علماء کرام کا اختلاف ہے کہ سب مسجدوں میں اعتکاف درست ہے یا کہ بعض مسجدوں کے ساتھ خاص ہے؟
حضرت امام سعید بن المسیب رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ تین مسجدوں (بیت اللہ مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ) کے علاوہ اعتکاف درست نہیں۔(2)

امام عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اعتکاف مسجد حرام اور مسجد نبوی کے علاوہ کہیں بھی درست نہیں۔(3)
چنانچہ جب علماء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ سب مسجدوں میں اعتکاف درست ہے کہ نہیں تو جو اعتکاف کو مساجد کے علاوہ کسی جگہ پر کرے تو اس کے متعلق کیا خیال ہے؟ چنانچہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ طریقہ مشرکین اور دور جاہلیت کا ہے جیسا کہ آیندہ صفحات میں واضح ہو جائے گا۔

تیسرا مقصد: اس بات کا ثبوت کہ مساجد کے علاوہ کسی جگہ اعتکاف بت پرستی اور جاہلیت کا طریقہ ہے:
ابھی یہ بات گذر چکی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے تقرب اور اس کی اطاعت کے مقصد سے اعتکاف کرنا چاہے تو یہ قطعاً درست نہیں کہ وہ ان مسجدوں کے علاوہ کسی اور جگہ اعتکاف بیٹھے جہاں نماز پڑھنا درست ہو۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَ اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا" (4)
اور بلاشبہ مسجدیں اللہ تعالیٰ کی ہیں پس تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہ پکارو۔
چنانچہ وہ مسجدیں جن میں نماز درست نہیں، ایسی مسجدیں ہیں جو مزارات پر بنائی گئی ہیں یا ان کی نشانیاں (تصویریں، مورتیاں) نصب کی گئی ہوں وہاں نماز درست نہیں اور اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ وہاں اعتکاف بھی حرام ہے خصوصاً یہ حرمت مزید متاکد ہو جاتی ہے جب اس اعتکاف سے مقصد قبر والا ہو، لہٰذا مسجدوں میں اعتکاف اہل اسلام کا طریقہ ہے جبکہ قبروں، درختوں یا پتھروں کے پاس اعتکاف جائز نہیں (یہ مشرکین کا طریقہ ہے) جیسا کہ شیخ الاسلامؒ فرماتے ہیں: کسی درخت، پتھر، مورتی یا مورتی کے علاوہ کسی چیز کے پاس، اور پیغمبر یا اور کسی کی قبر کے پاس، نیز کسی پیغمبر کے مقام یا کسی دوسرے کے مقام کے پاس جھکنا، بیٹھنا اور مجاور بننا مسلمانوں کے دین کا حصہ نہیں بلکہ وہ مشرکین کے دین کی جنس ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ:
"وَلَقَدْ آتَيْنَا اِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ ○ اِذْ قَالَ لِاَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي اَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ○ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ ○ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ○

(1) البخاری حدیث 2026 مسلم حدیث 1172۔ (2) مصنف ابن ابی شیبہ ص 91 ج 3 علامہ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے قیام اللیل ص 27۔ (3) مصنف عبدالرزاق ص 349 ج 4 فقہ الاعتکاف، ص 114، میں اس کی سند کو صحیح کہا گیا ہے۔ (4) سورۃ الجن آیت 18

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ o قَالَ بَل رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ o وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ o فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ o" (1)

اور تحقیق ہم نے اس سے بھی پہلے ابراہیم کو اس کی سمجھ بخشی تھی اور ہم اس کو خوب جانتے تھے جب اس نے اپنے باپ اور قوم سے کہا تھا کہ یہ مورتیاں کیسی ہیں جن کے تم مجاور بنے بیٹھے ہو، انہوں نے جواب دیا: ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے پایا ہے، اس نے کہا: تم بھی گمراہ ہو اور تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں تھے، انہوں نے کہا: کیا تو ہمارے سامنے حق پیش کر رہا ہے یا مذاق کر رہا ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں بلکہ فی الواقع تمہارا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب اور ان کا پیدا کرنے والا ہے اور میں اس پر تمہارے سامنے گواہی دیتا ہوں، اور خدا کی قسم میں تمہاری غیر موجودگی میں ضرور تمہارے بتوں کی خبر لوں گا چنانچہ اس نے ان بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور صرف ان کے بڑے کو چھوڑ دیا تاکہ شاید وہ اس کی طرف رجوع کریں۔

اسی طرح ارشاد فرمایا:

"وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ o إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ o قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ o قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ o أَوْ يَنفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ o قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ o قَالَ أَفَرَأَيْتُم مَّا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ o أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ o فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ o الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ o وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ o وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ o وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ o وَالَّذِي أَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ o (2)

اور انہیں ابراہیم کا قصہ سناؤ، جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے پوچھا تھا کہ یہ کیا چیزیں ہیں جنہیں تم پوجتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: کچھ بت ہیں جن کی ہم پوجا کرتے ہیں اور انہی کے مجاور بنے بیٹھے ہیں، اس نے پوچھا، کیا یہ تمہاری سنتے ہیں جب تم انہیں پکارتے ہو؟ یا یہ تمہیں کچھ نفع یا نقصان پہنچاتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں، بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا ہے، اس نے کہا: کبھی تم نے ان چیزوں کو دیکھا بھی جن کی بندگی تم اور تمہارے پہلے باپ دادا بجالاتے رہے؟ میرے تو یہ سب دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے، جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی میری راہنمائی فرماتا ہے، جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے، جو مجھے موت دے گا اور پھر دوبارہ مجھ کو زندگی بخشے گا۔ اور جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ روز جزا وہ میری خطا معاف فرمادے گا۔

(1) سورۃ الانبیاء آیت 51,58 (2) سورۃ الشعراء آیت 69,82

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ جَاوَزْنَا بِبَنِي اِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوا عَلٰى قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَى اَصْنَامٍ لَهُمْ،قَالُوا يَا مُوسَىٰ اجْعَلْ لَنَا اِلٰهاً كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ٥ اِنَّ هٰؤُلَاءِ مُتَبَّرٌ مَا هُمْ فِيهِ وَ بَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ٥ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيكُمْ اِلٰهاً وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ٥ (1)

اور بنی اسرائیل کو ہم نے سمندر سے گذار دیا تو وہ راستہ میں ایک ایسی قوم پر سے گذرے جو اپنے بتوں کی گرویدہ بنی ہوئی تھی، کہنے لگے، اے موسیٰ، ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے، جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں، موسیٰ نے کہا: تم لوگ بڑی نادانی کی باتیں کرتے ہو، یہ لوگ جس طریقہ کی پیروی کر رہے ہیں وہ تو برباد ہونے والا ہے جو عمل وہ کر رہے ہیں وہ سراسر باطل ہے، کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور معبود تمہارے لیے تلاش کردوں حالانکہ وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں دنیا بھر کی قوموں پر فضیلت بخشی ہے۔

بہرحال یہ ہے مشرکین کا اعتکاف اور وہ مسلمانوں کا، اور مسلمانوں کا اعتکاف یہ ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے مسجدوں میں اعتکاف بیٹھتے ہیں جبکہ مشرکین غیر اللہ سے امید یا ان سے خوف کی بنا پر اعتکاف کرتے ہیں جنھیں وہ (اللہ تعالیٰ کا) شریک اور (اپنا) سفارشی سمجھتے ہیں۔(2)

نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ سورت شعراء کی ان آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں (فنظل لها عاكفين) یعنی ہم ان کی عبادت میں ہمیشہ مصروف رہتے ہیں اور پھر کسی وقت کا تعین کیے بغیر اس میں مشغول رہتے ہیں چنانچہ لغت میں "ظل يفعل كذا" کا مفہوم یہی ہوتا ہے کہ وہ سارا دن ایسے کرتا رہا یا ساری رات اس میں مصروف رہا، گویا کہ وہ رات دن ان (بتوں) کی پوجا میں مصروف رہتے ہیں اور "عکوف" سے مراد یہ ہے کہ وہ ان (بتوں) کی عبادت اور پوجا جاری رکھتے ہیں اور یہاں "لها" اس لیے استعمال ہوا ہے کہ بتایا جائے وہ یہ سب کچھ (اعتکاف وغیرہ) ان ہی وجہ سے کرتے ہیں(3)

اسی طرح درختوں اور پتھروں پر اعتکاف اہل جاہلیت کا طریقہ اور رواج ہے کیونکہ اہل جاہلیت ہی اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے افراد کے لیے اعتکاف کرتے تھے جیسا کہ آتا ہے مشہور سخی حاتم طائی (4) کی قبر دور

---

(1) سورت الأعراف آیت 140,138۔ (2) اقتضاء الصراط المستقیم ص 827 ج 2

(3) فتح البیان ص 386 ج 9۔

(4) حاتم بن عبداللہ طائی ہجرت سے تقریباً 46 سال پہلے فوت ہوئے آپ بہت بڑے شاہسوار، سخی اور اخلاق حسنہ کو پسند کرنے والے تھے۔آپ جلیل القدر صحابی عدیؓ بن حاتم کے والد تھے سخاوت میں آپ کو بطور مثال بیان کیا جاتا ہے۔مگر انبیاء علیہم السلام اور نبی ﷺ سے کوئی بڑا سخی نہیں (الاعلام، ج 2 ص 151۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاہلیت میں مہمانوں کے لیے آرام گاہ اور پریشان حال لوگوں کے لیے سرائے تھی اور بنوطئی (قبیلہ والے) سمجھتے تھے کہ جو بھی یہاں آتا ہے حاتم طائی اس کی مہمان نوازی کرتا ہے۔اسی طرح ابوالبختری (1) کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ اپنی قوم کے وفد کے ساتھ جب حاتم طائی کی قبر کے پاس سے گذرا تو انہوں نے وہاں قریب ہی پڑاؤ کیا تو ابوالبختری نے آواز دی: ابوالجعد (حاتم) ہماری مہمان نوازی کرو۔(2)

بہرحال قبروں کے پاس ٹھہرنا، اعتکاف کرنا یہ دین وملت کے دشمن اہل جاہلیت کا طریقہ ہے جس کی تائید حضرت ابوواقد اللیثی رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ: ہم نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ (غزوہ) حنین کے لیے نکلے ہم کفر سے نئے نئے نکلے اور مسلمان ہوئے تھے، (راستہ میں) مشرکین کا ایک بیری کا درخت تھا جس کے پاس وہ ٹھہرتے اور اس کے ساتھ اپنا اسلحہ لٹکاتے تھے اس کو ''ذات انواط'' کہا جاتا تھا ہم بھی اس بیری کے پاس سے گذرے تو ہم نے آنحضرت ﷺ سے کہا: جیسے مشرکین کا یہ درخت ذات انواط ہے ہمارے لیے بھی کوئی ''ذات انواط'' بنادیں تو آپ ﷺ نے ''اللہ اکبر'' کہتے ہوئے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم نے اسی طرح کہا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل نے کہا تھا:

''اِجْعَل لَنَا اِلٰهاً کَمَالَهُم آلِهة،قَالَ اِنَّکُم قَومٌ تَجهَلُون''(3)

ہمارے لیے بھی ان کے خداؤں کی طرح کوئی خدا بناؤ، فرمایا: تم جاہل قوم ہو۔

تم یقیناً اپنے سے پہلے لوگوں کے نقش قدم (رسم ورواج) پر چلو گے۔(4)

عبدالرحمٰن بن حسنؒ فرماتے ہیں: مشرکین اس بیری (ذات انواط) کے پاس اس سے تبرک لینے اور اس کی تعظیم کے لیے ٹھہرے تھے(5)

چنانچہ مسجدوں کے علاوہ کہیں بھی اعتکاف مشرکین اور یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے تو کیا کسی مسلمان کیلئے

---

(1) عاص بن ہشام ابوالبختری قریشی سرداروں میں سے تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے نبی ﷺ کے بائیکاٹ پر مشتمل دستاویز کو ختم کیا۔انہوں نے آپ ﷺ کو کبھی کوئی تکلیف نہیں دی یہ بدر میں قریشیوں کے ساتھ تھے مگر آپ ﷺ نے ان کے قتل سے منع کر دیا کیونکہ وہ نبی ﷺ سے تکلیف اور اذیت کو روکتے تھے لیکن پھر بھی کسی صحابی نے انہیں قتل کر دیا۔(الاعلام ج3 ص247۔)

(2) مروج الذہب ومعادن الجواہر ص162 ج2۔

(3) سورت اعراف آیت138

(4) الترمذی، کتاب الفتن حدیث2180۔

(5) فتح المجید ص159

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائز ہے کہ وہ میت سے نفع کے بہانے قبروں یا مزاروں پر اعتکاف بیٹھے؟ اور اس سے بھی زیادہ خطرناک یہ ہے کہ اس (قبر والے) سے نفع کی درخواست کی جائے کیونکہ قبر کے پاس اعتکاف کرنے والے کی دو میں سے ایک حالت ضرور ہوگی۔

1۔ اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو تو اس کے بدعت اور حرام ہونے میں کوئی شک نہیں، بلکہ یہ شرک کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ اور سبب ہے اور ایسا کرنے والا کئی قسم کے گناہ اٹھاتا ہے جنھیں اللہ ہی جانتا ہے اور اس نے وہاں اعتکاف کیا جہاں اعتکاف جائز نہیں، اور ایسا دین ایجاد کیا جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔

2۔ یا اس کا اعتکاف قبر والے کے لیے اور اسے پکارنے کے لیے ہو تو اس پر اسے ہلاکت و بربادی کے علاوہ کیا ملے گا کہ اس نے عبادت کو دوسروں کے ساتھ جوڑا ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں (وہ شرک اکبر میں مبتلا ہوا ہے)۔

چوتھا مقصد: قبروں پر اعتکاف سے متعلق علماء کی آراء۔

سابقہ مقصد میں گذر چکا ہے کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: قبروں پر اعتکاف اور مجاور بننا مشرکین کے دین میں سے ہے اور یہ بھی فرمایا: قبر کا اعتکاف اس کے قریب بیٹھنا اور اس کا مجاور بننا، حرام چیزوں میں سے ہے (1)

شیخ علی محفوظ نے قبروں کے مفاسد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: ان مفاسد اور خرابیوں میں سے وہاں پر رات گذارنا بھی ہے۔۔۔۔ افسوس ہے اس قوم پر جوان مُردوں کے پاس ٹھہرتے ہیں جو منوں مٹی تلے جا بسے ہیں اور ان سے وہ حاجات وضروریات مانگتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ یہ سمجھتے کیوں نہیں؟ وہ کس شرک میں مبتلا ہو چکے ہیں اور یہ بیدار کیوں نہیں ہوتے کہ سمجھیں وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اُحد کے معنی ومفہوم کی کس طرح مخالفت کر رہے ہیں؟ اس سے بھی زیادہ تعجب ان اہل علم پر ہے جو اس (شرک) سے واقف ہونے کے باوجود اس سے روکتے کیوں نہیں اس پر تنقید کیوں نہیں کرتے، اور ان قبر پرستوں اور پرانی جاہلیت کے درمیان رکاوٹ کیوں نہیں بنتے؟ باوجودیکہ یہ (قبر پرست) اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق ورازق اور زندگی موت کا مالک ہے وہی نفع ونقصان دینے والا ہے لیکن پھر اپنے معبودان باطلہ، بتوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنا سفارشی بناتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نفع ونقصان پہنچانے میں انہیں بھی اختیار ہے، بنا بریں کبھی تو الگ ان ہی کو پکارتے ہیں اور کبھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ (شریک کر کے) پکارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شر وشرک کے سننے سے بھی محفوظ فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہی اپنے دین کا مددگار

(1) الاقتضاء ص 747 ج 2

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور شریعت کو شرک و کفر کی نجاستوں سے پاک کرنے والا ہے۔شیطان ذلیل نے اس طریقہ کو اپنی خوشی اور فرحت ومسرت کا ذریعہ بنایا ہے کہ اس بابرکت امت کی اکثریت (یہ) کفر اس کیفیت میں کر رہی ہے کہ:

"وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا" (1)

اور سمجھتے ہیں کہ ہم بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ (2)

شیخ حافظ الحکمی (3) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایسا کرنے والا شخص یہود ونصاری کے دین کو دوبارہ زندہ کرتا ہے کہ یہود ونصاری اپنے پیغمبروں (علیہم السلام) کی قبروں کو مسجدیں بنا لیتے تھے اور وہاں اعتکاف کرتے تھے نیز وہاں عرس اور میلے لگاتے جس کے لیے تشہیر بھی کرتے اور آتے جاتے بھی تھے۔(4)

بہر حال اہل علم اس فعل کے بدعت اور حرام ہونے پر متفق ہیں کہ اس کا حکم شرک اکبر اور شرک اکبر تک پہنچانے والی بدعت کے درمیان جھولتا ہے اور یہ کام غیر مسلموں کا ہے اور یہ طریقہ مشرکین کا ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا اور جو گمراہ تھے۔

---

(1) سورت الکھف آیت 104

(2) الابداع ص 172، الآیات البینات للآلوسی ص 13۔

(3) حافظ بن علی بن احمد الحکمی 1342ھ میں پیدا ہوئے آپ نے ابتدائی عمر ہی میں قرآن کریم تجوید کے ساتھ حفظ کر لیا اور جیزان کے علماء سے علم حاصل کیا آپ کی تصانیف میں معارج القبول اور وسیلۃ الحصول زیادہ مشہور ہیں آپ 1377ھ میں فوت ہوئے۔(مقدمہ معارج القبول)

(4) معارج القبول ص 552ج1۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نویں فصل

قبرستان میں نذر و نیاز اور نیک اعمال

اس دور کے بعض لوگوں پر حق و باطل خلط ملط ہو گیا ہے اور اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ ضلالت و جہالت میں مبتلا حضرات نے لوگوں پر ان کے دین کو خلط ملط کر دیا ہے۔ ایسا دین ایجاد کر دیا ہے جس کی اجازت اللہ تعالیٰ نے نہیں دی تھی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ" (1)

پیروی کرو اس (چیز) کی جو تمہاری طرف رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس کے علاوہ (اپنے) دوستوں (ولیوں) کی پیروی نہ کرو، تم بہت تھوڑی نصیحت حاصل کرتے ہو۔

چنانچہ جو عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے خالص ہیں آجکل وہ قبروں کے پاس غیر اللہ کے لیے کی جا رہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ معبود بنا لیا گیا ہے، انہی کا طواف ہوتا ہے اور ان ہی کے لیے قربانی اور نذر و نیاز ہوتی ہے۔ اس وقت جو سب سے بڑی آزمائش اور مصیبت ہے وہ یہ کہ قبروں، مزارات اور زیارت گاہوں کو ایسی جگہوں اور مقامات میں تبدیل کر دیا گیا جہاں مختلف قسم کی عبادتیں اور اطاعت و فرمانبرداری کے مظاہرے یا نیکیاں انجام دی جاتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لیے بھی جائز نہیں اور وہ مخصوص جگہ پر مخصوص وقت میں کی جاتی ہیں، قبروں پر تقرب و اطاعت کے جو مظاہر ہوتے ہیں اور جن کے ناجائز و بدعت بلکہ حرام ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہے، ان میں ذبح کرنا، نذر و نیاز، صدقات و خیرات کرنا اور دیگیں پکانا، سبیلیں لگانا وغیرہ شامل ہے لیکن افسوس کہ:

" فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ" (2)

یہ آنکھیں اندھی نہیں ہوئیں بلکہ سینوں کے اندر جو دل ہیں وہ اندھے ہو گئے۔

اس فصل میں ہم اسی مسئلہ و معاملہ پر بحث کریں گے اور دو بحثوں میں اس کے شرعی حکم کو بیان کریں گے۔

---

(1) سورۃ الاعراف آیت 3۔

(2) سورۃ الحج آیت 46۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی بحث
قبر کے پاس ذبح کرنا

اس میں کئی مقاصد ہیں:

پہلا مقصد: اس بات کا ثبوت کہ ذبح عبادت ہے۔

ذبح کرنا بہترین عبادات اور عظیم نیکیوں میں سے ہے جو تقرب الٰہی کا سب سے افضل ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ یہ عبادت ادا کرتے وقت ذات باری کے لیے اخلاص ہو اور اسے پیش کرتے وقت اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٥ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ" (1)

فرما دیجیے۔ بے شک میری نماز، قربانی، زندگی اور موت اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلے مسلمان ہوں۔

علامہ شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض علماء کے نزدیک یہاں "نسک" سے مراد ذبح کرنا ہے کیونکہ کفار اپنے بتوں کے تقرب کے لیے اعلیٰ عبادت میں سے جو عبادت انجام دیتے تھے اور وہ "ذبح" ہے۔(2)

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو حکم دیا کہ اعلان فرما دیں: میری نماز اور قربانی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور اس پر یہ ارشاد باری تعالیٰ بھی دلالت کرتا ہے:

"فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ" (3)

پس اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

علامہ نواب صدّیق حسن خاں رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لوگ غیر اللہ کے لیے نماز پڑھتے تھے اور غیر اللہ کے نام ذبح بھی کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو حکم دیا کہ ان کی نماز اور قربانی

(1) سورۃ الانعام آیت 163,162۔

(2) أضواء البیان ص354ج2۔

(3) سورۃ الکوثر، آیت نمبر2۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف اسی (اللہ تعالیٰ) کے لیے ہو۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان تمام اقوال میں سے میرے نزدیک درست قول اس کا ہے جس نے کہا ہے کہ: اس کا معنی ہے اپنی تمام نماز بتوں اور معبودان باطلہ کی بجائے اپنے رب کے لیے ہی خالص کرو اور اسی طرح قربانی بھی بتوں کی بجائے اللہ تعالیٰ کی نعمت و کرامت کا شکریہ ادا کرنے کے لیے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خالص ہو جس کا کوئی ہمسر نہیں (2)

دوسرا مقصد: قبروں کے پاس ذبح کی حرمت پر دلائل۔

کتاب و سنت میں غیر اللہ کے لیے ذبح کی حرمت پر بے شمار دلائل ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اس کی حرمت کو بیان کیا ہے، ایسے دلائل میں پہلی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

1. **"حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَ الْمُنْخَنِقَةُ وَ الْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ...."** (3)

یعنی حرام کر دیا گیا تمہارے لیے مردار، خون اور خنزیر کا گوشت اور جو غیر اللہ کے لیے ذبح کیا گیا ہو اور گلا دبا کر ماری جانے والی اور پتھر سے ماری جانے والی اور گرا کر ماری جانے والی اور سینگ لگنے سے مرنے والی اور جسے درندہ کھالے، ماسوائے اس کے جس کو تم ذبح کر لو، اور جو بتوں پر ذبح کیا گیا ہو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کئی قسم کے ذبح کیے گئے جانور ذکر کیے ہیں جن کا کھانا حلال نہیں ان میں سے بتوں پر ذبح کیا گیا بھی ہے۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں: نصب، ایک پتھر ہے جسے گاڑ دیا جاتا تھا پھر اس کی عبادت ہوتی اور اس پر ذبح کیے گئے جانوروں کا خون بہایا جاتا۔ (4)

نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ فرماتے ہیں "**وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ**" یعنی جس کے ذبح پر یا ذبح کرنے کے قریب غیر اللہ کا نام لیا جائے، اور "اھلال" غیر اللہ کی آواز کو بلند کرتا ہوتا ہے جیسے کوئی کہے کہ "لات وعزیٰ کے نام سے۔۔۔" وغیرہ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اسے حرام کر دیا ہے اور اپنے اس ارشاد سے بھی کہ "**وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ**" (5)۔ اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اسے نہ کھاؤ۔

---

(1) تفسیر سورۃ الکوثر، ص 412 ج 15۔

(2) تفسیر الطبری، ص 724 ج 2۔

(3) سورۃ المائدۃ آیت 3۔

(4) تفسیر القرطبی، ص 39 ج 6۔

(5) فتح البیان سورۃ المائدہ آیت نمبر 3، ص 333۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ تعالیٰ کے لیے نذر و نیاز قدیم اور پرانی عبادات میں سے ہے جسے اللہ تعالیٰ کے تقرب اور خوشنودی کے وسیلوں میں سے ایک وسیلہ سمجھا جاتا ہے اور اسلام نے اللہ تعالیٰ کے لیے نذر و نیاز (کی عبادت) کو برقرار رکھا ہے اور اس کو پورا کرنا ضروری قرار دیا ہے البتہ غیر اللہ کی نذر و نیاز قطع نظر کہ وہ باطل اور غیر شرعی ہے۔ کو پورا کرنا جائز نہیں۔ (1)

اس سے ہم پر اس قسم کی عبادات کی سنگینی واضح ہو جاتی ہے۔

چھٹا مقصد: قبروں پر سبیل لگانا۔

وہ کام جن کا وجود سلف صالحین کے دور میں نہیں ملتا ہے ان میں سے خود سلف کی قبروں پر آجکل نیکی اور بھلائی کے جذبہ سے سبیلیں لگانا اور جنازہ لانے والوں کے لیے جوس وغیرہ کا تقسیم کرنا بھی ہے یہ کام دین میں نئی ایجاد ہے جو سلف صالحین کے طریق کار اور ان کے مسلک میں نہیں ملتی، اگر ایسا کرنا نیکی اور بھلائی ہوتا تو وہ اس میں ہم سے سبقت لے جاتے، کیونکہ پانی پلانے کی اہمیت کو وہ ہم سے زیادہ جانتے تھے اور حاجیوں کے پانی پلانے میں ان کا جذبہ سبقت کسے معلوم نہیں، کیونکہ قبریں خیرات وصدقات تقسیم کرنے کی جگہ نہیں اور یہ بات بھی کسی پر پوشیدہ نہیں کہ سرمایہ دار وہاں بڑے بڑے کولڈ سٹور ٹرالے رکھتے ہیں اور قبرستان میں بڑی وسیع جگہ گھیر لیتے ہیں تاکہ جنازوں کے لیے پانی اور جوس وغیرہ کی تقسیم کا انتظام کر سکیں۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ سے اس سے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا: اسی طرح قبر کے پاس صدقہ دینا ہے، علماء کرام نے اسے مکروہ کہا ہے، اور وقف کرنے والے کی یہ شرط فاسد ہے اور اس سے بھی زیادہ بری بات یہ ہے کہ قبر پر کھانا یا پینا رکھ دیا جائے کہ لوگ اسے (وہاں سے) لیں، ایسا کام ترکی کفار کا کام جیسا ہے مسلمانوں کا فعل نہیں۔ (2)

آج کل بالکل ایسا ہی ہو رہا ہے یعنی تاجر اور اصحاب خیر وہاں (قبروں) پر پانی رکھتے ہیں کہ لوگ وہاں سے پانی لیں، حالانکہ قبریں لوگوں کی عبادت کی جگہ نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے کھانے پینے کی جگہ ہیں البتہ یہ فرق کرنا ضروری ہے کہ کوئی مجبور آدمی تو اپنی ضرورت کے لیے پانی ساتھ لے جا سکتا ہے لیکن عام لوگ اپنے ساتھ واٹر کولر یا فریزر لے جائیں تو اس میں بڑا فرق ہے وہ تو اپنی ذاتی ضرورت کے لیے لایا ہے اور اس نے قبرستان کو پانی کے صدقہ وخیرات کی جگہ بنا دیا ہے۔

---

(1) الاخبار المصریہ شمارہ 2733 تاریخ 22/3/1997ء موافق 13/11/1417 فتویٰ ڈاکٹر محمود حمدی زقزوق۔

(2) مجموع الفتاویٰ 307/26، 267

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھا شبہ: ہم (قبروں، مزاروں پر) جو گلے، صندوقچیاں وغیرہ نذر و نیاز کے لیے رکھتے ہیں تو اس کا مقصد فقراء و مساکین کی مالی مشکلات اور مادی ضروریات کو پورا کرنا ہوتا ہے کہ یوں تھوڑا تھوڑا جمع ہو کر ضرورت مند کی ضرورت بھی پوری ہو جاتی ہے اور دینے والے پر بھی بوجھ نہیں پڑتا۔ (1)

جواب: 1۔ یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ نذر عبادت ہے اور عبادت غیر اللہ کی جائز نہیں۔

2۔ یہ نقدی جو پیش کی جاتی ہے اس کا تھوڑا ہونا حل ہے نہ جواب، پہلے گذر چکا ہے کہ ایک آدمی مکھی نذر کرنے کی وجہ سے جہنم میں چلا گیا حالانکہ یہ مکھیاں ملین کے حساب سے مفت ملتی ہیں مگر اس کے حقیر یا مفت ہونے کے باوجود اس کی وجہ سے وہ جہنم چلا گیا، جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ کوئی چیز حقیر یا قلیل ہونے کی صورت میں غیر اللہ کے لیے خرچ کی جائے تو وہ حلال اور جائز نہیں ہو جاتی۔

3۔ کسی چیز سے کسی انسان کو فائدہ پہنچنا اس کے حلال یا مباح ہونے کا جواز نہیں چنانچہ اس نذر و نیاز سے اگر فقیروں اور محتاجوں کو کچھ فائدہ پہنچتا ہے تو اس کے جائز ہونے کی دلیل نہیں، ورنہ تو چور کی چوری کو بھی ہم جائز کہیں گے کہ اس سے فقیروں کو فائدہ پہنچتا ہے اور زانی کے زنا کو بھی درست کہیں گے کہ اس سے فاحشہ کو فائدہ پہنچتا ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کرنے اور اس کی حدود کو اس دلیل سے توڑنا ہے کہ فقیروں کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے، چنانچہ ان احمقوں کے جو بھی شبہات ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ختم کر دیے جائیں گے۔

پانچواں مقصد: غیر اللہ کی نذر کا حکم۔

یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ غیر اللہ کے لیے نذر دو حالتوں سے خالی نہیں۔

1۔ نذر تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہو لیکن اس کی تقسیم یا عمل قبروں اور مزاروں پر ہو تو یہ بہت بڑا جرم اور گناہ ہے جسے کرنے والے کے متعلق اندیشہ ہے کہ (وہ شرک میں مبتلا ہو گا) کیونکہ یہ شرک کے ذرائع اور اسباب میں سے ہے اور دین میں نئی ایجاد اور بدعت ہے۔

2۔ یا یہ نذر غیر اللہ کے لیے ہو گی تو یہ شرک اکبر ہے جو ملت (اسلام) سے نکال دیتا ہے جیسا کہ علماء کرام نے فتویٰ دیا ہے جو پہلے گذر چکا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہم مصر کے وزیر اوقاف کا فتویٰ بھی شامل کرنا چاہتے ہیں جو انہوں نے ان الفاظ میں دیا:

''قبر والوں اور بزرگوں کے لیے نذر و نیاز کے باطل ہونے پر فقہاء کا اجماع (اتفاق) ہے کیونکہ وہ مخلوق کے لیے نذر ہے اور نذر عبادت ہے جو کسی مخلوق کے لیے نہیں ہو سکتی وہ صرف خالق کے لیے ہی ہو سکتی ہے

(1) العظۃ والاعتبار آراء فی حیاۃ السید بدوی، ص 176۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی کہتا ہے میں گرفتار ہوگیا تو میں نے نذر مانی، کوئی کہتا ہے مجھے فقر وفاقہ آیا تو میں نے نذر مانی۔ (1)

دوسرا شبہ: یہ کہ قبروں پر نذر وغیرہ غیر اللہ کی عبادت میں داخل نہیں، کیونکہ یہ عبادت نہیں ہے عبادت تو تب ہوتی ہے جبکہ نذر ونیاز جس کے لیے دی جائے اس کے متعلق ربوبیت یا خالقیت کا عقیدہ رکھا جائے۔ مگر یہاں تو ایسا اعتقاد نہیں ہوتا۔ (2)

جواب: اس فضول شبہ کا جواب یوں ہے کہ۔

1۔ پہلے گذر چکا ہے کہ نذر عبادت ہے اور عبادت کو غیر اللہ کے لیے انجام دینا جائز نہیں جو غیر اللہ کی عبادت کریگا اس نے شرک کیا۔

2۔ امر واقع اور مشاہدہ اس شبہ کو بیان کرنے والے کی تکذیب کرتا ہے کیونکہ نذر دینے والا اسی قبر پر کیوں آتا ہے اور اسی کی نذر کیوں مانتا ہے؟ اگر اس کے اعتقاد میں یہ نہیں کہ ایسا کرنا نیکی اور تقرب ہے تو وہ یہ فعل کیوں کرتا ہے لہذا اس شبہ کی کوئی حیثیت نہیں۔

تیسرا شبہ: کہتے ہیں کہ ہم جب بزرگوں کی نذر ونیاز دیتے ہیں تو درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے نذر ہوتی ہے بزرگوں کو تو ہم صرف ایصال ثواب کے لیے ایسا کرتے ہیں۔ (3)

جواب: مگر یہ شبہ بھی بوجوہ غلط ہے:

1۔ بہت سے سادہ لوح لوگوں کو جو اس شبہ کے حیلہ سے شکار کیا جاتا ہے تو یہ شبہ بالکل کمزور اور بے حقیقت ہے کیونکہ امر واقع اور مشاہدہ اس کی تردید کرتا ہے اور حقیقت اس کے مخالف ہے جیسا کہ کوئی بدوی کی نذر مانتے وقت کہتا ہے: جب میرا بیمار شفایاب ہوگا یا میری ضرورت پوری ہوگی تو میں یہ کرونگا وہ کرونگا، تو اگر واقعتاً اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی تو یہ کہنے کی بجائے یوں کہتا: (اگر میری یہ ضرورت پوری ہوجائے تو اللہ تعالیٰ کے لیے) مجھ پر ایسا کرنا ہوگا، لیکن اس نے تو اس بت وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنالیا جس کی وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرح نذر دیتا ہے۔

2۔ اور اگر اس کی نیت (میت وغیرہ) کے لیے ایصال ثواب ہو تو اس کے لیے کسی بھی جگہ صدقہ دینا ہی کافی ہے جو اسے پہنچ جاتا ہے لیکن اس کی قبر کو اختیار کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ جو واضح دلیل ہے یہ سب کچھ اس نے غیر اللہ کے لیے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شرک سے بچائے۔

---

(1) اقتضاء الصراط المستقیم ص 715 ج 2۔

(2) جهود العلماء الحنفية ص 1559 ج 3۔

(3) جهود العلماء الحنفية ص 1564 ج 3۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ جو بھی مسلمان بالغ قبر والوں کے لیے نذر و نیاز کے جواز کا عقیدہ رکھے اس کا یہ عقیدہ رکھنا شرک اکبر ہے جو اُسے ملت (اسلام) سے نکال دیتا ہے اور ایسے شخص پر تین دن تک سختی کر کے توبہ کروائی جائے اگر وہ توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے۔(1)

چوتھا مقصد: قبر پرستوں کے بعض شبہات اور ان کا ازالہ:

پہلا شبہ: جب قبر پرستوں سے اس مسئلہ پر بحث ہو تو کہتے ہیں کہ مردوں کے لیے نذر و نیاز کے امر واقع میں نتائج ملتے ہیں کتنے ہی ہمارے گم شدہ واپس آ گئے، کتنے مریض تندرست ہو گئے وغیرہ۔

جواب: اس شبہ کا درج ذیل وجوہ سے جواب دیا جاتا ہے:

1۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے غیر اللہ کی نذر و نیاز سے منع کیا ہے اور نص کے مقابلہ میں اجتہاد کی کوئی حیثیت نہیں اور وہ قابل قبول نہیں۔

2۔ کون کہتا ہے کہ تمہارے گم شدہ کی واپسی یا مریض کی شفا ان مردوں کی نذر و نیاز کے سبب سے ہوئی ہے جو خود اپنے لیے نفع و نقصان اور موت و زندگی اور حشر و نشر کے مالک نہیں بلکہ یہ سب کچھ تو اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنی رحمت و شفقت کی بنا پر کیا اور عین ممکن ہے تمہاری کسی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں ہوا ہو۔

3۔ ممکن ہے کہ تمہاری دعا کو اللہ تعالیٰ قبروں پر بھی قبول کرتے ہوں اور تمہیں یہ خیر و برکت ملتی ہو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارا امتحان اور آزمائش ہے۔

4۔ نذر کبھی خیر و برکت نہیں لاتی، شیخ الاسلام فرماتے ہیں: ''نذر'' ایسے اسباب میں سے نہیں جو بنیادی طور پر خیر و برکت لائے یا برائی اور نقصان کو دور کرے بلکہ وہ دیگر اسباب کی طرح (کبھی) نوشتہ تقدیر کے موافق ہو جاتی ہے تو یوں بخیل سے وہ کچھ نکل آتا (خرچ ہو جاتا) ہے جو وہ (نذر سے) پہلے نہیں نکالتا، اس کے باوجود آپ دیکھتے ہیں کہ وہ حکایات بیان کرتے ہیں کہ: وہ مشکلات میں مبتلا ہوئے تو نذر ماننے سے ان کی مشکلات دور ہو گئیں اور اکثر جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے قبروں وغیرہ کے پاس دعا کی تو ان کی ضرورتیں پوری ہو گئیں۔ بلکہ بہت سارے گمراہ اس دھوکہ میں مبتلا ہوتے ہیں تو شریعت میں ایسی حرام نذر و نیاز بہت سارے مجاوروں اور درباریوں یا بعض مسجدوں کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کا روزگار اور ذریعہ معاش بن گئی اور یوں وہ لوگوں کا بہت سا مال بٹورتے ہیں پھر بھی نذر و نیاز دینے والوں میں سے بعض کہتے ہیں: میں بیمار ہو گیا میں نے نذر دی، مجھے خطرہ لاحق ہوا تو میں نے نذر مانی، کوئی دوسرا کہتا ہے کہ میں سمندر میں سوار ہوا تو میں نے نذر مانی

(1) فتاوی اللجنۃ الدائمۃ، ص 180 ج 1 فتویٰ نمبر 225۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسی ہے جو مشرکین اپنے خداؤں اور معبودان باطلہ کے لیے دیا کرتے تھے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

"هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا" (1)

ان کے خیال کے مطابق یہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور یہ ہمارے معبودان (باطلہ) کے لیے ہے۔(2)

4۔ علامہ صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "آج کے زمانہ میں قبروں اور مزارات یا مردوں کے لیے جو نذر و نیاز مشہور ہیں ان کے حرام ہونے پر کسی کو کوئی شک نہیں کیونکہ نذر دینے والا قبر والے کے متعلق عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ نفع و نقصان اور بھلائی و برائی نیز مصیبت سے بچانے اور بیماری سے شفا دیتا ہے اور یہ بالکل وہی کچھ ہے جو بت پرست کرتے تھے اور یہ اسی طرح حرام ہے جیسے بتوں کی نذر و نیاز حرام ہے اور اس کا لینا بھی حرام ہے کہ اس طرح شرک کی تائید ہوتی ہے بلکہ اس سے روکنا ضروری ہے اور اس کی وضاحت کرنا بھی لازمی ہے کہ یہ سب بڑی محرمات میں سے ہے اور یہی وہ کام ہے جو بت پرست کیا کرتے تھے لیکن طویل وقت گذرنے کے ساتھ بھلائی، برائی بن گئی اور برائی، بھلائی بن گئی ہے اور مردوں (قبروں) پر نذریں وصول کرنے والوں کے جھنڈے لہرا دیے گئے ہیں اور قبر پر آنے والوں کے لیے مہمان نوازی کی جاتی ہے اس کے دروازے پر جانور ذبح کیے جاتے ہیں اور یہ بالکل وہی ہے جو بت پرست کرتے تھے۔ "اِنَّا لِلّٰه وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ" (3)

5۔ سعودی عرب کی کمیٹی برائے فتویٰ نے لکھا ہے: نذر عبادت کی قسموں میں سے ایک قسم ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے اسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لیے کرنا جائز نہیں۔ جس نے غیر اللہ کی نذر دی اس نے گویا اللہ تعالیٰ کے اس حق عبادت کو جس کے لیے نذر دی اس کے لیے انجام دیا اور جس نے بھی عبادت کی کوئی قسم نذر کے طور پر یا ذبح کر کے اس کے علاوہ غیر اللہ کے لیے انجام دی اسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر اللہ کو شریک کرنے والا سمجھا جائے گا اور اس ارشاد باری تعالیٰ کے عموم میں داخل ہوگا کہ:۔

"اَنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ" (4)

جو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے گا یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے اور اس کا ٹھکانا آگ ہے اور ظلم کرنے والوں کا کوئی مددگار نہیں۔

---

(1) سورۃ الانعام آیت نمبر 136۔

(2) التوضیح عن توحید الخلاق، ص 382۔

(3) سبل السلام، ص 1899 ج 4۔

(4) سورۃ المائدۃ آیت نمبر 72

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا مقصد: غیراللہ کی نذر کے متعلق علماء کے اقوال:

1۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''نذر دو قسم کی ہے: اطاعت اور نافرمانی۔ جو شخص نماز، روزہ یا صدقہ کی نذر مانے اس پر لازم ہے کہ اسے پورا کرے، اور اگر اس نے ایسی نذر مانی جو اطاعت اور نیکی نہ ہو جیسے کسی قبر یا مزار وغیرہ پر تیل رکھنا، چراغاں کرنا یا خرچہ وغیرہ کرنا تو یہ گناہ اور نافرمانی کی نذر ہے اور من وجہ لات، عزی اور منات وغیرہ بتوں کی نذر سے مشابہ ہے تو بالاتفاق اس کا پورا کرنا جائز نہیں۔(1)

2۔ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ نذر جسے اکثر لوگ مانتے ہیں اور ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ کوئی انسان گم ہو، مریض ہو، یا کوئی اور ضرورت ہو تو نیک لوگوں کے قبروں پر آکر سر پر رومال وغیرہ باندھ کر کہتے ہیں کہ یا سیدی فلاں، اگر ہمارا گم شدہ آدمی واپس آجائے یا بیمار شفایاب ہو جائے یا میری ضرورت پوری ہو جائے تو میں تمھاری نذر اتنا سونا یا چاندی کروں گا یا اس قسم کا کھانا کھلاؤں اور ایسا پانی پلاؤں گا یا چراغاں کرونگا اتنا تیل دونگا وغیرہ تو ایسی نذر بالاجماع کئی وجہ سے باطل ہیں مثلاً:۔

ا۔ کہ یہ نذر مخلوق کے لیے ہے اور مخلوق کے لیے نذر جائز نہیں کیونکہ یہ (نذر) عبادت ہے اور مخلوق کی عبادت جائز نہیں۔

ب۔ جس کے لیے نذر مانی جارہی ہے وہ مردہ ہے اور میت نفع ونقصان کی مالک نہیں۔

ج۔ اگر اس کا عقیدہ ہو کہ میت بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ معاملات کا کوئی تصرف یا اختیار رکھتی ہے تو اس کا یہ اعتقاد کفر ہے۔ (2)

3۔ شیخ سلیمان بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غیراللہ کے لیے یہ نذر ماننے والے نے مانی ہی اس اعتقاد کے ساتھ ہے کہ جس کے نام کی نذر دے رہا ہے وہ نفع ونقصان پہنچا سکتا ہے وہ دیتا بھی ہے اور روکتا بھی ہے خواہ بذاتہ ہو یا کسی سبب کی بنا پر ہو، اور وہ خیر و برکت لاتا بھی ہے اور برائی و تنگی کو دور بھی کرتا ہے، اور ان نذر ماننے والوں کے اس اعتقاد پر دلیل ان کی حکایات اور یہ قول ہے کہ: وہ بڑی سخت مصیبت میں دوچار ہوئے تو انہوں نے فلاں فلاں (بزرگ) کی نذر مانی تو اس کی مشکلات دور ہوگئیں۔ اور اطمینان وسکون نصیب ہوگیا اور ان کے دلوں میں یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اس نذر و نیاز کی وجہ سے ان کو پسندیدہ چیز ملتی ہے یا خوف دور ہوتا ہے لیکن جو بھی قرآن وسنت پر غور کریگا اور سلف صالحین کی سیرت کا مطالعہ کریگا۔ اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ نذر بالکل اسی نذر

(1) مجموع الفتاوی، ص354 ج25، ص146، ج27۔

(2) جهود العلماء الحنفية، ص1550 ج3، الابداع، ص172۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی ہے۔(1)

شیخ سلیمان بن عبداللہ بن محمد عبدالوہاب رحمہم اللہ نے لکھا ہے: ''یوفون بالنذر'' آیت مبارکہ سے عنوان اور اس موضوع پر دلیل یوں بنتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نذر پوری کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ کسی واجب یا مستجب کام پر ہی تعریف کرتے ہیں یا پھر حرام چھوڑنے پر، ورنہ صرف مباح فعل پر وہ تعریف نہیں کرتا۔ اور یہی عبادت ہے۔ چنانچہ جو ایسا غیر اللہ کے لیے حصول تقرب کی خاطر کرے گا اس نے یقیناً شرک کیا'' (2)

2۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ'' (3)

اور تم جو بھی خرچ کر دیا کوئی نذر مانو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:۔''اللہ تعالیٰ (اس آیت میں) یہ بتا رہے ہیں کہ (انسان) جو بھی نیکیاں، خیرات وصدقات یا نذر و نیاز کرتا ہے وہ (اللہ) سب کچھ کو جانتا ہے اور یہ (بات) اس کو شامل ہے کہ وہ اپنی رضا کے لیے ایسا کرنے والوں کو حسب وعدہ پورا پورا بدلہ دے گا اور جو اس کی اطاعت میں عمل نہیں کریگا بلکہ اس کے حکم کی مخالفت کریگا اور اس کی خبر کو جھٹلائے گا اور اس کے ساتھ کسی اور کی عبادت کریگا تو اس کو وعید سنائی ہے کہ:

''وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ''

ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

یعنی قیامت کے دن انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی پکڑ سے کوئی نہ بچا سکے گا۔(4)

شیخ سلیمان بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عنوان اور موضوع پر اس آیت سے دلالت یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ ہم نے اس کے تقرب کے لیے جو کچھ بھی خرچ کیا یا نذر مانی وہ اسے جانتا ہے اور اس پر ہمیں بدلہ دیگا تو یہ دلیل ہے کہ یہ (نذر) عبادت ہے اور ہر مسلمان طبعاً یہ جانتا ہے کہ جس نے بھی کسی قسم کی عبادت کو غیر اللہ کے لیے انجام دیا اس نے شرک کیا'' (5)

الغرض یہ آیات واضح دلالت کرتی ہیں کہ نذر عبادت ہے اور عبادت کو غیر اللہ کے لیے انجام دینا جائز نہیں جس سے اس بات کی تائید و تاکید بھی ہو جاتی ہے کہ قبر پرست جو کچھ کرتے ہیں وہ اپنے نام اور کیفیت ہر اعتبار سے بالکل شرک ہے۔

---

(1) احکام القرآن لابن العربی، ص353 ج4۔ (2) تیسیر العزیز الحمید فی شرح کتاب التوحید، ص64۔
(3) سورۃ البقرہ آیت نمبر270۔ (4) تفسیر ابن کثیر ص644 ج2۔ (5) تیسیر العزیز الحمید، ص69۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن اثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ میں اس (نذر) کی ممانعت کئی مرتبہ وارد ہوئی ہے جو اس کے حکم کی تاکید ہے اور اسے واجب کر لینے کے بعد اس میں غفلت و کوتاہی پر سرزنش ہے اگر اس سرزنش سے مراد ان کا نہ کرنا ہوتا تو اس میں اس کے حکم کو ختم کرنے اور اس کو پورا کرنے کے حکم کو بھی ختم کر دیا جاتا، اور اس ممانعت سے وہ معصیت بن جاتی اور لازم نہ ہوتی، گویا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے لوگوں کو یہ بتایا ہے کہ یہ کام ان کے لیے کسی نفع کو لا سکتا ہے نہ ہی کسی نقصان کو روک سکتا ہے اور نہ کسی تقدیر کو رد کر سکتا ہے لہذا فرمایا تم نذر نہ مانا کرو، کہ شاید تم اس طرح کوئی وہ چیز حاصل کر لو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نصیب میں نہیں لکھی یا کوئی ایسی چیز رد کر سکو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں فیصلہ کر دی ہو لہذا اگر نذر مانتے وقت ایسا کوئی عقیدہ نہ ہو تو پھر اس نذر کو پورا کرو کیونکہ جس چیز کی تم نذر مانو اس کو پورا کرنا تم پر لازم ہے۔ (1)

بہر حال جو بات راجح معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ (نذر ماننا) مکروہ ہے۔ کیونکہ انسان خود پر ایک ایسی چیز کو لازم کرتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اسے آزاد کیا ہے اور اس میں خود انسان پر تکلیف ہے اور اس چیز کو واجب کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے اس پر واجب نہیں کیا، میرا مقصد اس مسئلہ کا فقہی تجزیہ کرنا نہیں صرف موضوع میں اس کی اہمیت کے پیش نظر اس بحث میں اس کو ذکر کر دیا ہے۔ اور نذر دراصل نیت کرنے سے پہلے مکروہ ہے لیکن جب نیت کر لی جائے تو اسے پورا کرنا لازم ہو جاتا ہے اور یہ اس کے حق میں ایسی عبادت ہو جاتی ہے جس کا انجام دینا واجب ہوتا ہے اور جیسا انسان خود پر لازم کردہ کسی چیز کو ادا کرتا ہے تو اس کی تعریف کی جاتی ہے اور نذر کے عبادت ہونے پر بہت سے دلائل ہیں مثلاً:۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

''يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْماً كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيراً'' (2)

وہ نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی آفت ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی۔

یہاں ہم پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی ہے جنہوں نے نذر کو پورا کیا جو دلیل ہے کہ انسان کے اپنے پر لازم کر لینے کے بعد یہ ضروری عبادت بن گئی، امام ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یوفون'' یعنی جس چیز کو انہوں نے اعتقاد کے ساتھ اپنے آپ پر لازم کر لیا ہے۔ اسکو پورا کرتے ہیں: اس سے زیادہ تعریف اور کچھ نہیں ہو سکتی جیسا کہ اس سے بہتر فعل کوئی نہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر بہت سے کام فرض کیے ہیں جن کی ادائیگی میں وہ غفلت کرتا ہے اور عاجز رہتا ہے اور جب خود پر نذر مان لیتا ہے تو اس کی وفا ضروری ہو جاتی ہے تو جب وہ دونوں کاموں کا حق ادا کر کے دونوں نذریں پوری کر دے تو اس کی جزا وہی ہوگی جو سورت کے آخر میں بیان

(1) النھایۃ فی غریب الحدیث، ص33 ج5۔

(2) سورۃ الانسان آیت نمبر 7

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ لازمی قبول کر لینے کے معنی میں آتا ہے۔اور نذر کی جمع نذور آتی ہے۔(1)

اور اصطلاحی طور پر نذر کہتے ہیں کہ: انسان کسی چیز کو نفلی طور پر خود پر واجب کر لے خواہ کوئی عبادت ہو یا صدقہ وغیرہ۔(2)

چنانچہ لغوی اور اصطلاحی دونوں معنی اس پر متفق ہیں کہ نذر اپنے آپ پر کسی ایسی چیز کو واجب اور لازمی کر لینا ہے جو واجب اور لازمی نہ تھی۔یعنی انسان خود ایسی چیز کو لازم اور واجب کر لے جسے اللہ تعالیٰ نے اس پر لازم اور واجب نہیں کیا۔اس اعتبار سے ہم آیندہ دیکھیں گے کہ نذر مباح امور میں سے ہے یا تعبدی امور میں ہے؟

دوسرا مقصد: نذر کے عبادت ہونے کا ثبوت:

نذر ایسے امور اور احکام میں سے سمجھی جاتی ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے مشروع قرار دیا ہے اگر چہ اس کے حکم میں اختلاف ہے، کیونکہ بعض اہل علم نے اسے مکروہ اور بعض نے حرام کہا ہے۔(3)

اکثر اہل علم کا خیال ہے کہ وہ مکروہ ہے کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:۔

”نھی النبی ﷺ عن النذر وقال: انه لایرد شیئا وانما یستخرج به من البخیل“ (4)

نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے نذر سے منع فرمایا ہے اور کہا ہے کہ: نذر کسی چیز کو روک نہیں سکتی صرف اس کے ذریعہ بخیل کا مال نکالا جاتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ممکن ہے اس ممانعت کا سبب یہ ہو کہ یوں نذر ماننے والا خود پر ایک چیز کو لازم کر لیتا ہے وہ خوشی سے نہیں بلکہ تکلف سے انجام دیتا ہے جبکہ یہ بھی ممکن ہے کہ ممانعت کا سبب یہ ہو کہ جس چیز نیکی کو وہ اپنی نذرِ کے ذریعہ واجب کر کے انجام دیتا ہو وہ اس کی طلب اور مقصد کا معاوضہ ہو۔جس سے ان کا ثواب بھی کم ہوگا اور یہ بات عبادت کے بھی لائق نہیں کہ وہ تو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہونی چاہیے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ممانعت اس وجہ سے ہو کہ بعض جاہل سمجھتے ہیں کہ نذر تقدیر کو بدل دیتی ہے اور جو کچھ نصیب میں لکھا ہے وہ رک بھی جاتا ہے تو جاہل لوگوں کے اس اعتقاد کے خوف کی بنا پر نذر سے منع کر دیا گیا اور حدیث کا سیاق و سباق اس کی تائید کرتا ہے۔“ واللہ اعلم (5)

(1) لسان العرب مادہ ”نذر“ (2) النھایۃ فی غریب الحدیث، ص33 ج5۔

(3) کتاب الایمان والنذور، ڈاکٹر عبدالقادر ابو فارس ص132۔

(4) بخاری حدیث (6608) مسلم حدیث 1639)

(5) المنھاج شرح مسلم ص1043۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری بحث

قبروں کے لیے نذر ونیاز

جن بڑی بڑی بدعات اور مصیبتوں میں اکثر جاہل مبتلا ہیں ان میں قبروں کے لیے نذر ونیاز ماننا بھی ہے جیسا کہ ان میں سے کوئی کہے: اے! (پیر) بدوی، جب میرا بیمار تندرست ہوگا تو میں بکرا تیری نذر کروں گا۔ یا کوئی کہے: اے! (پیر) شافعی جب میرا گمشدہ (عزیز یا مال) مل جائے گا تو میں تیری قبر کے پاس گائے ذبح کروں گا، کتاب ''اعترافات، کنت قبوریا'' میں قبر پرست تھا کے مولف نے ایک بڑا المناک واقعہ بیان کیا ہے وہ (کتاب کی) کسی فصل میں اس بکرے کے ساتھ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں جس بکرے کی نذر بدوی کے نام مانی گئی تھی۔ چنانچہ وہ اس بکرے کے ساتھ اپنی کشتی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میری خالہ زاد نہایت گھبراہٹ کی حالت میں آئی اور اس یقین کے ساتھ کہ میں اس (بکرے) کو قتل کر دوں گا اور وہ اس یقین کے ساتھ چیخی اور چلائی کہ میں اس (بکرے) کو پچھاڑ لوں گا۔ رک جاؤ یہ سید بدوی کا بکرا ہے۔ اس (لڑکی) نے اس بکرے کو آواز دی تو وہ سدھائے ہوئے بچے کی طرح آیا اس (لڑکی) نے اسے تھاما اس کے سر پر پیار کیا اور مجھے بتانے لگی کہ میں ابھی مزار سے آئی ہوں اور میرے ساتھ یہ جو خوبصورت توانا بکرا ہے اس کی میں تین سال سے پرورش کر رہی ہوں (اس لڑکی کا بچہ بھی تین سال کا تھا) کیونکہ میں نے سید بدوی کے نام کی نذر اور منت مانی ہوئی ہے کہ اگر میرا بچہ زندہ رہا تو اس کی دہلیز پر بکرا دوں گی۔ اب کل کو تیسرا سال شروع ہونے والا ہے اور یہی نذر پوری کرنے کا وعدہ (وقت) ہے۔(1)

یہ ان ہزار ہا حکایات میں سے ایک ہے جن کی بنا پر عوام کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ لہذا ہم اس بحث میں غیر اللہ کے لیے نذر ونیاز پر تین مقاصد میں بحث کرتے ہیں۔

پہلا مقصد: نذر کی تعریف:

نذر، لغت میں کئی معانی کے لیے آتا ہے مگر جس مناسب معنی سے ہمیں اس بحث میں غرض ہے وہ اہل لغت کے نزدیک یہ ہے کہ جس کی انسان نذر مانتا ہے اور اسے اپنے آپ پر واجب اور ضروری عہد قرار دے لیتا ہے

(1) اعترافات کنت قبوریا، استاذ عبدالمنعم الجداوی، ص 17۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔ اگر ذبح تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہو مگر ذبح قبروں یا مزارات پر کیا جائے تو یہ بہت بڑی بدعات میں سے ہے اور شرک کے خفیہ ذرائع اور اسباب میں سے ہے اور یہ واضح محرمات میں سے ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ایسے کام سے منع کر دیا ہے اور اس لیے کہ بوانہ جگہ پر ذبح کا پوچھنے والے سے آپ ﷺ نے فرمایا تھا وہاں جاہلیت کا کوئی بت وغیرہ تو نہیں جس کی عبادت کی جاتی ہو۔۔۔ چنانچہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ جس جگہ غیر اللہ کے لیے ذبح کیا جاتا ہو وہاں اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح کرنا بھی گناہ ہے۔

2۔ یا پھر ذبح ہی غیر اللہ کے لیے ہوگا، جیسا کہ قبر والے یا مزار والے کے لیے اور کسی ولی کے لیے ذبح کیا جائے تو یہ شرک اکبر ہے جس کے مرتکب کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی اور تمام علماء ایسے انسان کے کفر اور دین سے نکل جانے پر متفق ہیں ابھی امام نووی رحمہ اللہ کے حوالہ سے گذر چکا ہے کہ ایسا انسان مرتد ہے جس سے توبہ کروائی جائے، اسی طرح دیگر اہل علم کا قول ہے جس کی بنا پر ایمانی غیرت رکھنے والوں کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو اس فعل کے خطرناک انجام سے ڈرائیں اور بچائیں اور اس فعل اور اس کے انجام سے ان کو آگاہ کریں۔ واللہ اعلم۔(۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ "(1)

بے شک ہم نے تمہیں (حوض) کوثر عطا کیا، پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات دلالت کرتی ہیں کہ سجدہ اور ذبح کرنا عبادات ہیں۔ جن کا غیر اللہ کے لیے انجام دینا شرک اکبر ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان جن قبروں کو سجدہ کرتا ہے یا ذبح کرنے کے لیے جاتا ہے تو اس کا مقصد سجدہ یا ذبح کے ذریعہ ان قبروں کی تعظیم و تکریم ہی ہوتا ہے۔(2)

8۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب وہاں (قبر، مزار پر) ذبح اللہ تعالیٰ کے لیے ہو، یا قبر والے کے لیے ہو جیسا کہ بعض جاہل کرتے ہیں تو یہ واضح شرک ہے اور اس کا کھانا حرام اور فسق (گناہ) ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ" (3)

اور نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور وہ حرام ہے۔

یعنی اگر وہ ایسے ہی ہے کہ غیر اللہ کے لیے ذبح کیا گیا ہے تو وہ فسق (حرام) ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ" (4)

یا وہ فسق (حرام) ہو جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔(5)

بہر حال اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ غیر اللہ کے نام ذبح کیا گیا حرام ہے، پس جب کسی نبی یا فرشتہ کے نام پر ذبح بھی شرک ہے تو جو ان سے مقام و مرتبہ میں کہیں کم تر ہیں ان کے نام پر ذبح کیا حکم ہوگا؟ جیسا کہ کسی کو ولی سمجھ کر اس کے نام کا ذبح کیا جائے جیسے لوگ بدوی (اور شیخ عبد القادر جیلانیؒ) وغیرہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں تو یہ بالکل شرک ہے بلکہ اس سے بھی بڑا ہے یہ وہ مصیبت اور مرض ہے جس میں قدیم جاہلیت والے مبتلا تھے اور آج کی جاہلیت میں بھی یہ مصیبت اور بیماری قائم اور جاری ہے۔

چھٹا مقصد: غیر اللہ کے لیے ذبح کا حکم۔

غیر اللہ کے نام ذبح دو حالتوں سے خالی نہیں۔

---

(1) سورۃ الکوثر آیت نمبر 2,1 (2) فتاوی اللجنۃ الدائمۃ، ص396 ج1۔ (3) سورۃ الانعام آیت نمبر 121۔

(4) سورۃ الانعام آیت نمبر 145 (5) احکام الجنائز، ص259

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے چنانچہ انہوں نے ''کتاب التوحید'' میں یہ عنوان قائم کیا ہے کہ (غیر اللہ کے لیے ذبح کرنے سے متعلق بحث) بلکہ ایک اور الگ عنوان قائم کیا ہے۔ (جس جگہ غیر اللہ کے لیے ذبح کیا جاتا ہو وہاں اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح نہیں کرنا چاہیے) اور پھر اس کی حرمت پر دلائل بیان کیے:۔

اپنی ایک اور عظیم تصنیف میں فرمایا: وہ مسائل جن میں رسول اللہ ﷺ نے اہل جاہلیت کی مخالفت کی ہے۔ مسئلہ نمبر 84 ''قبروں کے پاس ذبح کرنا'' (1)

5۔ '' امام الصنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جان (سمجھ) لیجیے کہ ہر خون جو غیر اللہ کے لیے بہایا جائے (ذبح کیا جائے) وہ عبادت ہے اور جو عبادت غیر اللہ کی ہے وہ حرام ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف حق ہے کہ غیر اللہ کے نام ذبح کیا گیا ہر جانور حرام ہے''۔ (2)

6۔ شیخ رشید رضا مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بعض عامی قسم کے جاہل یہ سمجھتے ہیں کہ جاہلیت کے ان ٹھکانوں (قبروں، مزارات) پر ذبح سے ممانعت مسلمانوں کے بزرگوں کی تعظیم کے لیے ذبح کی حرمت کی متقاضی نہیں: لیکن ہم کہتے ہیں:۔ کہ

1۔ فقہاء کا اتفاق ہے انبیاء علیہم السلام اور کعبہ وغیرہ جیسے غیر اللہ کے لیے ذبح جائز نہیں۔

2۔ اس میں حکمت دلوں کو غیر اللہ کی محبت و توجہ سے پاک کرنا ہے خصوصاً ایسے کام جن کو نیکی اور بھلائی کے کام سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ سب شرک کرنا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ وہی عمل قبول کرتا ہے جو خاص اس کی ذات کے لیے ہو۔ (3)

7۔ سعودی عرب کی کمیٹی برائے فتویٰ نے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے: قبروں پر سجدہ کرنا اور ان پر ذبح کرنا جاہلیت کی بت پرستی اور شرک اکبر ہے کیونکہ یہ دونوں عبادت ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لیے کرنا جائز نہیں جو بھی اسے غیر اللہ کے لیے انجام دے گا وہ مشرک ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

''قُلْ اِنَّ صَلَاتِی وَنُسُکِی وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ o لَا شَرِیکَ لَه وَبِذَالِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ o (4)

فرما دیجیے میری نماز، میری قربانی، اور میری زندگی و موت اللہ کے لیے ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

---

(1) المسائل التی خالف فیھا رسول اللہ ﷺ اہل الجاھلیۃ ص 650 ج 2۔ (2) مسئلۃ فی الذبائح علی القبور وغیرھا ص 42۔

(3) فتاوی امام رشید رضا ص 338 ج 1۔ (4) سورۃ الانعام آیت 162، 163۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ ذبح کرتے وقت کہا جائے کہ کسی بت، صلیب، حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ علیہما السلام یا کعبہ وغیرہ کے نام ذبح کیا جاتا ہے یہ سب حرام ہے اور یہ ذبیحہ حلال نہیں خواہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو کہ عیسائی یا یہودی امام شافعیؒ نے اس پر نص بیان کی ہے اور ہمارے فقہاء اس پر متفق ہیں اور اگر اس کے ساتھ جس کے نام ذبح کیا جارہا ہے اس کی تعظیم مقصود ہو اور اس کی عبادت مطلوب ہو تو یہ کفر ہے اور اگر وہ ذبح کرنے سے پہلے مسلمان تھا تو تو مرتد ہو گیا۔ شیخ ابراہیم المروزی نے ذکر کیا ہے کہ: بادشاہ کے استقبال پر جو اس کے تقرب کے لیے ذبح کیا جاتا ہے بخارا والوں نے اس کے حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ وہ بھی "ما اُھل لغیر اللہ به" (غیر اللہ کے نام ذبح کرنے) کے ضمن میں آتا ہے۔ (1)

2۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبر کے پاس قربانی وغیرہ ذبح نہ کی جائے کہ مشرکین قبروں کے لیے ذبح کرتے تھے اور قبروں پر چڑھاوے چڑھاتے ہے اور جاہلیت میں جب ان کا کوئی بڑا آدمی مرجاتا تو اس کی تعظیم کے طور پر اس کی قبر کے پاس گھوڑا یا اونٹ وغیرہ ذبح کرتے تو نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ان تمام چیزوں سے منع فرمادیا، اور اگر کوئی اس قسم کی نذر بھی مان لے تو اس کو پورا نہیں کرنا چاہیے اور اگر کوئی وقف میں ایسی شرط لگائے تو یہ شرط بھی فاسد اور باطل ہوگی۔ اسی طرح قبر کے پاس صدقہ کرنے کو بھی علماء نے مکروہ سمجھا ہے اور وقف کرنے والے کی اس شرط کو بھی فاسد قرار دیا ہے اور اس بات کو بھی برا سمجھا ہے کہ قبر پر کھانے یا پینے کی کوئی چیز رکھ دی جائے کہ لوگ اسے وہاں سے لیں اس قسم کے تمام کام تر کی کفار کے ہیں مسلمانوں کے کام نہیں۔ (2)

3۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ارشاد باری تعالیٰ ہے "وما اھل لغیر اللہ به" (اور جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے) یعنی جو ذبح کیا جائے اور اس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے تو وہ حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ضروری قرار دیا ہے کہ مخلوقات کو اس کے نام پر (ہی) ذبح کیا جائے چنانچہ جب اس سے انحراف کرتے ہوئے غیر اللہ کسی بت، طاغوت وغیرہ کسی بھی مخلوق کا نام لیا جائے گا تو وہ بالاجماع حرام ہے۔ (3)

ائمہ تفسیر رحمھم اللہ تعالیٰ نے اس شرک کے ممنوع ہونے اور اس سے خطرناک نتائج پر بڑی تفصیلی گفتگو کی ہے۔

4۔ مجدد دین شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے اپنی کتابوں میں اکثر اس ممنوع اور حرام کام سے ڈرایا اور خبردار

---

(1) المنہاج ص 1258، امام ابراہیم مروزی عراق کے بہت بڑے شافعی فقیہ تھے (طبقات الشافعیہ ص 106 ج 1، الاعلام ص 28 ج 1)

(2) مجموع الفتاوی ص 306 ج 26، الاقتضاء ص 563,745 ج 2

(3) تفسیر ابن کثیر ص 1093 ج 3 سورۃ مائدہ آیت نمبر 3

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ" وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا"(1)

وہ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں فرما دیجیے ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے فائدے بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔

تیسرا شبہ: کہتے ہیں کہ جب ہم ان قبروں کے پاس ذبح کرتے ہیں تو مقصد میت کا تقرب نہیں ہوتا بلکہ میت کی طرف سے صدقہ کرنے کی طرح اسے ثواب پہنچانا ہوتا ہے۔

جواب: اس شبہ کا جواب بھی کئی صورتوں میں ہے۔

1۔ اگر تم اپنے خیال کے مطابق واقعی ثواب پہنچانا چاہتے ہو تو اگر یہ خالص صدقہ ہے تو ہر جگہ سے قبول ہو جاتا ہے اس میں تو کوئی فرق نہیں کہ تم اس کی قبر پر ذبح کرو یا اپنے گھر کے صحن میں ذبح کرو، بلکہ اپنے گھر کے احاطہ میں ذبح کرنے میں اس قبر پر لوگوں کے جم غفیر کے سامنے ذبح کرنے کی نسبت زیادہ اخلاص ہوگا۔

2۔ قبروں کے پاس ذبح کرنے کی حرمت پر نص وارد ہے اور نص یعنی دلیل قطعی کے ہوتے ہوئے اجتہاد نہیں ہوسکتا یہ بات تمام شبہات کا جواب اور رد ہے چنانچہ جتنے بھی شبہات پیش کیے جاتے ہیں سب کے سب غلط اور ناقابل قبول ہیں۔

پانچواں مقصد: غیر اللہ کے لیے ذبح کا حکم اور علماء کے اقوال:

غیر اللہ کے لیے ذبح کے حرام ہونے اور اس کے ممنوع بلکہ یہ کہ قبروں اور مزارات پر جو بھی کام ہوتے ہیں ان میں سے اس کے سب سے خطرناک کام ہونے پر علماء کرام کے بے شمار اقوال ہیں مثلاً:۔

1۔ امام نووی رحمہ اللہ، حدیث "لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ" (جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت) کی شرح میں فرماتے ہیں: غیر اللہ کے لیے ذبح کرنے سے مراد یہ ہے کہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے

---

(1) البقرة، آیت نمبر 219۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برائی، گناہ اور ظلم پر تعاون سے روکا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ"(1)

اور نیکی، بھلائی اور تقویٰ پر تعاون کرو، اور گناہ، ظلم وزیادتی پر تعاون نہ کرو۔

چنانچہ جب ان کے لیے ذبح کیا جائے یا اس شرک گاہ پر ان کو پیش کیا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر ان سے تعاون ہے۔

2۔ فقراء تو ہر جگہ پائے جاتے ہیں تو صرف ان کو ہی مدد اور تعاون کے لیے کیوں اختیار کیا گیا؟ صرف اس لئے اختیار کیا کہ وہ تیرے ہم مذہب ہیں اور تیرے اپنے پسندیدہ کام کے لئے آئے ہیں۔

3۔ اگر تمہارا مقصد فقراء (کی خدمت ہی) ہے تو اس جگہ آ کر کیوں ذبح کیا اور اسی جگہ کو کیوں اختیار کیا؟ کیا ممکن نہ تھا کہ فقیروں میں پکایا ہوا کھانا یا اسے نقد ہی تقسیم کر دیتے؟ لیکن جب تم نے ذبح کرنے کو اختیار کیا تو اس کا مقصد ہی ہے کہ تم اس قبر والے کی خوشنودی اور تقرب چاہتے ہو۔ کیونکہ تم نے اس کے زائرین کو کھانا کھلایا ہے اور اس کو بیت اللہ یا حج کے ارکان (عرفات، مزدلفہ، منیٰ) سے تشبیہ دی ہے جہاں پر حاجیوں اور زائرین کو کھانا کھلانے اور ان کی خدمت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کیونکہ وہ اس کے زائرین اور مہمان ہیں۔ اور ہر کوئی اپنے مہمانوں یا اپنے معبود کے مہمانوں کو کھلاتا ہے باوجودیکہ ہم حضرات انبیاء علیہم السلام یا اولیاء کی قبروں کے پاس صدقات وخیرات کی تقسیم کو جائز نہیں سمجھتے۔ خواہ نقدی کی صورت میں ہو یا جنس کی صورت میں۔

4۔ یہ فوائد جن کا تم تصور کرتے ہو اور کہتے ہو کہ لوگ اپنی ضرورتیں پاتے ہیں بالکل مردود اور ناقابل تسلیم ہیں کیونکہ کسی انسان کا اپنی ضرورت کو پالینا اس کے جواز کی دلیل نہیں کیونکہ بسا اوقات انسان اپنی ضرورت غیر شرعی طریقہ سے بھی پالیتا ہے چنانچہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''پس کہا جائے گا کہ، ہر وہ سبب جس سے انسان اپنی ضرورت پوری کر لیتا ہے ضروری نہیں کہ وہ شرعی بھی ہو بلکہ وہ مباح بھی نہیں ہوتا، مشروع اس وقت ہوگا جب اس کا فائدہ نقصان پر غالب ہو لیکن جب نقصان غالب ہو تو پھر وہ شرعی نہیں ہوتا بلکہ ناجائز اور ممنوع ہوتا ہے خواہ اس سے کچھ فائدہ حاصل بھی کیوں نہ ہو۔(2)

ورنہ تو تمہارے اصول کے تحت شراب پینا اور جوا بھی جائز ہوگا کہ اس میں بھی لوگوں کو فائدہ تو ہوتا ہے تو ہر وہ چیز جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے جائز تو نہیں ہوتی۔

---

(1) سورۃ المائدہ آیت نمبر2۔

(2) مجموع الفتاویٰ ص 177 ج 27۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کی تعظیم کی جاتی ہو وہ بھی حرام ہے اسی وجہ سے جب نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس آدمی نے بوانہ نامی جگہ پر اونٹ ذبح کرنے کا پوچھا تو آپ ﷺ نے اسے یہ نہیں کہا کہ تم اس پر اللہ کا نام لوگے کہ نہیں؟ کیونکہ آپ ﷺ کو یقین تھا کہ یہ سب کچھ تو اس آدمی میں نہیں پایا جاتا لہٰذا اس سے ''بوانہ'' کے متعلق یہ پوچھا کہ وہ جگہ لوگوں کے نزدیک قابل تعظیم وتکریم ہے؟ یا وہاں کوئی ایسی چیز تو نہیں جس کی اللہ کے علاوہ تعظیم کی جاتی ہو؟ جب اس نے نفی میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے اسے اپنی نذر پوری کرنے کا حکم دیا۔

3۔ امر واقع بھی اس کی تردید کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح ہی کا ارادہ ہو اور فقراء ومساکین کو فائدہ پہنچانا ہی مقصود ہو تو اسے حرام جگہ کے علاوہ اللہ کے نام کہیں بھی ذبح کیا جا سکتا ہے اور فقراء ومساکین بھی ہر جگہ دستیاب ہیں تو پھر سب جگہ چھوڑ کر اسی جگہ کو کیوں اختیار کیا جاتا ہے؟ ظاہر ہے کہ وہ اس کو اس لیے اختیار کرتا ہے کہ اس کے نزدیک وہ قابل احترام وتعظیم جگہ ہے جیسا کہ علامہ صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر وہ کہے کہ: میں نے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہے، تو اسے کہیے، اگر واقعتاً یہ اللہ کے لیے ذبح کیا ہے، تو پھر اس مزار کے دروازہ پر ذبح کیوں کرتے ہو جس کی فضیلت وتعظیم کا تم عقیدہ رکھتے ہو؟ اگر وہ کہے یہ تو ٹھیک ہے، تو کہیے: یہی تو غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا ہے بلکہ تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے غیر کو شریک بنایا ہے اور اگر تمہارا ارادہ اس کی تعظیم نہیں تو پھر کیا، مزار کے دروازے کو گندا کرنے اور داخل ہونے والوں کو پلید کرنے کے لیے ایسا کیا ہے؟ حالانکہ تم یقیناً جانتے ہو کہ تمہارا یہ مقصد نہیں بلکہ وہی پہلا مقصد ہے اور اس کے ارادہ سے تم اپنے گھر سے آئے ہو۔ پھر اسی طرح اس کے لیے ان کی دعائیں ہیں چنانچہ یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں وہی بلاشبہ شرک ہے (1)

خلاصہ: یہ شبہ بالکل کمزور، لایعنی اور باطل ہے جس سے استدلال جائز ہے نہ اس کا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔

دوسرا شبہ: صوفی لوگ اکثر یہ شبہ دہراتے ہیں کہ قبروں اور مزاروں کے پاس ہم جب ذبح کرتے ہیں تو ہمارا مقصد وہاں آنے والے زائرین وغیرہ کی خدمت ہوتا ہے ہم ان کی ضیافت کرتے ہیں جو مستحب ہے اور اس لیے کہ وہاں آنے والے فقراء کو یہ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

جواب: اس شبہ کا جواب بھی کئی طریقوں سے ہے۔

1۔ ان لوگوں کو نفع پہنچانا ایک مفروضہ ہے کیونکہ انہوں نے وہاں آ کر ہی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے لہٰذا ان کے ساتھ تعاون اس کے فعل میں شریک ہونا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نیکی اور تقویٰ پر تعاون کا حکم دیا ہے اور

(1) تطہیر الاعتقاد، ص 39

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اہل جاہلیت سخی آدمی کی قبر پر اونٹوں کی ٹانگ کاٹا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم اسے اس کی سخاوت کا بدلہ دے رہے ہیں کہ وہ بھی اپنی زندگی میں جانور کاٹ کر مہمانوں کو کھلایا کرتا تھا تو ہم ان کو اس کی قبر پر کاٹ کر درندوں اور پرندوں کو کھلاتے ہیں گویا وہ مرنے کے بعد بھی کھلاتا ہے جیسا کہ اپنی زندگی میں کھلایا کرتا تھا۔ جبکہ بعض یہ تصور اور عقیدہ بھی رکھتے تھے کہ جب کسی کی قبر پر اس طرح سواری کو کاٹا جاتا ہے تو وہ (قبر والا) قیامت کے دن سواری پر ہی اٹھے گا اگر کسی کی قبر پر ایسا نہیں کیا جاتا تو وہ قیامت کو پیدل ہی اٹھے گا۔ اور یہ عقیدہ ان کا تھا جو مرنے کے بعد زندہ ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے'' (۱)

اس چیز پر دور جاہلیت کے شعراء کا کلام بھی دلالت کرتا ہے جیسا کہ جریہ وغیرہ نے اپنے بیٹے کو ایسا کرنے کی ترغیب دلائی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم دور جاہلیت میں لوگ بتوں، بزرگوں اور مشائخ کے پاس ذبح کرتے تھے جس کی پیروی موجودہ جاہلیت میں کی جارہی ہے کہ وہ بھی اپنے بتوں کے پاس ذبح کرتے ہیں۔ چنانچہ دیکھیں کوئی بدوی کی قبر پر ذبح کر رہا ہے اور کوئی شاذلی کی قبر پر ذبح کر رہا ہے اسی طرح کوئی کہیں اور کہیں ذبح کر رہا ہے۔ ہر کوئی اپنے بت کی پوجا کرتا ہے اور اس سے نفع ونقصان کی امید رکھتا ہے اس کے لیے ذبح کر رہا ہے اور اس پر بڑے کمزور شبہات اور باطل دلائل سے استدلال کرتے ہیں جس پر ہم آئندہ بحث کریں گے۔ ان شاء اللہ

چوتھا مقصد: ذبح کو جائز کہنے والوں کے شبہات اور ان کا ازالہ

پہلا شبہ: کہتے ہیں کہ ہم جب قبروں پر ذبح کرتے تو اللہ تعالیٰ کے لیے اور اللہ تعالیٰ کے نام ہی سے اس مقصد کے لیے ذبح کرتے ہیں کہ فقیروں اور مسکینوں کو فائدہ ہو۔

جواب: اس شبہ کا کئی طریقوں سے جواب دیا جاتا ہے

1۔ اگر ایسا کرنا جائز ہوتا تو جو ہم سب سے افضل تھے وہ ضرور کرتے یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لیکن ان میں سے کسی ایک سے بھی کیا کسی صحیح یا ضعیف روایت میں ثابت ہے کہ انہوں نے ایسا کیا ہو؟ جب جواب نفی میں ہے تو کہا جائے گا، کیا جو چیز انہیں کافی تھی وہ تمہیں کافی نہیں؟

2۔ قبر یا مزار کے پاس ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا ہی اس ذبیحہ کے حلال ہونے اور اسے کھانے کے جائز ہونے کو کافی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صرف اس ذبیحہ کے کھانے سے منع نہیں کیا جس پر اس کا نام نہ لیا گیا ہو بلکہ جس طرح جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو وہ حرام ہے اسی طرح جو جانور ایسی جگہ پر ذبح کیا جائے

(۱) مختصر سنن ابی داؤد، ص339ج4

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے بوانہ جگہ پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیا وہاں دور جاہلیت میں کوئی بت وغیرہ تھا جس کی پوجا کی جاتی تھی؟ کہا نہیں، آپ ﷺ نے پوچھا: وہاں کوئی عید یا میلہ وغیرہ منایا جاتا تھا، کہا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر پوری کرو، جو نذر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ہو یا جس کا آدمی مالک نہ ہو، اسے پورا نہیں کرنا چاہیے۔ (1)

6۔ حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ: ایک آدمی جنت میں مکھی کی وجہ سے داخل ہو گیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ وہ کیسے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دو آدمی ایک قوم (کی بستی) کے پاس سے گذرے وہاں ان کا بت تھا جس پر کچھ نہ کچھ نذر دیے بغیر کوئی بھی وہاں سے گذرنے نہ پاتا تھا، انہوں نے ان میں سے ایک کو کہا کہ کچھ نہ کچھ اس بت کی نذر کرو، چڑھاوا پیش کرو، اس نے کہا: میرے پاس تو چڑھاوے کے لیے کچھ بھی نہیں، انہوں نے اسے کہا: مکھی ہی ذبح (مار کر نذر) کر دو تو اس نے مکھی کا چڑھاوا چڑھا دیا تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا مگر اسی وجہ سے جہنم چلا گیا جبکہ دوسرے کو ایسا کہا گیا تو اس نے کہا: میں غیر اللہ کے نام کچھ بھی ذبح کرنے اور چڑھاوا دینے کو تیار نہیں تو انہوں نے اس کو شہید کر دیا اور وہ اسی وجہ سے جنت چلا گیا۔ (2)

اس حدیث سے امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے اپنی کتاب التوحید میں استدلال کرتے ہوئے یہ عنوان قائم کیا ہے کہ ”غیر اللہ کے لیے ذبح کرنے سے متعلق (مسائل کا) باب“ (3)

یہ آیات اور احادیث غیر اللہ کے لیے ذبح کی حرمت پر دلالت کرنے میں بڑی واضح اور صریح ہیں اور ہم چوتھے مقصد میں اس مسئلہ پر قرآن وحدیث کی روشنی میں علماء کرام نے جو کچھ سمجھا اسے بیان کریں گے۔

تیسرا مقصد: اس کا ثبوت کہ غیر اللہ کے لیے ذبح اہل جاہلیت کا طریقہ ہے۔

سابقہ بحث سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام نے غیر اللہ کے لیے ذبح کو حرام قرار دیا ہے بلکہ جس جگہ کی اہل جاہلیت تعظیم کرتے تھے اس جگہ مطلقاً ذبح کرنا بھی حرام ہے خواہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ہی کیوں نہ ہو، اور یہ بات تو واضح ہے کہ قدیم دور جاہلیت میں لوگ اپنے بتوں اور بزرگوں کی تعظیم کرتے ہوئے وہاں ذبح کیا کرتے تھے،

---

(1) صحیح سنن ابی داؤد للالبانی، ص328 ج2 حدیث 3313 کتاب الایمان والنذر در باب ما یومر بالوفا بالنذر۔

(2) احمد فی الزہد، ص15 حلیۃ الاولیاء، ص203 ج1 ابن ابی شیبہ ص358 ج12 وصححہ الشیخ فریح البھلال والشیخ ناصر الفھد، حضرت طارق رضی اللہ عنہ کو بعض نے صحابی اور بعض نے تابعی کہا ہے۔ الاصابہ ص413 ج3۔

(3) فتح المجید ص165

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ دلائل غیر اللہ کے نام ذبح کی حرمت کو واضح کرتے ہیں اور یہ بہت بڑے محرمات میں سے ہے اور یہ ذبیحہ حلال نہیں۔

2۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے:۔

"لَاعَقْرَ فِي الْاِسْلَامِ"(1)

اسلام میں (جانور کو) کاٹنا نہیں ہے۔

"عقر" اونٹ یا اونٹنی اور بکری کو ذبح کرنے کے لیے اس کی کسی ایک ٹانگ کو تلوار سے کاٹنے کو کہتے ہیں۔ یہ اس لیے کیا جاتا ہے کہ وہ ذبح کے وقت کہیں بھاگ نہ جائے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قبروں کے پاس اہل جاہلیت جو ایسا کرتے تھے اس سے روکا جائے، کیونکہ ان کی عادت تھی مُردوں کی قبروں پر اونٹوں کی کھونچیں کاٹتے تھے یعنی ذبح کرتے تھے اور کہتے تھے کہ: قبر والا اپنی زندگی میں مہمانوں کے لیے ایسا کرتا تھا تو اب ہم اس کا بدلہ دینے کو اس کے مرنے کے بعد اس جیسا کام کرتے ہیں۔(2)

3۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا:

"لعن اللّٰه من لعن والده، ولعن اللّٰه من ذبح لغير اللّٰه"(3)

اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جو اپنے والد پر لعنت کرتا ہے اور اس پر بھی اللہ لعنت کرے جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرتا ہے۔

4۔ سنن ابی داؤد میں آتا ہے کہ ایک عورت نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: میں نے فلاں مکان اور جگہ پر ذبح کرنے کی نذر مانی ہے جس جگہ پر اہل جاہلیت ذبح کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بت کے لیے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی مجسمہ کے لیے؟ اس نے کہا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر کو پورا کرو۔ (4)

5۔ سنن ابی داؤد ہی میں آتا ہے کہ: ایک آدمی نے آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں نذر مانی کہ وہ (ینبع کے قریب ساحل سمندر پر) "بوانہ" جگہ پر اونٹ ذبح کریگا تو وہ آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا کہ

---

(1) ابوداؤد کتاب الجنائز حدیث 3222، ابن ماجہ کتاب النکاح باب النھی عن الشغار حدیث 1885 بوصیری اور علامہ البانی وغیرہ نے اسے صحیح کہا ہے، احکام الجنائز ص 259 (2) النھایہ ص 271، ج 3 اللسان مادہ "عقر"

(3) مسلم، کتاب الاضاحی باب تحریم الذبح لغیر اللہ حدیث 1978

(4) صحیح ابوداؤد للالبانی ص 328 ج 2، ارواء الغلیل حدیث 4587

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے (قبرستان میں) کھانے پینے سے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا: قبر کے پاس کھانے پینے یالا الہ الا اللہ کا ورد کرنے یا نماز اور تلاوت قرآن پاک کے لیے ٹھہرنا یہ سب کچھ ایسا ناپسندیدہ اور برا کام ہے جس کا شریعت مطہرہ میں کوئی ثبوت نہیں۔(1)

سعودی عرب کی کمیٹی برائے فتویٰ نے لکھا ہے: ''جنازہ لانے والوں کے لیے قبرستان میں پانی کی بوتلیں فراہم کرنا، میت والوں پر بے جا مشقت اور تکلیف ہے جو سلف صالحین میں نہیں ملتی، خصوصاً دفن کرنے کا تھوڑا سا وقت ہوتا ہے جس میں اس کی ضرورت نہیں ہوتی چنانچہ اس (عمل) سے قبرستان میں اور قبروں پر صدقات وخیرات کرنے کا دروازہ کھولنا ہے لہذا نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے اس کو چھوڑنا ضروری ہے۔

''مِن عَمِلَ عَمَلاً لَيسَ عَلَيهِ أمرُنَا فَهُوَ رَدٌّ'' (2) (3)

جس نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا کوئی حکم نہیں وہ مردود ہے۔

لہذا جس خطرہ اور اندیشہ کو اس کمیٹی نے محسوس کیا تھا وہ آج پایا جارہا ہے کہ وہ دروازہ کھل چکا ہے لہذا اس کا جلد از جلد بند کرنا ضروری ہے کیونکہ اس سے پہلے میت والوں کی طرف سے پانی پیش کرنے کا کوئی رواج نہ تھا اور یہ عمل سلف صالحین کے طریقہ سے بھی مخالف ہے خواہ اسے میت والے لائیں یا کوئی امیر آدمی سبقت لے جائے، ورنہ ہم دیکھتے ہیں بڑے سے بڑے ٹرالرنما فریزر قبرستان میں موسم حج کی طرح جگہ محفوظ کر کے رکھے ہوتے ہیں، بنابریں تبلیغ کرنے اور دعوت دینے والوں کو چاہیے کہ اپنی عقل سے کسی کام کو اچھا کہنے والوں کی پرواہ کیے بغیر کتاب وسنت کے فیصلہ اور سلف صالحین کے طریق کار کی طرف لوگوں کو بلائیں جنھوں (سلف) نے نیکی اور خیر و بھلائی میں ہم سے زیادہ رغبت کی بنا پر اس دور دراز اور مشکل گزار پہاڑی علاقوں (عرفات، منیٰ، مزدلفہ وغیرہ) میں پانی وغیرہ فراہم کیا تو وہ اس سے کہیں نزدیک اور آسان قبرستان میں پانی پہنچانے سے عاجز نہ تھے۔

مگر (ان کے ایسا نہ کرنے سے) ہم پر اس عمل کی سنگینی واضح ہوجاتی ہے کہ یہ برائی اور گناہ کا دروازہ کھولا گیا ہے۔ العیاذ باللہ۔ تو دعوت وتبلیغ والے بھائیوں کو اس سے بچانا اور ڈرانا چاہیے کیونکہ ممکن ہے یہ کام اس سے بھی

(1) مجموع فتاوی ابن باز، ص746 ج2۔

(2) سبق تخریجہ، ص:19۔

(3) من بدع القبور، ص96 ج97۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی بڑے کام (گناہ، شرک) کی طرف لے جائے گا۔ چنانچہ ایسے لوگ ہیں جو نیکی اور خیر و بھلائی کا ارادہ رکھتے ہیں مگر اسے انجام دینے کا صحیح طریقہ نہیں جانتے اسی طرح محکمہ بلدیات کو بھی چاہیے کہ وہ ایسے کنٹینرز نما فریزر زکا داخلہ قبرستان میں ممنوع قرار دیں تا کہ شرک کا دروازہ کھلنے کا جو اندیشہ ہے۔ وہ ختم ہو سکے، اور اسی طرح جو جاہل، مردوں کے لیے نذر و نیاز یا صدقہ و خیرات لیکر آتے ہیں ان کا داخلہ بھی ممنوع قرار دیں ورنہ یہ معاملہ بڑھتا جائے گا جیسا کہ ہم اپنے ارد گرد کے ممالک میں دیکھ رہے ہیں اسی لیے مثال مشہور ہے: آگ چنگارے سے بھڑکتی ہے۔ اس بحث پر یہ کتاب مکمل ہو رہی ہے تو اللہ تعالیٰ کی بھی تعریف و شکر ہے جس کی نعمتوں ہی سے تمام نیک امور انجام پاتے ہیں اسی کا علم سب سے زیادہ اور محکم ہے۔

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله و صحبه وسلم.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجاویز اور نصیحتیں

اس بحث کے اختتام پر میں چند نصیحتیں کرنا چاہتا ہوں شاید کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ ہمیں فائدہ نصیب فرمادے۔

1۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ امت کو کتاب وسنت سے اپنا تعلق مضبوط کرنا چاہیے اور اپنے منہج اور طریقہ میں ان دونوں قسم کی وحی (قرآن وحدیث) کو لازمی سمجھنا چاہیے کہ ان دونوں ہی میں دنیا وآخرت کی سلامتی اور کامیابی ہے چنانچہ جو بھی ان دونوں سے وابستہ ہوا، وہ کامیاب رہا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعاً وَلَا تَفَرَّقُوا" (1)

اور سب اللہ تعالیٰ کی رسی (قرآن) کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقہ فرقہ نہ ہو۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُم فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَن كَانَ يَرْجُوااللّٰه وَالْيَومَ الآخِرِ وَذَكَرَاللّٰه كَثِيراً" (2)

تحقیق تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) میں بہترین نمونہ ہے، جو اللہ تعالیٰ (کی رضا) کو چاہتا ہے اور قیامت کے دن کو اور اس نے اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کیا۔

2۔ امت مسلمہ اپنے عظیم الشان فریضہ کو سمجھے جو اکثر مسلمان معاشروں سے مفقود اور ختم ہو چکا ہے اور وہ ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ جس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"وَلْتَكُنْ مِنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَونَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" (3)

تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہیے جو بھلائی کی دعوت دے نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔ بلاشبہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی امن وسلامتی کی علامت اور معاشرتی نجات کی ضمانت ہے جب بھی امت مسلمہ سے یہ فریضہ اور عظیم ذمہ داری اوجھل ہوئی تو بے ہنگم موجوں اور بے لگام اونٹوں کی طرح بدعات نے اودھم مچانا شروع کر دیا لہٰذا دعوت وتبلیغ کرنے والوں پر ضروری ہے کہ

(1) سورۃ آل عمران، آیت نمبر 103 (2) سورۃ الأحزاب، آیت نمبر 21

(3) سورۃ آل عمران، آیت نمبر 104

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر جگہ ان جاہلوں کو نہایت حکمت اور خوش اسلوبی نیز صبر و تحمل سے دعوت دیں۔ جس نے صبر کیا وہی کامیاب ہوا۔

3۔ ایسے چھوٹے چھوٹے معاملات کو نظر انداز کر دینا جس میں سنت کی مخالفت ہو کیونکہ آگ، چنگاری ہی سے بھڑکتی ہے۔ لہٰذا دعوت و تبلیغ کے ذمہ داروں کو چاہیے کہ بدعت کی اس چنگاری کو شعلہ بننے سے پہلے ہی بجھا دیں اور اس کے پھیلنے سے پہلے ہی اسے ختم کر دیں ورنہ پھیل جانے کے بعد اسے بجھانا مشکل ہو گا اور بڑھ جانے کے بعد اکھاڑنا مشکل ہو گا اور جب اس کا شور وغل اٹھ کھڑا ہوا تو پھر اسے دبانا مشکل رہے گا۔ چنانچہ جب بھی کوئی مبلغ و داعی جہاں بھی بدعت کو دیکھے اس سے بچانے اور اس کو مٹانے میں جلدی کرے۔

4۔ دعوت و تبلیغ کرنے والے ذرائع ابلاغ کو حقیر سمجھ کر نظر انداز نہ کریں اور یوں وہ دشمنوں کے لیے میدان خالی نہ چھوڑیں کہ وہ وہاں براجمان ہو کر اپنے زہریلے عقائد و افکار پھیلانے میں دندناتے رہیں۔ لہٰذا مبلغین اور داعی حضرات پر لازم ہے اس سے پھیلنے والی برائی سے لوگوں کو متنبہ کریں اور اس سلسلہ میں جو شکوک و شبہات پھیلائے جاتے ہیں کسی قسم کی غفلت اور سستی لائے بغیر فوراً ان کا رد کریں اور یہ مت سوچیں کہ کسی اور وقت ایسا کر لیں گے فلاں ایسا کرلے گا۔ بلکہ اپنی ذمہ داری سمجھ کر فوراً ایکشن اور نوٹس لیں۔

4۔ پورے عالم اسلام کے مبلغین اور داعی حضرات کو چاہیے کہ وہ حکمرانوں کو تمام قبریں برابر کرنے کی نصیحت کریں اور قبروں پر جو کچھ سنت سے زائد ہے اسے مٹائیں اور اپنے موقف کو شرعی دلائل اور ائمہ اربعہ (جن کا پورے اسلامی ممالک میں اعتبار اور احترام کیا جاتا ہے) کے اقوال سے مضبوط طور پیش کریں کیونکہ کوئی بھی ایسا اسلامی ملک نہیں جہاں ان چاروں اماموں میں سے کسی نہ کسی سے نسبت رکھنے والے نہ ہوں اور الحمد اللہ ان تمام اماموں کا ان بدعات کے حرام ہونے پر اتفاق ہے اور انہوں نے ان بدعات سے ڈرایا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ان اماموں کے بڑے بڑے پیروکار بھی ان ہی کے طریقہ و منہج پر تھے۔(1)

6۔ اصحاب الخیر اور مبلغین کو دینی تقریبات کے مواقع اور پروگراموں کو غنیمت سمجھنا چاہیے مثلاً حج کے موقعہ تمام علاقوں سے لوگ وفود کی صورت میں حرمین آتے ہیں تو وہاں جا کر توحید کی حقیقت بیان کریں اور حکمت و دانائی نیز اچھے اسلوب سے دعوت دیں اور لٹریچر یا کیسٹیں تقسیم کریں اور مختلف ملکوں میں تبلیغی و دعوتی مقصد کے

---

(1) ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی اتباع کا اگر یہ مفہوم ہے کہ انہوں نے جو مفہوم قرآن و حدیث کی نصوص سے متعین کیا اس کی پیروی ہو تو ٹھیک ہے ورنہ مطلقاً ان کی اقتداء سے تقلید کی بد بو آتی ہے جو بذاتہ شرعاً جائز نہیں ورنہ تو زیادہ تر امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ کی طرف منسوب حضرات و ممالک ہی میں اس قسم کی بدعات و خرافات پائی جاتی ہیں لہٰذا قرآن و سنت کے دلائل سے اپنے موقف کو مضبوط کرنا اور سمجھنا چاہیے اگر کسی امام کا فتویٰ بھی وہی ہو تو اس کے بیان میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ اس مسئلہ میں ہے۔(مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے وہاں کے مبلغین کے دورے رکھیں کیونکہ ان کو اپنے مبلغین پر زیادہ اعتماد ہوتا ہے۔

7۔ مبلغین اور داعی حضرات کو توحید اور قبر پرستی کے موضوع پر خصوصی دلچسپی رکھتے ہوئے زیادہ وقت دینا چاہیے اور اخبارات ورسائل میں اس موضوع پر زیادہ جگہ دیکر مخالفین کے شکوک وشبہات کا رد کرنا چاہیے۔

8۔ یونیورسٹیوں کو اپنے اہم کردار اور اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے عقیدہ کے مسائل میں لوگوں کو صحیح اور درست کرنے میں حصہ ڈالنا چاہیے کہ وہ لوگوں کو شرک سے بچانے اور اس کے نقصانات سے ڈرانے کے لیے دوروں اور محاضرات کا انعقاد کروائیں۔ نیز اس موضوع پر رسائل لکھوائیں جن میں ایسے اہم مسائل پر بحث ومناقشہ ہو کیونکہ انسان کا عقیدہ توحید درست ہوگا تو وہ جہنم میں ہمیشگی سے بچ سکے گا میرے نزدیک یہ سب سے بڑی نصیحت ہے۔

9۔ میں اس کتاب کے ذریعہ ان تمام حضرات کو جن کے پاس طاقت اور وسائل ہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ ان (بدعت پرست اور قبر پرست) لوگوں کو مذاکرات کی دعوت دیں تاکہ وہ انہیں جادہ مستقیم اور راہ حق کی طرف واپس لاسکیں خواہ انہیں اس کی خاطر اپنے مضبوط آہنی ہاتھوں سے نبٹنا پڑے کیونکہ انہوں نے اسلام اور اہل اسلام کی صورت کو مسخ کر دیا ہے اور اسلام یا مسلمانوں کو ایسا بنا کر پیش کیا ہے جس سے دشمن خوش ہوتا ہے اور یہود ونصاریٰ نیز دوسرے غیر مسلم بھی مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر خوش ہوتے ہیں (بلکہ اسلام اور اس کی طرف نسبت رکھنے والوں پر ہنستے ہیں)

10۔ تمام اہل علم کو چاہیے کہ وہ اپنی صلاحیتیں لوگوں کو اس صریح کفر اور واضح شرک سے بچانے پر خرچ کریں اور اگر وہ پھر بھی توبہ کر کے اپنے رب کی طرف نہ آئیں تو ان پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔

11۔ تمام مسلم ممالک کے حکمرانوں پر ضروری ہے کہ وہ قبروں پر تعمیر سے روکیں اور ان کو سجدہ گاہ اور مسجدیں بنانے سے منع کریں جیسا کہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ قبروں کو چونا گچ کرنے، ان پر بیٹھنے، ان پر لکھائی کرنے وغیرہ سے بھی صحیح احادیث پر عمل کرتے ہوئے منع کریں اور قبر والوں سے متعلق ان کے غلو اور فرط عقیدت اور شرک کا ذریعہ بننے سے روکیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ تمام مسلمان حکمرانوں کو اس کام کی توفیق دے جس میں انسانوں اور ملکوں کی بہتری ہو، اور ان کے ذریعے اپنے دین کی مدد کرے، اپنی شریعت کو زندہ کرے، اور شریعت کو مخالفوں سے بچائے انه سَمیع" مُجیب"۔

12۔ غیرت مند علماء اور باحمیت مسلمان حکمرانوں کا فرض ہے کہ وہ اس برائی کو ختم کریں اور وہ اس دروازہ ہی نہیں بلکہ شرک کی طرف کھلنے والے یا قبروں کی تعظیم (قبر پرستی) اور ان میں وہ صفات باور کرانے والے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لائق نہیں۔ ایسے ہر دروازے کو بند کریں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

اللہ تعالیٰ کے لیے تمام اور ہر قسم نیز ہمہ جہت حمد و ثنا اور رحمت عالم، ہادی برحق اور ان کے اہل و اصحاب پر درود و سلام کے بعد۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی توفیق خاص اور اپنے لطف و کرم نیز اپنی رحمت اور انعام و احسان سے مجھے یہ کتاب مکمل کرنے کی سعادت عطا فرمائی ورنہ اس کی عظیم عطاء و عنایت شامل حال نہ ہوتی تو اس کام کا مکمل ہونا ممکن نہ تھا۔ بہر حال یہ کتاب لکھنے کے دوران چند ایک اہم نتائج میرے سامنے آئے جو ہدیہ قارئین کر رہا ہوں۔

1۔ مسلمان پر بدعت سنگینی، یعنی بدعت ہر برائی کا دروازہ اور داخل ہونے کی جگہ ہے اور بدعتی پر اس برائی کا اندیشہ ہوتا ہے اور یہ کہ بدعت کئی قسم ہوتی ہے جب بھی وہ بڑی ہوگی تو اس کا شر اور نقصان بھی بڑا ہوگا، اور یہ بدعت چھوٹی بھی ہوتی ہے اور بڑی بھی۔ حتی کہ بعض قسم کی بدعت تو بدعتی کو ملت اسلام سے خارج کر دیتی ہے اور دین کی حدود سے اسے باہر پھینک دیتی ہے اور اسے شیطان اور اس کے گروہ سے ملا دیتی ہے جبکہ بعض بدعات سے انسان دائرہ اسلام میں تو رہتا ہے لیکن شیطانی پلیدگی میں ملوث ہونے کا اندیشہ رہتا ہے جیسا کہ بدعتی کے حکم میں اختلاف سے محسوس ہوتا ہے بعض بدعتی اپنی بدعت کی تاویل کرتے ہیں اسی طرح جاہل اور عالم کا فرق ہے تو ہر ایک پر اس کے حالات یا کیفیت کے مطابق ہی حکم لگایا جاتا ہے۔

2۔ یہ نتیجہ بھی اس کتاب کے دوران نکلا ہے کہ نفس کام اور اس کے انجام دینے والے میں فرق کرنا ضروری ہے یعنی بسا اوقات کام تو شرکیہ یا کفریہ ہوتا ہے لیکن اس کے کرنے والے پر کفر یا ارتداد کا حکم نہیں لگایا جا سکتا کیونکہ وہاں کوئی رکاوٹ ہوتی ہے جیسا کہ اس کے اوپر حجت نہ قائم کی گئی ہو، لہٰذا طالب علم پر ضروری ہے وہ بدعت کا ارتکاب کرنے والوں پر حکم لگانے میں جلدی نہ کرے بلکہ صرف ان کے افعال و اعمال پر فتویٰ اور حکم لگائے کیونکہ شخصی طور پر حکم ہر ایک کے حالات اور نوعیت کے مطابق ہوگا۔

3۔ اس دوران یہ بھی محسوس ہوا کہ بدعات قبور تاریخ اسلامی میں رونما ہونے والی تمام بدعات سے زیادہ خطرناک ہیں بلکہ اس کتاب کے دوران یہ بات ثابت ہوئی کہ عالم اسلام میں قبر پرستی کے جو مظاہر اور ان کی تعظیم کے جو مناظر ہیں وہ قبل از اسلام اور قدیم جاہلیت ہی کا تسلسل ہیں ہم نے اس کے نمونے بھی پیش کیے ہیں جیسا کہ قبر کے پاس اعتکاف بیٹھنا، مجاور بننا اور ان کے لیے ذبح کرنا یا دعا مانگنا وغیرہ ہے۔

4۔ یہ کتاب زیارت قبور کی اس شرعی کیفیت اور طریقہ تک پہنچاتی ہے جسے اسلام لے کر آیا ہے اور اس دوران ظاہر ہوا ہے کہ جنہوں نے اسلام میں قبروں کی حالت و کیفیت کے متعلق شرعی منہج اور طریقہ کار کو اپنایا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ بہت ہی تھوڑے لوگ ہیں اور اسلام کو ہمیشہ ہی چند اور چیدہ لوگوں نے اپنایا ہے۔

5۔ اس کتاب سے یہ نتیجہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ قبر پرستی کے فتنہ میں لوگوں کے مبتلا ہونے کے بہت سے اسباب ہیں لیکن سب سے بڑا خطرناک کردار صحافتی ذرائع ابلاغ اور ٹیلی ویژن وغیرہ کا ہے۔ جنھوں نے اس حقیر اور خسارہ والے مال قبر پرستی کو بڑا رواج اور شہرت دی ہے اس رسالہ میں ایسے نمونے موجود ہیں۔

6۔ اسی طرح یہ کتاب عالم اسلام میں پھیلی ہوئی اہم بدعات کی نشاندہی کرتی ہے بلکہ ان سے متنبہ کرتی ہے۔

7۔ اس کتاب کی شاید سب سے اہم بات یہ ہے کہ حتی الامکان اور اپنی استطاعت کے مطابق قبر پرستوں کے شبہات کا احاطہ کر کے کتاب وسنت اور ائمہ سلف خصوصاً شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کلام سے ان کا قطعی رد کیا گیا ہے۔

8۔ یہ کتاب شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ان کوششوں کو ثابت اور عظیم جدوجہد کا احاطہ بھی کرتی ہے جو انہوں نے بدعتیوں کے مقابلہ میں پہاڑ کی طرح صبر وثبات سے انجام دی کہ ان کے بحر ظلمات میں عداوت کی فوجیں اور خانہ بدعت کا مکروفریب اور ان کے سیاسی حیلے اور سازشیں شیخ الاسلام کے پایہ ثبات میں لغزش نہ لا سکیں اور آپ اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ اور مردانہ وار ان کے جم غفیر اور رنگا رنگ کی بدعات کے طوفان بلاخیز کے مقابلہ میں قرآن وسنت کا دفاع کرتے رہے اور سرور کائنات ﷺ کی سنت مطہرہ سے بدعات کی غلاظت کو دور کرتے رہے۔ چنانچہ امت مسلمہ پر لازم ہے کہ وہ ان کے اس چشمہ صافی سے سیراب ہو ان کے یقینی علم اور مسلسل عمل نیز ان کی اعتدال پسندی اور اعلیٰ اخلاق اپنائیں۔ اسی طرح اس کتاب میں مجدد دین امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی کوششوں کا ذکر ہے جن کی خیر وبرکت آج بھی عام ہے اور امت پر ان کے احسانات ہر وقت نئے ہیں جن میں ان کی کتابیں بھی ہیں مثلاً: التوحید، کشف الشبہات۔

اس کتاب میں شیخ الاسلام کے ساتھ دنیا کے مختلف ممالک اور علاقوں میں ہر دور میں پیدا ہونے والے علماء کی ان خدمات جلیلہ کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اجاگر کیا گیا ہے جنھوں نے بدعات کے انجام بد سے لوگوں کو آگاہ کیا اور اس کے شر وفساد سے بچانے کی کوشش کی جیسا کہ علامہ صنعانی، امام شوکانی، شیخ ابن باز، علامہ البانی اور شیخ ابن عثیمین رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے بہت سے علماء ہیں جنہیں ہم شمار نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ انہیں اسلام کی طرف سے (اس کی خدمت پر) جزائے خیر عطاء فرمائے اور ان پر اپنی عطاء وعنایت کی بارش فرمائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آخر میں یہ حقیر وقلیل اور ادنٰی سی علمی کوشش شاید علم اور اہل علم میں داخل ہونے کی جسارت ہے جس کے متعلق امید ہے کہ وہ نفع بخش ہوگی اور اس سے خیر وبرکت بھی حاصل ہوگی، مجھے اپنی کمزوری وبے بضاعتی کا اعتراف ہے کہ سب سے زیادہ علم والا تو اللہ ہے اور اسی کا علم محکم ہے لہٰذا اس میں جو درست اور صحیح ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو کوئی غلطی یا کمی وکوتاہی ہے وہ میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔ میں شیطان اور اس کے وسوسوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں وہی اس کا کارساز اور اس پر قدرت رکھنے والا ہے۔

وصلی اللّٰه وسلم وبارک علی نبینا محمد و علی آله و صحبه وسلم

شوال 1423ھ

ABU UMAIMAH OWAIS

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

نمبر شمار	کتاب	مؤلف
1	القرآن الکریم	
2	احکام الجنائز وبدعھا	علامہ محمد ناصرالدین الالبانیؒ
3	احکام القرآن	ابن العربی
4	احیاء المقبور من ادلۃ جواز بناء المساجد علی القبور	شیخ عبداللہ صدیق الغماری
5	احیاء علوم الدین	ابوحامد الغزالی
6	اخبار مکہ وما جاء فیہا من الآثار	ابوالولید الازرقی
7	ارشاد الفحول الی تحقیق علم الاصول	محمد بن علی الشوکانی
8	ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل	علامہ محمد ناصرالدین الالبانیؒ
9	اساس التقدیس	فخرالدین الرازی
10	اسباب البدع ومضارھا وانواعہا	محمود شلتوت
11	اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ	عزالدین بن الاثیر الجوزی
12	اصلاح المساجد من البدع والعوائد	محمد جمال تخریج الالبانی
13	اضواء البیان	علامہ محمد امین الشنقیطی
14	اعانۃ المستفید شرح کتاب التوحید	صالح الفوزان
15	اعلام الموقعین عن رب العالمین	ابن القیم
16	اغاثۃ اللہفان من مصاید الشیطان	علامہ ابن القیم الجوزی
17	الفیۃ ابن مالک	ابن مالک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

18	انباء الغمر بابناء العمر	ابن حجر
19	ایثار الحق علی الخلق	الشیخ یمانی
20	اثارۃ الترغیب والتشویق الی المساجد الثلاثۃ والبیت العتیق	امام محمد بن اسحاق
21	اعترافات کنت قبوریا	استاذ عبدالمنعم الجداوی
22	اقتضاء الصراط المستقیم	شیخ الاسلام ابن تیمیہ تحقیق ناصر العقل
23	الابداع فی مضار الابتداع	علی محفوظ
24	الآثار	امام محمد بن حسن شیبانی
25	الاحادیث الواردۃ فی القبور	صلاح بن عبداللطیف العیسیٰ
26	الاحادیث الواردۃ فی فضائل المدینۃ	ڈاکٹر صالح الرفاعی
27	الاخبار العلمیۃ من الاختیارات الفقہیۃ	شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ
28	الاخنائیۃ (الرد الاخنائی)	شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ
29	الاذکار	امام شرف الدین النووی
30	الاسماعیلیۃ، تاریخ وعقائد	علامہ احسان الٰہی ظہیر
31	الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ	ابن حجر العسقلانی
32	الاعلام بفوائد عمدۃ الاحکام	ابن الملقن عمر الانصاری
33	الأعلام	خیرالدین زرکلی
34	الاعمال الکاملۃ	ڈاکٹر سید عویس
35	الاعیاد واثرہا علی المسلمین	ڈاکٹر سلیمان بن سالم السحیمی
36	الأم	امام محمد بن ادریس الشافعی
37	الاوسط فی السنن والاجماع والاختلاف	ابوبکر بن منذر نیساپوری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

38	الآیات البینات فی تحریم دعاء الاموات	شیخ علی بابکر
39	الآیات والبینات فی عدم سماع الاصوات عند الحنفیۃ السادات	علامہ محمد الآلوسی تحقیق علامہ البانی
40	الاستقامۃ	شیخ الاسلام ابن تیمیۃ
41	الاستیعاب فی اسماء الأصحاب	امام ابن عبدالبر
42	الاعتصام	ابواسحاق الشاطبی تحقیق، سلیم الہلالی
43	الاعتقاد والہدایۃ الی سبیل الرشاد	ابوبکر احمد البیہقی
44	الانحرافات العقدیۃ والعلمیۃ	علی الزہرانی
45	الباعث علی انکار البدع والحوادث	امام ابومحمد عبدالرحمن بن اسماعیل
46	البحر الزخار المعروف بمسند البزار	امام ابوبکر احمد البزار
47	البحر المحیط	ابوحیان محمد یوسف، تحقیق عادل احمد
48	البدایۃ والنہایۃ	امام ابن کثیر، تحقیق ڈاکٹر عبداللہ الترکی
49	البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع	امام شوکانی
50	البدع الحولیۃ	عبداللہ التویجری
51	البدع والمحدثات ومالا اصل لہ	محمود عبداللہ المطر
52	البدعۃ والمصالح المرسلۃ	شیخ توفیق
53	التاریخ الکبیر	امام محمد بن اسماعیل البخاری
54	التحقیق والایضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرۃ......	شیخ عبدالعزیز بن باز
55	التفسیر والمفسرون	ڈاکٹر محمد الذہبی
56	التمہید لمافی الموطا من المعانی والأسانید	امام ابن عبدالبر، تحقیق اسامہ ابراہیم
57	التوسل بالأنبیاء والصالحین	حسن الشیخ قریب اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

58	التوصل الی حقیقۃ التوسل المشروع والممنوع	محمد الرفاعی
59	التوضیح عن توحید الخلاق فی جواب اہل العراق......	شیخ سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب
60	التوضیحات الکاشفات علی کشف الشبہات	محمد بن عبداللہ الہبدان
61	الجامع لشعب الایمان	امام ابوبکر احمد البیہقی، تحقیق مختار احمد ندوی
62	الجرح والتعدیل	امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی
63	الجنی الدانی فی حروف المعانی	حسن بن قاسم المرادی
64	الحاوی	امام ابوالحسن الماوردی
65	الحرکات الباطنیۃ فی العالم الاسلامی	ڈاکٹر محمد احمد الخطیب
66	الحضرۃ الانسیۃ فی الرحلۃ القدسیۃ	عبدالغنی النابلسی
67	الخوارج تاریخہم وآراؤھم	غالب علی
68	الدر النضید فی تخریج کتاب التوحید	صالح بن عبداللہ العصیمی
69	الدرۃ الثمینۃ فی اخبار المدینۃ	محب الدین محمد بن النجار، تحقیق صالح جمال
70	الدرر السنیۃ فی الأجوبۃ النجدیۃ	عبدالرحمٰن بن محمد بن قاسم النجدی
71	الدرر الکامنۃ فی أعیان المائۃ الثامنۃ	حافظ ابن حجر العسقلانی
72	الدولۃ العثمانیۃ	علی بن محمد المصراتی
73	الدین الخالص	نواب محمد صدیق حسن القنوجی
74	الذیل علی الطبقات الحنابلۃ	ابن رجب الحنبلی
75	الرحلۃ الحجازیۃ	محمد لبیب البتنونی
76	الرسالۃ	امام محمد بن ادریس الشافعی، تحقیق: خالد وزہیر السبکی
77	الروح	امام ابن القیم، تحقیق: یوسف علی بدیوی
78	الروضۃ الندیۃ فی شرح الدرر البہیۃ	محمد صدیق حسن خان، تحقیق: محمد صبحی حلاق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

79	الزہد	امام احمد بن حنبل
80	الزواجر عن اقتراف الکبائر	ابن حجر الہیثمی
81	الزیارۃ النبویۃ	محمد بن علوی المالکی الحسنی
82	السلوک لمعرفۃ الملوک	تقی الدین احمد المقریزی
83	السنۃ	ابو عاصم، تخریج: علامہ البانی
84	السنن الکبریٰ	ابو بکر احمد البیہقی، تحقیق: محمد عبدالقادر
85	السید البدوی بین الحقیقۃ والخرافۃ	احمد صبحی
86	السید البدوی ودولۃ الدراویش فی مصر	محمد فہمی عبداللطیف
87	السیل الجرار	محمد بن علی الشوکانی
88	الشرح الصغیر مع بلغۃ السالک	امام صاوی
89	الشرح الکبیر والانصاف والمقنع	امام ابن قدامۃ، تحقیق: ڈاکٹر عبداللہ الترکی
90	الشرح الممتع علی زاد المستقنع	شیخ محمد بن صالح العثیمین
91	الشرک فی القدیم والحدیث	ابو بکر محمد ذکریا
92	الشعر والشعراء	ابن قتیبۃ
93	الشفا بتعریف حقوق المصطفی	قاضی عیاض
94	الصارم المنکی فی الرد علی السبکی	محمد احمد بن عبدالہادی
95	الصراع بین الاسلام والوثنیۃ	قصیمی
96	الضعفاء	ابو جعفر محمد بن عمرو العقیلی
97	الطبقات الکبری	احمد بن علی الشعرانی
98	الطبقات الکبری	ابن سعد
99	الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ	ابن القیم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

100	العظة والاعتبار آراء فی حیاۃ السید البدوی الدنیویۃ وحیاتہ البرزخیۃ	احمد محمد حجاب
101	الفائق فی غریب الحدیث	زمخشری، تحقیق: ابراہیم شمش
102	الفرق بین الفرق وبیان الفرقۃ الناجیۃ منہم	عبدالقاہر البغدادی
103	الفروع	امام المقدسی
104	الفقہ الاسلامی وادلتہ	ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی
105	القاموس المحیط	فیروز آبادی
106	القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع	امام سخاوی، تحقیق: محمد عوامہ
107	القول المفید علی کتاب التوحید	محمد بن صالح العثیمین
108	الکامل فی ضعفاء الرجال	احمد ابن عدی الحافظ الجرجانی
109	الکامل	ابن الاثیر
110	الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ	محمد بن سعید البوصیری
111	اللباب فی تہذیب الانساب	جزری
112	اللواء الاسلامی	جلد 2 شمارہ 66، 28 اپریل 1983ء
113	المانع تخریج احادیث منتقدۃ فی کتاب التوحید	فریح الہلال
114	المجروحین من المحدثین والضعفاء والمترو کین	ابن حبان، تحقیق محمود ابراہیم
115	المجموع المفید فی نقض القبوریۃ ونصر التوحید	محمد عبدالرحمٰن الخمیس
116	المجموع شرح المہذب	ابوزکریا یحیی بن شرف النووی
117	المخصص	ابوالحسین ابن سیدہ
118	المدخل	ابن الحاج، تحقیق: توفیق حمدان
119	المدونۃ الکبری ویلیہا مقدمات ابن رشد	امام مالک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

120	المسائل التی خالف فیہا رسول اللہ اہل الجاہلیۃ	امام محمد بن عبدالوہاب، تحقیق: یوسف بن محمد السعید
121	المساجد بین الاتباع والابتداع	محمد القسی
122	المستدرک	امام حاکم
123	المشاہد ذات القباب الحر وطۃ فی العراق	علاء الدین احمد العانی
124	المعجم الاوسط	امام طبرانی، تحقیق ڈاکٹر محمد الطحان
125	المعجم الکبیر	امام طبرانی، تحقیق: حمدی السلفی
126	المغنی	امام ابن قدامۃ
127	المفردات فی غریب القرآن	راغب الاصفہانی، تحقیق محمد سید کیلانی
128	المفصل	موفق الدین بن یعیش النحوی
129	المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم	امام قرطبی، تحقیق محی الدین............
130	المقاصد الحسنۃ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ	امام سخاوی، تحقیق: محمد عثمان
131	المقنع	امام ابن قدامۃ المقدسی
132	الملل والنحل	امام شہرستانی، تحقیق: امیر علی وعلی حسن
133	المنہج الاحمد	ابوالیمن العلیمی
134	المسند	امام احمد بن حنبل، ڈاکٹر عبدالمحسن الترکی......
135	الموسوعۃ المیسرۃ فی الادیان والمذاہب المعاصرۃ	ڈاکٹر مانع الجہنی
136	الموضوعات من الاحادیث المرفوعات	امام ابن الجوزی، تحقیق: ڈاکٹر نورالدین
137	الموطا	امام مالک، بترقیم محمود فواد عبدالباقی
138	الموعظۃ والاعتبار بذکر الخطط والآثار المعروف بالخطط المقریزیۃ	امام تقی الدین ابوالعباس المقریزی، تحقیق: خلیل المنصور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

139	النبذة الشريفة النفسية	ابن معمر
140	النهاية في غريب الحديث	ابن الاثير
141	الوجيز في اصول الفقه	ڈاکٹر عبدالکریم زیدان
142	الوجيز في تفسير الكتاب العزيز	ابوالحسن الواحدی، تحقیق: صفوان عدنان
143	اليواقيت والجواهر	عبدالوہاب الشعرانی
144	بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع	امام علاء الدین الحنفی، تحقیق محمد حلبی
145	بدائع الفوائد	ابن القیم
146	بدعة المولد	عبدالرحمٰن الوکیل
147	بيان العلم وفضله	امام ابن عبدالبر
148	تاريخ بغداد	ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی
149	تاريخ عجائب الآثار في التراجم والاخبار	عبدالرحمٰن الجبرتی
150	تحذير الساجد من اتخاذ القبور مساجد	الشیخ البانی
151	تحفة الاحوذي بشرح جامع الترمذي	امام محمد عبدالرحمٰن المبارکفوری
152	تخريج الفروع على الاصول	زنجانی
153	تخريج فضائل الشام ودمشق	ربعی
154	تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي	امام سیوطی، تحقیق عبدالوہاب عبداللطیف
155	تذكرة الحفاظ	محمد المقدسی، تحقیق: حمدی السّلفی
156	ترجمة الشيخ محمد الامين الشنقيطي	عبدالرحمٰن السدیس
157	تصحيح الدعاء	بکر ابوزید
158	تطهير الاعتقاد عن ادران الالحاد	امام الصنعانی، تحقیق: محمد صبحی الحلاق
159	تفسير البغوي معالم التنزيل	حسین البغوی، تحقیق محمد النمر وآخرون

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

160	تفسیر الطبری المسمٰی جامع البیان فی تاویل القرآن	امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری
161	تفسیر القرآن العظیم	امام ابن کثیر، ڈاکٹر محمد ابراہیم البنا
162	تفسیر القرآن	امام ابوالمظفر السمعانی، تحقیق: ابوتمیم یاسر......
163	تفسیر القرطبی الجامع لاحکام القرآن	ابوعبداللہ القرطبی، تحقیق عبدالرزاق المہدی
164	تفسیر المنار	محمد رشید رضا
165	تفسیر سورۃ الاخلاص	ابن تیمیہ، تحقیق: ڈاکٹر عبدالعلی حامد
166	تقالید یجب ان تزول	محمد مہدی استنبولی
167	تقریب التہذیب	حافظ ابن حجر العسقلانی، تحقیق: صدقی العطار
168	تلبیس ابلیس	امام ابن الجوزی
169	تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر	حافظ ابن حجر العسقلانی، تحقیق عبداللہ المدنی
170	تمییز الطیب من الخبیث فیما یدور علی السنۃ الناس من الحدیث	ابن الاثری
171	تنبیہات علی کتب تخریج کتاب التوحید	ناصر الفہد
172	تہذیب التہذیب	حافظ ابن حجر العسقلانی
173	تہذیب الکمال فی اسماء الرجال	حافظ ابوالحجاج یوسف المزی، تحقیق: ڈاکٹر بشار عواد
174	تیسیر العزیز الحمید فی شرح کتاب التوحید	سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب
175	جامع الترمذی المشہور بسنن الترمذی	امام ابوعیسیٰ الترمذی
176	جامع کرامات الاولیا	نبہانی
177	جریدۃ الاخبار المصریۃ	شمارہ 13،2733 ذیقعدہ 1417ھ
178	جریدۃ الاہرام	شمارہ 28 صفر 1406ھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

179	جزء فی زیارۃ النساء للقبور	شیخ بکر بن عبداللہ ابوزید
180	جزیرۃ الاسلام	شیخ سلمان العودۃ
181	جلاء الافہام فی فضل الصلاۃ والسلام علی خیر الانام	ابن القیم تخریج احادیث مشہور بن حسن آل سلمان
182	جہود شیخ الاسلام ابن تیمیۃ فی الرد علی القبوریین مع تحقیق کتابہ الجواب الباہر فی زوار المقابر	ابراہیم الخلف
183	جہود علماء الحنفیۃ فی ابطال عقائد القبوریۃ	شمس الدین السلفی الافغانی
184	حاشیہ ابن عابدین علی شرح متن تنویر الابصار	ابن عابدین
185	حاشیۃ رد المحتار علی الدر المختار علی شرح تنویر الابصار	
186	حقیقۃ البدعۃ واحکامہا	سعید بن ناصر الغامدی
187	حقیقۃ التوسل والوسیلۃ علی ضوء الکتاب والسنۃ	موسیٰ محمد علی
188	حکم القبۃ المبنیۃ علی قبر الرسول ﷺ	ابوعبدالرحمٰن بن مقبل الوادعی
189	حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء	امام الحافظ ابونعیم الاصفہانی
190	حواشی الشروانی وابن قاسم العبادی، علی تحفۃ المحتاج بشرح المنہاج	محمد عبدالعزیز الخالدی
191	خزانۃ الادب	عبدالقادر بن عمر البغدادی
192	خصائص الجزیرۃ	شیخ بکر ابوزید
193	درء تعارض العقل والنقل	ابن تیمیہ، تحقیق: ڈاکٹر محمد سالم
194	دراسات لاسلوب القرآن الکریم	محمد عبدالخالق عظیمۃ
195	ذیل طبقات الفقہاء الشافعیین	عبادی، تحقیق: احمد عمر ہاشم و محمد زینہم
196	روح المعانی فی تفسیر القرآن والسبع المثانی	امام محمود آلوسی، تحقیق: محمد حسین العزب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

197	ریاض الجنۃ فی الرد علی اعداد السنۃ ومعہ الطلیعۃ فی الرد علی غلاۃ الشیعۃ	مقبل بن ہادی الوادعی
198	زاد المسیر	امام ابن الجوزی
199	سبل السلام شرح بلوغ المرام من جمع ادلۃ الاحکام	امام صنعانی
200	سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ واثرھا السیئ فی الامۃ	البانی
201	سنن ابی داوٗد	امام ابوداوٗد
202	سنن ابن ماجہ بشرح امام ابوالحسن الحنفی	
203	سنن ابن ماجہ شرح السندی مع حاشیۃ البوصیری	
204	سنن ابن ماجہ	امام ابن ماجہ
205	سنن الدار قطنی	حافظ علی بن عمر الدار قطنی، تحقیق مجدی الشدری
206	سنن دارمی	امام ابومحمد عبداللہ الدارمی
207	سیر اعلام النبلاء	امام ذہبی، تحقیق: شعیب الأرناؤوط
208	سیرۃ السید احمد البدوی	تحقیق: احمد عزالدین خلف اللہ
209	شذرات الذہب فی اخبار من ذہب	ابن العماد، تحقیق: محمود الارناؤوط
210	شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ	اللالکائی، تحقیق: احمد سعد حمدان
211	شرح ابن عقیل	تحقیق: محمد محیی الدین عبدالحمید
212	شرح السنۃ	امام بغوی، تحقیق: شعیب الارناؤوط
213	شرح الصدور ببیان بدع الجنائز والقبور	ابوعمر عبداللہ الحمادی
214	شرح الصدور فی تحریم رفع القبور	امام شوکانی، تحقیق: محمد صبحی حلاق
215	شرح الطیبی علی مشکاۃ المصابیح	امام الحسین الطیبی، تحقیق: ڈاکٹر عبدالمجید ہنداوی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

216 شرح العقیدۃ الطحاویۃ — علامہ ابن ابی العز الحنفی، تحقیق: ڈاکٹر عبدالمحسن الترکی وشعیب الارناؤوط
217 شرح العقیدۃ الطحاویۃ — علامہ ابن ابی العز الحنفی، تخریج الالبانی
218 شرح الفقہ الاکبر — ملاں علی قاری حنفی
219 شرح النونیۃ — ابن القیم، بشرح محمد خلیل ہراس
220 شرح النووی لمسلم — امام شرف الدین النووی
211 شرح دیوان حسان — عبدالرحمٰن البرقونی
222 شرح ریاض الصالحین — شیخ محمد بن صالح العثیمین
223 شرح شذور الذہب فی معرفۃ کلام العرب — ابن ہشام الانصاری
224 شرح صحیح البخاری — ابن بطال
225 شرح منتہی الارادات — بہوتی
226 شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام اُوشن الغارۃ علی من انکر سفر الزیارۃ — تقی الدین السبکی
227 شفاء الصدور فی زیارۃ القبور — مرعی الکرمی
228 شفاء العلیل فی مسائل القضاء والقدر والحکمۃ والتعلیل — امام ابن القیم الجوزیۃ، تحقیق مصطفیٰ ابوالنصر
229 شواہد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق — یوسف النبہانی
230 صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان — علاء الدین علی بن بلبان
231 صحیح ابن خزیمۃ — امام ابن خزیمہ، تحقیق: ڈاکٹر محمد الاعظمی
232 صحیح الادب المفرد — امام البخاری، محمد بن ناصر الدین الالبانی
233 صحیح البخاری — امام البخاری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

234	صحیح الترغیب والترھیب	الالبانی
235	صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ	الالبانی
236	صحیح سنن ابی داود	الالبانی
237	صحیح ابن ماجہ	الالبانی
238	صحیح سنن الترمذی	الالبانی
239	صحیح سنن النسائی	امام البانی
240	صحیح مسلم مع شرحہ المسمی اکمال اکمال المعلم مع شرحہ مکمل اکمال الاکمال	امام محمد الابی، شرح امام الحسینی، تحقیق محمد ہاشم
241	صحیح مسلم مع شرحہ المنہاج	امام مسلم
242	صحیفہ الخمیس	جلد نمبر 3 شمارہ 153، 5 جنوری 2001ء
243	صفۃ الصفوۃ	امام ابن جوزی
244	ضعیف الجامع الصغیر	البانی
245	ضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ، الفتح الکبیر	البانی
246	ضعیف سنن ابن ماجہ	البانی
247	طبقات الحنابلہ	ابو الحسن محمد بن ابی یعلی
248	طبقات الشافعیۃ	ابو بکر احمد بن تقی الدین السبکی، تحقیق: ڈاکٹر الحافظ عبد العلیم خان
249	طبقات المفسرین	احمد بن محمد الادنروی، تحقیق: سلیمان بن صالح الخزی
250	طریق الھجرتین	ابن قیم الجوزیۃ
251	عقائد الثلاث والسبعین فرقۃ	ابو محمد الیمنی، تحقیق محمد الغامدی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

252	عقیدۃ القرآن والسنۃ	محمد خلیل ہراس
253	علم اصول البدع	علی حسن الاثری
254	عمارۃ القبور	عبدالرحمٰن المعلمی
255	عنوان المجد فی تاریخ نجد	امام عثمان بن بشر النجیدی الحنبلی
256	عواطف اللطائف من احادیث عوارف المعارف	امام احمد بن محمد المغربی
257	عون المعبود فی شرح سنن ابوداؤد	امام شمس الحق عظیم آبادی
258	فتاوی اسلامیۃ	محمد بن عبدالعزیز المسند
259	فتاوی	امام عبدالحلیم محمود
260	فتاوی	شیخ محمد بن ابراہیم
261	فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء	ترتیب: شیخ احمد عبدالرزاق
262	فتاوی صدیق حسن القنوجی البخاری	تحقیق محمد القمان السلفی۔
263	فتاوی امام محمد رشید رضا	تحقیق ڈاکٹر صلاح الدین المنجد
264	فتح الباری بشرح صحیح البخاری	ابن حجر العسقلانی، تحقیق محمد فوائد الباقی............
265	فتح الباری شرح صحیح البخاری	حافظ ابن رجب
266	فتح البرنی لترتیب الفقہی لتمہید ابن عبدالبر	محمد المغراوی
267	فتح البیان فی مقاصد القرآن	امام صدیق حسن خان، تحقیق عبداللہ بن ابراہیم الانصاری
268	فتح القدیر	محمد بن علی شوکانی
269	فتح المجید شرح کتاب التوحید	عبدالرحمٰن بن حسن
270	فتح المنان تتمۃ منہاج التاسیس	محمد شکری الآلوسی
271	فضائح الباطنیۃ	غزالی
272	فقہ الاعتکاف	ڈاکٹر خالد المشیقح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

273	فیض القدیر شرح الجامع الصغیر	محمد المناوی، تحقیق احمد عبد السلام
274	قاعدۃ التوسل والوسیلۃ	ابن تیمیہ، تحقیق عبد القادر الارناؤوط
275	قاموس العادات والتقالید والتعابیر المصریۃ	
276	قواعد الاحکام فی مصالح الانام	ابو محمد عبد العزیز بن عبد السلام
277	کتاب الایضاح فی المناسک والحج والعمرۃ	امام نووی
278	کتاب الایمان والنذور	ڈاکٹر محمد عبد القادر ابو فارس
279	کتاب سیبویہ	تحقیق وشرح عبد السلام ہارون
280	کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتہر من الاحادیث علی السنۃ الناس	امام اسماعیل العجلونی تحقیق احمد القلاش
281	کشف القناع علی متن القناع	بہوتی
282	کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال	علاء الدین علی الہندی
283	لسان العرب	ابن منظور
284	مؤلفات شیخ محمد بن عبد الوہاب	عبد العزیز زید الرومی و...........
285	مجلۃ البحوث الاسلامیۃ	شمارہ 23
286	مجلۃ التصوف الاسلامی	جلد 22 شمارہ 8، 22 شعبان 1420ھ
287	مجلۃ التوحید	جلد 28 شمارہ 8، 1420ھ
288	مجلۃ الرسالۃ والروایۃ	شمارہ 836
289	مجلۃ المنار	شمارہ 17
290	مجمع الزوائد ومنبع الفوائد	امام علی الہیثمی
291	مجموع فتاویٰ ابن باز	عبد اللہ الطیار واحمد بن باز
292	مجموع فتاویٰ ابن تیمیۃ	الشیخ عبد الرحمٰن القاسم والبنہ محمد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

293	مجموع فتاویٰ ابن عثیمین	شیخ ابن عثیمین
294	مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیۃ لبعض علماء نجد الاعلام	عبدالسلام آل عبدالکریم
295	محاسن التاویل	محمد جمال الدین قاسمی
296	مختصر المجموع شرح المھذب	ڈاکٹر سالم الرافعی
267	مختصر سنن ابوداؤد	حافظ المنذری
268	مدارج السالکین بین منازل ایاک نعبد وایاک نستعین	امام ابن قیم، تحقیق محمد البغدادی
299	مذہب اہل التفویض	احمد القاضی
300	مرآۃ الحرمین	لواء ابراہیم پاشا
301	مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح	ملا علی قاری، تحقیق صدقی محمد جمیل العطار
302	مرقاۃ المفاتیح	ملاں علی قاری
303	مروج الذہب ومعادن الجواہر	علی بن حسین المسعود
304	مسالۃ فی الذبائح علی القبور وغیرہا	امام صنعانی، تحقیق عقیل بن محمد المقطری
305	مسائل الامام احمد لابی داود	تحقیق سید محمد رضا
306	مسائل الامام احمد لابنہ عبداللہ	بن احمد، تحقیق: زہیر الشاویش
307	مساجد مصر واولیاؤہا الصالحون	سعاد ماہر
308	مسند ابی داؤد الطیالسی	تحقیق ڈاکٹر محمد بن عبدالمحسن الترکی
309	مسند ابی یعلی	تحقیق احمد حسین ومحمد اسماعیل
310	مسند امام احمد	امام احمد
311	مسند الحمیدی	امام ابوبکر عبداللہ الحمیدی، تحقیق حبیب الرحمٰن الاعظمی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

312	مصباح الظلام فی الرد علی من کذب علی الشیخ الامام	عبداللطیف ابن عبدالرحمٰن آل شیخ
313	مصنف ابن ابی شیبہ	حافظ عبداللہ بن محمد الکوفی، تحقیق سعید محمد
314	مصنف عبدالرزاق	ابی بکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، تحقیق حبیب الرحمٰن
315	معارج القبول	حافظ الحکمی
316	معالم السنن	ابوسلیمان الخطابی، تحقیق محمد الفقی
317	معجم البلدان	یاقوت بن عبداللہ الحموی
318	معجم لغۃ الفقہاء	محمد قلعۃ جی، وحامد صادق
319	مغنی اللبیب کتب الاعاریب	احمد ہشام، تحقیق: محمد محی الدین عبدالحمید
320	مفاہیم یجب ان تصحح	محمد بن علوی المالکی
321	مقالات الاسلامیین واختلاف المصلین	اشعری، تحقیق محمد بن محی الدین عبدالحمید
322	مقالات الکوثری بتعلیق البنوری	شیخ زاہد الکوثری
323	مقاییس اللغۃ	ابوالحسن احمد بن فارس، تحقیق عبدالسلام ہارون
324	من بدع القبور	محمد بن عبداللہ الحمیدی
325	من بدع الناس فی القرآن	علی بن حسن اللوز
326	مناقب الامام احمد	ابن الجوزی
327	منسک شیخ الاسلام ابن تیمیۃ	ابن تیمیۃ تحقیق علی بن محمد العمران
328	منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریۃ	شیخ الاسلام ابن تیمیۃ
329	مواقف ابن تیمیۃ من الاشاعرۃ	ڈاکٹر عبدالرحمٰن المحمود
330	مواہب الجلیل	ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن المغربی
331	موسوعۃ اسبار للعلماء والمتخصصین فی الشریعۃ الاسلامیۃ	
332	میزان الاعتدال	حافظ الذہبی تحقیق شیخ علی محمود معوض وعادل احمد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

333	نزہۃ الخاطر العاطر وجنۃ المناظر	عبدالرحمٰن الدمشقی
334	نقض فتاوئی الوہابیۃ	محمد کاشف الغطاء
335	نواقض الایمان الاعتقادیۃ وضوابط التکفیر عند السلف	محمد ابن عبداللہ الوہیبی
336	نواقض الایمان القولیۃ والعلمیۃ	عبدالعزیز آل عبداللطیف
337	نیل الاوطار، شرح منتقی الاخبار من احادیث سید الاخیار	امام شوکانی، تحقیق خلیل مامون
338	ہدایۃ السالک الی المذاہب الاربعۃ فی المناسک	امام عزالدین بن جماعۃ، تحقیق ڈاکٹر نورالدین العتر
339	ہدم المنارۃ لمن صحح احادیث التوسل والزیارۃ	عمرو عبدالمنعم سلیم
340	ہذہ مفاہیمنا	صالح آل شیخ
341	وفا الوفاء باخبار دار المصطفی	نورالدین علی بن احمد
342	وفیات الاعیان وابناء الزمان	ابن خلکان، تحقیق احسان عباس

ABU UMAIMAH OWAIS

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	عرض مترجم	1
2	تقریظ	4
3	مقدمہ	6
4	بحث کی مشکل	7
5	اسباب تالیف	7
6	دائرہ بحث	8
7	اسلوب بحث	8
8	تمہید	10
9	پہلی بحث، بدعت کی تعریف	10
10	مقصد اول: بدعت لغۃً	10
11	مقصد ثانی: بدعت اصطلاحاً	11
12	مقصد ثالث: تجزیہ	16
13	فصل اول: فتنہ قبور میں مبتلا ہونے کے اسباب	32
14	پہلی بحث: حقیقت دین سے لاعلمی	39
15	دوسری بحث: جھوٹی احادیث کا پھیلنا	42
16	تیسری بحث: مجاوروں کی مشہور کردہ چیزیں	44
17	ایک عجیب حکایت	47
18	قیدیوں کی رہائی	50
19	ایک اور حکایت	50
20	شعرانی کی دوسری حکایت	51
21	مزید ایک حکایت	52
22	چوتھی بحث: علمائے سنت کی خاموشی	53
23	پانچویں بحث: بدعت کی حکومتی سرپرستی اور حوصلہ افزائی	54
24	چھٹی بحث: علماء سوء کی پھیلائی ہوئی چیزیں	58
25	ساتویں بحث: علماء سوء کی تقلید میں بدعات کو ایسی عادت بنا لینا جس کا چھوڑنا مشکل ہو	63
26	آٹھویں بحث: حکم ثابت کرنے کے لئے ایسا طریق استدلال اختیار کرنا جو شریعت میں معتبر نہ ہو	65
27	دلچسپ حکایت	68
28	نویں بحث: عربی زبان کے اسلوب سے ناواقفیت	70
29	دسویں بحث: مقاصد شریعت سے لاعلمی	72
30	گیارہویں بحث: غلو فی العقل	78

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
31	بارہویں بحث: قرآن وسنت سے کج فہمی	81
32	تیرہویں بحث: صالحین کے متعلق غلو کرنا	85
33	چودھویں بحث: کفار کی تقلید	93
34	پندرھویں بحث: آثار وتبرکات کی تعظیم	99
35	سولہویں بحث: خواہشات کی پیروی	102
36	سترہویں بحث: پہلی فصل: ذرائع ابلاغ	109
37	دوسری فصل: قبر کی ظاہری کیفیت سے متعلق بدعات کا بیان	116
38	پہلی بحث: قبر کی تعریف اور اس کی شرعی کیفیت	116
39	دوسری بحث: قبر کی شرعی کیفیت	118
40	پہلا مقصد: قبر کی وسعت اور گہرائی	120
41	دوسرا مقصد: سر اور قدموں کی طرف سے قبر وسیع کرنا	121
42	تیسرا مقصد: لحد اور شق	122
43	چوتھا مقصد: اینٹ یا تختی نصب کرنا	123
44	پانچواں مقصد: کوہان بنانا یا برابر کرنا	125
45	پہلا قول	125
46	دوسرا قول	126
47	چھٹا مقصد: قبر کو بالشت بھر اونچا کرنا	127
48	ساتواں مقصد: قبر پر کنکریاں رکھنا	127
49	آٹھواں مقصد: قبر پر پانی چھڑکنا	127
50	نواں مقصد: قبر کو نشان زدہ کرنا	128
51	ترجیح	130
52	تیسری بحث: بیرون قبر مخالفات	132
53	پہلا مقصد: مرد اور عورت کی قبر میں فرق	132
54	دوسرا مقصد: قبر پر لکھائی کرنا	132
55	ترجیح	134
56	تیسرا مقصد: قبر کو اونچا کرنا	136
57	چوتھا مقصد: قبر کو گچ کرنا	137
58	اقوال العلماء	138
59	پانچواں مقصد: قبر کی لپائی کرنا	139
60	پہلا قول	139
61	دوسرا قول	140
62	تجزیہ	140
63	چھٹا مقصد: قبر پر چادر چڑھانا	141
64	تیسری فصل: قبر کے اندر بدعات کی کیفیت	146
65	پہلی بحث: قبر کی مٹی سے چلو لینا اس پر قرآن پاک پڑھ کر اسے کفن پر پھینکنا یا کفن پر آیات دعائیں اور وظائف لکھنا	146
66	دوسری بحث: تبرک کی غرض سے قبر میں قرآن پاک وغیرہ کا رکھنا	150

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
67	ترجیح	157
68	فائدہ	159
69	تیسری بحث: میت کو تابوت میں دفن کرنا یا اسے نیک فال کے لئے بچے کے پہلو میں دفن کرنا	160
70	پہلا مقصد: میت کو تابوت میں دفن کرنا	160
71	دوسرا مقصد: میت کو فال کے طور پر بچے کے پہلو میں دفن کرنا	162
72	چوتھی فصل: قبرستان سے متعلقہ بدعات	164
73	پہلی بحث: قبروں کو مزین کرنا اور خوبصورت بنانا	164
74	پہلا مقصد: قبرستان کی تزئین اور خوبصورتی	164
75	دوسرا مقصد: بعض لوگ قبرستان میں شرعی مقصد کے لئے درخت لگاتے ہیں	165
76	تیسرا مقصد	173
77	چوتھا مقصد	174
78	پانچواں مقصد: ہڈیوں کو چوسنا اور کاٹنا	175
79	چھٹا مقصد: قبرستان کی لکڑیاں کھانا	177
80	ساتواں مقصد: قبر پر دانے پھینکنا	177
81	آٹھواں مقصد: قبروں پر خوشبو رکھنا	178
82	نواں مقصد: قبروں پر درخواست ہائے شکایت پھینکنا	179
83	دوسری بحث: قبرستان کو روشن کرنا	184
84	پانچویں فصل: قبروں پر مساجد کی تعمیر اور ان میں نماز	188
85	پہلی بحث: قبروں پر قبے گوشے اور مقامات بنانا	188
86	دوسری بحث: مسجدوں میں قبریں بنانا یا قبروں پر مسجدیں بنانا	197
87	پہلا مقصد: دلائل حرمت	197
88	دوسرا مقصد: قبروں پر تعمیر میں علماء کا موقف	199
89	تیسرا مقصد: وہ شبہات جنہیں قبروں پر تعمیر جائز کہنے والے پیش کرتے ہیں	204
90	پہلا شبہ اور اسکا جواب	205
91	دوسرا شبہ: اور اسکا جواب	208
92	تیسرا شبہ اور اس کا جواب	210
93	چوتھا شبہ اور اسکا جواب	212
94	پانچواں شبہ اور اسکا جواب	213
95	چھٹا شبہ اور اس کا جواب	217
96	ساتواں شبہ اور اس کا جواب	220

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
97	آٹھواں شبہ اور اس کا جواب	229
98	تیسری بحث: آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک اور اس سے پیدا ہونے والے شبہات	243
99	پہلا مقصد: نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو کہاں دفن کیا گیا	243
100	دوسرا مقصد: صحابہ رضی اللہ عنہم نے قبر کی عبادت کے تمام راستے روک دیئے	245
101	تیسرا مقصد: بخاری کی حدیث سے شبہ	249
102	چوتھا مقصد: مسجد میں حجرہ کب شامل ہوا	250
103	پانچواں مقصد: ولید پر اعتراض	253
104	چھٹا مقصد: احتیاطی تدابیر	256
105	ساتواں مقصد: نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی قبر پر قبہ	258
106	چوتھی بحث: ان مساجد میں نماز کا حکم جن میں قبریں ہوں	266
107	پہلا مقصد: ائمہ کرام کا موقف	266
108	دوسرا مقصد: قبروں کے پاس نماز پڑھنے پر علماء کا موقف	269
109	تیسرا مقصد: کیا بعض علماء نے قبرستان میں نماز کی اجازت دی ہے؟	272
110	چوتھا مقصد: قبرستان میں نماز پڑھنے والے کا حکم	276
111	پانچواں مقصد: قبروں میں نماز سے ممانعت کی وجہ	280
112	حاصل کلام	284
113	ترجیح	286
114	چھٹی فصل: زیارت قبور	288
115	پہلی بحث: مرد حضرات کی زیارت قبور کا حکم	288
116	پہلا قول: کراہت	291
117	دوسرا قول: اباحت	291
118	تیسرا قول: استحباب	292
119	ترجیح	294
120	دوسری بحث: عورتوں کی زیارت قبور کا حکم	297
121	پہلا قول: اباحت	297
122	دوسرا قول: کراہت	299
123	تیسرا قول: حرمت	301
124	اقوال کا تجزیہ	303
125	تیسری بحث: قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا	314
126	اجازت دینے والوں کے شبہات کا جواب	316

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
127	پہلا شبہ اور اس کا جواب	316
128	دوسرا شبہ اور اسکا جواب	317
129	تیسرا شبہ اور اس کا جواب	318
130	چوتھا شبہ اور اس کا جواب	320
131	پانچواں شبہ اور اس کا جواب	321
132	چھٹا شبہ اور اسکا جواب	322
133	ساتواں شبہ اور اس کا جواب	323
134	ترجیح	323
135	چوتھی بحث: قبروں کو عید بنانے کا حکم	325
136	پہلا مقصد: عید کی تعریف	325
137	دوسرا مقصد: قبروں کو عید بنانے کی حرمت کے دلائل	326
138	ایک شبہ اور اس کا ازالہ	328
139	دیگر دلائل اور ان کا رد	329
140	تیسرا مقصد: قبروں کو عید بنانے کے نمونے	330
141	قبروں کو عید بنانے کی برائیاں	336
142	پانچویں بحث: نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کرنا	338
143	پہلا مقصد: نبی ﷺ کی زیارت کا حکم	339
144	پہلا قول	339
145	دوسرا قول	339
146	تیسرا قول	340
147	تجزیہ	340
148	دوسرا مقصد: نبی ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کو خصوصی طور پر سفر کرنا اور اس پر دلالت کرنے والی احادیث	341
149	حکایت	353
150	تیسرا مقصد: قبر مبارک کی زیارت کے آداب	354
151	ساتویں فصل: قبرستان کی دعائیں اور اذکار	359
152	پہلی بحث: تلاوت قرآن پاک	360
153	پہلا مقصد: کیا زندہ کے اعمال میت کو پہنچتے ہیں	360
154	دوسرا مقصد: میت کے لئے تلاوت قرآن پاک ہدیہ کرنا	363
155	ترجیح	365
156	تیسرا مقصد: کیا میت کو قرآن سننے کا فائدہ ہوتا ہے	365
157	میت کو تلقین کے متعلق اقوال	368
158	ترجیح	370

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
159	چوتھا مقصد: قبرستان میں قرآن پاک کی تلاوت اور علماء کے اقوال	370
160	تجزیہ	375
161	الحاصل	376
162	دوسری بحث: وعظ اور اذان	379
163	پہلا مقصد: قبر کے پاس وعظ اور علماء کے اقوال	379
164	ترجیح	382
165	دوسرا مقصد: قبر کے پاس اذان اور اقامت کہنا	382
166	تیسری بحث: قبر کے پاس دعا	385
167	پہلا مقصد: کتاب وسنت کی روشنی میں دعا کے عبادت ہونے کا ثبوت	385
168	دوسرا مقصد: غیر اللہ سے دعا کے جواز پر شبہات کا ازالہ	396
169	پہلا شبہ	396
170	دوسرا شبہ	404
171	تیسرا شبہ	406
172	چوتھا شبہ	407
173	تیسرا مقصد	411
174	آٹھویں فصل: قبروں کی تعظیم	417
175	پہلی بحث: قبر کا طواف	417
176	پہلا مقصد: طواف عبادت ہے	417
177	دوسرا مقصد: قبر کے طواف پر اہل علم کا موقف	419
178	تیسرا مقصد: قبروں کے طواف کو جائز سمجھنے والوں کا شبہ	420
179	خلاصہ کلام	422
180	دوسری بحث: قبروں کو چھونا اور تبرک لینا	423
181	پہلا مقصد: تبرک کا مفہوم	423
182	دوسرا مقصد: تبرک کا حکم	423
183	تیسرا مقصد: آپ ﷺ کی قبر سے تبرک کا حکم	425
184	خلاصہ کلام	429
185	تیسری بحث: بزرگوں کی قبر کا مجاور بننا	430
186	پہلا مقصد: مجاور اور اعتکاف کی تعریف	430
187	دوسرا مقصد: اس بات کا ثبوت کہ اعتکاف عبادت ہے	431
188	تیسرا مقصد: مسجد کے علاوہ اعتکاف کا حکم	432
189	چوتھا مقصد: قبروں پر اعتکاف سے متعلق علماء کی آرا	436

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
190	نویں فصل: قبرستان میں نذر ونیاز اور نیک اعمال	438
191	پہلی بحث	439
192	پہلا مقصد: اس بات کا ثبوت کہ ذبح عبادت ہے	439
193	دوسرا مقصد: قبروں کے پاس ذبح کی حرمت پر دلائل	440
194	تیسرا مقصد: اس کا ثبوت کہ غیر اللہ کے لیے ذبح اہل جاہلیت کا طریقہ ہے	442
195	چوتھا مقصد: ذبح کو جائز کہنے والوں کے شبہات اور ان کا ازالہ	443
196	پہلا شبہ	443
197	دوسرا شبہ	444
198	تیسرا شبہ	446
199	پانچواں مقصد: غیر اللہ کے لئے ذبح کا حکم اور علماء کے اقوال	446
200	چھٹا مقصد: غیر اللہ کے لئے ذبح کا حکم	449
201	دوسری بحث. قبروں کے لئے نذر ونیاز	451
202	پہلا مقصد: نذر کی تعریف	451
203	دوسرا مقصد: نذر کے عبادت ہونے کا ثبوت	452
204	تیسرا مقصد: غیر اللہ کی نذر کے متعلق علماء کے اقوال	455
205	چوتھا مقصد: قبر پرستوں کے بعض شبہات اور ان کا ازالہ	457
206	پہلا شبہ اور اسکا ازالہ	457
207	دوسرا شبہ اور اس کا ازالہ	458
208	تیسرا شبہ اور اس کا ازالہ	458
209	چوتھا شبہ اور اسکا ازالہ	459
210	پانچواں مقصد: غیر اللہ کی نذر کا حکم	459
211	چھٹا مقصد: قبروں پر سبیل لگانا	460
212	تجاویز اور نصیحتیں	463
213	خاتمہ	466
214	تصویری جھلکیاں	469
215	فہرست مراجع	475
216	فہرست مضامین	493

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدید اضافہ شدہ ایڈیشن

کامل

فقہ الاسلام شرح بلوغ المرام

افادات و تحقیقات:
علامہ محمد بن علی الشوکانی
محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی
شیخ عبداللہ بسام
شیخ حازم علی قاضی

نظر ثانی:
حافظ صلاح الدین یوسف
حافظ ثناء اللہ خان مدنی
پروفیسر عبدالجبار شاکر
پروفیسر ڈاکٹر حمید اللہ

شارح مترجم و مخرج:
حافظ عمران ایوب لاہوری

Page: 912 Rs: 475/=

ضعیف اور موضوع روایات سے پاک مجموعہ احادیث

صحیح اور مستند فضائل اعمال

تالیف: ابو عبداللہ علی بن محمد المغربی رحمہ اللہ علیہ
مترجم: فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ
تقریظ: (حافظ) صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

Page: 976 Rs: 475/=

بخاری و مسلم کی متفق علیہ احادیث کا مجموعہ

جواہر الایمان شرح اللؤلؤ والمرجان

ترجمہ
مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

تشریح و تخریج
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

Page: 1008 Rs: 600/=

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اردو میں اپنی نوعیت کی اولین پیش کش

اطلس القرآن

تالیف: ڈاکٹر شوقی ابوخلیل
ترجمہ: شیخ الحدیث حافظ محمد امین
توضیح واضافہ: محسن فارانی

مقامات، اقوام، اور شخصیات کا تذکرہ

جدید نقشوں اور جداول سے مزین قرآنی معلومات کا مستند ذخیرہ

Page: 504　Rs:.490/=

خطباء، واعظین اور ائمہ کرام کے لئے علمی تحفہ

خطباتِ نور

مولف
شیخ نور العین سلفی حفظہ اللہ

بے شمار موضوعات پر مستند حوالوں سے مزین علمی نکات وافادات پر مشتمل عام فہم اسلوب میں ایک موثر اور علمی کتاب۔

Rs: 240/-　Delux300/-　Page: 120

اہل حدیث کا منہج اور احناف سے اختلاف کی حقیقت ونوعیت

تالیف
فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

Page: 288　Rs: 160/=

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک نادر علمی اور تحقیقی کتاب

جلد اول و دوم

فتاوی علمیہ المعروف توضیح الاحکام

تالیف
حافظ زبیر علی زئی

عقائد، عبادات، معاملات اور تحقیقی افادات و دیگر متفرق مسائل پر گراں قدر علمی اور تحقیقی فتاوے۔ کتاب وسنت کے ٹھوس دلائل اور سلف صالحین کے منہج و آراء کے مطابق علمی بحثیں۔

Rs: 600/- Page: 1286

وقت کی قدر و قیمت اور وقت کے بہتر استعمال کے لئے مکمل رہنما کتاب
امت مسلمہ کے ہر گھر اور ہر فرد کی ضرورت

تحفۂ وقت

تالیف:
فضیلۃ الشیخ
شفیق الرحمٰن الدراوی حفظہ اللہ

یہ کتاب اسلامی نقطۂ نظر سے وقت کی قدر و قیمت کو اجاگر کرنے اور تضیع اوقات کے نقصانات سے آگاہ کرنے کے لئے نسخۂ کیمیا ہے۔

Page: 352 Rs: 175/=

خطباتِ جمعہ اور دروس مساجد کیلئے راہنما کتاب

خُطباتِ حرمین

ڈاکٹر عبد الرحمن السدیس، ڈاکٹر سعود الشریم
ڈاکٹر صالح بن حمید، محمد بن عبد اللہ السبیل
ڈاکٹر اُسامہ خیاط، ڈاکٹر عمر بن محمد السبیل

Rs: 280/- Page: 560

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دعوت عمل باالکتاب والسنۃ کے فروغ کیلئے
مکتبہ بیت السلام مئو کی معیاری مطبوعات کا مطالعہ کیجئے

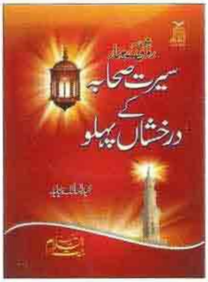

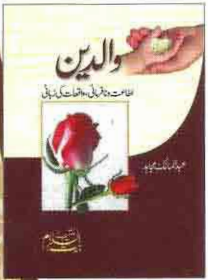

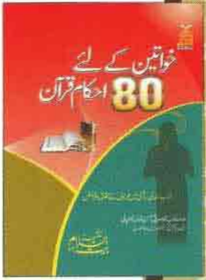

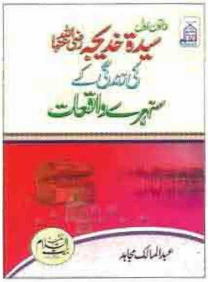

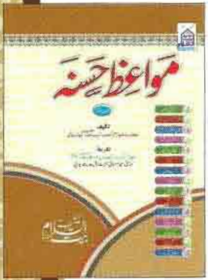

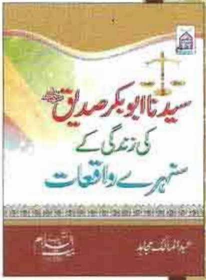

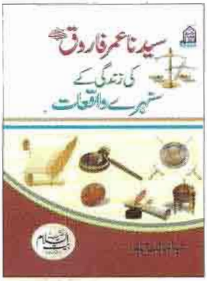

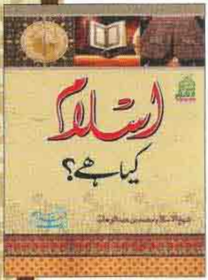

Distributer For U.P. & Other States

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com
WWW.faheembooks.com

MAKTABA BAITUL SALAM

₹ 300/-